جنگنامه محمد حنیف

الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ

للہ الحمد کہ اندنوں کتاب لاجواب احوال میں شہادت حسنینؑ اور خلفاء کرامؓ کے روایات صحیحہ سے مبین موسوم ہے

عناصر الشہادتین

جسکو حضرت مصنف جامع کمالات علمی مولوی محمد ناصر علی صاحب نے تجدید نظر فرما کر ترمیم و اضافہ روایات از سر نو آراستہ کیا

مطبع کانپور منشی نول کشور میں طبع ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہی ہم صرف کتب متفرقات دینیہ ذیل مین درج کرتے ہین ناظرین اور شائقین ملاحظہ فرما کر حظ کافی و بہرہ وافی اٹھادین

کتب متفرقات دینیہ

شبیہ احمدی - سراپای احمدی کا بیان -
مثنوی زائر - دعوت قبائل قریش -
دوازدہ مجلس - مسمی بریاض الازہار -
اسرار کربلا - حالات کربلا از منشی محمد ظہیر الدین مرحوم بلگرامی -
مجموعہ خطب - باترجمہ اردو مطبوعہ مطبع ریاض محمدی -
مہر نبوت - تصنیف نواب محمد مردان علی خان بہادر نظام نعت مین -
رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان -
آثار محشر - علامات و حالات قیامت مثنوی مین مذکور ہین -
اکسیر ہدایت - ترجمہ کیمیاے سعادت -
مذاق العارفین اردو - ترجمہ احیاء العلوم کامل در چہار جلد -
رسالہ ہدایۃ الکونین اے شہادت الحسنین
تحفہ درود ملقب بخیر الکلام مولفہ مولوی منظور احمد صاحب چشتی
رسالہ کسب الانبیا اردو - مصنفہ مولوی ظہور الحق صاحب -
شجرہ طغرای اسمای دوازدہ امام -
دہ مجلس منظوم - معرکہ کربلا کی علی الترتیب چودہ مجلس ہین -
مجموعہ توشہ عقبے - درود و وظائف اسماے الٰہی و اسماے رسالت پناہی -
زاد عقبے - شرح اسماے حسنے -
انوار محمدی تصنیف محمد امیر اکبرآبادی بیان

اختلاف فرق اسلامیہ -
شرح چہل حدیث تصنیف میر علی صاحب -
چہل حدیث -
مولد شریف - عرصہ بہار از مرزا علی بہار -
نسب نامہ رسول مقبول - اس مین حال بعثت سے وفات تک مرقوم ہے -
حدیقہ میلاد - فضائل حضرت غوث الاعظم -
مجموعہ نود و نہ نام - شامل دعای مغنی و قصیدہ بردہ و بانت سعاد و قصیدہ غوثیہ و دعاے سریانی وغیرہ -
دہ مخزن اردو - مصائب شہداے کرام -
تاریخ مدینہ - ترجمہ جذب القلوب -
وفات نامہ - تصنیف خانی مرادآبادی ذکر وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم -
سبیل الجنان - مصنفہ میر علی متخلص بامیر تکمیل الایمان کا ترجمہ -
تذکرۃ الجمعہ تصنیف مولوی قطب الدین خان بہادر دہلوی در فضیلت جمعہ -
فلاح دارین - آداب معاشرت شرعی -
ترغیب الفرقان - در فضائل قرآن -
موضح الحق - مسائل جزئیہ دین -
تحفۃ الزوجین - میان بی بی کے حقوق اور انکے فرائض معاشرت -
احکام العیدین - تالیف مولوی قطب الدین خان

الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ

لله الحمد کہ اندنون کتاب لاجواب احوال مین شہادت حسنین اور خلفاء کرام کے روایات صحیحہ سے مبین موسوم ہے

عناصر الشہادتین

جسکو حضرت مصنف جامع کمالات علمی مولوی محمد ناصر علی صاحب نے تجدید نظر فرما کر ترمیم و اضافہ روایات سے از سر نو آراستہ کیا

مطبع کانپور منشی نول کشور مین طبع ہوئی

[illegible]

ودونون مظلوم ودونون
ودونون ظاہر وباطن کے
شہید ظاہر بیمار اپنے سید ابرار
اول سید ہمارا اور دوسرا
ابو محمد حسن اور دوسرا
ابو عبداللہ حسین [illegible] امام
عاشورا اور ماہ محرم و دورہ دنیا
مین کرے ۱۲

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعالی اللہ کیا کیا قدرتین اپنی دکھاتا ہے — کہ پتلے نور کے نبواسے کے مٹی مین ملاتا ہے
کبھی حسنین کو کاندھے پر حضرت کے چڑھاتا ہے — کبھی سر انکے نیزی پر چڑھا در در پھراتا ہے

الحمد لمن له البقاء والقدم ولما سواه الفناء والعدم نشکره علی ما اعطانا
من اجل النعم وجعلنا من خیر الامم والصلوة والسلام علی سید ولد آدم
صاحب السیف واللواء والعلم دافع الکرب والبلاء والا لواتباعه فتخر علی العرب
والعجم وعصیانه محرم سیدنا ومولانا محمد ن المسموم شهید الامود علی آله
واصحابه سیما علی صهریه وختنیه عدد شهداء بنی آدم خصوصا علی سبطیه
المکرمین القمرین الانورین العطشانین المظلومین الشهیدین سیدنا ومولانا
ابو محمد ن الحسن وابی عبداللہ الحسین ما تعاقب ایام العاشوراء وشهور المحرم
اما بعد مغموم غمگین پرہین غلام پنجتن آوارہ دشت کرب وبلا مسموم زہر بلا اہل جرم وخطا تر
دامن عین فرات مین خشک لب رنگین پیرہن تیر بارانی بلای جان بلب فقیر محمد ناصر علی ابن
شیخ حیدر علی مرحوم غیاثپوری سیری مولد آگرہ ادی سکنا خدمت مین محبان سیدنا حسین اور
جان نثاران سبطین مکرمین کی عرض رسا ہی کہ اکثر یہ فقیر واقعات کربلا اور سانحات آل عبا اور دردیات

دردانگیز اور حکایات رقت انگیز امام قبلتین مظلومین مقتولین شہیدین قمرین نیرین نجمین انورین
سراج مشرقین ضیاء مغربین نور علینین انسان عین کونین سبطین ذی النورین ریحانین
عطرین جناب حضرت سیدنا و مولانا ابو محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہما ما کان
ذکر الشہادتین کی متفرق کتابون مین دیکھ دیکھ روتا تھا سیاہی منہ کی اشک غم سے دھوتا تھا بارہا اس
غم سے اداس رہتا ہر دم بدحواس رہتا تھا کہ جب نام اس ریحان رسول کا یاد پڑجاتا خار غم دل مین گڑجاتا
دل بے اختیار دھڑکنے لگتا تھا جی وحشت زدہ پھڑکنے لگتا کلیجا پھٹنے لگتا غم سے دم الٹنے لگتا عرصہ دراز سے جی
چاہتا تھا کہ ان روایات متفرق کو یکجا کر دیجیے یعنی فضائل اور شہادت مین حضرت حسین کی ایک
کتاب تالیف کیجیے اور عمر بھر پڑھ پڑھ کے آنسو روئیے جی جان کھوئیے کہ منہ کی کالک دھو جائے
سارا گناہ کہ ریگ کربلا اور قطرات فرات سے بھی بالا ہے محو ہو جائے ایک دن اسی فکر مین
سہو محو ہو رہا تھا حالات کربلا یاد کر کر رو رہا تھا حضار مجلس کا منہ تکتا تھا مگر کوئی حرف
منہ سے نہ بول سکتا تھا اتنے مین شیدا اسے ذکر آل عبا و اہل خاندان لافتی نور
حدقہ اتقا نور حدیقہ اہتدا محب سادات مجمع سعادات عاشق اصحاب عظام شیفتہ
آل کرام سراپا دانش و تمیز شیخ عبد العزیز بن مظہر انوار علم نیر لی حاجی شیخ رجب علی
صاحب لکھنوی لکھنؤ سے آئے بعد ساعت حرف مطلب زبان پر لائے کہ مین نے
ناصر الابرار چھپوالی بفضلہ تعالی تمنائے دلی بر آئی اب ایک عرض دوسری لایا ہون فقط اسی
غرض کے لیے اسقدر طول مسافت طے کر کے آیا ہون کہ اب ایک کتاب بیان واقعات
کربلا اور فضائل اور شہادت مین سیدنا حسین ریحان مصطفی کی تالیف کر دیجیے بہت جلد تصنیف کر دیجیے
روایتین صحیح ہون مضامین ملیح ہون معتبر کتابون سے منقول ہو تا عند اللہ و عند الناس
مقبول ہو فقیر نے ہر چند اسمین عذر کیا مانا نہین عرض مین طول دیا حال دل کا جانا نہین آخر
سینے پر سل انگارے پر دل رکھکر کلیجا تھام کر قلم مصیبت رقم اٹھایا بہت جلد رو رو کر
آنسوؤن سے کاغذ دھو دھو کر حیز تحریر مین لایا بیان وفات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم و حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا و حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور
شہادت سے جناب خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم کے ابتدا سے کلام کیا اور فضائل

اور شہادت پر حضرات حسنینؓ کے اختتام کیا اور چونکہ یہ کتاب مجمع بحرین ہی اسلیے نام اسکا
عناصر الشہادتین ہی جسے واقعات کربلا کے دیکھنے کی ہوس ہی اُسے مطالعہ اسکا بس ہی
اب احباب سے تمنا ہی کہ اگر اسکی سیر کرین تو بحق مولف عاصی دعای خیر کرین اور اگر کہین
کسی روایت مین لغزش پائین تو خنجر طعن اُس تر دامن تشنہ لب کے گلے پر نہ چلائین یا تو عین عنایت سے
معاف کردین یا آب اشک دیدہ سے دھوکر صاف کردین بعد رسول پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام
و علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ؛ امابعد اب ناصر کو تحریر سے سکتا ہی قلم ہاتھ مین لیے کاغذ کا
منہ تکتا ہی سیاہی غم سی مثل صوف پوشون کے سیہ پوش ہے دوات رنج والم سے مدہوش ہی جو
بیان ہی وہ نشتر رگ جان ہی ہر ایک بیت بیت الاحزان ہی مصرع مصرعہ پر غم ہی جو نقطہ ہی
وہ قطرہ دم ہی جو مضمون ہی درد و غم سے مشحون ہی ہر سطر صف ماتم ہی حرف حرف حلقہ نشین الم
ہے ہر طرف سی گھٹا غم کی گھری آتی ہی دل تڑپتا ہی جان نکلی جاتی ہی اور کیونکر نہو کہ اب حال
پر ملال واقعات قیامت نما یعنی ماجرای وفات حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جناب
زہرا رضی اللہ عنہا و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و شہادت خلفای مصطفیٰ و امام دوسرا شہید
کربلا لکھا جاتا ہی کیسا امام عالی مقام آئینہ رسولؐ نما آیہ آیہ انما مصداق سورہ ہل اتی معنی مودت
فی القربیٰ سبط و ریحان رسول بضعۃ و جان بتول لخت جگر علی مرتضیٰ قوت بازوی حسن مجتبیٰ نور دیدہ
فاطمہ زہرا نور حدیقہ خدیجہ کبریٰ راکب دوش رسولؐ زیب آغوش بتول ساقی کوثر کا نواسا عین
فرات پر قطرہ آب کا پیاسا شہید رنگین پیرہن قتیل خونین کفن شیر دلیر بیشہ بلا ثابت قدم
مقام رضا رضا جو جسکے مزاج نازک کا رب جلیل گہوارہ جنبان جسکا جبرئیل جد امجد
جسکے رسولؐ اکرم خال جسکے قاسم مکرم والد ماجد جسکے علیؑ اعظم حسنؑ جسکے برادر معظم
جعفر طیار جسکے عم مفخم صدیقؓ جسکے ہمدم فاروقؓ جسکی قدر کے محرم عثمانؓ جسکے شریک
درد و الم امام الثقلین جان کونین سلطان دارین معلی القبلتین سیدنا مولانا ابو عبد اللہ الحسینؓ
شعر جائے کہ بہشت ذکر حسینؑ و بلاے او بہر رحمت نزول می کند از کبریای او
روایت شیخ سہل بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین عاشوری کے دن غم سیدنا امام حسینؑ سے
اشکبار ہو رہا تھا اُنکے مصائب کو یاد کرکے بیقرار ہو رہا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ اگر مین اُسدن

۱۲ بموجب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفاطمۃ بضعۃ منی ۱۲ مولانا محمد حسن سلمہ

اپنی بدنصیبی سے وہان حاضر نہ تھا کہ شاہ کربلا کے آگے کفار اشرار سے لڑکے اپنا گلا کٹاتا حضرت
پر قربان ہوجاتا تو باری آج تو اُسکی حسرت مین کچھ تھوڑا رونا ہون خون دل سے دامن بھگوتا ہون
پھر اُسی رات کو اپنی بخت بیداری سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا
آپنے فرمایا ای سہل قسم ہے ذات کبریا کی کہ ایک قطرہ بھی تیرا آنسو جو یاد مصیبت مین میرے
فرزند دلبند نور عین حسین کے بہای بیکار نجائیگا اور اُس رونے کے بدلے جو تو آج روتا ہے
کل حق تعالی تجھے اجر جزیل اور ثواب جمیل عنایت فرمائیگا کہ محاسبان تختہ خاک اُسکے
حساب سے گھبر اُٹھینگے اور دبیران خطہ افلاک اُسکے شمار سے عاجز ہوجاینگے قطعہ یاد
حسین علی گریہ کن ✤ کزین گریہ پیدا شود آبروی ✤ ہر آن نامہ کز خطا شد سیاہ ✤ بدین
گریہ کردن توان شست و شوی ✤ روایت ہے کہ سلطان کونین حضرت امام حسین قیامت
کے دن عرصات محشر مین ساتھ چہرہ خون آلود اور کفن رنگین کے تشریف لائینگے اور جناب
باری مین التجا فرمائینگے رَبِّ شَفِّعْنِي فِيمَن بَكَى عَلَى مُصِيبَتِي خداوندا جو کوئی دنیا مین
میری شہادت اور مصیبت اور غریبی اور محرومی اور مظلومی اور بیکسی اور بیبسی اور بیبرگی
اور گرسنگی اور تنہائی اور یکتائی پر رویا ہے اور میرے غم مین اپنے دامان کو بھگویا ہے تو اُسے
میرے اُس چہرہ آغشتہ بخون اور پیرہن گلگون کے بہا مین بخشدے میری شفاعت
اسکے حق مین قبول کرے پس حق تعالی شفاعت کو اُس جناب کی قبول کریگا گناہ اُن لوگون
کے کہ غم امام مین آنسو بہائے ہین بخشدیگا بیت گر آب زنی بگریہ راہ شہدا ✤ بخشند
گناہ تو بشاہ شہدا ✤ روایت امام علی بن موسی رضا سے منقول ہے کہ جب حق تعالی
نے واسطے فدیہ اسمعیل علیہ السلام کے بہشت سے مینڈھا بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام نے اُسکو ذبح
کیا پھر دل مبارک مین اُس شیر دلیر کے یہ خیال ہوا کہ اگر مین اِس مینڈھے کے عوض اسمعیل ہی کو
اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا تو ثواب عظیم اور اجر جزیل پاتا پس حقتعالی نے وحی بھیجی کہ ای ابراہیم تمامی
مخلوق مین سے تم کسکو زیادہ دوست رکھتے ہو خلیل اللہ نے عرض کیا حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو کہ حبیب اور صفی تیری ہین پھر ارشاد ہوا کہ اُنکو زیادہ دوست جانتے ہو یا
اپنے کو عرض کی کہ قسم ہے تیری وحدانیت کی کہ اُنکو اپنی جان عزیز سے عزیز اور دوست تر

عناصر الشہادتین

جانتا ہون پھر فرمان پہونچا کہ فرزندان کو اُنکے زیادہ دوست جانتے ہو یا اپنے فرزندون کو
خلیل اللہ نے جواب دیا کہ فرزندان امجاد اُنکے میرے نزدیک میری ساری اولاد سے
دوست تر اور محبوب ترین ہین بیت آنکس کہ ترا شناخت جان را چہ کند ٭ فرزند و عیال
و خانمان را چہ کند ٭ پھر حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ای خلیل ایک فرزند کو فرزندان بزرگوار
سے اُنکے بڑی جور و ایذا اور نہایت ظلم و جفا سے غریب اور تنہا بھوکا پیاسا دشت کربلا
مین شربت شہادت کا پلائینگے اور ساری مال و اسباب کو اُس فرزند ارجمند کے لوٹ
لینگے خاک مین ملائینگے حضرت ابراہیم خلیل اللہ شمہ اس واقعہ جانکاہ کا اور حادثہ ہوش رُبا
کا سنکر کے حالت رقت مین آئی اور قطرات حسرات اشک کی چشمان غم و دیدہ دل سے بہائے
خطاب آیا ای ابراہیم ثواب رونیکا تمھاری امام حسین پر اور جو تم اُنکی مصیبت کو یاد کر کے دلمین کڑھی برابر
اُس ثواب کی ہی کہ اپنی ہاتہ سی تم اپنی فرزند ارجمند اسمعیل کو میری راہ مین قربان کرتے یارو مقام غور ہی
کہ مصیبت مین سیدنا امام حسین کے اشک ریزی کا کسقدر ثواب ہوتا ہی کتنا فضل رب الارباب
ہوتا ہے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭

قیامت سی نہین کچھ کم وفات سرور عالم | کہ جسکے ذکر سی ماصر کلیجا تھر تھراتا ہی
یہ کیا ہی آسمان سی آج جو یہ اشکباری ہے | زمین و آسمان مین کیون یہ جوش آہ وزاری ہی
یہ کیون جبریل کی آنکھون سی بحر خون جاری ہی
گھٹا غم کی فلک پر چھاگئی ہی کسلیے ہر سو | بظاہر ایک کو بھی اپنے دل پر کچھ نہین قابو
ہوا بدلی ہی کیون دنیا اندھیری آج ساری ہی
یہ کھل بل ہوگئی پیمبر دن مین کسلیے اسدم | سر پر باندھی ملک رو رو کے چلے آتی ہین کیون ہیم
زبان پر سبکے کیون صل علیٰ با آہ وزاری ہی

دنیا جائے آزمایش ہی نہ مقام عیش و آسایش ہی دو دن کی زندگی ہی عبادت کی تو خیر نہین تو
سراسر شرمندگی ہی آدمی گدا ہی یا بادشاہ ہی نبی ہو یا اُمت دونون کی یہی راہ ہی شعر
در بارگاہ حشر چہ سلطان چہ بے نوا ٭ بر آستان مرگ چہ دربان چہ بادشاہ ٭ نہ مروت کی

گھڑ گھڑ جاری ہے مگر کسی کو سوجھے نہین کل شی ہالک قول باری ہی مگر کوئی بوجھی نہین جو دم
ہے جو پل ہی جو گھڑی ہے موت سر پر اپنا وقت تاک رہی ہی گھڑی ہی شعر رہنا نہین کسی کو چلنا ہے
سب کو آخر ٭ دو چار دن کے خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا ٭ کوئی ملک ہو یا نبی ہو پیر و جوان
ہو یا حبشی ہو شاہ ہو یا وزیر امیر ہو یا فقیر منشی ہو یا دبیر صغیر ہو یا کبیر حکیم ہو یا طبیب اطبہ
ہو یا لبیب بقراط ہو یا شیخ خوشنویس ہو یا شاعر فصیح عالم ہو یا عامل عارف ہو یا کامل
پہلوان ہو یا ضعیف وضیع ہو یا شریف فاسق ہو یا زاہد کافر ہو یا ساجد موت کسی کو
چھوڑتی نہین ہر دم دم نکالنے کو آمادہ ہی ہاتھ موڑتی نہین **رباعی** ظالم تجھے کیا خواہش
دنیای دنی ہی ٭ پیوند زمین ہر کوئی محتاج و غنی ہی ٭ جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ ٭
سوتے ہین تلے خاک گلی مین کفنی ہی ٭ اس گھڑی سنگ مرمر کے محل مین جو بڑی عیش سی جیتے ہین
لبنی تازی سوتے ہین وہ اس گھڑی مرمر کے آغوش غضب مین مادر نامہربان قبر کے پڑی بجای
شیر خون جگر پیتے ہین اور زار زار روتی ہین انگوٹھی حسرت کی چاٹ رہے ہین انگلیان افسوس
کی کاٹ رہے ہین آہ ابھی جو یار و آشنا کے ساتھ ہنس رہی ہین نظر پھیری تو گور مین پڑی
ہین سانپ بچھو انکو ڈس رہے ہین **نظم** کہان سلیمان کہان سکندر کہان ہین جم اور
کہان ہین دارا ٭ یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ٭ مسافران
رہ عدم کو یہ کیسی نیند آگئی الٰہی ٭ کہ جب ہی سو گئے پھر کے چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر ٭
یارو حیرت اور عبرت کا مقام ہی کہ جب روح کونین جان دارین شہنشاہ ہر دو سرا
سرور انبیا حبیب خدا اصل موجودات سبب وجود کائنات سید ولد آدم رحمت عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی جنکے لیے حقتعالی نی دونون جہان کو بنایا کتم عدم سی موجود مین لایا
دنیای دنی کو چھوڑا حق سی جا ملے رشتہ زندگی کو توڑا تو ہم تم کیا عمر دو روزہ پر اعتماد کرین ایسے
جینے پر کیا دل شاد کرین حق یہ ہی کہ اللہ بس ہی باقی ہوس ہی **رباعی** اندیشہ ز مرگ مصطفا
باید کرد ٭ شادی و طرب جملہ رہا باید کرد ٭ چون سید ہر دو کون جاوید نماند ٭ مارا طمع خام
چرا باید کرد ٭ روایت ہی کہ دسوین سال ہجرت کی جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اپنی وفات کا حال معلوم ہوا تو مسجد مین آکر آپ نی خطبہ پڑھا کہ ایک بندہ کو حق تعالی نے

دنیا مین ناز و نعمت کے ساتھ رہنے اور مرنے کا مختار کیا آپنے دنیا کو اختیار نہ کیا آخرت ہی کو اختیار کیا شیفتہ
جمال اور عاشق صادق ابوبکر صدیق اُس نکتے کو سمجھکر رونے لگے اور انکے انتقال حبیب متعالی اس کلام
سے پاکر جی جان کو کہونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم اپنی مادران اور پدران اور جانون اور مالونکو
آپ پر قربان کرتے ہین یا رسول اللہ ہمارا کیا حال ہوگا آپ نے دلاسا دیا اور فرمایا ابوبکر مت رو و
بیقرار مت ہو و پھر اسی سال آپ نے حج ادا کیا اور بتاکید تمام احکام دین کی یارون کو تلقین
فرمائی کلمات رخصت باصد حسرت و رقت فرمانے لگے کہ شاید آیندہ سال پھر اتفاق حج کا نہو
پھر فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالی تم لوگون سے میرا حال پوچھیگا کہ کیا کیا معاملہ کیا اور تمہارے
ساتھ کیسے رہے سو تم لوگ کیا کہوگے سب حضار نے کہ لاکھ آدمی سے زیادہ تھے عرض کی کہ آپنے
احکام الہی بخوبی پہونچائے اور نصیحت اُمت کی بخوبی فرمائی پس آپ نے انگشت شہادت آسمان
کی جانب اٹھاکر تین بار فرمایا اَللّٰہُمَّ اشْہَدْ خداوندا گواہ رہ ❊ شعر ❊ رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود سلام
❊ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ❊ روایت ہے کہ اسی سال مین بروز عرفہ جمعے کے دن
یہ آیت اُتری اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ آج مین نے دین تمہارا
پورا کردیا اور نعمت اپنی تمپر تمام کردی مسلمانون کو اس بات سے بڑی خوشی ہوئی مگر باریک
بینان صحابہ جسطرح حضرت ابوبکر صدیق اس آیت سے قرب زمان قیامت نشان سمجھ گئے
اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا مین رہنا اور یہ سب اذیتون کا سہنا فقط واسطے
اکمال دین اور تکمیل ناقصین کے تھا جب دین کامل اور نعمت حق پر شامل ہوگیا تو حضرت
کو دنیای دنی سے کیا کام ہے اور انھین دنون مین سورہ اِذَا جَآءَ اُتری آپ نے جبرئیل امین سے
فرمایا کہ ای جبرئیل اس سورہ سے بوے مرگ آتی ہے یعنی یہ سورہ خبر موت کی سناتی ہے جبرئیل نے
کہا یا رسول اللہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی جو ہی مرضی مولی ہے تو اس دنیا سے
بہر صورت آخرت آپ کے لیے اولی ہے آخر آپ نے حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین
قدم رنجہ فرمایا اور اہل بقیع اور شہدای اُحد کے واسطے دعای مغفرت فرماکے اپنے کوچ کا حال
لوگون کو سنایا اسکے بعد آپ اکثر تسبیح اور استغفار اور گریہ مین مشغول رہتے لوگ کہتے یا رسول اللہ
آپ موت کے خوف سے روتے ہین اتنا بیتاب ہوتے ہین فرماتے نہین بلکہ اُمت کی قبر کی تنگی اور بہی کی

تاریکی اور قیامت کے احوال یاد کرکر روتا ہون بیقرار ہوتا ہون ؎ جہان کا باغ تاراج
خزان ہی + اجڑتا ہمصفیر و گلستان ہی + جناب سرور عالم کی رحلت + قیامت ہی قیامت ہی قیامت
رسول اللہ کر بانغ نبوتی + سراپا پیٹ کر ہم جان کھوتے + کہین کیا بندگی بیچارگی ہی + فقط
رو دینی کی رخصت ملی ہی + روایت ابن مسعود کہتے ہین کہ آپ نی اپنی وفات کی ایک مہینے قبل
خواص اصحاب اور عمدہ احباب کو گھر مین حضرت عائشہ صدیقہ کے بلایا پھر ہم لوگون کو
دیکھکر نہایت رحمت اور شفقت اور غلبہ درد فرقت سی ہم لوگون کی بیکسی اور غربت پر نظر کرکے
رونے لگے بیقرار ہونے لگے نظم وداع یار و دیارم چو بگذرد بخیال + شود دمنازلم از آب دیدہ
مالامال + بیان آتش سوزندہ ممکن ست آرام + ولی در آتش ہجران قرار و صبر محال + پھر
فرمایا مرحبا بکم اللہ و رحمکم اللہ و ہدیکم اللہ ای یارو وصیت کرتا ہون مین
تمکو ساتھ تقوی اور خوف الٰہی کے اور عذاب الٰہی سے تمکو بہت ڈراتا ہون اور تمھین خدا کے حوالے
کرکے پھر حقتعالی کو اپنا خلیفہ بناتا ہون چاہیے کہ کوئی کسی مخلوق پر ظلم اور تکبر اور فساد نکرے خدا کے
شہرونکو غلو اور گناہ سے برباد نکرے یارو اب ہماری تمھاری درمیان فراق کا دن قریب آگیا سفر
آخرت مجھے بھا گیا اصحاب کبار اس حال کی سنتے ہی زار زار رونے لگے مرغ بسمل کیطرح تڑپے
بیتاب ہونے لگے نظم مجبو آپ کی ماتم مین رو لو + قطرہ مین اشک کے موتی پرو لو + اگر کچھ الفت
پیاری ہی + مقام گریہ ہی رونے کی جا ہی + پھر سبھون نی باو دیدہ گریان و سینہ بریان ضبط گریہ
کرکے سینہ پر پتھر دھر کے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسے بری دن ہم پر کب آئینگے
آپ دنیا سے رحلت کب فرمائینگے فرمایا زمانہ فراق بہت ہی قریب ہی عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو
غسل کون دیگا فرمایا مردان اہل بیت جو ہم سی قرابت مین قریب ہون پوچھا یا رسول اللہ
کس کپڑے پر آپ کو کفن دیا جاویگا فرمایا انہی کپڑی مین جو مین پہنے ہون اور اگر چاہو جامہ مصری
یا حلہ یمنی یا اور کوئی کپڑا سفید جیسا چاہو پوچھا یا رسول اللہ آپ کی جنازی کی نماز کون
پڑھاویگا اتنی سنتے ہی سے ضبط گریہ نہو سکا سب کی سب با دل بیقرار زار زار بے اختیار رونے لگے
بلکہ جان کھونے لگے آپ بھی نہایت شفقت سی ہماری غریبی پر آنسو بہانے لگے اور رو رو کر
فرمانے لگے یارو صبر کرو دل پر جبر کرو اور جزع فزع نکرو رحمت خدا کی تم پر نازل ہو دی

اور اللہ تمھاری گناہ آپ مغفرت کر دیگا اور ہماری طرف سے تمکو جزای خیر دیوے مجھے نہلا کفنا کے
اسی گھر مین کناری قبر کے رکھکر سبکے سب ایک لحظہ جدا ہو جائیو یارو اول من یصلی علی ربی
پہلے میرا پروردگار خود بذات خاص انزال رحمت خاص فرمائیگا پھر جبرئیلؑ میری نماز پڑھینگے پھر
میکائیلؑ پھر اسرافیلؑ پھر عزرائیلؑ ساتھ سب لشکر فرشتون اپنی کے اُسکے بعد مردان اہل بیت پھر
عورتین انکی پھر تم لوگ فوج فوج اگر ہماری جنازی کی نماز پڑھ لیجیو اور نوحہ اور فریاد دے مجھے ایذا
نہ دیجیو اور جو جو اصحاب ہمارے غائب ہین انکو میرا اسلام کہنا اور میری پیروان اُمت کو قیامت تک
میرا سلام پہونچاتی رہنا **شعر** روزیکہ ز تو سلام باشد مارا ✦ آن روز فلک غلام باشد مارا ✦ پوچھا
یا رسول اللہ آپ کو قبر مین کون داخل کریگا فرمایا مردان اہل بیت کی کہ اُنکے ساتھ فوجین فرشتون کی
ہونگی کہ وہ تمکو دیکھینگے اور تم انکو نہ دیکھو گے **نظم** جانہا در آتش ست کہ جانان ہمیرود ✦ سیلاب
خون ز دیدہ گریان ہمیرود ✦ یعقوب راز یوسف خود دور می کنند ✦ خاتم برون ز دست
سلیمان ہمی رود ✦ آدم وداع سایۂ طوبی ہمیکند ✦ خضر از کنار چشمۂ حیوان ہمیرود ✦ **روایت**
ہے کہ گیارھوین سال ہجرت کے اٹھائیسوین صفر بدھ کے دن آپ کو حضرت میمونہ کی گھر مین
پہلے درد سر بشدت شروع ہوا اور ظہر کے بعد زیادتی مرض کی شروع ہوئی اور چودہ دن آپ
بیمار رہے دو دن صفر کے اور بارہ ۱۲ دن ربیع الاول شریف کے اور یہی مشہور ہے کہ بعضون نے کہا کہ
آپ دس روز بیمار رہے بائیسوین صفر شنبہ کے دن بیمار پڑے اور پیر کے دن دوسری تاریخ ربیع الاول
کی رحلت فرمائی اور اسی قول کو علما نے ترجیح دی ہے اسواسطے کہ بالاتفاق حضرت سیدہ خاتون جنت
نے بعد آپ کی پوری چھ ۶ مہینے مین تیسری رمضان کو قضا کی ہے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای
خدا درود و سلام ✦ علی و فاطمہ حسنؑ و حسین پر بھی مدام ✦ **روایت** ہے کہ جب آپ کو بخار
درد شروع ہوا تو آپ نے حضرت علیؑ اور چند صحابہ کو اپنے ہمراہ لیکر جنت البقیع مین جا کر اہل گورستان کو
سلام اور چند خطاب کر کے یارون کو فرمایا کہ جبرئیلؑ ہر سال مجکو قرآن ایکبار سناتے تھے اور
اسسال دو بار سنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی سواے علی حق تعالی نے
مجکو مخیر کیا درمیان خزائن دنیا اور ہمیشہ رہنے کے اور درمیان بقاے اور بہشت اپنی کے
سو مین نے بقاے پروردگار اور بہشت کو اختیار کیا اے علی جب مین اس جہان سے قضا کرون

تو تمہین اب مجھے غسل دینا اور ستر عورت کا بہت لحاظ رکھنا اسواسطے کہ جسکی نظر میری ستر عورت پر
پڑیگی وہ فوراً اندھا ہو جائیگا عذاب الیم پائیگا اور بعد میرے غسل کے جسقدر پانی میری ناف
کے غار اور دونون آنکھون کے حدقون مین جمع ہو اسکو تم پی لینا اور کسی کو نہ دینا برکت
اسکے میراث علوم پیغمبران اولین اور آخرین کی تمھاری نصیب ہوگی رحمت الٰہی تمھارے
قریب ہوگی پھر آپ وہان سے گھر تشریف لائے اور کلام رخصتی لوگون کو سنایا روایت ہے
شعر جناب عائشہ باجان غمگین ☩ بیان کرتی ہین یہ حال شہ دین ☩ کہ جب آپ تشریف
لائے تو میرا سر دکھتا تھا مین نے کہا وارا سا ہای میرا سر دکھتا ہے شعر ہے
سر اس گھڑی ☩ کہ گویا اجل سامنے ہے کھڑی ☩ آپ نے فرمایا وارا ساہ بلکہ میرا سر دکھتا ہے آپ
ہنس کے فرمایا کہ جو میرے سامنے تمھاری وفات ہو تو مین اچھی طرح تمھاری تجہیز و تکفین کرون
اور تمھاری نماز پڑھ سکے اور تمھارے لیے دعای استغفار کرکے تمہین دفن کرون مین نے کہا گویا
آپ یہی چاہتے ہین کہ مین مرجاؤن سو واللہ آپ مجھے کفنا دفنا کے اسی دن میرے حجرے
مین کسی اور بی بی کے ساتھ عروسی فرمائینگے اور میری محبت کا کچھ خیال دلمین نہ لائینگے
پس آپ نے مسکرا کر فرمایا بل انا وارا ساہ یعنی ای عائشہ تم اپنے درد سر کا حال کیا سناتی ہو ابھی اپنی
موت کا کیا ذکر لاتی ہو ابھی تم بہت زندہ رہو گی تکالیف دنیا سہو گی بلکہ میرا سر مارے درد کے
پھٹا جاتا ہے سامان میری موت کا نظر آتا ہے خیر پہلے ہم ہی چلے آخرت مین اب جلدی تم سے
جدا ہونگے درد تمھاری مفارقت کا سہینگے اور اگر ہم تمھارے بعد مرتے تو بہت اچھا ہوتا کہ دونون
آدمی وہان باہم آرام کرتے نظم ای دوستان نہان کشید آہ سوزناک ☩ کامد زمان نعرہ و
بیدادگریستن ☩ بی نالہ و خروش امبا شید یکنفس ☩ تا نعرہ چرا شوید بہ تنہا گریستن روایت
ہے کہ پھر درد آپکا بڑھنے لگا اور آپ باوجود اسکے ہر روز ایک بی بی صاحبہ کے گھر تشریف
لیجاتی تھی کہ جب طاقت رفتار جاتی رہی تو حسب الاجازت صحابہ آپکو کسی کپڑے مین اٹھاکر
جس بی بی صاحبہ کی باری ہوتی آنکے مکان پر پہونچا دیا کرتے اور آپ ایسی حالت مین ہر روز
اسیطرح ازواج طاہرات کے پاس جاکر رعایت قسم کی کیا کرتے اور ہر روز پوچھتے کہ این
انا غدا یعنی کل مین کہان رہونگا ازواج مطہرات نے جب اس کلام کو بار بار آپکی زبان مبارک سے

سُنا تو سمجھا کہ شاید عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف رکھنا منظور ہی کیونکہ وہ آپکو بہت محبوب ہین سب بیبیون نے متفق ہو کر عرض کی کہ ہم سب راضی ہین کہ ایام مرض تک عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف رکھین تب سرور انبیا مسافر ملک بقا اُسی شدت مرض مین ایک ہاتھ حضرت عباس کے کاندھے پر اور ایک حضرت علی کے دوش پر رکھی ہوی اور پشت نازنین کا سینہ فضل سی سہار گیی ہوے پای مبارک زمین سی گھسیتتے ہوی بڑی تکلیف سے حضرت عائشہ صدیقہ کی گھر تشریف لیگیے پھر سب ازواج طاہرات وہین پر آتی تھین اور خدمت بجالاتی تھین پھر توانا فانا درد سر شدت بڑھنی لگی تپ کا زور ہوا دم چڑھنے لگا **اشعار** جان و دل مبتلای درد ہوی + یک بیک ہاتھ پانون سرد ہوے + تپ سی دل دو دو ہاتھ اُچھلنے لگا + بس کلیجا سا کوئی ملنے لگا + **روایت** ہے صحیحین مین کہ ایام مرض موت مین آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ سی کہا کہ تم اپنی باپ ابوبکر اور اپنی بھائی عبدالرحمن کو بلا بھیجو کہ مین تمھاری باپ ابوبکر کے لیے عہدنامہ خلافت کا لکھدون اور انکو اپنا ولیعہد کردون تا کوئی اور کہنے والا نہ کہی کہ مین ابوبکر سے خلافت کی لیے اولی ہون حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ اسکی کچھ ضرورت نہین اللہ تعالی اور مومنین خود بغیر ہمارے باپ ابوبکر کے اور کسی کو خلیفہ مقرر نہ کرینگے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت** ہی کہ خیبر مین زینب یہودیہ نے بکری کے دست کی گوشت مین زہر ملا دیا اور اُسے بریان کر کے حضور نبوی مین کھانے کو بھجوایا آپ کو دست کا گوشت بہت پسند تھا ایک لقمہ اُسمین سی منہ مین لیا اُس گوشت نے زہر ملانے کا حال حضرت سی کہدیا آپ نے سب صحابہ کو فرمایا کہ اسے نہ کھاؤ اسمین زہر ملا ہی بشر بن برا صحابی نے اسمین سے کچھ کھا لیا تھا فوراً بدن اُنکا سبز و سیاہ ہو گیا اور اُسی وقت قضا کر گئے اور آپ کو بھی شوق اُسی سم کے اثر سے درد سر اور بخار شدید عارض ہوا آپ نے زینب کو بُلا کر ماجرای گوشت پوچھا اُسنے کہا حضور ہان مین نے زہر دیا ہی یہ فعل شنیع مین نے کیا ہی مگر آپ نے زینب کو بباعث حلم کے کچھ کہا نہین اسواسطے کہ آپ اپنے نفس کے واسطے کسی سی بدلا لیتے نہ تھے کچھ سزا دیتے نہ تھے اور چونکہ منظور الٰہی تھا کہ اصل رتبہ شہادت آپ کو حاصل ہو جاوے اسیواسطے آخر حیات تک اثر اُس مادہ سمیہ کا باقی رہگیا چنانچہ اس بیماری مین آپ نے فرمایا کہ ای عائشہ وہ لقمہ زہر آلود

جو خیبر مین مینے کھایا تھا بارہا اسکی تکلیف پاتا تھا گاہ گاہ اُسکا اثر اُبھر آتا تھا اور اسوقت
اُسی زہر کی تاثیر سے میری رگ جان کٹ گئی پس اصل شہادت تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو اُس زہر کی تاثیر سے ملی مگر شہادت کاملہ سریہ اور جہریہ حسب منصب عالی آپ کو بوساطت
دونون نور العینین حضرات حسنین کے آپ کو حاصل ہوئی **روایت** ہی کہ بشر صحابی کی مان
آپ کو دیکھنے کو گئین آپ کی سر مین اُسوقت بڑا درد تھا تپ ایسی گرم تھی کہ رخسارہ انور زرد تھا عرض
کی یا رسول اللہ ایسی تپ تیز و گرم تو ابتک میری دیکھنے مین نہین آئی ہی حبیب کبریا کو ایسا
تپ کا زور شان کبریائی ہی فرمایا اسیواسطے اجر بھی ہم لوگون کا دونا ہوتا ہی پھر فرمایا کہ اے
بشر کی مان لوگ میری بیماری کو کیا تجویز کرتے ہین عرض کی یا رسول اللہ دلون ہی نعرۂ
جانکاہ لبون پر آہ سرد ہی لوگ کہتے ہین کہ حضرت کو ذات الجنب یعنی پسلی کی بیماری ہی تپ گرم
اور سر مین درد ہی آپ نے فرمایا یہ عارضہ ہمین ہو نہین سکتا اسواسطے کہ ذات الجنب شیطان
کے اثر سے ہی بلکہ یہ بیماری خیبر مین تیرہ برس ہوئے بشر کے ساتھ جو گوشت کھایا تھا اُسکے اثر زہر سے
ہی اور ہمیشہ اثر اُسکا پھر تازہ ہوتا تھا درد دل کبھی کبھی زیادہ ہوتا تھا مگر اب رشتۂ جان
کٹ گیا کلیجا پھٹ گیا اور یہ اسواسطے تھا کہ ذات بابرکات مین اصل رتبۂ شہادت بھی
آجائے اور حضرات حسنین کی شہادت سے آپ کی شہادت تکمیل پائی اور اسمین ایک سر عجیب اور نکتۂ
غریب تھا یعنی شہنشاہ کونین حضرات حسنین کے دو پدر بزرگوار تھے ایک بڑے رسول پروردگار
دوسرے چھوٹے شیر خدا حیدر کرار تھے بڑے پدر نے اثر زہر سے شہادت پائی چھوٹے پدر نے ضرب خنجر سے رحلت
فرمائی پس دونون صاحبزادون نے ایک ایک میراث پدری پائی بڑے شاہزادے نے بموافقت
رسول خدا کے تلخی زہر کی نوش فرمائی اور چھوٹے صاحبزادے نے بمتابعت شیر خدا کے زخم شمشیر آبدار
تشنہ لب شہادت پائی کہ زمانہ تیرہ سو ۱۳۰۰ سال کے قریب گذرا کہ ابتک اثر اُس زہر کا کسی تریاق
سے جگر خستہ محبان حسن سے جاتا نہین اور زخم کاری اُس شمشیر کا سینۂ محبت گنجینۂ غلامان
حسین کے کسی مرہم سے اندمال پاتا نہین **نظم** آہ ناصر آہ ناصر کیا کہین + فرقت حسنین سے کتنا
سہین + پھٹ گیا دل آتش دوری سے آہ + اس گدا کی کچھ خبر ہی تمکو شاہ + **روایت**
ابن مسعود کہتے ہین کہ مین حالت مرض مین آنحضرت کی پاس گیا بدن مبارک پر ایک چادر پڑی تھی

اُسوقت درد سر کا زور تھا تپ کی شدت بڑی تھی حرارت تپ کی ایسی غالب تھی کہ چادر کے اوپر سے
تپ کا شعلہ آتا تھا چادر کے اوپر مین نے ہاتھ رکھا نہ رکھ سکا جلا جاتا تھا آپ کو اُسوقت باعث شدت
مرض کے بڑا قلق تھا اضطراب تھا بچھونے پر بار بار کروٹ بدلتے تھے بیتاب تھا مین نے متعجب ہو کر کہا
سبحان اللہ اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کو تو تپ ایسی گرم ہے درد سر سے چہرہ گلگون ایسا زرد ہے کہ
تنور شعلہ زن بھی اسکے آگے سرد ہے زبان حال سے فرمایا **شعر** ہر کہ درین بزم مقرب تر ست + جام
بلا بیشترش می دہند + البتہ ہماری تپ تم لوگون کے دو آدمی کے برابر ہے مین نے عرض کی تو ثواب
بھی آپ کو دو آدمی کے برابر ہوگا فرمایا اے ابن مسعود قسم ہے خداوند کریم کی کہ جو کوئی دنیا مین کچھ دکھ
یا مصیبت پاتا ہے تو جیسے پتیان درخت کی جھڑ جاتی ہین سب گناہ اسکا جھڑ جاتا ہے **شعر** رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ و حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت** ہے کہ ایک دن
جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حقتعالی نے آپ کو بہت بہت سلام کہا ہے اور مزاج
عالی کا حال پوچھا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر مرضی مبارک دنیا مین رہنے کی ہو تو آپ جبتک چاہین خوشی
سے دنیا مین رہین فرمائین ابھی صحت کامل ہو جائے مرض لاحق ہے شفا عاجل ہو جاوے ورنہ
ہمین بھی ایک مدت سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہے اب پل بھر کی انتظاری بھی مجھپر شاق ہے **شعر**
لمؤلفہ مرا دل آپ کا از بس ہے مشتاق + ذری بھی انتظاری مجھپہ ہے شاق + فرمایا مزاج تو غم امت سے
بہت ہی ناساز اور پر ملال ہے عرض مطلب مین کیا طول دون حکیم خود دانا ہے حال ہے عاشق امت
کا حال وہی خوب جانتا ہے بیمار نیم جان کی تڑپ مسیحا خوب پہچانتا ہے **شعر مؤلفہ** غم امت سے اے
جبرئیل کیا کہا حال دل کیسے + بھنا جاتا ہے دل ہے پھنکا جاتا ہے تن اپنا + جبرئیل غم فراق امت
کیا کہین کہا نہین جاتا اور درد مفارقت حق بھی کتنا سہین سہا نہین جاتا **نظم مؤلفہ** اجل
اسطرف میرا کھینچے ہے داماں + اور امت کا غم اسطرف ہے گریبان + عجب مخمصے مین ہین ہون
آہ حیران + نہ جیتے بنے ہے نہ مرتے بنے ہے + اس امر مین بہر حال راضی برضا ہون اور صابر
بقضا ہون **نظم** اگرم خلاص جوئی وگرم ہلاک خواہی + سر بندگی بخدمت بنہم کہ بادشاہی +
بہ بے غمی توانم کہ حکایت تو گویم + ہمہ جانب تو گیرند و تو آن کنی کہ خواہی + **روایت** ہے کہ ایام
مرض مین ایکدن حضرت فاطمہ زہرا حضور نبوی مین تشریف لائین آپ نے آہستہ سے خاتون جنت کو

کان مین فرمایا ای میوۂ درخت زندگانی وای روشنی دیدۂ کامرانی ہر سال جبرئیلؑ ایکبار میری ساتھ
قرآن کا دور اکرتے تھے اِبکی سال دو بار سنایا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ موت کا میری بہت
قریب آیا ہی اب چند دن ہم جیینگے عنقریب شربت مرگ پینگے زہرا بتولؑ نی اس بات کو سنکر غم سے
سر کو دھنکر چہرۂ انور پر آنسو دن کا مینہ برسایا فرقت مین شہ کی یہ کہکے آپ روئین اور حضرت
کو رلایا نظم یہ برا دن خدا نہ مجھکو دکھای + آپ کی موت مجھکو ہی آجای + پھر تو بس بیقرار ہونی لگین +
گلے مل مل کی جان کھونے لگین + غمسے پٹی پہ سر ٹپکنے لگین + ٹکٹکی باندھ منھ کو تکنے لگین +
کہتین اب جان کس پہ ہارینگے + بابا کہکر کسے پکارینگے + بابا پالا یہ ساتھ رے نہ چلے + مرتی دم
کچھ سہارا دی نہ چلے + تم تو کہتے تھی منھ نہ موڑینگے + ساتھ تا حشر ہم نہ چھوڑینگے + پیاری حسینؑ آج
روتی ہین + دیکھیے دل کے ٹکڑے ہوتی ہین + آپ نی حضرت سیدہؑ کی بیقراری اور گریہ وزاری دیکھکر
آہستہ سی پھر اُنکے کان مین فرمایا کہ ای نور دیدۂ پدر اتنا مت رو اسقدر بیتاب مت ہو ہم مہتمم بنکر
تمھاری سامان کو جاتی ہین اور عین غم مین تمکو دو مژدے سناتی ہین اول یہ کہ بہشت مین سردار
ساری زنان کے تم ہوگی دوسرے یہ کہ سب سی پہلے میری اہل بیت مین سی تم مجھ سی ملاقات
کروگی یعنی اب تم بھی عنقریب سفر آخرت کروگی خاتون جنت نی یہ کلمات سنکر خوشی سی ہنسدین یا شکرانی
کا تبسم کیا حضرت عائشہؓ نی فرمایا اجی فاطمہ کسی غم کے بعد اتنا جلد کسی کو خوشی آتی نہ دیکھا رونے کے
پیچھے فوراً کسی کو ہم نی مسکراتے نہ دیکھا تھا تو رونی کے بعد تبسم کیا ہنسی آئی حضرت نی پہلے کونسی غم
کی خبر پھر کونسی خوشی کی بات سنائی آپ نی فرمایا ای مادر مہربان فاطمہ تم پر قربان حضرت کا راز
ابھی کیونکر کہون کہنے کی بات نہین بہتر تھا مین مرجاتی افسوس موت اپنی ہاتھ نہین نظم لمؤلفہ کیا
کہین کچھ کہا نہین جاتا + درد ہجران سہا نہین جاتا + کہیے کیا کہیے آہ کیا کہیے + اور خاموش
کسطرح رہیے + لیکن بعد وفات حضرت کی حضرت عائشہؓ کے مبالغے سی یہ حال ظاہر کر دیا شعر
رسولؐ پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + روایت ہی کہ جب
مرض بڑھنی لگا آپ نی فرمایا کہ سات کوئین سی سات مشک پانی کی منگاؤ اور ساتون مشک اُنسی
مجھے نہلاؤ شاید تپ کی لہر اور گرمی سی کچھ تسکین پاؤن اور مسجد مین جا کر لوگون کو آخری وصیت سناؤن
اور جنکا لوگون کی مجھ پر حق ہون اُنسی بخشواؤن حسب الحکم لوگ عمل مین لائی اور سات مشک

آب سر اقدس پر بہائے آپ نے تپ مین کچھ تخفیف پائی اور باستعانت حضرت علی رض اور فضل کے سر پر پٹی باندھے ہوئے مسجد مین آکر واسطے رعایت لونڈی غلام اور نماز کے تاکید بلیغ فرمائی پھر بلال کو فرمایا کہ ہر ہر کوچہ و بازار مدینہ مین جاکر منادی کرے کہ آج آخری قدم نبی آخر الزمان کا مسجد مین آیا ہے وصیت آخری سننے کو حضرت نے سبکو بلایا ہے بلال پر ملال زار زار روتے ہوئے بازار مدینے مین آئے اور آواز دی کہ لوگو آج حضرت کی آخری وصیت ہے دم واپسین کی نصیحت ہے جو یہ وصیت آخری سنلیجائے مسجد مین حاضر آئے نہین تو پھر یہ رسول کہان اور یہ وصیت کہان سارے اہل مدینہ چھوٹے بڑے مرد عورت یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اپنے دو کانون کو اسیطرح چھوڑ چھوڑ کر مسجد نبوی مین ٹوٹ پڑے لوگونکا اسقدر ہجوم ہوا کہ چیونٹی کو جگہ نہ ملتی تھی نعرہ ہای جانکاہ و فغان و آہ سے مسجد بنتی تھی آپ نے لوگون کو تسکین دی پھر حمد و ثنا ایزدی کے بعد فرمایا یارو میری موت قریب آگئی دنیا کی محبت چھوٹی آخرت بھاگئی اب ہمارے تمھارے درمیان مین فراق ہوتا ہے کیا کہیے ولپر بڑا شاق ہوتا ہے سو خبر دار بدن کی جدائی ہے پر دل سے میری محبت چھوٹنے نہ پائی رشتہ تعلق ٹوٹنے نپائے یارو دنیا مین کوئی پیغمبر ہمیشہ کو رہتا نہین روضہ رضوان اور لقای رحمن کے ہوتے ایذای دنیا کو سہتا نہین **نظم** ہود اور ادریس

ویونس شیث و ایوب و شعیب ✤ دعوت اسلام کرکے ٹھہرے چندے چل بسے ✤ بو علی سے بھی

ہزار دن آئے دنیا مین طبیب ✤ موت کی دارو کہین سے پر نہ لائے چل بسے ✤ ساتھ جنکے تھا ہزارہا

پر لشکر و فوج و سپاہ ✤ بیکسانہ قبر کے اندر اکیلے چل بسے ✤ ایک ساعت بھی نہ ٹھہرے جنکا

وعدہ آگیا ✤ دل کے دل ہی مین رہے ارمان سارے چل بسے ✤ چل بسینگے ایکدن ہم بھی اسی

صورت سے آہ ✤ جسطرح زیر زمین یہ لوگ اگلے چل بسے ✤ پھر فرمایا یارو کہو تو سہی مین تمھارا کیسا پیغامبر تھا تمھارے ساتھ ہوکر جہاد نہین کیا لوگون نے میرے دانت نہین توڑے رخسارے ہمارے لہو لہان نہین ہوئے جاہلون سے رنج اور سختیان مین نے نہین کھینچین اور بھوک سے پیٹ پر پتھر نہین باندھا سبھون نے اسکی تصدیق کرکے کہا کہ آپ نے اچھی طرح تبلیغ رسالت فرمائی ہمکو راہ راست دکھائی پھر آپ نے فرمایا کہ مین تم سب کو قسمین دیتا ہون کہ جس کسی کو مین نے کبھی مارا ہو یا گالی دی ہو کچھ بدخواہی یا غیبت کی ہو یا کسی کا کچھ مال لیا ہو یا کسی کے حق مین کچھ قصور کیا ہو تو وہ شخص للہ ابھی فوراً مجھ سے اسکا بدلا لیوے عذاب آخرت سے مجھے نجات دیوے پیارا وہی ہے جو اپنا حق مجھ سے بھر لیوے

یا مجھے بخشدیوے تا اُسکا دل میری طرف سے صاف ہوجاوے اور میری خطا بھی معاف ہوجاوے اور ایسا
نہ سمجھے کہ پیغمبر سے بدلا لینا نازیبا ہے اسواسطے کہ فضیحت آخرت کی دنیا کی رسوائی سے اولی ہے جب
آپ نے بہت اصرار کیا ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کے ذمے میرے تین درم باقی ہین فرمایا
مین تجھے جھٹلاتا نہین کسی کو قسم کھلاتا نہین مگر سچ کہہ کہ یہ تینون درم میرے ذمے کیسے ہین کہا یا
رسول اللہ ایکدن آپ نے ایک فقیر کو تین درم مجھ سے دلا دیے تھے کہ ابتک وہ درم مجھے نہین ملے آپ نے
تین درم اُسکو فضل بن عباس سے دلا دیے پھر کسی نے کہا مین منافق ہون کسی نے عرض کی مین
جھوٹا ہون بہت سوتا ہون عمر مفت کھوتا ہون آپ نے سب کے حق مین دعای خیر فرمائی شعر رسول
پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام * روایت ہے کہ اسکے بعد
آپ نے پھر اصرار کیا اُسی بات کا تکرار کیا تب عکاشہ نے اُٹھکر عرض کی یا رسول اللہ جب آپ کا
اسقدر اصرار ہے تو جو کوئی ذرہ بھر بھی اپنا حق ذمے آپ کے چھوڑے گنہگار رہے
اور اگر آپ اسقدر الحاح نفرماتے تو بخدا ہم اپنا حق نہ لیتے چپ رہجاتے ایکدن
آپ نے سفر تبوک مین اپنی اوٹنی پر کوڑا چلایا تھا وہ کوڑا میرے مونڈھے پر آیا تھا
اب مجھے قصاص منظور ہین چونکہ حضور نبوی نے اسقدر اصرار کیا اسواسطے غلام نے اظہار کیا آپ نے فرمایا
ای عکاشہ حقتعالی تجھے جزای خیر دے تو نے ہمپر بڑا احسان کیا فضیحت عقبی سے بچا لیا پھر فرمایا ای سلمان
بی بی فاطمہ زہرا کے گھر جا اور وہی کوڑا فوراً مانگ لا سلمان با دیدہ گریان و سینہ بریان در حجرہ پر سیدہ
کے آئے اور وہی کوڑا مانگ کر حضور نبوی مین لائے جب کوڑا مسجد مین آیا حضار کے دلون پر بڑی چوٹ
پڑی صحابہ نے شور محشر مچایا آپ نے صحن مسجد مین بیٹھکر رخ جانب قبلہ کیا اور عکاشہ کو وہ کوڑا دیا کہ بلا
لحاظ و مروت مجھ سے اپنا انتقام لے ذلت آخرت سے مجھے نجات دے عکاشہ نے ہاتھ مین کوڑا لیا اہل
بیت نے نعرہ جانکاہ سے دوبارہ حشر برپا کیا سارے مہاجرین و انصار و اصحاب کبار و اہلبیت اطہار
یہ حال پر ملال دیکھ کر تھرانے لگے ہان ہان کرکے غل مچانے لگے مارے غصے کے صحابہ چاہتے تھے کہ عکاشہ کو
کھا جائین مگر بخوف نبوی کچھ کہہ نہین سکتے تھے ایک دوسرے کا منہ تکتے تھے آخر حضرت صدیق اکبر اور
عمر فاروق نے فرمایا ای عکاشہ تو اتنا کیون بدحال ہے ہوش کر تیرا کدھر خیال ہے اپنے نبی کی قدر جانتا
نہین حضرت کو پہچانتا نہین سرور عالم مسافر ملک عدم چند روز سے نہایت بیمار ہین بات کرنی

ناچار ہین اور اگر تجھے ایسا ہی بدلا لینا ضرور ہی تو ایک کوڑی کے عوض سو سو کوڑے ہمکو مارلے
اور حضرت کو اس سے نجات دے آپ نے فرمایا یار وہم نے کوڑا مارا تھا ہم سے بدلا کیونکر لیا جاوے ایک گنہگار کے
عوض دوسرا بیگناہ کسطرح سزا پاوے پھر حضرت عثمانؓ بادیا اور حضرت علی مرتضیؓ نے رو رو کر آنسوؤں سے منہ
دھو دھو کر فرمایا کہ اے عکاشہ تو اتنا کیون بدحواس ہے نبی کی یہی حرمت ہے یہی پاس ہے طبیعت
دشمنان عالی چند روز سے علیل ہے بھلا ایسے وقت مین قصاص کی کونسی سبیل ہے ایک کوڑے کے
عوض دو دو سو کوڑے ہمکو مارلے اور رحمت عالم مسافر ملک عدم کو اذیت مت دے آپ نے فرمایا
ایسا نہوگا اسکے بعد سلطان دارین جان کونین حضرات حسنین رضی اللہ عنہما آئے اور آنکھون سے
سیلاب اشک بہائے اور فرمایا اے عکاشہ نانا جان بالفعل بسبب بیماری کے بہت ہی بیقرار
ہو رہے ہین شدت تپ سے زار و نزار ہو رہے ہین ایک تازیانے کے عوض ہزار ہزار تازیانے ہمکو لگا
اور نانا جان کو حالت بیماری مین ایذا مت پہونچا آپ نے فرمایا اے پیاری آنکھون کے تارے یہ بات ممکن
نہین جسدم وہ کوڑا تمھارے گلبدن پر پڑیگا خار سا میرے غنچہ پژمردہ دل مین گڑیگا پھر فرمایا اے
عکاشہ ہان کوڑا اے اور جلد اپنا کام کر شاید موت مجھے مہلت نہ دے عکاشہ نے کہا یا رسول اللہ
اُسدن کوڑا آپ کا میری پشت برہنہ پر پڑا تھا کہ خار سا گڑا تھا آپ بھی اپنا مونڈھا کھولین
اُسیطرح برہنہ ہولین جسدم آپ نے دوش مبارک کو برہنہ فرمایا عرش سے فرش تک زلزلے
مین آیا صحابہ نے آہ کے نعرے عرش تک پہونچائے حور و قصور وحش و طیور جن و ملک عرش و فلک
اِس کلام کے ساتھ ہمکلام ہوکے تھرائے **نظم** خدایا این چہ سامان ست امروز ✤ فلک بر خویش
لرزان ست امروز ✤ خدایا بر حبیب خویش بنگر ✤ کہ از در وش بپا شد شور محشر ✤ تنش نازک ترا ز
برگ گل تر ✤ خلد نازنگاہش ہمچو نشتر ✤ خدایا بر حبیب خود ببخشائے ✤ مصیبت ہائے او بر ما بیفزائے
آخر جب عکاشہ نے مہر نبوت کو حضرت کی دیکھا حالت وجد مین چارون طرف آپ کے گھومنے لگا
پیرون پر پڑا مہر نبوت کے بوسے لے کر خوشی سے جھومنے لگا پھر عرض کی کہ روحی فداک
یا رسول اللہ نہ حضور نے کبھی غلام کو مارا ہے اور نہ غلام کو انتقام کی طاقت ہے نہ یارا ہے منظور یہ تھا
کہ آخری دم زیارت مہر نبوت سے یہ گنہگار رتبہ کار جلیلہ انتقام مشرف ہولیوے دوش انور
جسم اطہر کو مس کرکے کالکہ منہ کی دھولیوے آتش جہنم کو اِسی ذریعہ سے اپنے پر حرام کرے اور

بن دونیا مین اپنا اور آپ کا تام کرتے ہنین تو پھر آپ کہان مہر نبوت کہان ہمین کہان پشت
مبارک پر بوسہ لینے کی قوت کہان **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علیؓ و فاطمہؓ حسنؓ و
حسینؓ پر بھی مدام ٭ **روایت** ہی کہ ایام مرض مین بلالؓ پانچون وقت آپ کو اعلام فرماتے
آپ مسجد مین تشریف لا کر نماز پڑھاتی جب تین دن عمر شریف کی باقی رہے ضعف کی باعث جماعت
مین تشریف نہ لا سکے تیرہ نمازین گھر مین پڑھین ایک روز عشا کے وقت بلال نی دروازی پر
آکر آواز دی اَلصَّلوٰۃ یا رسول اللہ فرمایا کہدو کہ ابوبکرؓ نماز جماعت کی پڑھاوین حضرت عائشہ صدیقہؓ نی
عرض کیا میرے باپ بہت نرم دل ہین جب محراب مین آپ کی جگہ خالی پاینگے ماری رقت کے
نماز پڑھا نہ سکینگے بیتاب ہو جائینگے پھر ارشاد ہوا ابوبکر سے کہو نماز پڑھاوین پھر حضرت عائشہ
صدیقہ نے بی بی حفصہؓ سے جو حضرت عمر کی صاحبزادی اور حضرت کی زوجہ ہین کہلایا کہ حکم ہو تو میری
باپ عمر نماز پڑھاوین حضرت بہت غصہ ہوئی اور فرمایا کہ ابوبکر کے ہوتے ہوی خدا اور مسلمانون کو اور
کی امامت منظور نہین بلالؓ پر ملال یہ بات سنکر آتش غم سے جل بھنکر فریاد کرنے لگے کہ وا مصیبتاہ ام
بلال کاشکے مین وجود مین نہ آتا یا قبل اسکے مرجاتا یہ حالت حضرت کی نہ دیکھتا **شعر** چون بتیو خواست
بود مرا عمر کاشکے ٭ ہرگز نبودمے و ز مادر نزادمے ٭ آخر بلالؓ خستہ حال سر پٹختاتے غل
مچاتے ہوئے بچشم گریان و دل بریان مسجد مین آئے اور حکم نبوی نماز پڑھانے کے لیے
صدیق اکبر کو پہونچائے حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ حال سنا رنج والم سے سر کو دھنا
سجادہ دھڑکنے لگا دل وحشت زدہ پھڑکنے لگا آخر ضبط گریہ کرکے سینہ پر پتھر دھر کے حسب الحکم
نماز پڑھانی کو کھڑے ہوئے جس دم محراب کو حضرت سے خالی پایا جگر شق ہو گیا دل بھر آیا شدت
رنج و غم سے روتے روتے ہچکیان بندھ گئین بیہوش ہو کے گر پڑے پھر آپ کو ایسی رقت طاری
ہوئی کہ سب اہل مسجد چیخ کر رونے لگے بیتاب ہونے لگے آہ کے شرارے و امحمداہ کے نعرے
عرش تک پہونچائی زمین کانپی حاملان عرش گھبرائے **اشعار** در نماز خم آبروی تو چون یاد آمد
حالتی رفت کہ محراب بفریاد آمد ٭ پھر اجاتا ہی آنکھون مین وہ عالم انکی رونی کا ٭ کہ کس
کس طرح سے اصحاب باسوز جگر روئے ٭ انھون نی یہ کیے نالے کہ چشم حال سی اسدم ٭ شجر روئے
حجر روئے بھی دیوار و در روئے ٭ اہل مسجد کی فریاد و زاری اصحابؓ کی اشکباری گوش مبارک مین گئی

فرط محبت سے طبیعت گھبرائی آنکھ کھولدی اور سیدۃ النسا فاطمہ زہرا سے پوچھا مسجد مین شور کیسا ہی یارون مین کہرام کیسا ہے سیدۃ النسا نی فرمایا **نظم** ای ختم پیمبران مرسل ✤ جان ای پسین و صبح اول ✤ یاران تو از غمت زبونند ✤ زین بیش چہ گوئیت کہ چونند ✤ از ہجر تو سوخست استخوانہا ✤ چون موم گداشت مغز جانہا ✤ باباجان فاطمہ کی جان آپ پر قربان آپ کے یاران و انصار ہین درد فراق کی آپ کے اشکبار ہین **ابیات** نہ تنہا من ز ہجرت تا بجانم ✤ ز مہجوری برآمد جان عالم ✤ تو آخر رحمۃ للعالمینی ✤ ز محروما چرا فارغ نشینی ✤ برون آور سر از بردیمانی ✤ کہ روی تست صبح زندگانی ✤ ز حجرہ پای در صحن حرم نہ ✤ بفرق خاک رہ بوسان قدم نہ ✤ آخر آپ نے حضرت عباس اور علی مرتضی کو طلب کیا اور ان دونون کے کاندھون پر ہاتھ رکھکر مسجد مین تشریف لیگیے اور نماز پڑھی اور لوگون کو تسلی دی کہ یارو متقین خدا کے سپرد کیا سو خدا سے ڈرتے رہنا اور ہمیشہ خدا کی اطاعت کرتے رہنا یارو کوئی نبی اپنی اُمت مین ہمیشہ نہین رہا اور جس اُمت کو حقتعالی خوش قسمت خوش نصیب کرتا ہی تو پیغمبر اُنکا اُنکے سامنے مرتا ہی اور جس اُمت سی حقتعالی ناخوش ہوتا ہی تو اسی پیغمبر کے سامنے ہلاک فرمایا ہی اور اُس پیغمبر کی آنکھون مین ٹھنڈک پہونچاتا ہی **روایت** ہی کہ بعد اسکی کہ ابوبکر صدیق رض نی حسب الحکم امامت شروع کی دو بار آپ مسجد مین بحالت نماز پڑھانی ابوبکر صدیق کے تشریف لیگئی ایکبار آپ نی ابوبکر صدیق کے پیچھے صف مین بیٹھکر نماز پڑھی اور یہ آخر نماز باجماعت آپ کی تھی اور ایکبار حضرت صدیق اکبر کے کھڑے ہوتے ہی آپ مسجد مین تشریف لائی ابوبکر صدیق نے چاہا کہ پیچھے ہٹین صف مین آملین آپ نی اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ ابوبکر صدیق کی بائین ہاتھ بیٹھکے امام ہوی اور ابوبکر صدیق آپ کے دہنی طرف کھڑے ہوئی آواز آپ کی بسبب ضعف کی لوگونکو نہین پہونچتی تھی اسواسطی ابوبکر صدیق رض بطور مکبر کے تھے لوگ حضرت صدیق کے مقتدی تھے اور حضرت صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقتدی تھے اور لکھا ہی آپ نی بروز وفات دوشنبے کو صبح کی نماز مین در حجرہ کے پاس آکر پردہ اُٹھایا اصحاب کو ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز باجماعت پڑھتے پایا بہت خوش ہوئے اور مسجد مین نہ آسکے اور ایکبار آپ نے حالت صحت مین بھی پوری نماز ابوبکر صدیق کے پیچھے پڑھی ہی اور ایک سفر مین عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے آپ نی ایک رکعت نماز پڑھی ہی اور بغیر ان دو شخص کے اور کسی اُمت کے

پیچھے آپ نے نماز نہیں پڑھی **نظم** با من فلک از جفا نگردی چہ شدی ✿ وز یار خودم جدا نگردی
چہ شدی ✿ چون آخر کاری تو می باید زیست ✿ اول تو با آشنا نگردی چہ شدی ✿ **روایت ہے**
کہ ایام مرض میں بروز یکشنبہ آپ کے پاس کہیں سے کچھ اشرفیاں آ گئیں تھیں آپ نے فرمایا انہیں
فقرا پر تقسیم کر دو مگر چھ سات اشرفیاں آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے حوالے فرمائیں اسکے بعد آپکو
کچھ غشی سی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے فرمایا ای عائشہ وہ اشرفیاں تمنے کیا کیں کہا میرے
پاس ہیں فرمایا فقرا پر خیرات کر دو پھر آپ کو غشی طاری ہو گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ کوئی
خدمت میں مشغول تھیں جب پھر ہوش میں آئے فرمایا تمنے اشرفیاں تصدق کیں کہا ابھی
نہیں فرمایا میرے پاس لاؤ آخر آپ نے اشرفیوں کو انسے لیکے اپنی ہتیلی پر رکھا اور گنا پھر
فرمایا کیا گمان تھا محمدؐ کو اپنے پروردگار کے ساتھ اگر اسکے دربار میں جاتا اور یہ اشرفیاں
اسکے پاس رہتیں پھر آپ نے وہ اشرفیاں خیرات کروا دیں پھر فرمایا اب مجھے راحت ملی ہے یکشنبے
کے دن یہ اشرفیاں خیرات کیں اور باوجود علم اسکے کہ کل دوشنبے کے روز سفر آخرت درپیش ہے
اپنی تجہیز و تکفین کے واسطے ایک اشرفی بھی رکھ نچھوڑی بخلاف اغنیا اہل دنیا کے کہ ایک
کوڑی کے لیے مرتے ہیں اور پھر محبت خدا و رسول کا دم بھرتے ہیں مرتے دم توڑے توڑے
روپے دھرے ہوتے ہیں صندوق کے صندوق اشرفیوں سے بھرے ہوتے ہیں مگر باوجود اتباع
سنت کے ایک پیسا بھی فقیر کو دیتے نہیں دعای خاتمہ بخیر کی فقیر سے لیتے نہیں غرض یکشنبے کا
دن گذرا دوشنبے کی رات کالی بلا آئی حضرت عائشہ نے چراغ میں تیل نہ پایا بہت گھبرائیں جی
بھر آیا آخر آپ نے ایک انصار کی بی بی کو فرمایا کہ شمع محفل قدس چراغ مجلس انس اسوقت
حالت نزع میں ہیں چراغ دین کا گل ہوا جاتا ہے آنکھوں تلے اندھیرا ہوا آتا ہے یہ چراغ تم اجالو
اپنے گھر سے چند قطرے تیل ابھی لے آؤ **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✿ علی
و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✿ **روایت ہے** حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کے سرہانے
بیٹھی تھی دیکھا آنکھیں حضرت کی بند ہیں اور لب مبارک کو آپ ہلا رہے ہیں حضرت کے لب کے پاس
کان لگایا سنا کہ نہایت تضرع اور الحاح سے حق تعالی سے امت کے لیے مناجات کر رہے ہیں
اور فرما رہے ہیں الہی امت کو میری آتش دوزخ سے نجات دیجیے خداوندا حساب قیامت کا ان

آسمان تلیجیے مین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہی جو امت عاصی کے لیے اسقدر
ملال ہی فرمایا ای ام سلمہ ہم سے رخصت ہو تو خون دل سے دامان بھگو لو کہ اب تھوڑی زمانی کے بعد میری
آواز بناؤ گی لا کہ سر ٹکٹکو گی ہٹو کرین کھاؤ گی **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ÷ علی
و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ÷ **روایت** ہی کہ آخر وقت مین حضرت علی مرتضی نی حاضر ہو کر عرض
کی یا رسول اللہ مین نے خواب دیکھا ہی کہ مین زرہ پہنے تھا وہ کھو گیا مین بی زرہ ہو گیا آپ نی
فرمایا علی وہ زرہ کہ پناہ تمھارا تھا مین تھا اب مین دنیا سے سفر کرتا ہون تمھاری سینے پر سنگ
تنہائی کا دھرتا ہون ای علی میرے بعد لوگ تمکو ستاینگے بہت امور مکروہ تمھاری آگے پیش
آئینگے سو خبردار زمام صبر و شکیبائی ہاتھ سے چھوڑنا نہین دنیا کی طرف نظر نہ پھیرنا راہ آخرت سے
باگ موڑنا نہین علی حوض کوثر پر تم میرے پاس آؤ گے اپنے احباب کو پانی پلاؤ گے پھر حضرت
سیدہ نے حاضر ہو کر عرض کی باباجان مین نی بھی ایک خواب دیکھا ہی کہ میری پاس کلام اللہ
کا ایک ورق ہی کہ مین اسمین قرآن پڑھتی ہون ناگاہ وہ ورق میری نظر سے غائب ہو گیا فرمایا
ای فرزند دلبند وہ ورق قرآن کا مین ہون کہ عنقریب تمھاری نظر سے چھپ جاؤنگا اور تم
مجھ سے جدا ہو جاؤ گی پھر چندی دنیا مین رہکر درد مفارقت سہکر میری پاس آؤ گی اسکے بعد
شہنشاہ کونین حضرات حسنین آئے اور سلام فرزندانہ بجالائے اور عرض کی نانا جان جان
ہماری آپ پر قربان ہمنے بھی خواب دیکھا ہی کہ ایک تخت ہوا پر جاتا ہی اور ہم لوگ اس تخت کی
تلے چلے جاتی ہین آپ نی فرمایا ای جانان جد وہ تخت میری تابوت کا ہو گا کہ لوگ اٹھاوینگے اور
تم لوگ اسکے نیچے گیسو ہای مشکین کو پراگندہ کیے ہوئے جاؤ گی ان سب خواب اور تعبیر کو سنکر
ساری اہل بیت نی شور محشر مچایا زمین و آسمان ہلایا اور حاضرین مجلس کا جی بھر آیا **نظم** جہان
مین شور محشر کسقدر ہی ÷ قیامت رحلت خیر البشر ہی ÷ ملک جن و بشر مین زار و نالان
زمین و آسمان بھی نوحہ گر ہے ÷ رسول اللہ کا نظرون سے چھپنا ÷ اگر سمجھو بڑا داغ جگر ہی
روایت ہی کہ بروز دوشنبہ وفات کی دن صبح کی نماز کے وقت آپ نی در پر کھڑی ہو کر پردہ
اٹھایا اصحاب کو حضرت صدیق کے پیچھے نماز مین پایا بہت ہی خوش ہو کر تبسم فرمایا چونکہ
آپ کھڑے تھے صحابہ نی جانا کہ آپ مسجد مین تشریف لائینگے خود نماز پڑھائینگے سب سارے

صحابہ مارے خوشی کے پھول گئے اسقدر خوش ہوی کہ نماز بھول گئے سبھون نے چاہا کہ نماز توڑ دین
انکو ہاتھ سے چھوڑ دین **شعر** نماز را بگذارم تر اسلام گویم + رخی تو بینم و دو رخ بخود حرام کنم +
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹین آپ نے اشارہ فرمایا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر رہو نماز کو
تمام کرو پھر پردہ گرا دیا اور اُسی دن انتقال کیا **شعر** واسطے جنکے زمین و آسمان پیدا ہوا +
جنت الفردوس مین وہ حق کے پیاری چل بسے + **روایت** ہی کہ وفات سے تین دن پہلے
یعنے سنیچر کے دن جبرئیل امین بحکم رب العالمین حضور نبوی مین تشریف لائی اور یہ پیغام لائے
کہ حق تعالے نے اپ کو بہت بہت سلام کہا ہی اور پوچھا ہی کہ مزاج عالی کا حال کیسا ہی فرمایا بت
نحوم ہی ناساز ہی حق تعالی کریم کارساز ہی دوسرے دن بھی اگر اسیطرح پوچھا اور یہی جواب
پایا تیسرے دن دوشنبے کے روز پھر جبرائیل امینؑ ملک الموت اور اسمعیل نام فرشتے کو جو ایک
لاکھ فرشتے کا حاکم تھا اور ہر فرشتہ لاکھ لاکھ فرشتے کا مالک تھا لیے حضور نبوی مین آئی اور سلام
آخری بجا لائے اور رو رو آنسوسے منہ دھو دھو عرض کرنے لگے الوداع الوداع یا احمد الفراق
الفراق یا احمدؐ السلام علیک یا محمدؐ السلام علیک یا محمدؐ آج ہمارا دنیا سے علاقہ چھوٹا رشتہ
تعلق ٹوٹا اب ہم دنیا مین آج سے پھر کا ہے کو آئینگے خدا کا سلام اللہ کا پیغام کسکے پاس لائینگے
دنیا مین میرا انا جانا فقط آپ کیواسطے تھا اب اگر کسکی شمع جمال کی پروانہ بنینگے کسکے حسن خداداد کی دیوانے
بنینگے **شعر لمؤلفہ** لیجیے میرا سلام آخری + پھر مدینے مین نہین آئینگے ہم + **روایت** ہی کہ
اُسوقت آپ نے سر مبارک حضرت علی کے زانوی پاک پر رکھکر آنکھین بند کرلین پیشانی انور سے
پسینا جانے لگا چہرۂ نورانی کا رنگ بدل گیا غش آنے لگا فاطمہ زہرا نے کہا وا ابتاہ کچھ جواب
ندیا پھر کہا باباجان فاطمہؑ کی جان تمپر قربان **شعر لمؤلفہ** ای میرے بابا آنکھ تو کھولو + فاطمہ
خستہ دل سے کچھ بولو + سہ نہین سکتی درد تنہائی + کچھ سہارا مجھے بھلا دے لو + آپ نے حضرت
سیدہ کے رونے سے آنکھ کھولدی اور انکو اپنے پاس بلایا اور رو رو کر اپنے سینے سے لگا کر
فرمایا جان پدر اتنا بیقرار مت ہو جی جان مت کھو تمھارے رونے سے حاملان عرش روتے ہین
ملاء اعلی بیتاب ہوتی ہین پھر دست مبارک سے آنسو حضرت سیدہ کے صاف کر کے فرمایا خدا تجھے
صبر عطا فرماوے تیرے دلمین تسکین آئے حضرت فاطمہ زہرا نے پوچھا باباجان قیامت کی دن مین آپ کو

کہان پاؤنگی فرمایا لوای حمد کے نیچے بخشایش عاصیان امت کے واسطے استغفار کرتا ہونگا کہا
جو وہان زیارت نصیب ہو فرمایا پل صراط پر نجات امت خطاکار کے لیے دعای خیر کے
ساتھ رب سلم سلم کہتا ہونگا عرض کی جو وہان بھی قدمبوسی حاصل ہو ارشاد ہوا میزان کے
پاس واسطے گرانی پلہ حسنات امت کی دعا کرتا ہونگا التماس کیا جو وہان بھی ملازمت میسر ہو
جواب دیا دوزخ کے پھاٹک پر کھڑا رہونگا تا کوئی امت عاصی میری دوزخ مین جائی پاوی
اور کسی پر آنچ دوزخ کی نہ آئی پوچھا اگر وہان بھی زیارت سے سرفراز ہون فرمایا تب حوض
کوثر کے کناری تشنہ کامان امت کو اپنی پانی پلاتا ہونگا **شعر لمؤلفہ** لگین تب رو رو کہتے
فاطمہؓ کیا شکر باری ہے ✤ کہ بابا کو یہ امت فاطمہؓ سی بھی پیاری ہے ✤ پھر آپ نی فرمایا سنو علی
مرتضی اب فاطمہ زہرا بی پدر ہوگی میری خنجر فراق سے بہت خستہ جگر ہوگی سو تم ہر امر مین
اسکی پاسداری غمخواری کیجیو غبار ملال چہرہ نازک پر اسکے آنے نہ دیجیو **شعر** فرط غم سے گر
کبھی زہرا کو دیکھو تم حزین ✤ چشم تر پر انکے رکھیو اپنی فورا آستین ✤ اسکے بعد شہنشاہ کونین
حضرات حسنینؑ آئی اور حضرت کے گلے لپٹ لپٹ کر منھ اپنے منھ پر حضرت کی اور سینے اپنے
سینے پر سرور کے مل مل کر رونے لگے اور یہ کہہ کے بیقرار ہونے لگے کہ نانا بعد آپ کی اہلبیت کی غمخواری
کون کریگا ہم تینون کے سر پر داماں شفقت کون دھریگا بن آپ کی بغیر باپ کی ہم دنیا مین کیونکر
رہینگے خدا معلوم درد ہجران کتنا سہینگے **نظم لمؤلفہ** آسمان آہ مجھکو لوٹتا ہے ✤ ساتھ نانا تمہارا
چھوٹتا ہے ✤ دل مرے ٹکڑے ہوتے ہین ✤ آپ پھیلائی پاؤن سوتے ہین ✤ آہ نانا کمر تو
توڑ چلے ✤ کہیے ہم سبکو کس پہ چھوڑ چلے ✤ اب نہین لطف آہ جینے مین ✤ ہم نہین رہنے کے
مدینے مین ✤ ساتھ ہمکو بھی اپنے لے لیجے ✤ درد دل کی مرے دوا کیجے ✤ آپ نی آنکھ کھولدی
اور دونون صاحبون کو گلے سے سات لیا چوما چاٹا بہت پیار کیا پھر بہت دعا دی اور
رعایت اور احترام مین شاہزادون کے لوگون کو بہت تاکید کی پھر یکبارگی سب ازواج
مطہرات کی گریہ وزاری حسنینؑ کی اشکباری سے سارے اصحاب جو در حجرہ پر تھے بیقرار
ہونے لگے اسوقت آپ بھی کمال شفقت سے رونے لگے حضرات ام سلمہؓ نے عرض کی حقتعالی
نے اگلے پچھلے گناہ آپ کی بخشدیے ہین آپ کیون روتے ہین اتنا کیون بیتاب ہوتے ہین

فرمایا اسوقت امت گنہگار خطاکار کو یاد کر بے اختیار رونا آتا ہی دل پھٹا جاتا ہی کہ خدا جانی میرے
بعد اُنکا کیا حال ہوگا کیا ملال ہوگا اپنی پیاری اُمت کی سکرات موت اور تنگی قبر اور تاریکی
لحد اور احوال قیامت کو خیال کر کر کے جگر شق ہوا جاتا ہی رنگ چہرہ کا فق ہوا جاتا ہی **نظم**
لمولفہ بچاری اُمتون کو بھول جائین ✤ نہین ہین بھولتین کیونکر بھلا مین ✤ اُٹھینگی آہ
قبرون سی یہ ساری ✤ پیاسی ننگی بھوکی غم کی ماری ✤ رکھی سر پر گنہ کا بوجھ بھاری ✤ نہین کرنیکا
اُسدم کوئی یاری ✤ چڑھینگی پل صراط اوپر وہ کیونکر ✤ رکھے گٹھری گنہ کی ہای سر پر ✤ مری
اُمت ہی مجھکو جان سی پیاری ✤ اسی سی کرتا ہون مین آہ وزاری ✤ پھر آپ نے سیدنا علی مرتضیٰ
کے سینۂ محبت گنجینہ مین علم عرفان بھر دیا اپنا وصی اُنکو کر دیا **شعر** دوستان وقت وداع دست
نغان برگیرند ✤ دل بیکبارگی از جان جہان برگیرند ✤ **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام
✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت** ہی کہ اسکے بعد جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ آج
روز وصال حبیب ہی سو مالک سی کہو ابھی آگ دوزخ کی بجھائے دوزخ کے دروازون
مین حلم و تسکین کے قفل لگاے **نظم لمولفہ** اور میکائیل سی بھی جا کے کہدے ✤ کہ کیل زرق وہ
بھی آج رکھے ✤ ہوا ڈولے نہ دریا موج مارے ✤ رہین جنبش سی باز افلاک سارے ✤ فرشتے
جسقدر ہین خاص اور عام ✤ وہ اسدم چھوڑ دیوین اپنا سب کام ✤ اور رضوان باغ جنت
کو سنوارے ✤ اور پھلون سی گلستان کو بہارے ✤ در و دیوار جنت کو شتابی ✤ کرے تزئین اور آئینہ بندی
ٹھلین سب آج یہ ابواب رحمت ✤ نوازن ہون طیور باغ جنت ✤ در جنت پہ باصد شوکت
و شان ✤ کھڑے ہون سب مودب حور و غلمان ✤ پھر ارواحون کو ساری انبیا کی ✤ اور صلحا
اور شہدا اولیا کی ✤ حلل اور حلۂ جنت پنہا کر ✤ روح قدس سی سبکو لبا کر ✤ سبھون کو پھر
سنا پیغام باری ✤ کہ روح مصطفٰے اسدم ہی آتی ✤ کھڑے ہو صف بہ صف آراستہ ہو ✤
باستقبال روح شاہ خوشخو ✤ **روایت** ہی کہ اسکے بعد فرمان باری بنام ملک الموت اسطرح
جاری ہوا کہ ای عزرائیل اسوقت قبض باقی روح چھوڑ اپنی عبادت سی منہ موڑ اور آب حوض کوثر
و تسنیم سے نہا کر عطر آداب سی جامے کو لبا کر حلے خلعت سی اپنے تن کو سج کر کے گردن تعظیم کی کج
کر کے حلل احترام سی محلی ہو کے مشک و گلاب سے غرارہ کر کے ہاتھ منہ دھو کے شہر مدینے مین

در حجرۂ نبوی پر جا اور بہت بہت میرا سلام اور اشتیاق پہونچا مگر خبردار بلا اذن حجرۂ نبوی مین
ہرگز قدم نہ دھرنا بلا اجازت انکی روح اعطر کو قبض نکرنا غرض عزرائیل حسب حکم رب جلیل
مع تمامی فرشتگان اور انصار اپنے کے ابلق گھوڑون پر سوار اور ایک نامہ پروردگار کا اپنے
ہاتھ مین لیے ہوے بصورت ایک اعرابی کے در حجرۂ نبوی پر آئے اور وہین پر کھڑے ہوکر بڑی
آداب سے گردن جھکا کر سلام نیاز بجالائے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَھْلِ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَۃِ
راہ دور و دراز سے قدمبوسی کو آیا ہون اجازت ہو تو اندر آؤن **نظم** برخیز ہانبی کہ جہان در
فراق تست * ہر ذرۂ و ذرہ سوختۂ اشتیاق تست * فرخندہ منزلے کہ در وگرد وہ مقام * خوش
وادی کہ سودہ سم براق تست * حضرت فاطمہ زہرا اسوقت سرہانے آپ کی بیٹھی تھین جواب دیا
کہ باباجان کی طبیعت بہت ناساز ہے اسوقت ملاقات نہوگی آنے سے کیا فائدہ کچھ بات نہوگی
پھر ملک الموت نے دوسری بار آواز دی ای اہلبیت خدا کی تم پر رحمت ہو اندر حاضر ہونے کی مجھے
اجازت دو پھر حضرت سیدہ رض نے فرمایا اور وقت آنا باباجان کو اسوقت بولنے کی تاب نہین بارے
جواب نہین تیسری بار اس آواز بلند اور مہیب سے ملک الموت نے اجازت چاہی کہ سب
اہلبیت مارے ڈر کے کانپنے لگے دہشت سے ہانپنے لگے سب کا دل ہیبت سے دھڑکنے لگا کلیجا گھبراہٹ
سے پھڑکنے لگا حضرت کو ہوش آگیا آنکھ کھولدی اور پوچھا کہ کیا ہے حضرت سیدہ رض نے عرض کی
کہ ایک اعرابی غریب بصورت مہیب وصوت عجیب دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت
چاہتا ہے ہرچند عذر کرتی ہون مانتا نہین اس بار کڑک کے آواز بلند آواز دی ہے آپ کی
بیماری کا حال جانتا نہین آپ نے فرمایا جان پدر یہ کون ہے تمنے جانا کہان سے آیا ہے کچھ پہچانا یہ
مٹانے والا ہے لذتون کا قطع کرنے والا ہے خواہشون کا اجاڑنے والا گھرون کا آباد کرنیوالا ہے
قبرون کا توڑنے والا ہے جماعتون کا لوٹنے والا ہے راحتون کا بیوہ کرنیوالا ہے عورتون کا یتیم
کرنیوالا ہے فرزندون کا حجرۂ آہنی مین بھی اگر کوئی جا چھپے مگر یہ ایسا حریف ہے کہ بے کنجی کے
در کھولدیتا ہے بلا حربہ دم بھر مین ایک عالم کی جان لے لیتا ہے چکھانے والا جرعۂ فوت
قوت ہے ای نور دیدہ یہ ملک الموت ہے فرمان باری لایا ہے واسطے قبض روح تمہارے
باپ کی آیا ہے سواے میری کسی پیغمبر کسی ولی کے گھر جانے مین اجازت چاہنے کی اسے عادت نہین

بلا دھڑک گھس پڑتا ہی پوچھنے کی حاجت نہین میری آستانی کا پاس کرتا ہی بلا حکم آنے سے ہراس کرتا ہی اُسے اندر بلا لو حضرت سیدہ نے رو کر فرمایا وَا اَبَتَاہُ خَرِبَتِ الْمَدِیْنَۃُ ای بابا مدینہ خراب ہوا آپ آنسو حضرت سیدہ کے پوچھنے لگے اور بہت تسلی دی اور فرمایا جان پدر اتنا مت رو و اسقدر بیتاب مت ہو تمھاری رونے سے حاملان عرش روتی ہین اُسوقت حضرت عبدالرحمٰن کے ہاتھ مین مسواک تھی آپنے رغبت کی حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے منھ مین چبا کر کے آب کر کے آپ کو دی آپنے مرتے دم بھی مسواک کری علمانے لکھا ہی کہ جو شخص ہر وضو پیچھے مسواک کریگا تو وہ جب مریگا حق تعالی خاتمہ اُسکا بخیر کریگا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ❊ روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ❊ روایت ہی کہ اِسکے بعد ملک الموت بعد اجازت کے حاضر آئے بڑی آداب و تعظیم سے آگے کھڑے ہو کر سلام بجالائے آپنے فرمایا میری زیارت کے لیے تم آئے ہو یا بارادۂ قبض روح کے یہان تشریف لائے ہو عرض کی قدمبوسی کو آیا ہون اور فرمان باری لایا ہون یارسول اللہ حق تعالی نے مجھے آپ کا فرمانبردار کیا ہی حکم ہی کہ بے اجازت قبض روح نکرون اگر حضور بخوشی خاطر فرماوین تو قبض روح کرون اور اگر دنیا مین توقف منظور ہی تو بی توقف اُٹھ جاؤن ارشاد ہوا جبرئیل کو تمنے کہان چھوڑا عرض کیا وہ آسمان دنیا پر ہین فرشتے اُنسے آپ کی ماتم پرسی کرتے ہین حاملان عرش آپکے غم اور ماتم سے مرتے ہین فرمایا اچھا ابھی ٹھہرو جبرئیل کو آنے دو اتنے مین جبرئیل امین روتی ہوی آئے آپنے فرمایا ای جبرئیل ایسے وقت مین مجھے تمنے تنہا چھوڑا وقت دم واپسین کی صحبت سے منھ موڑا جبرئیل نے کہا یارسول اللہ آپ کی مہمانی کا سب ساز و سامان کر کے آیا ہون حق تعالی کے یہان سے بشارت لایا ہون فرمایا کہو عرض کی یارسول اللہ چونکہ روح آپ کی اُسوقت آسمان پر جائیگی اسلیے بحکم باری آتش دوزخ بجھا دی گئی بہشت آپ کے لیے آراستہ پیراستہ کیگئی حورین بناؤ سنگار کیے جنت کے جھروکون پر باستقبال روح اعطر آپ کے آئی ہین گوہر جان نثار کو لائی ہین ساری انبیا از آدم تا عیسی آپ کی انتظاری مین دست بستہ کھڑی ہین تمامی فرشتے زمین و آسمان کے صف بصف پرے باندھے

راہ استقبال پر اڑی ہین ہر آسمان پر شامیانی عربی کھڑے ہین جابجا نشان محمدی گڑی ہین
مکانات جنت کے سج رہے ہین شادیانی قدوم روح انور کے جابجا بج رہی ہین سنبران ارم
بشوق وصال لہلہا رہے ہین مرغان جنتی وہان ذوق مین چہچہا رہے ہین نظم حجلہ قدس
برائی تو بیاراستہ اند ٭ خوش خرامان گذری کن بہ تماشا گہ ناز ٭ قدمی پیش نہ وقدر فلک مزا افزا
٭ بسر قع از رخ فگن وجملہ ملک را بنواز ٭ فرمایا جبرئیل یہ سب خبری بہت خوب ہین دلکو
نہایت مرغوب ہین مگر مجھے اسدم کہ سوای اسکے اور کوئی خوشخبری سناؤ جس سے میری آنکھوں مین
ٹھنڈک آئی تپک درد نہانی کی جای عرض کی حقتعالی کا آپ پر بڑا فضل ہی اکرام ہی کہ جبتک
آپ اور ساری امت آپ کی بہشت مین نجائین بہشت تمامی انبیا اور امتون پر حرام ہی
فرمایا ای جبرئیل اس سے بھی اور بہتر کوئی خوشخبری سناؤ عرض کی یا رسول اللہ قیامت کی
دن پہلے پہل آپ ہی کے فرق اقدس پر تاج شفاعت دھرینگے کہ ساری انبیا آپ پر رشک
کرینگے فرمایا ان باتون سے تو میری آنکھون مین خنکی آتی نہین تپک دل کی جاتی نہین کوئی
ایسی خوشخبری لاؤ جس سے آنکھون مین ٹھنڈک جگر تفتہ مین طراوٹ آئے زخم نہانی اندمال
پائے وہ دھڑکا دل کا مٹ جائی عرض کی یا رسول اللہ آپ کو ان باتون سے خوشی آتی
نہین فرمائیے آپ کو کونسا غم ہی کیا فکر ہی دل پر کسطرح کا الم ہی فرمایا مجھے غم امت کے
سوا اور کوئی غم نہین دل پر کسی طرح کا صدمہ نہین الم نہین شعر لمولفہ گناہ امتون سے
بیٹھ میری آہ پر نم ہی ٭ اگر غم ہی یہی غم ہی اگر ہم ہی یہی ہم ہی ٭ مجھے ہر دم یہی خیال ہی
اسی کا ملال ہی کہ امت میری بہت نحیف و نزار ہی بہت ہی عاصی ہی گنہگار ہی نہین معلوم
قیامت کا کیا کیا معاملہ انکے ساتھ پیش آئیگا خدا جانے حقتعالی احساب انکا کسطرح
فرمائیگا رباعی لمولفہ غم امت سے ای جبرئیل کیا کیا حال دل سے کہیے ٭ تپک اس
زخم تنہائی کی سہیے کب تلک سہیے ٭ غم امت سے دل تو بھن چکا اب تن کی باری ہی ٭
بھلا اس غم مین ای جبرئیل گھٹ گھٹ کب تلک رہیے ٭ جبرئیل نے جناب باری مین
عرض کی خداوند مین نے سب بشارتین سرور عالم کو سنائین مگر خاطر اقدس مین انکے
کچھ اطمینان نہ لائین کچھ اور مژدہ چاہیے جس سے مزاج عالی مسرور ہو دلکی مصیبت

دور ہو حکم ہوا کہ میرے حبیب سے بعد سلام کے عرض کرو کہ آپ کی امت کا جو کوئی آدمی اگر عمر بھر
گناہوں میں مبتلا رہے مگر موت سے سال بھر پہلے توبہ کرے تو سب گناہ اُسکے بخشونگا رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موت کا حال کوئی جانتا نہیں شاید ایک برس پہلے توبہ کرنے کی نوبت
نہ آئے ارشاد ہوا ایک مہینے پہلے موت کے توبہ کرے آپ نے فرمایا اللہ اللہ ایک مہینہ بھی بہت ہے حکم ہوا
موت سے ہفتہ بھر پہلے توبہ کرے فرمایا ایک ہفتہ بھی بہت ہے ارشاد ہوا ایک دن پہلے توبہ کرے
فرمایا ایکدن بھی بہت ہے فرمان ہوا موت سے گھڑی بھر پہلے توبہ کرے فرمایا ایک ساعت بھی
بہت ہے آخر خطاب آیا شعر لمولفہ کہاں تک خواہش امت ہے بس کرتے نہیں کیوں اب
گناہیں مانگنے والا ہوں تو وہاب ہے اب رب ٭ نہ میں ماخر طلب سے ہوں نہ تو دینے میں عاری ہے ٭
پھر حکم ہوا کہ اگر امت آپکی تمام عمر گو مر گرانمایہ عمر کو خاک گناہوں میں ملاوے اور مرتے دم آنکھوں
سے آنسو بہاوے یا اپنے نامۂ اعمال بد یاد کر کر پشیمان ہووے اپنے گناہوں پر رووے تو اُسکے سارے
گناہ معاف کرونگا لوح نامۂ اعمال کو اُسکے حرف غلط سے صاف کرونگا اور اگر پشیمان بھی نہو تو اسکو
محض تمھاری شفاعت اور اپنی رحمت سے نجات دونگا شعر لمولفہ تمھیں محشر کا ہے ناحق میں
ہوں اور امت تمھاری ہے ٭ خوشی محبوب کی کرنی یہی مرضی ہماری ہے ٭ روایت ہے کہ اسکے
بعد آپ نے فرمایا اے جبرئیل اب تین باتوں کی مجھے آرزو ہے ہر دم اسی کی جستجو ہے اول یہ کہ میری
امت پر شامت گناہ سے دنیا میں مثل امت سابق کے عذاب نہ آئے دوسرے یہ کہ قیامت کے دن
میری شفاعت حق تعالے عاصیان امت کے حق میں قبول فرمائے تیسرے
یہ کہ ہر ہفتے میں دو بار امت کے اعمال سے مجھے اطلاع ہوتی رہے تاکہ اگر اعمال
اُنکے نیک ہونگے تو خوش ہو کر شکر الہی کرونگا اور اُسے اُنکے نامۂ اعمال میں لکھواؤنگا اور
اگر اعمال بد ہونگے تو استغفار کرکے اُنکی نامۂ اعمال سے محو کراؤنگا نظم لمولفہ کہا جبرئیل نے
با شوق بیحد ٭ کہ فرما اے صلی یا محمد ٭ کہ اپنے دل میں آنکھوں کی ٹھنڈک ٭ غم امت بھلا
کھاؤگے کبتک ٭ یہ گھٹ گھٹ کر رہوگے کب تلک تم ٭ اور پہونچا فکر نے ہے تا فلک تم ٭
دل نازک پہ کب تک اے پیارے ٭ اُٹھاؤگے یہ غم امت کا بارے ٭ ہے
امت تیری تجھکو جان سے پیاری ٭ محبت تیری ہے سب سے نیاری ٭ کرو دلکو ٹھکانے

کچھ نہ سوچ * یہ سب باتین بھی ہین منظور ہمکو * رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسبات کو
سنکر بہت خوش ہوی اور فرمایا الآن طاب قلبی اب مجھے سرور ہوا سب رنج واندوہ دل سی دور
ہوا پھر فرمایا عزرائیل اب جلد اپنا کام کر شوق وصال باری دامان دل کھینچتا ہی جھٹ پٹ
میرا قصہ تمام کر شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام * علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی
مدام * روایت ہی کہ پھر عزرائیل بحکم آپ کے قبض روح پر فتوح مین مشغول ہوے
شدت جانکنی اور سکرات موت کی اسقدر تھی کہ رنگ چہرہ گلگون کا گاہے سرخ گاہے زرد
ہوتا تھا جسم اطہر کبھی گرم کبھی سرد ہوتا تھا اور گاہے دست راست گاہے دست چپ کھینچتے
حتی کہ رخسارۂ انور پسینے پسینے ہو گیا اور اسقدر تکلیف جانکنی کی فقط واسطے تسکین و
تشفی امت عاصی کے آپنے اختیار فرمائی کہ ایک پیالہ پانی کا سامنے رکھا تھا بار بار پانی
اسکا اپنے منہ پر ملتے اور فرماتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ حضرت عائشہ فرماتی ہین
کہ جسقدر تکلیف جانکنی کی مینے حضرت کو دیکھی کسی کو نہ دیکھی پھر آپ نے ملک الموت سے پوچھا کہ
جانکنی مین اتنی تکلیف اور کسی کو بھی ہوتی ہی عرض کی یا رسول اللہ جتنی تکلیف اور ون کو
ہوتی ہی اسکی عشر عشیر بھی آپ کو نہین ہی یہ سنکر آپ آبدیدہ ہوے اور فرمایا آہ آہ
وا اُمتاہ اے عزرائیل جتنی تکلیف جانکنی کی میری امت ضعیفہ پر ہو وہ سب کی سب آج انکی
بدلے ہمارے اوپر تمام کرے تاکہ میری امت ناتوان اس اذیت سے محفوظ رہے عزرائیل نے
عرض کی یا رحمۃ للعالمین یا شفیع المذنبین آپ اسکا کچھ غم نہ فرمائین اسکی فکر اسکا خیال
دلمین نہ لائین جسطرح مادر مہربان اپنے سوتی پیاری لڑکے کے منہ سے پستان نکال لیتی ہی
اسی طرح آپ کی امت کی روح باسانی نکالونگا غرض بارھوین ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری
دو شنبے کے روز دوپہر ڈھلے آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے سینے پر تکیہ لگائی آسمان کی
جانب نظر اٹھائے اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہتے ہوے ترسٹھ برس کے
سن مین اس خاکدان دنیا سے عالم بالا کو رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
اول کلام آپ کا حلیمہ سعدیہ کی گود مین اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور آخر کلام آپ کا حضرت عائشہ
کی آغوش مین اَلرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی تھا نظم جہان مین شور محشر کسقدر ہے * قیامت رحلت خیر البشر ہے

اندھیرا گیون ہو سارے جہان مین ✤ چھپا نظرون سے وہ رشک قمر ہے ✤ کہان تک صدمۂ
فرقت اٹھاوین ✤ کدھر او خدیو آہ سحر ہے ✤ تڑپتا ہے تپ فرقت مین کافی ✤ کوئی وان تک
ہمین کرتا خبر ہے ✤ روایت ہے کہ مکہ معظمہ مین دوشنبے کے دن صبح صادق ربیع الاول
کی بارھوین تاریخ فصل ربیع مین قصۂ فیل کے سال زمانے مین نوشیروان بادشاہ کے
مطابق ... نیسان ... گذری کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تھے
اور چار برس کی ... اور پچیس برس حضرت خدیجہ سے نکاح ہوا اور چالیسوین
برس دوشنبے کے دن نبی ہوئے اور اسی دن مکے مین ... اکیاون برس نو مہینے کے سن مین
معراج ہوئی اور اسی دن تریپن برس کے سن مین مکے سے مدینے کو ہجرت کر چلے اور
اسی دن مین حجر اسود اٹھایا تھا اور اسی دن مین مدینہ منورہ پہونچے اور اسی دن تریسٹھ
برس کے سن مین دنیا سے رحلت فرمائی راوی کہتا ہے کہ جسدن قدم مبارک مدینے مین
آیا تھا اسدن مدینہ مطلع نور ہوگیا تھا ہر شخص نشہ سرور سے چور ہوگیا تھا اور جسدن آپ نے
رحلت فرمائی سارا مدینہ اندھیرا ہوگیا عجیب کالی بلا آئی ہر گلی کوچہ سنسان بازار ویران
مین ہو کا مکان گھر گھر کہرام آب و دانہ حرام لبون پہ آہ دلون سے نعرۂ جانکاہ نہ تنہا
بیکس بد حواس نہ رغبت شیر نہ خواہش پیاس **غزل** ای زہجرانت زمین و آسمان بگریستہ
سینہ و دل خون شدہ ربع روان بگریستہ ✤ نی ہمین با خاکیان بہر تو ماتم داشتیم
بلکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ ✤ خون گری ای دیدہ بہر سید کز ماتمش ہم چنین
اندر فلک با قدسیان بگریستہ ✤ آدم و نوح و خلیل و موسی و عیسی بہم ✤ در عزای سید
آخر زمان بگریستہ ✤ اہلبیت آندمی کہ گریان گشتہ از بہر رسول ✤ سنگ خارا بر دل
پر درد شان بگریستہ ✤ روایت ہے کہ جب آپ نے رحلت فرمائی ملائکہ نے صحابہ سے تعزیت
فرمائی اور آواز واحمداہ کی آسمان سے آئی اور جب ملک الموت روح اطہر کو اعلی علیین
مین لیگئے تو صدای وا محمداہ یا رسول رب العالمین کی عرش تک پہونچائی اور اسوقت ایک عجیب
قسم کی بوی خوش سارے اہلبیت نے پائی آب بیان سے گریہ اور حال پر ملال اہلبیت کے
جگر شق ہوا جاتا ہے رنگ چہرہ فق ہوا جاتا ہے حضرت فاطمہ زہرا رو رو کر فرماتی تھین وا ولداہ یا ابتاہ کم

بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان دعوت حق کی آپ نے قبول فرمائی بہشت مین جا بیٹھے
مجھ خستہ سے نظر چھپائی بابا جان خبر آپ کے وفات کی جبرئیل کو کون پہونچائی حال میری بیکسی کا
آپ کو کون سنائی بابا جان اب جبرئیل میرے گھر کاہے کو آئینگے خدا کی وحی اللہ کا سلام اب
کسکے پاس لائینگے اجی بابا اب حسنین کے واسطے بہشت کی میوے کون منگا دیگا اجی بابا اب
حسنین کو گود مین لیکر کون کھلا دیگا اجی بابا کاندھے پر چڑھا کر اب کون انکو ٹہلا دیگا بابا جان
جب وے روئینگے تو اب انکو کون بہلا دیگا آہ بابا حسنین روتے ہین آپ پانون پھیلائے سوتے
ہین بابا جان مدت کی آس تو توڑ چلے یہ تو کہیے ہمکو کس پر چھوڑ چلے بابا جان نہین معلوم مین
ابھی کتنا زندہ رہونگی درد مفارقت کبتک سہونگی بابا جان فاطمہ کو اپنے ساتھ کر لینا بابا جان
صدمہ ہجر کا زیادہ روز تک مجھے نہ دینا یا اللہ اب فاطمہ کو بھی شربت موت جلد پلا یا اللہ روح
فاطمہ کو جلد تر روح حضرت سے ملا خداوندا صدقے اپنے حبیب کے فاطمہ کو بھی وہین بلا بابا کی
ساتھ قبر مین سلا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ بابا بغیر مین رہ نہین سکتی آہ دل مانی نہین درد
ہجران سہہ نہین سکتی آخر اسی طرح غم پدر مین گھٹ گھٹ کر چھ مہینے کے بعد آپ نے بھی رحلت
فرمائی اس درمیان مین کبھی نوبت ہنسنے کی نہ آئی حضرت عائشہ صدیقہ رو رو کر فرماتی ہین
افسوس اس نبی آخر الزمان کا جسنے بخشائش امت کے لیے عمر بھر کیسی کیسی سختی اٹھائی غنا پر فقر
اختیار کیا ایک دن بھی جو کی روٹی آسودہ ہو کر نہ کھائی افسوس وہ نبی جو عمر بھر غم
امت مین رویا امت عاصی کے سوچ مین ایک رات بھی اطمینان سے نہ سویا سر پر جدائی
اختیار فرمائی عمر بھر کسی نامحرم پر نظر نہ اٹھائی گو ہر دندان در فشان کو اشقیا نے توڑا مگر
طریق صبر و شکر سے منہ موڑا افسوس اس سلطان گدا انہونے لاکھ لاکھ روپے خیرات کیے
مگر خود پیٹ پر پتھر باندھ باندھ بسر اوقات کیے حرف لا کسی سائل کے جواب مین لب پر
نہ لائے عمر بھر کسی کو ذرہ بھر بھی صدمات رنج نہ پہونچائے تمام تمام رات ایک قدم پر
کھڑے ہو کر فقط نجات امت کے لیے دو دو رکعت نمازین صبح فرماتے تھے کہ ایک پانون پر
کھڑے کھڑے پای مبارک ورم کر جاتے دن رات امت عاصی کے غم مین رونا نہ دن کا
کھانا نہ شب کا سونا **اشعار** ای جان صد ہزار چو ما وقف جان تو * ہر دم ہزار تحفہ زما

برادران تو ہر رسول پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام
روایت ہی کہ اُسوقت فرشتون نی اہلبیت کی تعزیت فرمائی گوشہ خانہ سی آواز غیبی
آئی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ
ایکدن سب کو مرنا ہی دنیا سے سفر کرنا ہی صبر کرو چپ رہو چندان مصیبت دنیا سہو قیامت مین حبیب
کی غزا پاؤگی مصیبت و دروزہ کی بدلے لُطف اُٹھاؤگی اور مسجد مین ساری اہل مدینہ درہی تھے
مارے غم کے بیقرار ہو رہی تھی کہ حضرت خواجہ خضر روتی ہوی آئے اور لوگون کو بچاندے کے
صحابہ کبار کے پاس بر ہم ہاتھ پر سی جا پڑی اور رو رو کر صحابہ کو صبر و تسلی دیکر چلے گئی
نظم شعلہ آتش ہجران تو جان می سوزد ✤ وز فراق تو دل پیر و جوان می سوزد ✤ این
چہ درد است کز و خون جگر می ریزد ✤ وین چہ سوز است کز و جان جہان می سوزد ✤
شرح این غم چہ نویسم کہ قلم می شکند ✤ وصف این حال چگویم کہ زبان می سوزد ✤
آگے آل اطہار اور اصحاب کبار کی آہ و زاری ایک دوسرے کو دیکھکر باہم اشکبار ی
کہانتک لکھیے یہ خبر وحشت اثر سُنکے آتش غم سے جل بھُن کے سب کے سب متحیر ہو گئے
بیٹھے سکتے کی حالت مین مدہوش بعضے اختلال حواس سے از خود فراموش حضرت عمر فاروق نے
بباعث غلبۂ عشق و محبت حضرت کے یہ حال سُنکے ننگی تلوار کھینچی کہ جسکی زبان سے حضرت کی وفات
کا نام سنونگا فوراً گردن اُسکی اسی تلوار سے اُتار لونگا حضرت سوتے ہین خدا سے واسطہ ہم کلام
ہوتے ہین اور حضرت عثمان غنی بباعث غلبۂ عشق حضرت کی زبان سے کچھ بول نہ سکتے
تھے مثل طائر تصویر کے ہر ایک کا مُنہ تکتے تھے مثلث لمؤلفہ

جناب حیدر کرار کی کچھ اور حالت تھی
بیان کیا کیجیے اثر جو غم کی آہ شدت تھی
قلم اب چاہیے لکھنے سے زبان کہنی سی عاری ہی

حیدر کرار کی ایسی کمر ٹوٹی سنگ غم سے اسقدر چور ہوئی کہ بیٹھ کر پھر اُٹھنے سے مجبور ہو گئے
یار غار حضرت صدیق اکبر روتی ہوی گھر مین آئے اور چہرہ نورانی سے کپڑا اُٹھایا اور پیشانی
انور اور دہن اعطر کو بوسہ دیکر فرمایا وَامُحَمَّدَاہُ وَانَبِیَّاہُ پھر رو کر کہا شعر رفتی و
مرا خبر نکردی ✤ بر بیکسی ام نظر نکردی ✤ پھر بوسہ دیکر روئے اور فرمایا وَاخَلِیْلَاہُ

اگر اختیار ہوتا تو ہم اپنی جان آپ پر قربان کرتے جان کیا دونوں جہان نثار کرتے اور اگر آپ رفق سے منع نفرماتے تو ہم آپ پر اتنا روتے کہ آنکھوں سے خون کے چشمے جاری ہوتے خداوندا اپنے حبیب کو میرا سلام پہونچانا یا رسول اللہ خدا کے پاس مجھے یاد فرمانا شعر ای پشت مرا زغم شکستی ‡ تار رخت حیات خویش گسستی ‡ ناقہ سواری آنکا ایسا غمگین ہوا کہ کچھ کھاتا نہ پیتا تھا خون جگر پیکے جیتا تھا آخر بعد تین دن کے وہ بھی مر گیا دنیا سے سفر کر گیا اور دراز گوش غم سے مدہوش ہوکر فراق سے اس عزیز مصر خوبی یوسف چاہ محبوبی کے جی جان کھوکر کوئیں میں گر کر ہلاک ہو گیا غم دارین سے پاک ہو گیا شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ‡ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ‡ روایت ہی کہ اسکے بعد مہاجرین و انصار میں خلافت پر اکہنے لگے ایک امیر انصار میں سے ہو ایک امیر مہاجرین میں سے آخر بمقتضای حدیث الائمۃ من قریش کے یعنے سردار اور امام قریش ہی میں سے ہونا چاہیے سارے اصحابؓ نے دست حق پرست پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیعت کی تا دین اسلام میں کچھ خلل نہ پڑ جائے آئینہ دلوں میں لوگوں کے بل نہ پڑ جائے ‡ روایت ہی کہ جسوقت روح پر فتوح آنحضرتؐ رونق افزاء اعلی علیین ہوئی ایک تابوت جواہرات و یاقوت بہشتی سے مرصع کر کے نظر انور سے گذرانا گیا کہ اگر مرضی مبارک ہو تو ملاء اعلی جسد اطہر کو اس تابوت میں لا دیں اور مرقد انور سرابستان بہشت میں بنا دیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہیں ہمارا جی نہیں چاہتا کہ اپنی امت عاصی سے دم بھر بھی جدا ہو دیں ہمنے یہاں خاطر خاکساران امت غمناک کے فرش خاک ہی کو اختیار کیا تاکہ ہم انسے جدا نہو دیں اور وہ بھی میرے فراق میں مبتلا نہو دیں اور تاکہ جبتک ہم انمیں رہیں عذاب الہی سے محفوظ رہیں پیار و شفقت اور عنایت نہایت کو ایسے ہی شفیق ایسے شفیع رفیق کی بنظر غور خیال کر کے ہر دم صلوۃ و سلام روح پاک پر انکی ہدیہ کرنا چاہیے جی جان انپر قربان کر کے اتباع سنت میں دم بھرنا چاہیے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ‡ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ‡ روایت ہی کہ اسکے بعد اہلبیت اطہارؓ نے حسب وصیت کے غسل اور تجہیز و تکفین سے فراغت پائی پھر نماز جنازہ عالی کے پڑھتے پڑھتے دو روز تک نوبت دفن کی

فرمائی تھی کہ بہتر بار صحابہ کبار نے بلا امام کے فوج کی فوج یکے بعد دیگرے نماز پڑھی پیر کے دن
دوپہر ڈھلے بارھوین ربیع الاول کو آپ نے قضا کی تھی بدھ کی رات صبح کے وقت چودھوین
شب ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین شہر مدینے کے اندر حجرے مین حضرت عائشہ صدیقہ کے جس جگہ
آپ نے قضا کی تھی لوگون نے بغلی قبر کھود کے سلطان عالم کو اسمین سلا کے نو اینٹین کچی اوپر سے
بچھا کے مٹی دی اور بلال نے سرہانے سے پانی بہایا اور ایک بالشت قبر پاک کو بلند کیا اور افضل اور
اطہر سب جگہون سے تھی کہ عرش و کرسی و بہشت و کعبے سے وہ جگہ ہے جو مزار سید ابرار ہے ساری
محدثین کے مذہب کا یہی قرار ہے اور آدمی وہین دفن ہوتا ہے جہان کی مٹی سے وہ پیدا
ہوتا ہے اور اصل پیدائش حضرت کی خاک پاک ناف زمین یعنی موضع کعبہ سے تھی مگر وہ پانی
جب عرش الٰہی تھا جب آندھی موج ماری تو چھینٹ کو اطراف عالم مین ڈالا اور وہ طینت
پاک آپ کی مدینے مین جا پڑی اسواسطے آپ وہان مدفون ہوئے اب ذرا مصیبت کو حضرت عائشہ
صدیقہ کی ملاحظہ کیجیے کہ جو گھر کہ بیت الوصال تھا وہ بیت الاحزان ہو گیا جو دار السرور تھا
وہ غم کا مکان ہو گیا جہان دن رات پروانہ جمال پر انوار اور محو نظارہ سید ابرار ہوتی تھین
وہین آتش غم مین مثل پروانے کے جلنے لگین بجھنے لگین سوز ماتم سے شمع سان پگھلنے لگین ہوائے
مخالف سے سر کو دھننے لگین انتقال کے وقت سے دفن تک مدینہ ایسا اندھیرا تھا کہ اپنی آنکھ سے
اپنا ہاتھ سوجھتا نہ تھا اور لوں پر تیرگی آنکھون مین ایسی خیرگی چھا گئی کہ بات کسی کی کوئی
نہ سوجھتا تھا **نظم لمؤلفہ** برس دن رہی بارش ابر رحمت * ہوا کہ دن جہان قیام فال محمد
اندھیرا ہوا سارے کون و مکان مین * ہوا جس گھڑی انتقال محمد * مین مرجاؤن ناصح
یہی ہے تمنا * نہ کر دو خیال وصال محمد * روایت ہے قثم بن عباس فرماتے ہین کہ جسوقت
جسم اطہر صاحب لولاک کو قبر کے اندر سریر خاک پہ لٹایا اور چہرہ نورانی سے پردہ کفن اٹھایا
مین نے دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لبہائے مبارک کو ہلاتے ہین اور آہستہ آہستہ
کچھ کچھ فرماتے ہین مین نے اپنے کانون سے بخوبی صاف صاف سنا کہ قبر مین بھی یہی فرماتے تھے رب
امتی امتی **شعر** جانم فدای تو کہ ترا ہست ہر زمان * از عہد تا لحد ہمہ تیمار امتان *
روایت ہے کہ آپ قبر پاک مین بھی بحیات ابدی ساتھ سب ہوش و حواس کے جیتے ہین مگر ہر دم

مشاہدۂ جمال ایزدی مین محو ہو رہی ہین ہر آن جرعۂ وصال پیتے ہین اتنا ان عاصی کی آمد سے خوش ہوتی ہین اور معصیت امت کا حال سنکے استغفار کرتی جناب باری مین روتی ہین جب کوئی تحفۂ درود و سلام حضور مین پہونچتا ہی آپ کی طرف سے آن واحد مین کڑوڑون آدمی کو جواب علیکم السلام آتا ہی قبر مین آپ اذان و اقامت کیساتھ نماز پڑھتے ہین اذان و اقامت کی آواز مزار شریف سے مجاورین کے کان مین اکثر آئی ہی اور ابراہیم بن بشار نی مزار شریف پر کھڑی ہوکر سلام کیا آپ نی اندر قبر سے بلفظ وعلیکم السلام جواب دیا اور بعد واقعہ کربلا کے یزید بدبخت نی جب مدینہ پاک کی لوٹنے کو لشکر بھیجا تو مسجد نبوی تین دن تک اذان و اقامت اور نمازیون سے خالی رہی تھی فقط سعید بن مسیب دیوانی بنکے مسجد مین جھاڑو دیتے تھے اور ہر وقت نماز کی آواز اذان و اقامت کی صاف صاف قبر شریف کی اندر سے سن لیتے تھے یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیک الی یوم الدین ناصر مسکین آتش فراق مین آپ کی جل رہا ہی مگر شمع شان جل رہا ہی اب جلد ہند سے آسے مدینے بلایئے اور حسن خاتمہ کے ساتھ جنۃ البقیع مین اسی سلایئے لناظم المولفہ

مدینے جا کہون ہی شوق مجھ کو
بقیع پاک ہو وی میرا مدفن
بلا اب ہند مین کب تک رہین ہم
لنا اکرم لقد رحمۃ للعالمینا
دکھا دو پھر حق مجھکو مدینا
فیا اسفی علی المعنی اشتباہ

محمد یا محمد یا محمد
نکلتے دم پڑھون کلمہ نبی کا
ترحم یا رسول اللہ ترحم
بلا لو ہند سے مجھکو خدارا
تو خیر یا شفیع المذنبینا
مدینے اتو ناصر جل بسو تم

مدینہ خاص ہو وی میرا مسکن
رسول ہاشمی المطلبی کا
نہین منظور ہی اب یان کا جینا
دعہ قبر لی فی مدینتک قد الا
خطا کی تو نے ای ناصر خدا کی
الی ما انی فقد نلہ فتوبنہ

شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✽ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✽

روایت ہی کہ بعد رحلت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار پر عجیب عجیب صدمے طاری ہوئے چنانچہ بعضے قوت رفتار و بعضے طاقت گفتار سے عاری ہوئی اور بعضے مرگئے دنیا سے سفر کر گئے عبد اللہ بن زید جو عاشق زار سید ابرار تھے دعا کی خداوندا بلا نظارۂ جمال سرور عالم مین رہ نہین سکتا در دمغار

سہہ نہین سکتا سو خدا میری آنکھ لے لے اُسی دم مجھے اندھا کردے شعر خبر لے اے
اجل جلدی مجھے اب زیست بھاری ہی ہی ✤ جمال یار بن کب عاشقون کو آنکھ پیاری ہی
✤ پس فوراً اندھے ہوگئے اور بعضے بے دیدار جمال پر انوار مدینے مین نہ رہسکے اسلیے
مسافرت اختیار کی چنانچہ حضرت بلال خستہ حال نے جب صبح وصال بسر ہوئی اور شام
فراق آئی تو گھبراکر شام کی جانب رحلت فرمائی جب چھ مہینے پورے وہان رہے تو عین شام فراق
مین صبح دیدار نظر آئی یعنی جواب مین حضرت نے اُنسے یہ بات فرمائی کہ اے بلالؓ تو نے مجھپر بہت جفا کی بڑی خطا
کی مدینہ چھوڑا میری زیارت سے منہہ موڑا پس حضرت بلال خواب سے اُٹھکر مدینے مین تشریف لائے پہلے
روضہ انور پر سلام کرنے کو آئے خاک مزار پاک سر اور منہہ پر رور وکر ملتے تھے سر کو غم کے پتھر سے
کچلتے تھے ان دنون حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا قضا کر گئی تھین حضرات حسنین سے حال وفات
سیدہ کا سُنکر کے آتش غم مین جل بھُنکر کے بہت روئے اور کہا اے جگر گوشہ رسول اے نور دیدہ
زہرا و بتول بہت جلد تمنے پدر بزرگوار سے ملاقات کی وہان جاکر تلافی مافات کی پھر لوگون نے
اصرار کیے کہ بلال موافق عادت قدیم کے مشتاقون کو اذان سنا دین بلالؓ نے عذر کیا کہ جب میری
اذان کا قدردان ہی نہین تو کس منہہ سے اذان کہون اور کسکو سناؤن کسی نے مانا نہین حال دل و حشت زدہ
کا جانا نہین آخر بعد اصرار اہل حرمین اور حضرات حسنین کے آہ سرد بھر کر سینے پر پتھر دھر کر
اذان شروع کی اور ساری خلقت گرد پیش جمع تھی جسوقت حضرت بلال نے اللہ اکبر اللہ اکبر
کہا اہل مدینے نے آہ کے نعرے سوز و غم کے شرارے عرش تک پہونچے پہونچائے مرد عورت لڑکے
جوان سب ہجوم کر آئے جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا اور مزار مہبط انوار کی جانب اشارہ کیا سارے
صحابہ بے اختیار رونے لگے بیقرار ہونے لگے اور بلال پر ملال کلیجے کو تھامے ہوے زمین پر گر پڑے
اُسدم مدینے مین ایسا ماتم پڑ گیا دلون مین خار غم گڑ گیا کہ گویا سرور عالم نے ابھی قضا کی ہی شہر بھر
کی عورتین اپنے اپنے گھرون سے باہر نکل آئین کہ شاید سرور عالم قبر سے باہر آئے ہم غمزدون کو شربت
زلال وصال سے مشرف فرمائے پھر بلال ۲۰ سنہ ہجری مین ساٹھ برس کے سن مین مقام دمشق
مین قضا کر گئے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ سبھی مدام
روایت ہی حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ بعد گذرنے تین روز کے دفن سے ایک اعرابی آیا اور

قبر مبارک پر گر پڑا اور خاک پاک کو اُسکی اپنے سر پر اُوڑاتا تھا اور کہتا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مین نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے اب آپ کے حضور مین آیا ہون تحفۂ جرم وخطا پیشکش لایا ہون
تاکہ میرے واسطے آپ استغفار فرمائین قبر سے آواز آئی قد غفر لک تیری سب گناہ بخشے گئے یارو
عشق حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہرحال وسیلۂ نجات اور صد گونہ سو جب برکات ہے
شعر لمؤلفہ ہر اک امراض کی شافی محمد ہے + دو عالم مین مجھے کافی محمد ہے + **روایت** ہے کہ ملک شام
مین ایک یہودی تھا شنبے کے دن توریت پڑھ رہا تھا چار مقام مین نام پاک صاحب لولاک کا لکھا پایا
عداوت باطنیہ سے اُس ورق کو آگ مین جلایا دوسرے دن یہ نام پاک آٹھ جگہ لکھا پایا اُس ورق کو
جلا کر خاک بنایا تیسرے دن بارہ جگہ وہ اسم پاک لکھا پایا تب بہت متحیر ہوا جی مین گھبرایا کہ جتنا اس نام کو
ورقون سے مٹاتا ہون اتنا ہی زیادہ اور لکھا پاتا ہون اگر اسی طرح ہر روز ہم پڑھ پڑھ کے مٹاتے جائینگے تو ساری
اوراق توریت کی اس نام سے بھر جائینگے پھر عاشق زار ہو کے بشوق زیارت رات دن منزل
بمنزل طے کرتا ہوا مدینے مین آیا پہلے سلمان فارسی کو پایا سمجھا یہی رسول کبریا حبیب خدا
ہین پوچھا انت محمد آپ ہی محمد مصطفےٰ سرور انبیا ہین سلمان نے کہا اے عزیز مین محمد نہین ہون
بلکہ اُنکا ادنیٰ غلام ہون شیفتہ کاکل مشکفام ہون یہودی نے بہت اشتیاق سے کہا اللہ مجھے
ذرا رسول خدا کے پاس پہونچا و اس ہجرت زدہ کو جمال جہان آرا اُنکا دکھاؤ سلمانؓ نے سوچا کہ
اگر یہ کشتۂ ہجرۂ فراق وفات کی خبر سنے گا تو مارے غم وغصہ کے سر کو دھنے گا کہا اے عزیز پہلے تجھے
اصحاب رسول خدا کے پاس لیجلتا ہون اُسنے کہا مین تو فقط سوز فراق مین اُسی شمع نبوت کے
پروانے کے مثال جلتا ہون غرض سلمان اُسکو ساتھ لیے ہوئے مسجد نبوی مین آئے حضرت علی مرتضیٰ
اور سارے اصحاب مصطفیٰ فراق حضرت مین سر جھکائے رو رہے تھے آنکھون سے اشک جاری تھے
بیقرار ہو رہے تھے یہودی کہ غلبۂ اشتیاق سے فنا فی الرسول ہو رہا تھا خنجر عشق حقیقی کا مقتول
ہو رہا تھا حضرت علی مرتضیٰ کو رسول خدا سمجھا بے اختیار دل وحشت زدہ پھڑ کنے لگا شوق
مین کلیجا دھڑکنے لگا عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ جسوقت
نام نامی آپ کا اصحاب نے سنا آہ کے نعرے عرش تک پہونچائے مسجد مین فغان وفریاد سے شور محشر
مچا سے شیر خدا نے فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے ہم جلون کو جلاتا ہے گلون پر شمشیر خونخوار چلاتا ہے

اُسوقت تو کہان سی ہماری مصیبت تازہ کرنی آیا جراحت دل پر نمک چھڑک کر درد و تڑپ زیادہ کرنی
آیا آج تین دن سی وہ سلطان گداخو صاحب لولاک عرش پاک کو چھوڑ کر دنیا سی منھ موڑ کر زیر زمین فرش
خاک پر سوتے ہین کہ ہم لوگ اُنکے فراق مین گلی گلی خاک چھانتے ہین سرون پر دھول اڑاتے ہین
روتے ہین یہودی اسبات کو سنتے ہی بیہوش ہوگیا سر پیٹتے پیٹتے زمین پر گرا از خود فراموش ہوگیا
شعر زخم دل پر ناصرا مرہم لگانی ہم گئے ÷ وہ مسیحا چل بسا اور مفت مین مرہم گئے ÷ مرغ
بسمل سا تڑپ تڑپ کر کہنے لگا آہ طی منازل مین شام سی صبح اور صبح سی شام کی خواب و خورش
اپنے اوپر حرام کی آہ وہ سفر کی محبت شبانروزی افسوس ذوق وصال مین اُس شمع نبوت
کے وہ پروانہ مثال دلسوزی آہ کاش مین پیدا نہوتا عدم سی ہویدا نہوتا اگر پیدا ہوا تھا تو
فوراً مرجاتا جیتا نہین شیر مادر پیتا نہین اگر جیتا تو توریت نہ پڑھتا جاہل ہی رہتا نشہ علم
نہ چڑھتا جو پڑھتا تو نام پاک حضرت کا نظر نہ آتا جو نظر آیا تھا تو مین اُسپر شیفتہ نہوجاتا جو
شیفتہ ہوا تھا تو گھر سے نہ چلتا شمع کیطرح پروانے کے مثال گھر ہی آتش شوق مین جلتا وہین
سوز ہجران سی سر دھنتا جگر کباب ہوتا نہ بنتا یہان اگر حال وفات نہ سنتا جو آیا تھا تو زیارت سی
محروم نہوتا عین شوق وصال مین مغموم نہوتا شعر قسمت تو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی جا کمند ÷
دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا ÷ پھر عرض کی یا علی مرتضی یا شیر خدا اگر اُس شہنشاہ کا کوئی
لباس متبرک ہو تو آپ جلد منگائین دل وحشت زدہ کو تسکین پہونچائین شیر خدا نی سلمان رض
فارسی کو کہا کہ بنت رسول زہراء بتول کے پاس جاؤ لباس قدسی اساس لے آؤ وہان
سیدہ زنان کونین اور جان دارین حضرات حسنین درد یتیمی سے رو رہے
تھے فراق پدر مین نالان اور بیتاب ہو رہے تھے سلمان نے جاکر آواز دی
اور در حجرے کی زنجیر ہلائی صدائے بے وقت نے کیفیت نمک بر جراحت کی
دکھائی حضرت سیدہ نی پوچھا اسوقت جلے دلون کو پھر کون جلانی آیا ہی یتیمان جگر پارہ
کے سرون پر آرہ ستم کون چلانے آیا ہی ارے تو کون ہی تیرا نام کیا ہی مصیبت زدون
سے تجھے کیا کام ہی سلمان نی عرض کی مین سلمان آپ کا غلام ہون سلام لیجیے شیر خدا
حبیب کبریا کا پیراہن مانگتے ہین دیکھیے سیدہ نی فرمایا سلمان رض واہی بر تو بابا کے غم سے اتنی

بدحواسی کی بات تو کیون بکتا ہی واویلا بابا جان کا پیراہن کون شخص پہن سکتا ہی سلمان نی مطلب احوال
کہ سنائے اور پیراہن عالی مسجد نبوی مین لائی اصحاب کبار رضی اُس سلطان دوسرا حبیب کبریا کے
پیراہن کو جسمین سات پیوند مختلف جابجا لگے تھے دیکھکر رونے لگے دل وحشت زدہ تھر کا کلیجا
دھڑ کا سب جی جان کھونے لگے یہودی اُس پیراہن اعطر کو اپنے سر پر لیکے حالت وجد مین
گھومنے لگا ذوق شوق مین یہ کہ کے جھومنے لگا **شعر** غنچۂ گل را چہ کنم ای صبا * بوی از ان
پیرہنم آرزوست * بار بار اُسی سونگھتا اور آنکھون سی ملتا سر کو سنگ آستانہ سے کچلتا اور کبھی متواتر
بوسے لیتا مہک روح افزا پر روحی فداک کہ کے جان دیتا **نظم** گر ز صحرای مدینہ بوئیت آید
یارسول * جان خود را من فدای بوی آن صحرا کنم * صد ہزاران دیدہ درین سودا امروز گشت
نیست صبرم بعد ازین کام وزرا فردا کنم * یارسول اللہ بسوی خود مرا راہی نما * تا ز فرق
خود قدم سازم ز دیدہ پا کنم * اسی طرح روتا جی جان کھوتا ہوا اصحاب کبار کے ساتھ
روضۂ انور پر آیا اور خاک مزار پاک آنکھون پر مل کے سر کو آہ پٹکے پتھر سے کچل کے کلمۂ طیبہ
زبان پر لایا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
یہ کہتے کہتے زمین پر بیہوش گر پڑا **اشعار** گئے آہ کے نارے تا بہ فلک * تری ہجر مین صبح
سے شام تلک * ہمہ شب نہ لگی ہی پلک سی پلک * ذری اپنی مجھے تو دکھا دی جھلک *
عرض یا محمد یا محمد کہتے کہتے دنیا سے سفر کر گیا **نظم** جان گئی جان کے جویا کے پاس *
پہونچا مریض اپنے مسیحا کی پاس * پیاسے نے دریا سی ملاقات کی * خوب تلافی ہوئی مافات
کی * رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام * علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام *

قیامت خیز یہ واقعہ لکھنے مین آتا ہی	وفات سید خاتون جنت آہ ای ناصر

راویان اخبار جگر سوز و ناقلان حکایات غم اندوز لکھتے ہین کہ جب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی ساری دنیا اندھیری ہو گئی ہر طرف سی گھٹا غم کی گھر آئی
آسمان و زمین مین زلزلہ پڑ گیا دلون مین خنجر غم گڑ گیا نگری مدینے کی سونی ہو گئی
مصیبت دلون پر قیامت سے بھی دو چند ہو گئی نالے بہیم پریون اور ملائکہ کے

آدمیون کے کانون مین آئے اہل مدینے نے آہ کے نعرے عرش تک پہونچائی ہر چند جگر ساری اصحاب کبار اور اہلبیت اطہار کی خنجر غم سے کٹ گئی دل دو پارہ ہوا سینے پھٹ گئی مگر جسقدر جناب سیدۂ خاتون جنت فاطمہ زہرا کو غم والم ہوا بیان اسکا حد تحریر و تقریر سے خارج ہے **مثلث**

اِدھر رونا اُدھر رونا یہان رونا وہان رونا
اور خون دل سے مُنھ دھونا نہ دن کھانا نہ شب سونا
اسی صورت سے رو رو چھ مہینے تک گذاری ہے

روایت ہے کہ آدھی رات کی بعد جناب حضرت خاتون جنت سیدنا علی مرتضی کے ساتھ روضہ انور پر حضرت سرور عالم کے آئین مزار شریف کو دیکھکر ایک ایسی آہ کی کہ روضۂ مقدسہ کو جنبش مین لائین پھر کہا یا مالک للّٰہ بابا جان گوہر پاک کو درج خاک مین کیا سنبت پھر تو مزار شریف پر اگر پڑین اور مرغ بسمل کیطرح اُسپر تڑپ تڑپ کر رونے لگین جی جان کھونے لگین خاک مزار سر اور روی پُر انور پر ملتی تھین آہ کی ہچکیون سے یہ کہہ کے جگر کو ملتی تھین **نظم**

یامن ناصبور را بپش خود از وفا طلب ✤ یا کہ تو پا کدامنی صبر من از خدا طلب ✤ درد توی کشد مرا یاز کرم دوا کنش ✤ یا قدری فزون ازین تا نکنم دوا طلب ✤ پھر مزار پاک کی مٹی آنکھون پر مل مل کے فرمانے لگین در و دیوار کو رُلانے لگین **مثلث لمؤلفہ**

پڑی اگر مرے اوپر مصیبت ایسی ای بابا
ٹپڑی جا کر اگر دن پر تو ہو تاریک شب ایسا
کہین کیا آہ ای بابا کہ مجھپر زیست بھاری ہے

نکھانی مین مزا ملتا نہ پینے مین مزا ملتا
یہی دلمین تمنا ہے کہ بابا کا پتا ملتا
غم دوری سے جی تو جُھن چکا اب تن کی باری ہے

نہین بعد آپ کے اب خیر ہے جینے مین ہے بابا
ذرا بھی لُطف جینے کا مجھے اب تو نہین ملتا
نہ جیتی ہون نہ مرتی ہون عجب حالت ہماری ہے

روایت

بس از مردن پیمبر جبکہ پھر آئی صحابہ سب
لگین رو رو کی کہنے سیدنا خاتون جنت تب
بٹا یا خاک بابا پر یہی مرضی تمھاری ہے

وہ مہتاب مدینہ کو چھپایا خاک مین تمنے
وہ شاہ دین و دُنیا کو سُلایا خاک مین تمنے

گوارا کسطرح لوگو ہوئی یہ بات ساری ہے
کیا لوگون نے تب معروض زہرا سے یہ رو رو کر ۔ بہت ہی زار و مضطر ہو کے منہ آنسو سے دہو دہو کر
کہین کیا فاطمہ زہرا یہی مرضی باری ہے
دگرنہ کب گوارا تھا یہ ہم سب کو بھلا زہرا ۔ فراق سرور عالم کا کسکے دل مین ہے زہرا
کہین کیا آہ ای زہرا کہ ہم پر زیست بھاری ہے
کلیجے کو پکڑ کر صبر کرنا چاہیے زہرا ۔ بھلا اب سینے پر پتھر کو دھرنا چاہیے زہرا
سنبھالو ہوش کو زہرا یہ کیا حالت تمھاری ہے
تسلی دیجیے دوش نبی کے شہسوارون کو ۔ جناب حضرت حسینؑ دونون ماہ پارون کو
ذرا تو پوچھیے پیارون سے کیا حالت تمھاری ہے

روایت ہی کہ پانچ آدمیون کے برابر کوئی نہین رویا پہلے حضرت آدمؑ حسب بہا عث کھانے گیہون کے بہشت سے باہر آئے دو سو برس تک برابر روتے رہے یہانتک کہ گویا دندان دونون رخسارون سے نظر آتے تھے دوسرے حضرت یعقوبؑ فراق مین یوسفؑ علیہ السلام کے اتنا روئے کہ آنکھین سپید ہو گیئن تیسرے حضرت یوسفؑ قید جاہ مین چوتھے حضرت فاطمہ زہراؓ فراق پدر مین اتنا روئین کہ اہل مدینہ گریہ شب و روز آہ جگر سوز سے انکے تنگ ہو گئے تب حضرت سیدہ نے جنۃ البقیع مین ایک مسجد بنائی جسکا نام بیت الاحزان ہی لوگون سے متوحش ہو کر وہین رہا کرتی تھین اور دن رات جتنا چاہتین فراق پدر مین رویا کرتی تھین پانچوین حضرت امام زین العابدین بعد شہادت انکے پدر بزرگوار حضرات امام حسینؑ کے چالیس برس جیتے رہے تنہائی اور مصیبت پدر بزرگوار کو یاد کر کے خون جگر پیتے رہے کسی وقت رونا ترک نہین کیا اور کبھی بغیر روئے پانی نہین پیا جب کھانا آگے آتا باپ کی بھوک کو یاد کر کے اتنا روتے کہ کھانا آنسوؤن مین ڈوب جاتا کبھی سیر ہو کر پانی نہ پیتے خون جگر پی پی کر جیتے لوگ عرض کرتے حضرت آپ کو اپنی جان پیاری نہین اتنا کیون روتے ہین صبر کیجیے اسقدر کیون بیقرار ہوتے ہین فرماتے شعر للمولف کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا ۔ درد ہجران سہا نہین جاتا ۔ غزل گر بقدر سوزش

چشم من بگریستی + مرغ وماہی از غم من تن بہ تن بگریستی + صد ہزاران دیدہ بایستی دل
ریش مرا + تا بہر یک خویشتن بر خویشتن بگریستی + آنچہ از من گم شدہ گر از سلیمانؑ گم شدی
+ بر سلیمانؑ ہم پری ہم اہرمن بگریستی + **روایت** ہے کہ حضرت سیدہ کو سوای مرض
فراق پدر کے کوئی بیماری نہ تھی مزاج عالی پر بجز اسکے اور کوئی مصیبت طاری نہ تھی
بعد رحلت سرور عالمؐ کے پوری چھ مہینے تک زندہ رہین ہر دم روتی رہین کبھی ہنستین نہین
تھی کہ صدمہ آہ اور نعرہ جانکاہ سے چور ہو گئین طاقت رفتار قوت گفتار جاتی رہی حس و حرکت
سے مجبور ہو گئین پھر آپ کو چندروز وفات سے پہلے یہ غم تازہ ہوا درد بی اندازہ ہوا کہ میری
لاش کو خلق خدا کاندھے پر دھریگی اور نامحرم کی نظر میری جنازے پر پڑیگی پس ایک
بی بی صاحبہ نے جو ایک نقشہ گہوارے کا اور کہین دیکھا تھا ویسا ہی حضرت سیدہ کیواسطے
بنایا حضرت سیدہ نے اُسے دیکھکر بہت پسند کر کے تبسم فرمایا حضرت سیدہؑ نے پورے
چھ مہینے کے بعد وفات پائی ہے مگر بجز اسکے کہ ایکبار گہوارہ دیکھکر ہنستین کبھی نوبت
مسکرانے کی نہین آئی ہے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ
حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہے کہ ایکدن حضرت شیر خدا باہر سے حجرے مین تشریف
لائے دیکھا کہ سیدہؑ روٹی پکانی کو تھوڑا سا آٹا گوندھ رہی ہین اور تھوڑی سی مٹی شاہزادون
کے سر مبارک دھونے کے لیے بھگوئی ہے اور اُنکے کپڑے دھو رہی ہین اور غم پدر
مین رو رہی ہین شیر خدا نے فرمایا ای چشم و چراغ رسولؐ ای فاطمہؑ زہرا بتول دنیا کے
کام سے تمکو کچھ کام نہ تھا غم پدر کے سوا دم بھر آرام نہ تھا آج خلاف عادت تین کام مین
مشغول ہو مجھے بڑا تعجب ہے بتاؤ اُسکا کیا سبب ہے حضرت سیدہؑ نے رو کر فرمایا **شعر**
مولفہ نالے پیہم دل سے اب آنے لگے + شاید اب دنیا سے ہم جانے لگے + ای
محرم راز من ای ناز بردار حسینؑ و حسنؑ دولت وصال ہوئی نوبت فراق آئی ہے بڑی
دنیا مین تھی یہ نعمت عظمیٰ پائی ہے **رباعی** ہنگام وداع و افتراق ست امروز + بادرد فراق
اتفاق ست امروز + ای دیدہ جمال وصل دیدی یکچند + خون بار کہ نوبت فراق ست امروز + آے
شیر خدا کل مین نے بابا جان کو اپنی بخت بیداری سے خواب مین دیکھا کہ آپ میرے سرہانے

کھڑے ہوئے چارون طرف نگاہ فرما رہے ہین جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو مین خواب ہی مین تڑپی اور قدم پاک پر آنکھون کو مل مل کے عرض کی شعر رحمت ہجر می کشد عیسیٰ جانفزا کجا ٭ صبر ز دست میرود داروی وصل ما کجا ٭ باباجان فاطمہ آپ پر قربان آپ نے مجھ خستہ جگر سے منھ موڑا روتی پیٹتی بیکس و تنہا چھوڑا حسبدم سی شمع وصال ہوا ہے فراق سے گل ہوئی دین و دنیا مجھ سے ترک بالکل ہوئی پروانہ وار آتش ہجران سے جل گئی تیغ ستم شمشیر الم گلے پر چل گئی شمع کیطرح پگھل پگھل کے پروانے کی مثال جل جل کے رہا کی آہ دل سوز جگر سہا کی اب درد فراق سہا نہین جاتا بغیر آپ کے رہا نہین جاتا مجھے بھی حسب وعدہ اپنے ساتھ لیجیے درد دل کی دوا کیجیے نظم للمؤلفہ کجائی ای پدر آخر کجائی ٭ زحال من چنین غافل چرائی ٭ بردم از تب درد جدائی ٭ بکن رحمے خدارا بر گجائی ٭ باباجان نے فرمایا ای نور عینین ای مادر حسینؑ اب مین بے تمھارے رہ نہین سکتا تمھارے فراق مین جو دل کا حال ہے کہ نہین سکتا خیر جاؤ کل کی رات تم میرے پاس آؤگی دولت وصال پاؤگی اچھی طرح ملاقات کروگی تلافی مافات کروگی پس ای علیؑ دنیا سے اب جاتی ہون مصیبت فراق اٹھاتی ہون روتی اسلیے پکاتی ہون کہ کل تم سب لوگ میری غم مین مشغول رہوگے ایسا نہو کہ میری دونون پیاری آنکھون کے تارے بھوک کی تکلیف پائین اسی طرح بھوکے پیاسے رہجائین کپڑے انکے اسلیے دھوتی ہون کہ خدا جانے میرے بعد کپڑے انکے کون دھوویگا انکی تنہائی اور بیکسی پر کون جی جان کھوویگا مٹی اسلیے بھگوئی ہے کہ ایکبار اور انکے سر کو دھوؤن بالون پر انکے غبار پڑے ہین دھوکر کنگھی کردون میرے بعد انکے گیسوے عنبر بو مین کون کنگھی کریگا اب انکی بیکسی پر کون مریگا یارو مقام غور ہے کہ شاہزادون کے کپڑے میلے ہوجانے اور انکی زلفون پر گرد و غبار پڑجانے سے حضرت سیدہؓ بیقرار ہوجاتی تھین میدان کربلا مین وہ پیراہن آغشتہ بخون اور زلفان مشکبوی کو آلودہ بخاک و خون دیکھکر حضرت سیدہؓ کا کیا حال ہوا ہوگا نظم روی گرد آلودہ و رخسار پر خون حسین ٭ گر بدیدی فاطمہ در عرصہ گاہ کربلا ٭ آنچنان بگریستی کز گریہ ہاے زار او ٭ ساکنان آسمان بگریستندے بر بلا ٭ شیر خدا

روکر فرمایا فراق سرورِ عالم سے آبلے دل کے ابھی تک اُسی طرح تپک رہے ہین ای فاطمہ رض
کیا کہین کہ کیسے کیسے صدمے سہے ہین ابھی تک زخم دل نے مرہم صبر سے اندمال نہین پایا
کہ زمانے نے خنجر تمھاری فراق کا سینے پر چلایا **نظم** ہردم زمانہ داغ غمم بر جگر نہد + یک داغ
نیک ناشدہ داغے دگر نہد + ہر داغ کا ورد قدری بود بہتری + آن داغ راگذارد و داغ
تر نہد + حضرت سیدہ رض نے فرمایا شیر خدا جسطرح اُس مصیبت مین صبر کیا اُسی طرح آپ بھی
صبر کرو سینے پر سنگ شکیبائی دھرو غرض کپڑے شاہزادون کے دھوتی تھین اور اُنکے منھ دیکھ دیکھ
روتی تھین کہ آہ افسوس میری بعد تمھارا کیا کیا حال ہوگا تنہائی مین کتنا ملال ہوگا پھر حضرت
سیدہ نے صاحبزادون کو فرمایا کہ روضۂ انور پر جاؤ اور میرے حق مین دعای خیر کرآؤ **شعر** رسول
پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت** ہی کہ اسکے
بعد حضرت سیدہ رض نے اسما کو بلا کر فرمایا کہ جب دونون پیارے روضۂ انور پر سے آئین تو انکو میرے
پاس نہ لانا علیحدہ بٹھا کر کھانا کھلانا تاکہ مجھے حالت بیماری مین دیکھکر گھبرائین نہین و رو
کر غل مچائین نہین کہ اتنے مین ناگاہ دونون شاہزادے تشریف لائے اسمانے دوسرے
مکان مین کھانا رکھدیا کہ یہین تناول فرمائین شاہزادون نے کہا اسما آج خلاف معمول
یہان ہمکو تم کیون کھانا کھلاتی ہو ہم ماں کے بغیر کھانا کھا نہین سکتے ایک لقمہ اُٹھا
نہین سکتے اسمانے عرض کی اسوقت والدہ آپ کی بہت بیمار ہین بات بولنے سے ناچار
ہین دونون صاحبزادے روتے ہوئے در حجرے پر آئے اور سلام رخصتی بجالائے حضرت
سیدہ نے انکو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور پھر روضۂ انور پر بھیجوا دیا **شعر** رسول
پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت** ہی
کہ اسکے بعد دونون شاہزادے واویلا و وامصیبتا کہتے ہوئے در حجرہ پر آئے آہ کی نعرہ سے
حجرہ سیدہ رض کو ہلائے اور کہا امان جان ہماری جان آپ پر قربان ذری آنکھین کھولیے
تو سہی ہم سے کچھ باتین بولیے تو سہی اجی امان تم تو ہم سے منھ موڑے جاتی ہو کہو تو ہمین کس پر
چھوڑے جاتی ہو سیدہ نے شاہزادون کو گلے سے لگایا اور بہت پیار فرمایا پھر پوچھا ہمارے
مرنے کا حال تم نے کیونکر جانا کسطرح پہچانا شاہزادون نے کہا کہ جب ہم لوگ روضۂ انور پر

چلے جاتے تھے غیب سے آواز آئی ابراہیم خلیل نے کہا دیکھو یتیمان فاطمہ چلے آتے ہین اسمعیل ذبیح نے
کہا دیکھو شفیعان قیامت چلے آتے ہین نبی آخر الزمان ہمارے نانا جان نے فرمایا میرے جگر گوشگان
چلے آتے ہین جب ہمنے روضۂ انور کے پاس جاکر سلام کیا مزار شریف کے اندر سے آواز آئی کہ
ای نور دیدگان من اُلٹے پانون پھر جاؤ اور دم واپسین ذرا مان کو دیکھ آؤ ہم تمھاری
مان کے استقبال کو آئے ہین ملائکہ و انبیا کو ساتھ لائے ہین یہ کہکر دونون شاہزادے دردر کر
پھر کوٹھی پر چلنے لگے اور منھ کو کف پاے سیدہ کے ملنے لگے **نظم** رو کے بولے کہ ہاے
اما جان ✤ ہم کس کے پیچھے کھو گنوائی جان ✤ کردین ایسی کہ پھر نہ لی کروٹ ✤ کیسی اکدن
مین ہو گئین چٹ پٹ ✤ اجی امان یہ کیسی کی تمنے ✤ کچھ تسلی نہ دلکو دی تمنے ✤ ہنسی
اور سکی نہ اپنی کہی ✤ دل کی حسرت تمام دلمین رہی ✤ حضرت سیدہ نے آنکھ کھولی اور گلے
سے لگا کر بہت پیار کیا روایت ہے کہ اسوقت سیدہ نے فرمایا کہ شیر خدا تم سے چار وصیتین
کرتی ہون اول یہ کہ میری خطا اور قصور کو معاف کرنا آئینۂ دلکو غبار ملال سے صاف
کرنا شیر خدا نے فرمایا کہ ابتدا سے آج تک آئینۂ وفاق مین کبھی زنگ نفاق پڑا ہنین خار
ملال کبھی دلمین گڑا ہنین دوسرے یہ کہ میرے فرزندان یتیم نازک مزاج کی ناز برداری
ہم سے زیادہ کرنا تیسرے یہ کہ مجھے رات کو دفن کرنا تاکہ جسطرح حین حیات کسی نامحرم نے
مجھے نہ دیکھا بعد وفات کے بھی نظر کسی کی میرے جنازے پر نہ پڑے چوتھے زیارت سے
میری منھ موڑنا ہنین دل سے مجھے چھوڑنا ہنین شیر خدا نے رو کر فرمایا تم بھی میری خطا
معاف فرمانا اور حضور نبوی مین سلام اس ہجرت زدہ کا پہونچانا اور میری طرف سے حضور والا
مین کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لانا حضرت سیدہ نے قبول کرکے فرمایا کہ ذرا آپ
شاہزادون کو ہمراہ لیکر روضۂ انور پر جائین اور میرے حق مین دعاے خیر فرمائین کہ
مجھے جناب باری مین کچھ عرض کرنا ہے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤
علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ روایت ہے کہ اُدھر شیر خدا اور شاہزادے روضۂ
انور پر گئے ادھر حضرت سیدہ نے سلمی دائی سے پانی منگا کر نہایت خوبی کے ساتھ
غسل فرماکر لباس اعطر اور اطہر پہنا اور حجرۂ خاص مین بچھونا بچھوا کر اور بستر پر جاکر

داہنی کروٹ رو بقبلہ دست مبارک نیچے رخسار راست کے رکھکر کے ایک چادر تان کے
لیٹ رہین اور وہ کافور بہشتی جو جناب سرور عالم نے حضرت سیدہ کو عنایت فرمایا تہا اسماسے
طلب کیا اور فرمایا کہ مجھے اسی لباس مین جو میرے بدن پر ہے غسل دیکر دفن کرنا اور برہنہ
نکرنا یہ فرمایا اور اسما کو رخصت کر کے در حجرہ بند کر لیا روایت ہے حضرت امام حسنؑ فرماتی ہین
کہ دو ایک روز اسکے قبل مین نے اپنی مان حضرت فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ اپنے حجرے مین نماز پڑھتے
پڑھتے شام سے صبح کر دی سنا مین نے کہ مومنین اور مومنات کے لیے رو رو کر دعا کر رہی
ہین اور اپنے واسطے کچھ دعا نفرمائی مین نے عرض کی امان جان سب کے واسطے آپ نے دعا کی اپنے
واسطے نہ کی فرمایا بیٹا پہلے ہمسایہ پیچھے گھر مثنوی لمؤلفہ آلہی بطفیل علی ابن طالب ✤ کہ
شیر خدا بود و یار محمدؐ ✤ آلہی بہ معصومی سبط اکبر ✤ شبیہ علی و مثال محمدؐ ✤ آلہی بحق امام
شہیدان ✤ جگر گوشہ نونہال محمدؐ ✤ آلہی بزاری زہرا کہ ہرگز ✤ نہ خندید بعد انتقال محمدؐ ✤
چہ باشد بشبے گر ز عین عنایت ✤ بروبا نمائی جمال محمدؐ ✤ ز حد رفت ناصر گناہم ولیکن ✤
بہ بخشند بت آخر بآل محمدؐ ✤ روایت ہے کہ جب آپ نے اسما کو رخصت کیا در حجرہ بند کر لیا
اور مناجات مین مشغول ہوئین اسما در حجرہ پر کھڑی تھین سنا کہ حضرت سیدہ بصد آہ
وزاری و حسرت و بیقراری جناب باری مین امت عاصی کے واسطے مناجات فرماتی تھین
کہ خداوندا بحق بابا جان محمد مصطفیٰ اور طفیل چشمان اشکبار اور شوق دیدار انکے اور
بحرمت درد دل علی مرتضیٰ کے میری مفارقت سے اور بحق مصیبت حسین مجتبیٰ کے
امتان گنہگار کو میرے باپ کی بخشدے سب گناہ انکے محو کر دے انپر رحم فرما کر اسی طرح
امتان عاصی کے حق مین رو رو کر دعا خیر فرماتی ہوئین منگل کی رات درمیان مغرب
اور عشا کی تیسری تاریخ ماہ رمضان کو سنہ ۱۱ ہجری مین شہر مدینہ منورہ مین بعد کچہ اوپر
چھ مہینے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال سے اٹھائیس برس کی عمر مین
جنت الفردوس کو سدھارین انا للہ وانا الیہ راجعون نظم کار ما نیست بجز تو مرا
بگریستن ✤ عیب ست عیب از غم تو نا گریستن ✤ شب تا بروز کار من و روز
تا بشب ✤ نالیدن ست و ز غم تو با گریستن ✤ اب حضرات حسنین کی گریہ و زاری اور

شیر خدا کی اشکباری کسطرح بیان کیجیے کہ جگر شق ہوا جاتا ہی رنگ چہرہ فق ہوا جاتا ہی شعر
رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام ؛ روایت ہی
کہ اسمائؓ نے موافق وصیت کے غسل دیا پھر حضرت علی مرتضیٰؓ نے گہوارے مین جنازہ مبارک کو
رکھکر نماز پڑھائی اور رات ہی کیوقت جنۃ البقیع کے اندر رستے مین حضرت عباسؓ کو اس
جگہ کہ سب اہلبیت نبوت کی سوتے ہین مدفون ہوے ہین شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود
سلام ؛ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ؛

وفات حضرت صدیق اکبر کیا لکھین ناصر	کہ مثل ہید یارِ غم کی خامہ تھرتھراتا ہی

روایت ہی کہ ایک دن ایک سانپ نے حضرت عیسیٰ سے عرض کی کہ یا روح اللہ ذرا اس
غمزدہ پر آپ کرم فرمائین راہ مکے کی مجھے بتائین نظم یہی فکر ہے مجھکو اب ہر شب ؛ یثرب
نگری مین جاؤنگا کب ؛ ذرا ملک عرب پہونچا دے مجھ کو ؛ وہ دن دکھلا مجھکو یارب ؛
روح اللہ نے فرمایا ای سانپ مکے سے تجھے کیا سروکار ہی جو اتنا تو اُداس ہی بیقرار ہے
سانپ نے عرض کی نظم لمؤلفہ سبب میری اُداسی کا نہ پوچھو ؛ مین خود حیران ہون کیا
تبلاؤن تمکو ؛ ہوئے ہین چھ برس شاہا کہ مین نے ؛ سنا اسم محمدؐ ہی کسی سے ؛ اُسی دم
سے ہی خون آنکھون سے جاری ؛ عجب ہی حال ہی اب مجھپہ طاری ؛ کسی صورت سے
کل پڑتی نہین آہ ؛ اجل میری نہین کیون آتی اللہ ؛ نہ کچھ تدبیر بن آتی ہی مجھکو ؛
یہ دن تقدیر دکھلاتی ہے مجھکو ؛ مرون تو جای یہ درد جدائی ؛ الٰہی کیا اجل کی موت
آئی ؛ نہین جی سیر بستان مین بہلتا ؛ یہی لو ہے کہ مکے جا نکلتا ؛ روح اللہ نے
فرمایا ای سانپ تیرا کہان خیال ہی وہ چھ سو برس کے بعد پیدا ہونگے ابھی زیارت انکی
محال ہی سانپ نے عرض کی یا روح اللہ لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللہِ اللہ جامع المتفرقین ہی
اُسکی رحمت سے نا اُمید ہونا نہ چاہیے پھر روح اللہ نے اُسے مکے کی راہ بتا دی اُسنے سر کے
بل شوق وصال مین اُس یار غار کے مکے کی راہ لی راہ مین زبان حال سے یہ کہتا تھا نظم
چون مور می نہدم کمر ؛ چون مار می پویم بسر ؛ در غار غم کردہ مقر ای یار غار از عشق تو

کے دلم محزون بود و دردم زحد افزون بود ✤ تا چند غرق خون بود جان فگار از عشق تو ✤
ہم مکن لا تعقلم کز قید ہستی بگسلم ✤ دیگر نماند اندر دلم صبر و قرار از عشق تو ✤ آخر بعد بڑے
نازل کے غار مکے مین آکر بانتظار اپنے یار غار کے چھ سو برس قیام کیا خواب و خور
اپنے اوپر حرام کیا دن رات اُسی غار تیرہ و تار مین رہتا اور سوز دل سے ہر دم یہی کہتا
اللہم روزیکہ جمال دلبرم دیدہ شود ✤ از فرق سرم تا قدمم دیدہ شود ✤ تا من بہزار
دیدہ داروی نگرم ✤ آری بدو دیدہ دوست کے دیدہ شود ✤ پھر بشوق دیدار
جمال الٰہی یار غار کو اُس غار ثور مین ہر چہار جانب ستر سوراخ بنائے تا کہ اگر کوئی ایک
سوراخ کو بند کرے تو دوسرے سوراخ سے جمال یار دیکھکے جی کو خرسند کرے غرض
شام فراق کٹی صبح وصال نظر آئی سرور عالم نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی پھر لوگویا
دریا خود پیاسے کے پاس آیا یعنی بسبب کشش عشق مار کے خود سید ابرار نے اُس غار پر
قدم رنجہ فرمایا یار غار سید ابرار جناب صدیق اکبرؓ نے اُس غار تیرہ و تار مین چادر پھاڑ پھاڑ کے
دو سب سوراخ بند کیے چادر تمام ہو گئی اور ایک سوراخ رہگیا اُس سوراخ مین حضرت
صدیق اکبرؓ نے نہایت پامردی سے اپنے پاؤن کی ایڑی جمائی اور سرور عالم نے اندر جا کر زانوے
حضرت صدیق اکبرؓ کے استراحت فرمائی وہ مار سراپا محو دیدار جو کشتۂ نیش فراق و زخم خوردہ
خنجر اشتیاق تھا بارادۂ نظارۂ جمال باکمال جس سوراخ کے پاس آتا سب کو بند پاتا آخر
والہ عشق مین تڑپنے لگا اور ایڑی مین حضرت صدیق اکبرؓ کے بار بار سر سے ٹھوکرین
لگانے لگا کہ ای یار غار سید ابرار للہ اِس سوراخ سے اپنا پاؤن جدا کیجیے ذرا مجھے بھی زیارت
سے سرور عالم کی کہ بارہ سو برس سے مشتاق ہون مشرف ہونے دیجیے جب صدیق اکبرؓ نے
سوراخ سے قدم نہ اُٹھایا سانپ نے اپنی حالت بیقراری مین پای صدیق اکبرؓ مین زور سے نیش لگایا
مگر عاشق صادق نے پھر بھی سوراخ سے قدم نہ ہٹایا مسوس مسوس کر روتے تھے اسواسطے
کہ حضرت زانو پر سوتے تھے ہر چند ضبط کیا مگر چند قطرے آنسو کے رخسارۂ عالی پر گر پڑے آپ فوراً
نیند سے چونک پڑے اور اپنا آب دہن محل زخم پر صدیق اکبرؓ کے لگایا فوراً اُسنے اثر تریاق
فاروق کا دکھایا راوی کہتا ہے کہ آپ نے اُس سانپ سے کلام فرمایا اور سبب اِس

گستاخی کا پوچھا آپنے عرض کی مصرع ع کہ بر دیوانہ و عاشق قلم نیست + علمای محققین نے
لکھا ہے کہ چونکہ منظور الٰہی یہ تھا کہ رتبۂ شہادت سے بھی تکمیل جمیع مراتب کی حضرت صدیق اکبر
کی ہو جای اسی واسطے اثر زہر ہلاہل کا اس سانپ کی آخر حیات تک آپ کو رہگیا چنانچہ اُسی
زہر کے اثر سے آپ نے رحلت فرمائی شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی
حسنؓ و حسینؓ پر بھی مدام + روایت ہی کہ جمادی الاخری کی ساتوین تاریخ سنہ ۱۳ ہجری
مین پیر کے دن ٹھنڈے پانی سے آپ نے غسل فرمایا وہ رات جاڑی کی تھی تپ اور درد
بشدت ہو آیا اور پاؤن مین سخت درد ہو گیا سارا جسم سرد ہو گیا او جس جگہ غار ثور مین
سانپ نے کاٹا تھا وہ جگہ بھی لہر آئی پندرہ ۱۵ روز تک آپ نے اس بیماری مین بڑی تکلیف اٹھائی
روایت ہی کہ ایام مرض مین آپ نے صحابہ کرام کو اپنے پاس بلوایا اور سب کی صلاح سے
امر خلافت کا حضرت عمر فاروقؓ کے حوالے فرمایا اور جناب باری مین دست بدعا ہوے
کہ خداوندا عمرؓ کو مین نے خلیفہ مسلمانون پر بنایا اپنی جگہ تخت خلافت پر بٹھایا مین نے اپنی دانست
مین بہترین صحابہ کو والی کیا ہی اور سوای اصلاح حال مسلمین سے نہ میری کچھ اور غرض
نہ دوسرا مدعا ہے الٰہی انکو منجملہ خلفای راشدین کے کر انبر مرہ مطیعین محبین خیر المرسلین
کرنا حضرت عمرؓ نے بمبالغہ تمام فرمایا کہ مجھے لیاقت نہین خلافت کی مجھے کچھ حاجت نہین اب
مجھے اس زحمت عظمیٰ سے معاف فرمائین اور کسی کو خلیفہ بنائین حضرت صدیق اکبرؓ نے
کہ اگر تمکو خلافت کی حاجت نہین تو خلافت کو تم سی حاجت ہی غرض صدیق اکبرؓ نے بعد
خلیفہ کرنے حضرت عمر فاروقؓ کے ارشاد فرمایا کہ اسما بنت عمیس میری قبیلہ مجھے غسل دے
اور عبد الرحمن میری بیٹے انکی مدد کرین مین نہین چاہتا کہ سوای انکے اور کوئی مجھ کو
دیکھے روایت ہی حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ فرماتی ہین کہ ایکدن ایام مرض مین مین عیادت
کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گیا آپ نے مجھے اپنے سرہانے بٹھایا اور ارشاد کیا کہ ای
امام دو جہان اب زمانہ فراق کا ہماری اور تمھاری درمیان مین قریب آیا آسمان نے یہ داغ
تازہ دکھایا تم سے امیدر رکھتا ہون کہ جب مین مر جاؤن تو اپنے ہاتھون سے تم مجھے کفن پہنانا
پھر جنازہ میرا روبرو دروازہ روضہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیجانا اور پکار کر کہنا

السلام علیک یا رسول اللہ ابوبکر حضور والا مین آئے ہین زیر قدم مبارک
دفن ہونے کی تمنا لائے ہین پس اگر خودبخود دروازہ روضہ کا کھلجاوے اور اذن ہو تو مجھے
اندر روضہ کے دفن کیجیو اور نہین تو جنۃ البقیع مین گور غریبان کے اندر رکھ دیجیو شیر خدا اور
سارے انصار یہ کلام سنکر رونے لگے فراق مین بیتاب ہونے لگے شیر خدا علی مرتضیٰ نے فرمایا وا حسرتا
تم بھی ہم سے جدائی کر چلے پہاڑ غم کا سفینۂ درد گنجینہ پر دھر چلے بن دیکھے تمہارے حضرت
رسول کریم کو صبر و قرار نہ آتا تھا چہرۂ مبارک تمہارے دیدار سے جیسے نسیم سحری سے غنچے
کھلین ہشاش بشاش ہو جاتا تھا تم حضور نبویؐ کے یار غار تھے ہر امور دینی و دنیاوی
مین محرم اسرار تھے اور بہت کچھ افسوس کیا اور فرمایا دل میرا بہت ملول ہے گویا آج
روز انتقال رسول مقبول ہے ؎ چون ہتو خواست بود مرا عمر کاشکے ٭ ہرگز نبود مے و
زمانہ نزادمی ٭ شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین
پر بھی مدام ٭ روایت ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق بعد دو برس چار مہینے کے واقعہ اصحاب
فیل سے پیر کے دن پیدا ہوئے تھے اور اسی دن مکے سے حضرت کے ساتھ ہجرت کر چلے اور
اسی دن مدینے مین پہونچے اور اسی دن بارھوین ربیع الاول شریف سنہ ۱۱ہجری روز
وفات سرور عالم کے خلیفہ رسول اللہ کے ہوے اور دو برس تین مہینے دس دن مسند خلافت
پر بیٹھے اور اسی دن آٹھوین تاریخ جمادی الآخری کے بیمار پڑے اور پندرہ دن تک بیمار
رہے نماز جماعت کے لیے باہر آنے سے ناچار رہے پھر اسی دن بائیسوین جمادی الآخری سنہ ۱۳ھ
مین تریسٹھ برس کے سن مین موافق سن شریف سرور عالم کے قضا فرمائی اہل مدینہ پر
مصیبت تازہ آئی انا للہ وانا الیہ راجعون نظم موج زدن می زنم از سر دیدہ طوفان
غمے ٭ میرسد در گوشم از ہر لب صداے ماتمے ٭ اہل عالم را نمیدانم چہ حال افتادہ است ٭
اینقدر دانم کہ درہم رفتہ کار عالمے ٭ روایت ہے کہ جب خبر وفات حضرت ابوبکر صدیق
اہل مدینہ نے پائی صداے آہ عرش تک پہونچائی اہل مدینہ ایسا روئے جیسا بروز وفات
سرور عالم کے روئے تھے شہر مدینہ سنسان اور گلی کوچہ ہو کا مکان ہو گیا شعر گل و شگفتہ ہمہ
ہست و یار نیست چہ سود ٭ بت شکر لب من در کنار نیست چہ سود ٭ جب یہ خبر وحشت اثر

حضرت علی مرتضیٰ نے پانی بے اختیار روتی ہوئے آپ کی لاش کے پاس آئے اور فرمایا آج خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی برکت و شوکت دینی مرتفع ہوگئی خدا رحمت کرے تمپر اے ابو بکر صدیق حضرت تمکو بہت پیار فرماتی تھے تمھاری ملاقات سے بہت راحت پاتی تھے صورت سیرت سنت رحمت مین تم بھی شبیہ پیغمبر تھے بعد رسول خدا کے تم سب سے فاضلتر تھے الغرض شیر خدا نے لاش پر کھڑے ہوکر بہت کچھ تعریف کی جو اس کتاب مختصر مین سما نہین سکتی رد اور اصحاب کے فرمائی پھر سب لوگ اتنا روئے کہ زمین جنبش مین آئی آخر حسب وصیت اسماء اور عبد الرحمٰن نے نہلایا اور شیر خدا علی مرتضیٰ نے اپنے ہاتھ سے کفنایا اور جنازے کی نماز سیدنا عمر فاروق نے پڑھائی شعر یاران غمم خورید کہ بی یار ماندہ ایم ٭ در خار زار ہجر گرفتار ماندہ ایم روایت ہے کہ حسب وصیت کی جنازے کو لاکر روبرو روضۂ انور کے رکھا غیب سے آواز آئی ضموا الحبیب الی الحبیب دوست کو دوست سے ملاؤ کشتۂ خنجر فراق کو شربت وصال پلاؤ ہنوز کلمات وصیت کی موافق نہین ادا کیے تھے کہ یکایک پہونچنے جنازے کے دروازہ مزار اقدس خود بخود کھل گیا اور کوئی کھولنے والا نظر نہ آیا اور روضے کے اندر سے آواز آئی ادخلوا الود فنوہ عزًا وکرامۃً میری یار غار کو عزت و بزرگی کے ساتھ اندر لاؤ اور میرے سیدھے پہلو مین سلاؤ غرض حجرے مین حضرت عائشہ صدیقہ کی پہلوی راست مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انھین دفن کیا حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ میری باپ نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مین چالیس ہزار درم صرف کیے اور جب مرے تو ایک دینار ایک درم بھی نہ چھوڑا نظم آہ بوبکرؓ و عمرؓ افسوس عثمانؓ و علیؓ ٭ صدق و عدل و حلم و علم اپنا دکھاکے چل بسے ٭ ہای کوئی کبھی نہ پلٹا اور نہ پہونچی کچھ خبر ٭ چپکے ہوکے شہر خاموشان مین ایسے چل بسے ٭ شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭

شہادت حضرت فاروق کی کیونکر لکھون ناصر	کہ دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے خامہ تھرتھراتا ہے

جناب مستطاب عدل اصحاب صہر رسول مقبول داماد بتول امیر المومنین سیدنا

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد جناب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دس برس
آٹھ مہینے چار دن مسند خلافت پر رونق افروز رہے اور شہادت باسعادت آپ کی اسطرح
ہوئی کہ حج کر کے آپ مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کے بعد حمد و ثناء الٰہی کے
فرمایا کہ مین نے خواب دیکھا ہے کہ ایک سرخ مرغ نے دو تین ٹھونگ مجھے ماری ہین اور تعبیر اس
خواب کی میرے دلمین یہ آتی ہے کہ خواب مین مژدہ وصال حبیب ہے یعنی اب موت میری بہت
قریب ہے اسکے بعد ایکدن بعد مدینہ منورہ کی بازار مین آپ حضرت زبیر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ مغیرہ
بن شعبہ کی غلام ناقرجام سیہ فام فیروز نام نے آکر عرض کی کہ یا امیر المومنین ہم اسواسطے
آئے ہین کہ مغیرہ نے میرے ذمے ہر روز دو درم ٹھہرائے ہین اور مین اسقدر ادا کرنے مین عاجز
ہون آپ اس سے فرما دیجیے کہ اسمین کچھ تخفیف کردے آپ نے فرمایا تو کون پیشہ کرتا ہے کہا بڑھی
لہار اور نقاشی کا کام کرتا ہون آپ نے فرمایا اتنے پیشون والے سے دو درم لینا انصاف سے
دور نہین اور تو باوجود ان پیشون کے دو درم کے ادا سے مجبور نہین یہ بات اُس سنگدل کے
دل پر بری کڑی پڑی اسکے سینہ پُر کینہ مین خار سی گڑی اُسی وقت سے آپ کی جانب سے کینہ رکھا
دشمن جانی ہوگیا بلائے ناگہانی ہوگیا پھر آپ نے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو ایسی پن چکی بناتا ہے کہ ہوا
سے چلتی ہے اگر تو ایسی چکی بنادے تو اہل مدینہ کو بڑا فائدہ ہوگا فیروز نے کہا کہ مین آپ کیواسطے
ایسی پن چکی بناؤنگا کہ جبتک آسمان کی چکی گردش مین رہیگی تب تک ذکر اُسکا مغرب سے مشرق
تک باقی رہیگا حضرت نے جی مین فرمایا کہ یہ میرے قتل کے لیے دھمکاتا ہے دیکھیے خدا کیا پیش
لاتا ہے روایت ہے کہ اسکے دوسرے دن کعب الاحبار نے سیدنا عمر کے کان مین چپکے سے
کہا کہ جو کام کرنا ہے سو کر لیجیے سامان سفر آخرت کیجیے توریت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب
عمر شریف آپ کی تین دن سے زیادہ نہین آپ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا اسواسطے
کہ اسوقت آپ کو کسی طرح کا ملال نہ تھا کوئی عارضہ لاحق حال نہ تھا القصہ فیروز سیہ روز نے
اس بات کو دلمین جمایا اور ایک خنجر دودھار جسکا دستہ درمیان مین تھا زہر آب دیکر
بنایا اور منتظر فرصت کا رہا پھر تو خون اُسپر سوار ہوا مستعد قتل امیر ابرار ہوا ایک روز
حضرت عمرؓ نماز فجر مین تکبیر تحریمہ کہکر نماز کے اندر مشغول ہوئے سورہ الحمد پڑھ کے سورہ

یہ سعی شروع کی تھی کہ فیروز بدبخت نے صف اولی سے پانون بڑھاکر تین وار کیے ایک آپ کے
مونڈھے پر دوسرا پہلو پر تیسرا زیر ناف آپ کو فوراً غش آگیا گر پڑے اور فرمایا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا
مَّقْدُوْرًا پھر اصحاب نے عبدالرحمن بن عوف کو امام کرکے جلد نماز پڑھی اور حضرت کو اٹھا کر گھر
پہونچایا پھر لوگون نے عرض کی حضرت نماز فجر کی آپ نے نہین پڑھی ہے تب آپ نے آنکھ کھولکر
فرمایا کہ اور لوگون نے نماز پڑھی کہا گیا حضور ہان پس آپ نے وضو کرکے نماز فجر کی وقت پر
پڑھی **روایت** ہے کہ فیروز بدروز خنجر مار کر بھاگا اٹھارہ آدمیون کو جو سر راہ ملے زخمی کیا آخر
ایک جوان اعرابی نے اپنا پھینٹا اُسکی گردن مین ڈالکر اُسے زمین پر گرادیا فیروز نے دیکھا کہ
اب تو بہت بری موت سے مارا جاؤنگا خدا معلوم کیا کیا سزا پاؤنگا اُس خنجر کو اپنی حلق پر رکھکر
کھینچ دیا اور اپنے کو آپ واصل جہنم کیا **روایت** ہے کہ پھر حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے
پوچھا کہ کچھ جانا تمنے کہ کسنے مارا اُنھون نے کہا فیروز کافر بدبخت نے تب آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ
مین مسلمان کے ہاتھ سے شہید نہوا اور قیامت کو میرا جھگڑا کسی مسلمان سے نہ پڑا اور فرمایا
شکر ہے کہ ہم امر بالمعروف پر مارے گئے پھر جب آپ نے سنا کہ فیروز خود آپ اپنے کو مار ڈالا فرمایا الحمد للہ
کہ ہماری واسطے کوئی نہ مارا گیا **روایت** ہے کہ ایک جراح نے کچھ دوا پلائی زخم کی راہ سے خون
کے ساتھ دوا نکل آئی دوسرے نے دودھ پلایا دودھ بھی بعینہٖ زخم کی راہ بہہ گیا طبیب نے
کہا خون اسقدر جاری ہے زخم ایسا کاری ہے کہ دیدہ نہین شنیدہ نہین اب ہرگز بچ جانیکی امید
نہین **شعر مستزاد** کرچکے تجربہ نسخہ ایجاد مسیح اُسکا حاصل ہی نہی ÷ چنگا ہوگا مرض عشق کا
بیمار نہین سمجھے لاکھ دوا ÷ جناب ام کلثوم حضرت عمرؓ کی بی بی صاحبہ نے جو صاحبزادی
جناب حضرت علی مرتضیٰ داماد مصطفیٰ صلعم کی تھین یہ بات طبیب سے سنتے ہی فرمایا آہ آہ وا
عمراہ خود بھی زار زار روئین حاضرین کو رلایا نعرہ جانکاہ سے عرش الٰہی کو ہلایا فرماتی تھین
یہ کیا غضب ہوا کیا ستم ہوا دم بھر مین گھر ماتم کدہ غم ہوا **شعر** حیف در چشم زدن صحبت یار
آخر شد ÷ بوے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ÷ **روایت** ہے کہ آپ نے عبداللہ اپنے بیٹے کو
حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجا کہ میرا سلام انکو عرض کرو اور کہو کہ اب رخصت ہوتا ہون
خون جگر سے منہ دھوتا ہون مگر ایک تمنا ہے کہ اگر آپ روضہ انور مین جگہ دین تو ہم زیر قدم

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہین اور قیامت کو دن دامن اقدس پکڑی ہوئی اُٹھین حضرت
صدیقہؓ نی روکر فرمایا وہ ہان تو ایک ہی آدمی کی جگہ تھی مین نی اپنے واسطے رکھی تھی سو اچھا
عمرؓ کو دی عمر اسکو سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا سب کامون مین یہ کام اہم تھا اسی کا
مجھے ہر دم خیال تھا غم تھا خوشا نصیب عمرؓ کے کہ امر بالمعروف کیواسطے اُسپر خنجر خار اشگاف
پڑی اور رہے طایع آسکے کہ زیر قدم سید عالم گڑی پھر فرمایا کہ دفن کیوقت حضرت عائشہ صدیقہؓ
سے اجازت دوبارہ لے لینا اور فرمایا کہ کفن بہت تکلف کا نہو اسواسطے کہ اگر خدا کی یہان
میری کچھ عزت ہوگی تو حق تعالیٰ مجھے بہشتی حلے پنہائیگا ورنہ تکلف کا کفن کچھ کام نہ آئیگا
اور قبر بھی اعتدال سے وسیع تر نہو وی اسواسطے کہ اگر خدا مجھ سے راضی نہوگا تو قبر مجھی ایسا
نہ نچوڑیگی کہ ہڈیان میری چکناچور ہو جائینگی پھر بخوف آخرت اسقدر روئی کہ زبان تکلم سے
عاری ہوئی حالت غشی طاری ہوئی حضرت شیر خدا علی مرتضیٰؑ اور ابن عباسؓ نی تسکین
دی اور بہت سی تشفی کی کہ آپ نی سر مو خلاف حکم خدا اور رسولؐ کے نہین کیا کسی کا حق اپنی
سر پر نہین لیا ہم لوگ اس بات کی خدا کے آگے گواہی دیونگے تب حضرت عمرؓ نے جناب
علیؑ مرتضیٰ اور ابن عباسؓ سے اسبات کی گواہی ایک کاغذ پر لکھوائی اور دونون صاحبونکی
اُسپر مہر کروائی اور فرمایا اس کاغذ کو بھی میرے ساتھ کر دینا کہین گوشۂ قبر مین دھر دینا
روایت ہے کہ بدھ کے دن چھبیسوین ۲۶ ذیحجہ کو زخم آیا تین دن آپ زندہ رہی جمعے کی
دن چاندرات کو تریسٹھ ۶۳ برس کے سن مین موافق سن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آپ نی وفات پائی غیب سے صدا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آئی
ایکبار فرش سے عرش تک غل ہوا کہ آج چراغ مدینے کا گل ہوا مدینے کے ہر کوچہ و بازار مین
ایک ہو کا عالم تھا چھوٹا بڑا سب مبتلائے ماتم تھا **نظم** بدل دردی عجب دارم نمیدانم کہ چون
گریم + دلا خون شو کہ تا بر حال خود یک لحظہ چون گریم + تنم بر زخم کاری سینہ ام بر داغ
بے یاری + گہے از زخم بیرون گاہ از داغ درون گریم + اور تحریر سے عاصم کوفی
شیعی مذہب کے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ نے انکو غسل و با جیب
جنازہ چلا شور محشر مچا شیر خدا نی دعا کی کہ اے عمرؓ تجھپر ہمیشہ بارش ابر رحمت الٰہی برسے

ظل عاطفت رسالت پناہی رہے تم نے تو ہم سے منھ موڑا اور بعد اپنے اپنا سا ایسا دوستدار
پیر کسی کو نہچھوڑا جو تم سے دوست تر ہو مری نزدیک کہ اُسکے سے کام کر کرکے ہم خدا سے
ملاقات کرین **نظم** دور از رخ تو چنانم ای دوست ؛ کز ہستی خود نخانم ای دوست ؛
صبر از ہمہ نیکوان توانم ؛ لیک از تو نمی توانم ای دوست ؛ قسم خدا کی مجھے یقین ہے کہ تم
یہ دولت ابدی پاؤ گے یعنی اپنے دونون یارون کے پاس دفن کیے جاؤ گے اسلیے کہ
ہم نے اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یون سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے
کہ ہم نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یون کیا اور مین نے اور ابوبکر اور عمر نے یون ٹھہرایا اور جناب ام المومنین
حضرت حفصہؓ اور حضرت ام کلثومؓ اور داماد مصطفےٰ علی مرتضیٰؓ اور حضرت عثمان ذی النورینؓ
اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کو جو کچھ بیقراری تھی اور ساری اہلبیت پر جو کیفیت غم کی طاری
تھی اگر تحریر مین آئی تو ایک کتاب ہو جائے **روایت** ہے کہ اسکے بعد جنازہ مبارک کو
لوگون نے مسجد نبوی مین لاکر درمیان قبر شریف اور منبر کے جو ایک کیاری ہے کیاریون سے
بہشت کے رکھا اور بموجب وصیت کے صہیب رومی نے چار تکبیر سے نماز پڑھائی اور
دوبارہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دفن کے لیے نوبت استفسار کی آئی آپ نے اجازت دی
اور حضرت عثمانؓ اور علی شیر خدا اور عبدالرحمن قبر کے اندر جو حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے ہے آئے اور
بہزار افسوس اُس نیر اعظم چرخ کرامت کو برج خاکی مین سُلایا اور دفن کرکے اتنا خون دل
رفقا نے ملاء اعلی کو رُلایا اُس حادثۂ جانکاہ سے ہر انسان بلکہ ہر ذی جان کو رقت تھی
در و دیوار کو وحشت تھی کوچہ و بازار سنسان جدھر دیکھیے اُدھر سناٹے کا عالم ہو کا مکان **شعر**
دردا کہ پاکباز جہان از جہان برفت ؛ پاک آنچنان کہ آمدہ بود آنچنان برفت ؛ **روایت**
لطائف اشرفی مین ہے کہ جسدن آپ نے وفات پائی لڑکے اپنی اپنی مان کے پاس آتے تھے اور
کہتے اجی امان کیا قیامت آئی وہ کہتی تھین بیٹا حضرت عمرؓ نے قضا فرمائی اور چند ابیات
عربی کے اسی دن غیب سے سنے گئے اور پڑھنے والے کو کوئی نہین دیکھتا تھا جسکا
پہلا مصرعہ یہ ہے **مصرعہ** لِيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا
اب جو رونے والا ہے سو فوت اسلام پر روئے اپنے جی جان کھوئے **شعر**

رسول پاک پہ بھیج ای خدا روز و سلام + علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام +

ہادت کا جناب حضرت عثمانؓ کی ماصر	یہان پر مختصر احوال اب لکھنے مین آتا ہی

ر شہادت مجمع جود و سخا منبع حلم و حیا داماد نبی ہم زلف علی جامع قرآن ناشر ایمان
ی النورین مجمع البحرین سیدنا و مولانا عثمانؓ ابن عفان ایک دن حضرت صلی اللہ
یہ و آلہ وسلم حضرت عثمان کو دیکھکر بہت روئی اور فرمایا عثمانؓ قریب ہی کہ لوگ تمکو ناحق
ہید کرینگے اور حق تعالی تمام شہدا کا ثواب عنایت فرمائیگا سو خبردار اُنکے ظلم اور
یذا رسائی پر صبر کرنا اور خلعت خلافت کو کہ حقتعالی تمکو پنہائیگا لوگون کے کہنے پر نہ اتارنا
روایت ہی کہ مصر مین عبد اللہ بن سبا توریت اور انجیل کا ایک عالم تھا بڑا مفسد
ہایت ظالم تھا جب حضرت عمرؓ کے وقت مین مصر فتح ہوا اُسکے قوم کی عورتین مسلمانون
ین پکڑ آئین عبد اللہ ماری شرم و غیرت کی کسی کو مُنھ نہین دکھاتا تھا خصوصاً مسلمانون
ے بہت شرماتا تھا جب چارون طرف سی ملک مین اسلام کا رعب پڑ گیا نشان ایمان
ر گیا تب اُسنے تقیہ کر کے یعنی دغا سی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جناب حضرت
لی مرتضی کے ساتھ بڑی عقیدت ہویدا کی اور سب چھوٹے بڑون مین بھی ایک آبرو پیدا کی
ر گیا اور چونکہ توریت اور انجیل کا بڑا عالم تھا اِسواسطے باتین جھوٹی بصورت حق بنا کر
ب اہل مصر کو عبد اللہ بن سعد سی جو وہان پر حضرت عثمان کے نائب تھے اور لوگ مصر کے
ے شاکی بھی تھے باغی کر کے سب کو دشمن بنایا اور جو بعضے بصری اور کوفے والے کہ حضرت
ثمان سی کشش رکھتے تھے اپنے شاگردون کو وہان بھیجکر اُنھین بھی اپنے ساتھ ملایا اور
لاتفاق یہ بات ٹھہرائی کہ ایسی تدبیر کرو کہ بلوہ عام کرکے ایام حج مین حج کی بہانے سے
ینے جا کر دغا و بیداد کر کر حضرت عثمانؓ کو آنکھ مین صحابہ کی حقیر کرو غرض کہ ایام حج مین
ری ارادے پر ہزار آدمی مصر سے اور پانسو بصری سے اور اِسی قدر کوفی سے مدینہ
رہ مین آکر جمع ہوئے مصریون کو رغبت حضرت علی شیر خدا سے تھی اُن سبھون نے جنکے
کو پاس جا کر میٹھی میٹھی باتین بنا کر عرض کی کہ ہم لوگ اسی واسطے آئے ہین کہ حضرت

عثمانؓ سے خلافت چھین لیوین اور آپ کو مسند خلافت پر بٹھا دیوین حضرت شیر خدا نے
سبھون کو جھڑکی دی بہت سی نفرین کی کہ خبردار جو کبھی ایسا کام کیا پھر اسکا نام
بصری والے حضرت طلحہؓ کے پاس اور کوفیون نے حضرت زبیرؓ کے پاس جاکر اسی طرح
اُن دونون صاحبون نے بھی سبھونکو جھڑکیان دین ملامتین کین سیدنا علی مرتضیٰ نے
فتنہ انگیز کو سمجھا کر مدینے سے روانہ کر دیا عبد اللہ بن سعد نے پھر اُسی طرح ظلم لوگون پر شروع
تب حضرت عثمانؓ نے بمشورۂ حضرت علیؓ کے ایک خط عبد اللہ بن سعد کے نام کمال جھڑکی اور
لکھا کہ کسی رعایا کو کچھ ایذا نہ دے اور فریادیون کو راضی کرے عبد اللہ بن سعد نے اُس پر
عمل نہ کیا بلکہ ایک شخص کو قتل کرکے خون ناحق سر پر لیا اور فریادیونکو جو
گئے تھے قید کیا اس سبب سے سات سو آدمی فریاد خواہ اس خون ناحق کے مصر سے مدینے
آئے اور ساتھ اکابر مہاجر کے رجوع لائے کہ واسطے موقوفی عبد اللہ اور طلب قصاص
خون ناحق کے ہم لوگ یہان آئے ہین روایت ہے کہ اسکے بعد حضرت علی شیر خدا نے حضرت
عثمانؓ کے پاس جاکر فرمایا کہ اب بات بڑھ گئی آپ اسوقت اگر عبد اللہ کو موقوف نکرینگے
اُسکے اور کوئی دوسرا آدمی عادل خداترس مصر کا والی مقرر نکرینگے اور اس خون
پرسش نکرینگے تو ملک مین بڑا فساد اُٹھیگا آخر سبکی صلاح سے حضرت عثمانؓ نے فرمان
حکومت کا محمد بن ابی بکر کے نام لکھدیا اور ساتھ چند مہاجرین اور انصار کے انکو جانب
روانہ کیا کہ موافق مشورے اُن لوگون کے قضیہ عبد اللہ بن سعد کا اور معاملہ مصریون کا
انصاف سے فیصل کرین وہ تین منزل مدینے سے گئے وہان ایک غلام اونٹ پر سوار
کہ تیز تیز مصر کی جانب اونٹ ہانکے جاتا تھا کبھی کہتا تھا مین مروان کا غلام ہون کبھی
تھا حضرت عثمانؓ کا غلام ہون تلاش کی تو اُسکے پاس ایک خط سر بمہر نکلا اس مضمون
کہ امیر المومنین عثمان کیطرف سے عبد اللہ بن سعد کو معلوم ہو کہ دیکھتے ہی اس خط کے محمد بن
ابی بکر کو قتل کر دیو اور فرمان جو دکھاوین اُسکو مت مانیو اور جنھون نے تیری فریاد کی ہے
سزا دیجیو محمد بن ابی بکر نے اس خط کو سبکے روبرو پڑھا سب سنکر بگڑے اور مدینے پھر آئے
حضرت علی مرتضیٰ مع اصحابہ کبار کے حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ اونٹ اور

غلام آپکا ہی فرمایا ہان پھر پوچھا یہ خط آپنے لکھا ہی حضرت عثمانؓ نے فرمایا قسم وحدہ لاشریک کی
کہ مین نے لکھا نہ حکم دیا نہ اسکی خبر رکھتا ہون قسم کھانے سے سبکو یقین انکی بات کا ہوا اور سمجھون
نے کہا کہ یہ کام مروان کا ہی مروان نے کہا کہ کسی دشمن نے چوری سے مہر کر کے غلام کو کچھ دیکر یہ
کام کیا ہی مفت مین مجھے بدنام کیا ہی اور مین کرتا تو غلام کو دریا کی راہ بھیجتا کہ بہت جلد
مصر مین پہونچ جاتا پھر لوگون نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ مروان کو ہمین پکڑا دو تحقیقات کر لینگے
آپ نے فرمایا کہ مجرد اس گمان پر مین مروان کو نہین دیتا تم لوگ بلا تحقیق اسکو قتل کر ڈالوگے
شاید کسی دشمن نے خط لکھا ہو اور چوری سے مہر کر کے اور غلام کو کچھ دیکر یہ کام کیا ہو۔ شعر
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علیؓ و فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ پر بھی مدام + روایت
ہے کہ مروان کے نہ دینے سے بلوائے عام ہوا چارون طرف سے اژدحام ہوا ہر طرف سے مدینے مین گھو ماری
اور حضرت عثمانؓ کا گھر گھیر لیا راہ حق سے منہ پھیر لیا اور اہل فساد نے میٹھا پانی انکے گھر مین
بجانے دیتے اور انکو مسجد نبوی مین نہ آنے دینے اور چالیس۴۰ دن تک یا زیادہ گھیرے رہے کہتے تھے
یا خلافت سے کنارہ کیجیے یا مروان کو پکڑوا دیجیے آپ فرماتے مروان کو ایک شبہہ پر یون ہی
قتل کر دینگے کیونکر تمھین دون اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع فرمایا ہی
خلافت کیونکر ترک کردون پھر حضرت علیؓ شیر خدا نے بلوے والون کو ہر چند ہٹایا ہٹے نہین اڑے
رہے کان گھیرے کھڑے رہے ناچار ہو کر حضرت علیؓ نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو ایک جماعت
کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر بھیجدیا کہ ایسا نہو کوئی گھر مین گھسجائے کچھ ایذا
پہونچائے روایت ہی کہ ایکدن حضرت عثمانؓ ایام محاصرہ مین اپنے کوٹھے پر چڑھ
کر کے اہل فتنے سے مخاطب ہو کر بولے یارو تم لوگ جانتے ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تھے غریب غربا پیاس سے مرنے لگے آہ سرد بھرنے
لگے آپ نے فرمایا ایسا کوئی ہے کہ رومہ کا کنوان خرید کر کے للہ وقف کر دے
مین ضامن ہوتا ہون مجھ سے وہ بہشت لے تب مین نے پینتیس۳۵ ہزار درم کو وہ
کنوان خرید کر کے للہ وقف کیا خدا کی راہ مین چھوڑ دیا اب تم لوگ مجھی کو اسکا پانی
پینے کو نہین دیتے ہو خون ناحق سر پر لیتے ہو اور بھی تم جانتے ہو کہ زمین مسجد نبویؐ کی

تنگ تھی دس ہزار مثقال سونے کے دیکر مکانات گرد وپیش مسجد کے مول لیکر مسجد نبوی مین ضم کیے اور رسول اللہ میرے لیے بہشت کی ضامن ہوئے اب اُس مسجد مین مجھے آنے نہین دیتے ہو اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ مکے مین ایکبار پہاڑ پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ اور ہم چڑھے پہاڑ ہلنے لگا آپ نے فرمایا کیون ہلتا ہے ٹہر تیرے اوپر ایک پیغمبر ہے ایک صدیق ہے دو شہید ہین اہل بلوے نے کہا یہ سب باتین آپ کی راست ہین بہر صورت صحیح ہے کہ ہم دکا ست ہین تب آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے کہ تم نے ہمارے شہید ہونے کی گواہی دی اور تین بار اسبات کو تکرار کرکے کوٹھے سے اُتر پڑے حضرت علی شیر خدا اس خبر کو سُنکر بہت روئے اور تین مشکین میٹھے پانی کی بھیجین اہل فتنے نے مارے تیرون کے مشکون کو سوراخ سوراخ کردیا اور حضرت امام حسینؑ کو زخمی کیا روایت ہے کہ اہل مدینے نے حضرت عثمانؓ کے پاس جا کے کہلا بھیجا کہ ہمکو حکم ہو تو اُنسے لڑین وار کرین آپ پر اپنی جان نثار کرین اور حضرت امام حسنؑ اور عبد اللہ بن زبیر نے آدمی بھیجا کہ ہم سات سو آدمی ہین اجازت ملے تو اُنکو ہیلوین مار کر مدینے سے نکال دیوین چنانچہ ایک جماعت اہل مدینے کی ہتھیار بند ہو کر باغیون سے لڑنے کو موجود ہوگئی حضرت عثمان نے سُنکر اپنے اقران اور تمامی اہل مدینے کو قسمین دین کہ ہمارے واسطے کوئی ہتھیار نہ باندھے مین نہین چاہتا کہ میرے واسطے لوگ مارے جاوین یا مال کسی کا لوٹا جاوے یا کوئی میرے واسطے صدمہ اُٹھاوے اور اُسوقت آپ کے گھر مین چار سو اپنے خاص غلام ہتھیار بند طیار تھے بہر صورت تابع حکم اور جان نثار تھے سبھون سے ہتھیار آپ نے کھلوا لیے اور ایک قلم سب کو آزاد کرکے رخصت کیا روایت ہے کہ آپ تمامی ایام محاصرے مین روزہ دار تھے جی جان سے شہید ہونے کو تیار تھے آخر چودھوین تاریخ ذیحجہ کو سن پینتیس ۳۵ ہجری مین علی الصباح جمعے کے دن جسکی رات کو بھی بسبب نہونے کچھ کھانے پانی کے آپ اُسی طرح بھوکے پیاسے رہگئے تھے دیکھا قاتل ننگی ننگی تلوارین لیے چلے آتے ہین آپ نے بہت خوش ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو کر تلاوت قرآن آغاز فرمائی اور مارے حیا کے قاتل کی طرف نظر نہ اُٹھائی جب تلوار لگی آیت فَسَیَکْفِیکَهُمُ اللّٰهُ پر قطرات خون کے پڑے اور آپ شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُونَ اور بارہ ۱۲ برس آپ نے خلافت فرمائی اور بیاسی ۸۲ برس کے سن مین

شہادت پائی نائلہ آپ کی بی بی صاحبہ نے ہاتھ کو اپنے انکی جان کا سپر کیا تھا انگلیان انکی کٹ گئین پھر قاتل گھر سے کود گئے اور حضرت عثمان اور انکے ہمسایہ کا گھر لوٹ لیا مدینے مین ایک شور محشر مچا حضرت علی شیر خدا روتی ہوی آئے اور حضرت امام حسنؑ کو منھ پر طمانچہ اور امام حسینؑ کی چھاتی پر مارا کہ ہمنے تمکو نگہبانی کو بھیجا تھا تم ساتھ کیون نہ ہوئے تم دروازے پر موجود رہو اور حضرت عثمان شہید ہون پھر اس دن بھر لاش مبارک آپکی پڑی رہی رات کو جنۃ البقیع مین بعض اشقیانے دفن ہونی نہ دیا تب مقام حش کوکب مین دفن کیا پھر مروان جب عامل مدینے کا ہوا اسکو بھی جنۃ البقیع مین داخل کر دیا ۔ رباعی ۔ کدام دل که ازین واقعه دگرگون نیست ٭ کدام کس که ازین حادثه جگر خون نیست ٭ کدام جان که نشد سوخته ز آتش غم ٭ کدام چشم که او رشک بحر جیحون نیست ٭

روایت لطائف اشرفی مین ہے کہ اس رات مین جسکی صبح کو حضرت عثمان نے شہادت پائی حضرت حق کی جانب سے آپ کی دعوت آئی یعنی آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین اے عثمان اب قریب ہے کہ تم راہ حق مین جان شیرین نثار کر دوگے آج کے دن میرے پاس آکر روزہ افطار کروگے پھر نیند سے جو چونکے تو اس خواب کے مزے اور لطف مین محو ہو گئے رات بھر تلاش قاتل مین آپ تڑپ تڑپ کر رہے اور سب لوگ سو گئے پھر اسی شب کو آپ نے چارون سو غلام خاص اپنے جو جان دینے کو جی جان سے حاضر تھے آزاد کر دیے ہتھیار سب کے لے لیے آخر اسی شوق ذوق مین علی الصباح آپ نے شربت شہادت پیا حضور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہوکر روزہ افطار کیا ۔ شعر ۔ جان گئی جان کی جویا کے پاس ٭ پہونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس ٭ پیاسے نے دریا سے ملاقات کی ٭ خوب تلافی ہوئی مافات کی ٭ **روایت** روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب روح پر فتوح حضرت عثمانؓ کی عالم بالا پر لیگئے چارون طرف سے چار آوازین سنی گئین پہلی یا عُثمانُ اَبشِر بِجِنانِ ذاتِ الْاَلوانِ دوسری یا عُثمانُ اَبشِر بِنَعیمٍ غیرِ فانٍ تیسری یا عُثمانُ اَبشِر بِرُوحٍ وَرَیحانٍ چوتھی یا عُثمانُ اَبشِر بِرَبٍّ غیرِ غضبانٍ

روایت لطائف اشرفی مین ہے کہ جب حضرت عثمان شہید ہوے تو جنات لوگ بام مسجد نبوی پر نوحہ کرتے تھے اور مرثیے مین حضرت عثمان غنی کے ابیات پڑھتے تھے عربی کے

راوی کہتا ہی کہ بروز قتل سیدنا حضرت عثمان کے مین نی سنا کہ کوئی کہنی والا کہتا تھا
بُشْرٰی لَکَ یَا عُثْمَانُ بِغُفْرَانٍ وَرِضْوَانٍ پھر کہا جو دیکھا تو کوئی کہنی والا نظر نہ آیا **روایت**
لطائف اشرفی مین ہی کہ تین دن تک لاش مبارک آپکی اسیطرح بلا دفن پڑی رہی
ناگاہ ہاتف غیبی نی آواز دی اِدْفِنُوْهُ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ صَلّٰی عَلَيْهِ
پھر جب جنازہ آپکا جنۃ البقیع کو چلا پیچھے سے چند سوار نظر آئی لوگ ڈری چنانچہ قریب تھا کہ
جنازہ چھوڑکر بھاگین کسی نی آواز دی کہ ٹھہرو ٹھہرو نہین ہم لوگ بھی دفن آئی ہین اور مدنی
لوگ جو شریک دفن تھے کہتے ہین کہ واللہ وہ لوگ فرشتے تھے **روایت** ہی کہ جو جو اشقیا
آپکی قتل مین شریک تھے بڑی بڑی فضیحتون سی یا تو ماری گئے یا ہاتھ انکے خشک ہوئی یا جل گئے
یا دیوانی شہری ہوگئے یا بلاء عظیم مین مبتلا ہوی چنانچہ لطائف اشرفی مین ہی کہ حج کرکے
قافلہ حاجیون کا ان دنون مین مدینے مین آیا تھا ایک شخص اس قافلہ کا حقیر اور خوار سمجھ کرکے
مشہد انور پر حضرت عثمان غنی کے حاضر نہوا کہ راہ سے دور ہی اتنا دور کون جاوے پھر جب وہ
قافلہ مدینے سے چلا تو اثنای راہ مین قافلے کی بیچون بیچ مین ایک درندہ نی آکر اس شخص کو
پھاڑ ڈالا اہل قافلے نی سمجھا کہ یہ سزا اسکی اسواسطے ہوئی کہ اسنے حضرت عثمان غنی کی بیحرمتی کی
تھی کہ آپکی مشہد پر حاضر نہوا اور باقی قافلے والی صحیح اور سالم اپنی اپنی گھر پہونچ گئی **روایت**
شواہد النبوۃ اور لطائف اشرفی مین ہی کہ ایک صالح بزرگ کہتی ہین کہ مین طواف کعبہ کرتا تھا
کہ ایک اندھے کو دیکھا کہ وہ بھی طواف کعبہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا مجھی بخشدی اور مجھے
یقین نہین ہی کہ تو میرا گناہ بخشے مین نی کہا سبحان اللہ تو ایسی مقام مین ایسی بات کہتا ہی یعنی
دعا مانگتا ہی اور کہتا ہی کہ قبول نہوگی تب اس اندھے کور باطن نی مجھ سی کہا کہ بھائی کیا کرون
کہنے کی بات نہین مجھ سی ایسی ہی خطای عظیم سرزد ہوئی ہی کہ ہرگز صورت نجات نہین **شعر**
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
مین نی کہا کوئی ایسا گناہ نہین جسکی مغفرت کی کوئی راہ نہین کہ تو کون سی خطا کی ہی کیا
دغا کی ہی کہا جس روز حضرت عثمان رض کے گھر کو لوگ گھیرے تھے راہ حق سی منہ پھیرے تھے تو ہم
لوگون نی باہمین قسمین کھائین تھین کہ جب عثمان غنی رض ماری جاوینگے تو ہم لوگ انکی ننگے منھ پر

طمانچے مارینگے جب حضرت عثمان غنی شہید ہوئی تو ہم لوگ اُنکے گھر مین چلے گئے دیکھا سر اُنکا اُنکی
بی بی کی گود مین رکھا ہے ہمنے اُنکی بی بی صاحبہ سے کہا کہ جلدی اِنکا منھ کھولو تا زخم نگرو کچھ نہ بولو اُنھون
نے کہا اس سے تمھارا مقصود کیا ہے اب تو یہ شہید ہو چکے منھ کھولنے سے سود کیا ہے ہمنے کہا کہ ہم لوگون
نے قسمین کھائین ہین کہ اِنکے ننگے منھ پر طمانچے مارینگے خاتون حضرت عثمان کی رونے لگین
خون دل سے منھ دھونی لگین فرمانی لگین کچھ تم لوگون کو اُنکی حق صحابیت پیغمبر خدا کا پاس نہین ہے
اللہ اور آپکے رسول سے کچھ ہراس نہین ہے ارے لوگو دونون صاحبزادیون کا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی اِنھین سے نکاح ہوا تھا حضرت رقیہؓ اور حضرت کلثوم بنت رسول اللہ کا اِنسے بیاہ
ہوا تھا اور چند فضیلتین اُنکی بیان کین اور زار زار رونی لگین میری ہمراہیون نے اسبات کی سنتے
ہی شرم سے سر جھکا لیے باہر چلے گئی کچھ جواب نہ دیا اور مین نے بلا لحاظ ان باتون کے حضرت عثمان کا
منھ کھولکر کے طمانچہ مارا اُنکی بی بی صاحبہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا ارے ظالم
بے رحم خدا تیری دونون ہاتھ سکھا دے اور تیری دونون آنکھین اندھی کر دے اور تیری گناہ ہرگز نہ بخشے
قسم وحدہٗ لا شریک کی کہ مین ابھی اُنکے گھر کے دروازے سے باہر بھی نہ نکلا تھا کہ روشنی میری
آنکھون کی جاتی رہی اور میرا ہاتھ خشک ہو گیا پس اسی سبب سے مین گمان نہین کرتا ہون
کہ حقتعالیٰ میرے اِس گناہ کو معاف کرے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام

علی مرتضیٰ شیر خدا ساقیِ کوثر کی ✦ شہادت کی خبر رو رو کے اب ناصر سناتا ہے

بیان شہادت برادر و داماد رسول شوہر بتول فاتح خیبر ساقی کوثر شیر خدا مرکز دائرہ انما
مظہر العجائب والغرائب سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کا بطور اجمال کے یہ ہے کہ جسدن
بعد جنگ عظیم اور ماری جانی قریب ایک لاکھ آدمی کی طرفین سے درمیان آپ کی اور درمیان
حضرت معاویہ کے صلح ہو گئی اُسی دن رات کو بارہ ہزار آدمی حضرت امیر سے بدظن ہو گئی پھر گئے
کہ کیون صلح کی پھر اُنمین آٹھ ہزار آدمیون نے توبہ کی اور چار ہزار جنکو خارجی کہتے ہین آپ سے
بیعت توڑ کر راہ حق سے منھ موڑ کر ملک نہروان مین جا کر لوٹ مار شروع کر دی تب
شیر مردان نے لشکر عظیم لیکر اُنپر دھاوا کیا اور سبکو مار لیا مگر نو خارجی بھاگ گئی اور نو آدمی

ادھر کے شہید ہوئی پھر لشکر اسلام مین دس آدمی جو یمن کے تھے اُنھون نے ایک ایک تحفہ حضرت کے آگے پیشکش کیا اور عبدالرحمن بن ملجم نے بھی ایک تلوار آبدار نہایت تحفہ بیش قیمت حضرت کی نذر کی آپ نے سب کا تحفہ لے لیا اور ابن ملجم کا تحفہ پھیر دیا ابن ملجم نے عرض کی کہ حضور نے سب کے تحفے قبول کرے اور میری تلوار کہ تمامی دیار عرب مین اسکے مثل نہین کیون پھیری نہین معلوم غلام سے کیا خطا ہوئی آپ نے فرمایا تیری تلوار کسطرح لون کہ اسی سے میری جان جائیگی تیری مراد بر آئیگی اُسنے کہا ہیہات ہیہات حضور کیا فرماتے ہین ایک امر محال کیون خیال مین لاتے ہین گھر بار چھوڑ کر زن و فرزند سے رشتہ محبت توڑ کر مین نے غلامی آپ کی اختیار کی ہے لڑائیون مین جان اپنی آپکے قدمون پر نثار کی ہے آپ نے فرمایا یہ بات تیرے ہاتھ سے ہوتی ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ مارنے والا تمھارا ایک مرد قبیلہ مراد سے ہوگا اور تو اپنی مراد بر آئیگا ماریگا مگر وہ اپنی مراد کو نہ پہونچیگا نوشتہ تقدیر سے چارہ نہین امر الٰہی مین کسی کا چارہ نہین ابن ملجم یہ بات سنکر گھبرایا جی مین گھبرایا کہا غلام اسوقت سامنے آپ کے حاضر ہے کسی کو حکم ہو کہ میرے دونون ہاتھ کاٹ ڈالے یا میری گردن مارے آپ نے فرمایا ابھی تک تجھ سے خطا ہوئی نہین کیا کیا جائے بلا قصور کسطرح قصاص لیا جائے **نظم** برخوان غم چو عالمیان را صلا زدند ✽ اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند ✽ نوبت باولیا چو رسید آسمان طپید ✽ زان ضربتے کہ بر سر شیر خدا زدند ✽ پس آتشے ز اخگر الماس ریزہا ✽ افروختند و بر حسن مجتبیٰ زدند ✽ وانگہ سرادقے کہ فلک محرمش نبود ✽ کندند از مدینہ و در کربلا زدند ✽ وز تیشۂ ستیزہ دران دشت کوفیان ✽ بس نخلہا ز گلشن آل عبا زدند ✽ پس ضربتے کزان جگر مصطفیٰ درید ✽ بر حلق تشنۂ خلف مرتضیٰ زدند ✽ **روایت** ہے کہ ایکبار ابن ملجم نے حضرت سے اپنی سواری کے لیے گھوڑا طلب کیا آپ نے ایک گھوڑا رہوار فوراً اُسے دیدیا اور فرمایا کہ یہ شخص ایک حادثہ نادیدہ ناشنیدہ کریگا یعنی یہ مجھے شہید کریگا لوگون نے کہا کہ آپ اُسکی گردن اُتار لیجیے تاخیر نہ کیجیے فرمایا اگر مین ابھی مار ڈالون تو مجھے کون شہید کریگا **فرد** میخواہم از خدا بدعا صد ہزار جان ✽ تا صد ہزار بار بمیرم برای او ✽ **روایت** ہے کہ اسکے بعد آپ نے فرمایا کوئی ایسا ہے کہ جائے اور خبر فتح نہروان کی کوفیون کو پہونچائے ابن ملجم نے کہا حکم ہو تو مین جاؤن اور خبر فتح سناؤن

آخر ابن ملجم لعین آپکے کوفے جانیکے بیان آسکے کہ یہ خبر کوچہ بکوچہ سب کو سناتا تھا ایک دروازے
پر گھر کے اندر سے کچھ آواز ڈھول اور سیتار اور گیت کی سُنی کھڑا ہو گیا لوگون کو عذاب الٰہی سے ڈرایا
اور سیاست شاہ مردان سے دھمکایا پھر اس گھر سے چند عورتین باحسن وجمال نکل آئین انمین ایک
عورت تھی بد انجام قطام نام جسکی شیرینی کلام اور حسن خداداد کا عرب مین شور تھا ہر شخص
اُسکے فراق مین زندہ بگور تھا نظر ابن ملجم سیاہ رو کی اُسپر پڑ گئی طبیعت دونون کی لڑگئی جی جان سے
عاشق ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو کر سوال نکاح کیا اُسنے کہا اگر تو میرا طالب ہے یعنی میرے نکاح کا ارادہ رکھتا
ہے تو پہلے تین ہزار درم نقد اور ایک لونڈی مغنیہ جمیلہ اور مرتضیٰ علی کا سر مجھے لا کر دے تب
نکاح کا نام لے اُسوقت تجھ سے البتہ مین نکاح کرونگی ابن ملجم نے کہا لونڈی اور غلام تو مشکل
نہین مگر شیر خدا پر وار کرنا ایسا کسی کا گردہ نہین دل نہین قطام بد انجام نے کہا مجھے لونڈی اور
زر سے کام نہین مگر بلا قتل علی مجھے آرام نہین اسواسطے کہ علی مرتضیٰ نے جنگ نہروان مین میرے
باپ بھائی اور اسی طرح میرے بارہ کنبے والونکی گردن ماری ہے اسکا مجھے اتنا رنج ہے کہ زبان
کہنے سے عاری ہے ابن ملجم شقی نے کہا اچھا اگر مارونگا دین و دنیا تجھ پر وارونگا روایت ہے
کہ اسکے بعد شیر خدا نہروان سے پہلے مسجد کوفہ مین آکر اُترے اور منبر پر چڑھکر بعد حمد و ثنائے الٰہی کے داہنی
جانب حضرت امام حسن کیطرف نگاہ کرکے فرمایا بیٹا حسن اس ماہ رمضان کے کے دن گذرے ہین
شاہزادے نے کہا تیرا دن پھر بائین طرف امام حسین کی جانب دیکھکر فرمایا بیٹا حسین اس مہینے کے
ابھی کے روز باقی ہین صاحبزادے نے کہا سترہ روز پھر آپ نے دونون ہاتھ اپنے محاسن شریف پر پھیرے
اور فرمایا کہ بدترین اُمت اس داڑھی کو میری خون سر سے میرے رنگیگا یہ کہکر اسقدر روئے
کہ آپ کے رونے سے حضار مسجد اور دونون پیارے آنکھون کے تارے چیخ مارکر رونے لگے اور ریش مبارک
آنسوؤن سے تر ہو گئی اور فرمایا مین بخوف موت نہین روتا ہون بلکہ اپنے فرزندان یتیم کا منہ دیکھ دیکھ
بیتاب ہوتا ہون کہ ہر دو غریبی مین تو مبتلا ہی ہین اب سوز یتیمی مین گرفتار ہونگے بیکسی مین اپنے
نانا نانی اور مان باپ کی شفقت اور پیار کو یاد کرکے بیقرار ہونگے پھر آپ منبر سے اُترے ایک
رات حضرت امام حسن کے گھر افطار فرماتے اور ایک رات حضرت امام حسین کے گھر افطار کو جاتے مگر تین
لقمے سے زیادہ نہ کھاتے اور بار بار فرماتے مثنوی للمؤلفہ شکر ہے اے کوفیون اللہ کی درگاہ مین ہم

نگل اپنا کٹاڈالین خدا کی راہ مین + طالب مولی کو یار و قتل مین بھی دیدہی + سر کا سجدہ مین کٹنا عاشقون
کی عید ہی + روایت ہی کہ انیسوین ۱۹ رات کو رمضان کی سنہ ۴۰ ہجری مین کہ درحقیقت وہی شب
شب شہادت تھی رات بھر آپ بیدار رہی شاغل بذکر پروردگار رہی بار بار حالت ذوق و شوق
مین حجرہ سے باہر آتی اور شوق شہادت مین فرماتی شعر خون ناو قف دم خنجر یار ست اینجا +
ای جنون وقت تو خوش جوش بہار ست اینجا + اور کبھی تبلاش قاتل نعرہ جانکاہ کرتی بیتاب ہوتی
آہ کرتی شعر خبر دردمن بعالم رفت + قاتل من ہنوز بیخبر ست + اور کبھی جو گھبراتی بار بار فرماتی
شعر لمؤلفہ کجائی آہ ای قاتل کجائی + ز حال من چنین غافل چرائی + اور کبھی صحن خانہ سے
اندر جاتی اور آسمان کی جانب دیکھکر فرماتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا راست ہی
کبھی جھوٹ نہوا صحیح ذکم و کاست ہی مگر آج بڑا عجب ہی قاتل نی بہی بڑی تاخیر کی کیا سبب ہی
غرض یہان تو آپ رات بھر سوز عشق الٰہی مین جلتی رہے شمع سان پگھلتے رہے ہر دم شوق
شہادت دامنگیر حال نہ تیغ قاتل کی خبر نہ ابن ملجم کا خیال ہر بن مو سے اللہ اللہ جاری حالت
ذوق مین کیفیت وجد طاری اور وہان ابن ملجم کی مع اور دو خارجیون کے مسجد مین آپکی آنیکی
انتظاری وہی تلوار زہر سے بجھی ہوئی لیے ہوئی آپ کے قتل کی طیاری کہ ناگاہ رات نے گریبان
چاک کیا ظہور ہوا تمام عالم مین آپ کی ماتم کا غل مچا شور ہوا پھر تو شمع جھلملا کے جلنے لگی نسیم سحری
ٹھنڈی سانس بھر بھر کے چلنے لگی آپ نے بہت سویرے قصد مسجد فرمایا بطون نے آپ کو گھبرا کر آپکے
دامن پکڑ کے شور و غل مچایا گھر کے لوگ بطون کو ہٹانے لگے آپ نے فرمایا چھوڑ دو یہ رخصت
ہوتی ہین اسواسطے یہ میری فراق مین نوحہ گر ہین پھر آپ نے مسجد مین جاکر وضو تازہ کر کے اذان دی
جو ہین مسجد مین جانے لگے ہین کہ پہلے شبیب شقی نے تلوار ماری وہ طاق مسجد پر پڑی اور ٹوٹ گئی
پھر وردان ملعون نے وار کی یہ دیوار پر پڑی یہ دونون بھاگے آپ بہت خوش ہوے فرمایا الحمد للہ
اب عنقریب شربت شہادت پیتا ہون شہید ہوکر دوبارہ جیتا ہون پھر آپ نے یاد الٰہی مین
سہو محو ہوکر مقام رضا مین زندگی سے ہاتھ دھو کر نماز تحیت المسجد شروع کی نماز پڑھ کے تلاش
قاتل مسجد کے سونے والون کو جگانے لگے ابن ملجم شقی منہ کو بغل مین تلوار دابے مسجد مین پڑا
آپ نے اُسے پانون سے ٹھوکر لگائی کہ قم و صلی اٹھو نماز پڑھو کیا سوتے ہو وقت جاتا ہے حکم الٰہی کا

یون غافل ہوتی ہو یہ کہکر بیچ محراب کے پاس جاکر نماز نفل شروع کی جو ہین سجدہ اولی سے سر اٹھایا ہی
ابن ملجم لعین نے ایک ضرب مین آپ کو شہید کیا آپ نے فرمایا فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ واہ ری
ہم اللہ ری ہم اپنے مطلب کو پہونچ گئے خدا کی قسم مثنوی رخت بربستیم و دل برداشتیم ÷
محبت دیرینہ را بگذاشتیم ÷ وقت شد کز غصہ و غم وارہیم ÷ بر غم و شادی عالم پا نہیم ÷
مسند جنت بہر ما آراستہ ÷ ما درین زندان محنت کاشتہ ÷ روایت ہی کہ ابن ملجم لعین نے آپکو
شہید کرکے بھاگا اور آواز دی قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ شیر خدا جان سے مارے گئے اہل
کوفہ اور حضرت حسنین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی وَا اَبَتَاہُ وَا مُصِیْبَتَاہُ وَا وَیْلَاہُ
کہتے ہوئی مسجد مین آئے آہ کی نعرہ عرش تک پہونچا نے دیکھا کہ شیر خدا محراب کے آگے پڑے ہین مگر
مقام رضا اور تسلیم مین ثابت قدم کھڑے ہین سیلاب خون جاری ہی عشق الٰہی بھڑکا ہی حالت
وجد طاری ہی لب پر فغان نہین آہ نہین زبان پر جز ذکر فِی اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ نہین شاہزادے
قدم مبارک پر گر پڑے اور زار زار روتے تھے سیلاب خون دیدہ سے کف پا کو حضرت کی دھوتے تھے
مثنوی للمؤلفہ کجائی اے پدر آخر کجائی ÷ ز حال من چنین غافل چرائی ÷ برو دم آہ از
درد جدائی ÷ نگاہ کن خدارا بر گدائی ÷ اور حضرت شیر خدا راہی ملک بقا خون سر مبارک
سے لیتے اور اپنے منھ اور داڑھی پر ملتے اور فرماتے اسی صورت پر میری وفات ہوگی اسی حالت
پر رسول خدا سے ملاقات ہوگی اسی شکل پر مرونگا اسی ہیئت سے فاطمہ زہرا سے ملاقات کرونگا اسی
صفت پر جان دونگا اسی حال سے اپنے چچا حمزہ سے جا ملونگا اسی طرح ویسا ہی جاؤنگا جعفر طیار
بھائی کو یہ منھ دکھاؤنگا کسی نے پوچھا حضرت کس شقی نے آپ کو مارا فرمایا ٹھہرو دیکھو آتا ہی کہ ناگاہ
شبیب گھبرایا ہوا مسجد مین آیا لوگون نے پوچھا ارے تو نے مارا ہی چاہا کہ نہین کہے بے اختیار منھ سے
ہان نکل آیا لوگون نے اسے منھ کے بل گرایا اور مارے لاتون کے اُسے واصل جہنم کیا پھر ابن
ملجم کو اسکا چچازاد بھائی فوراً پکڑ کر لایا لوگون نے پوچھا تو نے مارا چاہا کہ کلا کہے نعوذ زبان سے
نکل آیا شیر خدا نے فرمایا اے بھائی مرادی بھلا مین تمہارا برا امیر تھا اُسنے کہا معاذ اللّٰہ
امیر المؤمنین فرمایا پس کیون تجھ نے ناحق مجھ پر ستم کیا میرے لڑکون کو یتیم اور مبتلاے غم کیا کہا
عوض کرون جو ہونی تھی سو ہو چکی شعر چاک کو تقدیر سے ممکن نہین کرنا رفو ÷ سوزن تدبیر

ساری عمر کو سینی رہے ⁂ روایت ہی کہ اُسوقت حضرت علی کو بہت پیاس معلوم ہوئی شاہزادے
شربت بنا کر لائے آپ نے کمال ترحم سے فرمایا کہ بہ نسبت ہماری میری قاتل کو پیاس زیادہ ہوگی پہلے
یہ شربت ہمارے قاتل کو پلاؤ پیچھے میرے سامنے لاؤ شاہزادون نے پیالہ شربت کا ابن ملجم کو دیا مگر
نہ پیا انکار کیا آپ نے شربت پیکر فرمایا کہ اگر بیا یہ شربت کو پی لیتا تو حق تعالی اُسے جنت مین ہمارے
ساتھ جگہ دیتا شعر جو در حسین پہ ہو کہین تو ضرور پہونچے علی تلک ⁂ جو علی ملے تو نبی ملے جو نبی ملے
تو خدا ملے ⁂ روایت ہی کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اسے قیدخانے مین لیجاؤ اور جو کھانا پانی میرے
واسطے طیار کرو پہلے اُسے وہی کھانا پانی کھلاؤ تب میرے پاس لاؤ اگر مین زندہ رہونگا تو جو
اسکے حکم مناسب ہوگا دونگا اور جو مین مرجاؤن تو اُسے ایک ضرب سے زیادہ نہ مارنا اسواسطے کہ اُس نے
مجھے ایک ہی ضرب ماری ہے پھر حضرت امام حسن نے باجازت آپ کی نماز صبح پڑھائی پھر وہان سے
اٹھا کر گھر لے چلے آپ نے پورب طرف منہ اپنا پھیر دیا اور فرمایا ای صبح صادق خدا کے سامنے قیامت کے
دن تجھسے گواہی طلب کرونگا اگر تو صادق ہے تو سچی گواہی دینا کہ جسدن سے یعنی صغر سنی سے مین نے
حبیب خدا کے پیچھے نماز پڑھی ہے اُسدن سے آج تک تو نے مجھے سوتے نہین پایا ہے پھر سجدہ شکر کرکے
فرمایا خداوندا گواہ رہ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا کہ قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا اور
صدیقان اور شہدا اور فرشتے حاضر ہونگے اُسوقت سب کے سامنے تو گواہی دینا کہ جب سے
کہ مین تیرے حبیب کے ہاتھ پر ایمان لایا اطاعت اوسکا اوامر و نواہی کو تیرے بجا لایا حتی
کہ گلا تیری رضا مین کٹایا مگر سر مو تیری اور تیرے حبیب کی خلاف نہ کیا پھر تو اور ہی کیفیت
طاری ہوئی حالت ذوق مین یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل ما کشتۂ عشقیم محبت کفن
ماست ⁂ پروردۂ دردیم ملامت وطن ماست ⁂ زاہد تو برو طوطی فردوس برین باش ⁂
ما بلبل آن باغ کہ دوزخ چمن ماست ⁂ ما کار نداریم باین آتش دوزخ ⁂ چون
نام محمد ہمہ دم ورد دہن ماست ⁂ پھر جب گھر پہونچے تو گھر ماتم سرا ہوا محشر بپا ہوا
صاحبزادیان جناب حضرت فاطمہ زہرا کی زار زار روتی تھین اور آپ کی کف پا پر آنکھین
مل مل کے قربان ہوتی تھین کہ ای وای اگر میری مان فاطمہ زہرا زندہ رہتین تو ہمین صبر دیتین
کچھ تسلی کی باتین کہتین اگر ہم لوگ مدینے مین ہوتی تو نانا کے مزار پر جاکر درد غم کہتی خوب روتی

الغرض جمعے کی رات انیسوین ۱۹ تاریخ ماہ رمضان المبارک کی ۴۰ سنہ ہجری مین ضرب آئی تھی جمعہ اور ہفتہ دو
دن آپ زندہ رہے جب شب یکشنبہ اکیسوین ۲۱ تاریخ ماہ رمضان کی آئی فرمایا مجھے حجرہ خاص مین لیچلو اور حضرت
ام کلثومؓ کو کہا دروازہ بند کرو سب لوگ جدا ہوگئے دروازہ بند کرلیا ناگہان حجرے سے آواز لا الہ
الا اللہ کی آئی صاحبزادون سے ضبط نہو سکا دروازہ کھولا دیکھا آپ راہی ملک بقا ہوگئے انا للہ
وانا الیہ راجعون سارے اہلبیت خصوصاً شاہزادون پر ایک عجیب عالم طاری تھا روتے
روتے ہچکی بندھ گئی اشک آنکھون سے جاری تھا گاہے رو رو کے ہاتھ ملتے اُنکے صدمہ آہ سے آسمان ورز
ہتے ایک دوسرے کا منھ تکتے تھے حالت تحیر مین کچھ نبول سکتے تھے **رباعی** دردا کہ آفتاب سپہر کمال رفت آہ
دردا کہ شاہ مسند عز و جلال رفت ✽ او بود جان عالم و چون کرد انتقال ✽ جان از تن خلائق از ین
انتقال رفت ✽ اور چار برس آٹھ مہینے نو دن آپ نے خلافت کی اور تریسٹھ ۶۳ برس کی سن مین موافق
سن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۴۰ سنہ ہجری مین رحلت کی اور یہ بعد حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے تیسری شہادت ہے **روایت** لطائف اشرفی اور شواہد النبوۃ مین حضرت
امام حسنؑ سے نقل ہے کہ بعد انتقال آپکی غیب سے ایک آواز آئی کہ کوئی کہتا تھا حجرے سے سب لوگ باہر
جاؤ اور اِس بندۂ خدا کو ہمارے ساتھ چھوڑ دو پس ہم سب حجرے سے نکل آئے پھر حجرے سے آواز آئی کہ
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضا کی اور وصی اُنکے بھی شہید ہوگئے اب نگہبانی
اُمت کی کون کریگا اُنکے واسطے کون جان دیگا کون مریگا دوسرے نے کہا جو کوئی سیرت اور پیروی
انکی اختیار کریگا اِسکے بعد ہم لوگ حجرے مین آئے آپ کو شستہ و صاف غسل دیا ہوا کفن مین
لپٹا ہوا پایا **روایت** شواہد النبوۃ اور لطائف اشرفی مین ہے کہ آپ نے دونون شاہزادون
یعنی حضرات حسنینؑ کو وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد تم جنازہ میرا غرِیین کی طرف لیجائیو جہان
تمھین سفید پتھر نورانی کھڑا نظر آوے وہین مجھے دفن کیجیو غرض اہلبیت حسب وصیت کے
رات ہی کو نماز پڑھ کے جنازہ آپ کا اُسی طرف لے گئے دیکھا کہ ایک پتھر نورانی خوب چمکتا گڑا ہے
اُسے اُکھاڑا اُسکے تلے قبر بنی بنائی طیار تھی اُسی قبر مین آپ کو دفن کیا اور قبر زمین کے برابر کردی اور
اب وہ جگہ نجف اشرف کرکے مشہور ہے اور سوائے گھر کے لوگون کے اور کوئی اُس قبر شریف کا پتا نہ
جانتا تھا جب ہارون رشید کا وقت آیا ایکدن بادشاہ شکار کھیلتا اُس طرف جا پڑا اسپ سے

ہرن وہان چرتے تھے بادشاہ نے شکاری کتے ہرنون پر چھوڑے ہرچند زور مارا نہ تو کتون نے ہرنون پر حملے کیے
نہ ہرن کتون سے ڈر کر بھاگے ہارون رشید متعجب ہو گھبرایا اُس اطراف مین ایک بوڑھا جہاندیدہ رہتا تھا
اُسے بلا کر پوچھا اُنے کہا ہم اپنے بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ یہان پر قبر جناب حضرت امیر مرتضیٰ کی ہے ہارون نے
شکار چھوڑ کر باگ موڑ کر بڑی تعظیم سے اُس مقام واجب الاحترام کی زیارت کی اور وہان پر ایک روضہ
بنوا دیا اور عمر بھر ہر سال زیارت کو وہان آیا کیا **روایت** روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب شاہزادگان دفن
کر کے قریب کوفے کی پہونچے اُس میدان لق و دق سے آواز آئی کہ کوئی زار زار رو رہا ہے کسی کے فراق مین
بیتاب ہو رہا ہے اُسکے پاس جا کر دیکھا کہ ایک غریب بیمار بے حس و حرکت ہے ناچار اُس ویرانہ مین اکیلے خاک پر
پڑا ایک اینٹ سر کے تلے رکھے ہوئے نعرۂ جانکاہ کر رہا ہے کسی کے غم مین مر رہا ہے شاہزادون نے اپنا غم
طاق پر رکھا سر گرد آلودہ اُسکا اُٹھا کر اپنی ساق پر رکھا پوچھا تو کون ہے کیون اتنا تو روتا ہے
کس کے لیے اسطرح جی جان کھوتا ہے عرض کی مین غریب مجبور ہون بیمار رنجور ہون نہ تو میری مان ہے
نہ پدر غمخوار نہ بھائی نہ فرزند دلدار نہ کوئی شفیق نہ کوئی یار غار **شعر** نہ شگوفہ نہ برگے نہ ثمر نہ سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا ٭ شاہزادون نے فرمایا تو کیا کھاتا ہے تیرا کھانا پانی کون لاتا ہے کہا
مین سال بھر سے یہان رہتا ہون رنج تنہائی سہتا ہون ہر روز ایک بزرگ میرے پاس آتے تھے اور
میرے واسطے کھانا پانی لاتے تھے پھر میرے سب کام کر کے میرے سرہانے بیٹھے رہتے تھے باتین حکمت آمیز
رقت انگیز کہتے تین دن سے خدا جانے میرے پاس کیون آتے نہین وہ کلام پُر تاثیر اپنی سناتے نہین فقط
صحبت اُنکی میری روح کی غذا تھی تمامی درد و غم کی دوا تھی پوچھا ارے اُنکی صورت کیسی تھی عرض کی
مین اندھا ہون کیا جانون پوچھا ارے اُنکا نام کیا تھا کہا ہرچند مین نے اُنکا نام پوچھا کیا تبلایا نہین فرماتے
تجھے نام سے کیا کام ہے مین خود نہین جانتا کہ میرا کیا نام ہے پوچھا ارے اُنکی باتین تجھے یاد ہین کہا جی ہان
جب میرے پاس آتے بولتے تو حکمت ہی کی باتین کہتے نہین تو برابر تسبیح تہلیل مین مشغول رہتے جب آواز
تسبیح کی اُٹھاتے سب جمادات بھی تسبیح کرتے اور دروازے آسمان کے کھل جاتے اور جب آتے فرماتے ایک
مسکین مسکین کے پاس بیٹھا ہے اور ایک غریب غریب سے باتین کر رہا ہے شاہزادون نے ایک دوسرے کا
منھ دیکھا اور زار زار روئے اور کہا یہ تو میرے باباجان کا حال ہے تین دن کے عرصے مین اُنھون نے قضا
کی ابھی ہم اُنکو دفن کیے آتے ہین اب بیکس یتیم گھر جاتے ہین وہ پیر مرغ بسمل سا خاک پر تڑپنے لگا

اور کہتا تھا نظم نمیدانم چہ کار افتاد مارا + کہ آن دلدار ما را زار بگذاشت + درین ویرانہ این پیر حزین را + غریب و عاجز و بی یار بگذاشت + درین ویرانہ این پیر حزین را + غریب و عاجز بی یار بگذاشت + پھر قسمین دین بلائین لین کہ ای شاہزادو نجدا مجھے ذرا انکی روضۂ انور پر پہونچا دو شاہزادون نی پکڑ کر اسی وہان پہونچایا پیراہن قبر پر جا کر خوب تڑپا رویہ سینہ چاک کیا قبر کی مٹی آنکھون پر ملی سر پر خاک کیا نظم ای بی تو حرام زندگانی خود بی تو کدام زندگانی + ہر زندگیے کہ بی تو باشد + مرگیست بنام زندگانی + پھر دعا کی کہ خداوندا تصدق صاحب اس مزار پر انوار کے مجھے اب شربت وصال پلا دی ذرے کو خورشید تابان سی ملا دی دعا اسکی قبول ہوئی اسوقت ایک نعرہ جانگاہ کیا اور اپنے حبیب سی جا ملا شاہزادون نے اسی حوالی مین اسی دفن کیا اور گھر کو آئے روایت ہی کہ اسکے دوسری دن یعنی بروز دوشنبہ شہنشاہ زمن حضرت امام حسنؑ منبر پر مسجد کوفی کے چڑھے اور خطبہ کمال بلاغت و فصاحت سی پڑھا کوفیون نے اپنی اپنی جان دینے پر آپ کی ہاتھ سے بیعت کی پھر آپ نے ابن ملجم جہنمی کو بلوایا اور منبر کے پاس کھڑا کروایا پوچھا ای بدبخت ترین امت تو نے کیا کیا دین مین کیون رخنہ برپا کیا کہا حضرت تقدیر الٰہی ہی چارہ نہین مین نے اپنے اختیار سی مارا نہین پھر آپ نے شمشیر آبدار کھینچی اور نوک شمشیر اسکے سینے پر کینہ پر دبا کی اپنی آگے کھینچا اور ایک ضرب ایسی زور سی ماری کہ سر ناپاک اس پلید کا دس قدم اسکی بدن سی دور جا کر پڑا پھر لوگون نے اسے مسجد سی باہر نکال کر ایک چٹائی مین لپیٹ کر آگ مین جلا دیا شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام +

حسنؑ کی اب ولادت کی صبا شاید خبر لائی | کہ بلبل کی طرح گلشن مین ناصر چہچہاتا ہی

ذکر ولادت باسعادت امیر المومنین امام المسلمین شہنشاہ زمن سیدنا و مولانا و شفیعنا جناب حضرت امام ابو محمد ان الحسن رضی اللہ عنہ لقب آپ کا مجتبی اور تقی اور سید اور زکی اور سبط اکبر تھا اور کنیت آپ کی ابو محمد اور نقش آپ کی خاتم کا العزۃ للہ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر اور نواسے پیاری جناب حضرت علی مرتضیٰ کے ثمرۂ فواد اور آنکھون کے تارے جناب حضرت سیدہ خاتون جنت کی چشم و چراغ اور دلاری حضرت خدیجۃ کبری کی چرخ امامت کے ستارے امام مسموم شہید مظلوم سردار جوانان اہل جنت کی مدینہ منورہ مین پندرھوین رمضان شریف و بروایتے پندرھوین شعبان ۳ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام

آپ کا حسنؑ رکھا اور جمال رسول نما کو آنکھ دیکھکر شید اہوئی اور داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین اقامت کہی اور عقیقہ کیا پھر جب دوسری شاہزادی پیدا ہوئی تو انکا نام حسینؑ رکھا اور بعض روایت مین ہی کہ جبرئیلِ امین حضور نبوی مین حاضر آئی اور بارگاہ احدیت سی یہ دونون نام حریر پر لکھے ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین ہدیہ لائی کہ حسنؑ اور حسینؑ بہشت کی نامون سے ہین پہلے پہل شاہزادون کی یہ نام رکھے جائین اور حضرت امام حسنؑ تمام اہلبیت مین سر سی سینے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمشکل تھے اور سب سی محبوب تر اور آپ دوازدہ امام مین سی دوسری امامؑ ہین اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کی خلیفہ اول اور آپ نہایت کریم اور رحیم اور بردبار تھے اور پلے سری کے متواضع اور متوکل اور صابر اور زاہد اور عابد باوقار تھے **مثنوی** اگر عمر ے بیارایم سخن را ✤ نشاید نظم من نعت حسن را ✤ سخن گیرم کہ خر در عدن نیست ✤ سزای وصف اخلاق حسن نیست ✤ ہمہ حسن و ہمہ خلق و ہمہ حلم ✤ ہمہ لطف و ہمہ جود و ہمہ علم ✤ لبش قائم مقام حوض کوثر ✤ کہ بودی چشمہ نوش پیمبر ✤ چنان نوشی بزہر آلودہ کردند ✤ دلش خون و جگر پالودہ کردند ✤ ز نہرش چون جگر شد پارہ پارہ ✤ ز غصہ گشت خونین سنگ خارہ ✤ **روایت** ہی کہ جب شیر خدا رونق افروز خلد برین ہوئے جناب حضرت امام حسنؑ کوفی مین مسند خلافت پر پدر کے جانشین ہوئے چالیس ہزار سی زیادہ آدمیون نی آپ سی بیعت کی سوت پر یعنی اسبات پر کہ جبتک ہم لوگون کی جان ہی آپ کا قدم نہ چھوڑینگے سر سوا طاعت آپکی منھ نہ موڑینگے اور موافق فرمانی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ خلافت میری بعد تیس برس تک رہیگی انمین سی بعد شہادت جناب حیدرؓ کرار کی چھ مہینے رہگئے تھے سو وہ چھ مہینے تک حضرت امام حسنؑ خلیفہ رہی پھر معاویہ بن ابی سفیان حضرت شیرؑ خدا کی شہادت کی خبر سنکر ساٹھ ہزار سپاہ لیکر عراق کی جانب چلے اور جناب امیر المومنین حضرت امام حسنؑ بھی چالیس ہزار سپاہ لیکر روانہ ہوئی پھر معاویہ نی صلح کا پیغام دیا اور سفید کاغذ پر اپنی مہر کرکے بھیجدیا کہ آپ شاہزادی ہین دنیا چھوڑ دیجیے آخرت اختیار کیجیے پھر میرے بعد آپ ہی خلیفہ ہونگے اور اس کاغذ پر جو چاہیے اپنا سالانہ وغیرہ لکھدیجیے کہ مجھے بسر و چشم منظور ہی اور غلامی سی انکار نہین پھر حضرت امام حسن نی سوچا کہ اگر فیمابین نوبت جنگ کی آئیگی تو ناحق لکھوکھا آدمیون کی جان جائیگی لیس آپ نی نظر محفوظ رہنے جان و مال

مسلمانون کو اپنی خوشی سے سن اکتالیس ۴۱ ہجری ربیع الاول کے مہینے مین حضرت معاویہ کی ساتھ بیعت
کرکے اُنسے مصالحہ کیا اور سارا ملک اُنکو خوشی سے دیدیا پھر آپ نے وہان سے مدینہ منورہ کی راہ لی ترک دنیا
کرکے مجاورت روضۂ انور کی اختیار کی اور فرمایا کہ یہ صلح مین نے دیکر بہنین کی سلطنت بیفائدہ نہین
دی بلکہ اللہ اور مسلمانون کی جان و مال بچانے کو سو واللہ کہ کھوپڑیان عرب کی میری ہاتھ مین ہین جس سے
مین صلح کرون وہ صلح کرین اور جس سے مین لڑون وہ لڑمرین روایت لطافت اشرفی مین ہے
کہ جب امیر المومنین حضرت امام حسن نے یہ خلافت اور سلطنت معاویہ کو چھوڑدی تو معاویہ نے کہا
یا ابو محمد آپ نے تو ایسی جوانمردی کی ساری سلطنت خلافت اپنی خوشی سے چھوڑدی ایسی
جوانمردی تو بڑی بڑے جوانمردون نے بھی نہین کی ہے **مثنوی** امامی کو امامت را حسن بود +
حسن آمد کہ جملہ حسن ظن بود + سخن گر بگذرد از چرخ اخضر + ہنوز از وصف او باشد فروتر +
دو گیتی را وجودش زیب و زین ست + نظیر او اگر جوید حسین ست +

شہنشاہ زمن پیاری حسن کے کچھ فضائل اب	احادیثون سے چنکر کے یہان ناصر سناتا ہے

حدیثین اور روائتین بیان فضائل مین جناب سید انام امام حسن کے بیشمار وارد ہوئی ہین
یہان پر بطور اختصار چند روایتین جو خاص آپ کی فضائل مین آئی ہین لکھی جاتی ہین اور جو روائتین
دونون شاہزادون کی مناقب مین ہین وہ فضائل مین سید انام حضرت امام حسین کی لکھی جائینگی
حدیث ۱ - صحیح مسلم مین روایت کی ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا
خداوندا حسن کو مین دوست رکھتا ہون پس دوست رکھ تو بھی اُسکو اور دوست رکھ
اُسکو جو دوست رکھے حسن کو **حدیث ۲** - صحیح مسلم مین ہے کہ ابوہریرہ نے کہا کہ نکلا مین حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایکدن اسطرح پر کہ نہ تو مجھ سے آپ بولتے تھے اور نہ مین آپ
سے بولتا تھا یہانتک کہ بازار تک بنی قینقاع کے آکر آپ وہان سے لوٹے اور فاطمہ زہرا کے گھر
تشریف لائے اور فرمایا یہان لڑکا ہے یہان لڑکا ہے یعنی حسن ہمنے جانا کہ حسن کو مان اُنکی نہلاتی
ہین اور تعویذ پہناتی ہین کہ اتنے مین امام حسن دوڑے ہوئے آئے اور حضرت کے گلے مل گئے
تب آپ نے فرمایا کہ خداوندا مین حسن کو دوست رکھتا ہون سو تو بھی حسن کو دوست رکھ اور اُسکو

بھی دوست رکھ جو حسن کو دوست رکھے **نظم** ہر دو سبط نبی ہست و دیدہ ام روشن + ہر دو
ہر دو ماہ است در دل مسکین + دو در درج کرامت و دو بدر برج کمال + دو مہر اوج ہدایت
دو صدر مسند دین + فلک متابع این و ملک ثنا گر آن + جہان منور ازان و زمان منور ازین

حدیث ۳ — صحیح مسلم مین ہی براء کہتی ہین کہ دیکھا مین نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ امام حسنؑ کو اپنی کاندھے پر رکھے ہوی فرما رہے تھے کہ خداوندا مین حسن سی بہت محبت رکھتا ہون تو بھی اُس سی محبت رکھ **حدیث ۴** — صحیح بخاری مین ہی ابی بکرہ کہتی ہین کہ دیکھا مین نی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر اور امام حسن حضرت کی پہلو مین داہنے یا بائین تھے حضرت ایکبار لوگون کیطرف متوجہ ہوتے تھے واسطے وعظ اور نصیحت کی اور دوسری بار امام حسن کی طرف پیار و محبت سی دیکھتے تھے اور فرماتی تھے یہ بیٹا میرا سید ہی اور اُمید ہی کہ خدا صلح کروادی سبب اسکے درمیان بڑی دو جماعت مسلمانون کی **ف** پس اسی حدیث کی موافق حضرت امام حسن نی معاویہ سے صلح کی اور سلطنت اپنی خوشی سے اُنکو چھوڑ دی **حدیث ۵** — ابی بکرہ کہتی ہین کہ امام حسنؓ اپنی لڑکپن مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھاتی وقت آتی پھر جب حضرت سجدہ کرتے تو آپ حضرت کی گردن اور پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے پس حضرت سر مبارک اپنا آہستہ آہستہ اُٹھاتی یہانتک کہ وہ اوتر جاتے صحابی عرض کرتے یا رسول اللہ آپ اِن شاہزادی کے ساتھ وہ کام کرتے ہین کہ کسی اور کی ساتھ نہین کرتے پس آپ فرماتی یہ لڑکا میرا پھول ہی دنیا کا اور بلاشبہہ یہ بیٹا میرا سید ہی امید ہی کہ حقتعالی اِسکے سبب دو فرقون مین مسلمانون کی صلح کرادیوے **حدیث ۶** — معاویہ کہتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوستے تھے زبان اور لب کو حسنؑ کی اور حقتعالی ہرگز عذاب نکریگا اُس زبان اور ہونٹ کو کہ چوسا اُنکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **حدیث ۷** — صحیح بخاری مین ہے اسامہ کہتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو ایک ران پر بٹھاتی اور حضرت امام حسنؑ کو دوسری ران پر پھر مجھے اور امام حسن کو ملا کر فرماتی خداوندا مہر کر تو ان دونون پر اسواسطے کہ مین مہر کرتا ہون اِن دونون پر **حدیث ۸** — ابن عباس کہتی ہین کہ ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھائے ہوئے تھے امام حسن کو اپنی کاندھے پر پس ایک شخص نی عرض کی شاہزادے واہ کیا اچھی سواری پر آپ سوار ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سوار بھی تو کیا اچھی ہین

شعر لمؤلفہ سواری چنان و سواری چنان + غم حشر ناصر چه داری چنان + **حدیث ۹** - ایکبار
حضرت امام حسنؓ لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انکو اپنے کاندھے پر اٹھالیا اور
فرمایا کہ حسنؓ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہین علیؓ کے مشابہ نہین ہین اور حضرت علی
ہنستے تھے **حدیث ۱۰** - حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہین کہ حضرت امام حسنؓ نے پندرہ حج پیادہ پا کیے
باوجودیکہ آپکی اپنی کوتل کے گھوڑے آگے آگے چلے جاتے تھے یعنی باوجود ہونے سواریون متعدد کے مدینہ منورہ
سے مکہ معظمہ تک حج کیواسطے پیادہ پا منزلین طے کرتے تھے اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت
امام حسن فرماتے تھے کہ مین شرماتا ہون اپنے رب سے کہ اُسکے سامنے جاؤن اور پیادہ پا اُسکے گھر تک نہ گیا ہون
پھر پا پیادہ آپنے حج کیے اور ایک روایت مین ہے کہ مدینہ سے مکے حج کو پچیس بار پا پیادہ گئے اور گھوڑے
آپکے کوتل چلتے تھے جب چلتے چلتے پاے مبارک ورم کر گئے خادمون نے عرض کی پاے مبارک ورم کر گئے
ہین آپ سوار ہو لیجئے فرمایا نہین **حدیث ۱۱** - کتاب حلیہ مین ہے کہ جناب امام حسنؓ نے دو بار سارا مال
اور اسباب اپنا اللہ کی راہ مین لٹادیا اور تین بار آدھا مال للہ خیرات کیا یہانتک کہ ایک ایک جوتا
اور موزہ دیا اور ایک ایک رکھا **شعر** ہرچہ آمد بدست بدادی تو پیش ازان + این جود آنکس است
کش از فقر عار نیست + **روایت** صواعق محرقہ مین ہے کہ ایک شخص حقتعالی سے دس ہزار درم
مانگتا تھا حضرت امام حسنؓ نے سنا دس ہزار درم اُسکے پاس بھیجدیے **روایت** صواعق محرقہ مین ہے کہ
ایک شخص نے حضرت امام حسنؓ کے پاس حاضر ہو کر اپنی تکلیف اور غربت بعد تونگری کے بیان کی آپنے
فرمایا تیرا سوال حق ہے اور میرے نزدیک تمکو بہت کچھ دینا چاہیے مگر میرا ہاتھ تیرے دینے سے عاجز ہے
اور خدا کی راہ مین بہت دینا بھی تھوڑا ہے اور میرے پاس اتنا نہین ہے کہ تمھارے لائق ہووے
لیکن اگر تو قبول کرے جو کچھ میرے پاس موجود ہے اور اہتمام زیادہ کی تکلیف نہ دے تو مین تیری خدمت کرون
اُسنے عرض کی اے نواسے رسول اللہ کے مین تھوڑا ہی قبول کرونگا اور آپ کی عطا کا شکر کرونگا اور
زیادہ نہ مانگونگا پھر آپ نے اپنے وکیل کو بلا کر جمع خرچ خانگی کا حساب مانگا اور فرمایا جو مال بچ
رہا ہے لے آ وکیل پچاس ہزار درم لے آیا پھر فرمایا تیرے پاس پانچسے دینار اور تھے وہ بھی لے آ
وکیل لے آیا پھر آپ نے وہ پچاس ہزار اور پانچ سو دینار سب اُس شخص کو دیدیے **روایت**
فضل الخطاب مین ہے کہ ایکدن جناب امام حسن کھانا کھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی حضرت

دس ہزار درم مجپر قرض ہین آپ ادا کر دیجیے حضرت نے دس ہزار درم اوسی عنایت فرمائے اور یہ نہ کہا کہ کہانا
بھی کہالی اُسکے جانے کے بعد لوگون نے عرض کی یا حضرت آپ نے دس ہزار درم اُسے بخشے اور کہانے کی تواضع
نہ فرمائی آپ نے فرمایا کہ قسم ہی خدا کی مجھے آجتک معلوم نہ تھا کہ کہانے کیوقت اس بات کی بھی کہنے کی حاجت
کہ آؤ اور کہانا کہاؤ اور روایت ہی کہ ایکدن حضرت امام حسن اپنے دروازے پر تشریف رکھتے تھے کہ
ایک اعرابی آیا اور آپکی اور جناب شیر خدا کی شان مین کلمات بے ادبانہ کہنے لگا امام حسنؑ نے فرمایا کہ شاید
تو بھوکا ہی اُسنے جواب ندیا اور اوسی طرح بکتا رہا تب آپ نے غلام کو اشارہ فرمایا کہ ایک توڑا ہزار
درمون کا لا کر اُسے دے غلام نے توڑا لا کر دیا اور امام حسن نے فرمایا کہ اے اعرابی معذور رکھ اسوقت یہی
موجود ہی اعرابی نے جو یہ اخلاق و کرم دیکھا جی جان سے فدا ہوا اور کہا گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول خدا کے
بیٹے ہین اور مین نے یہ حرکت اور گستاخی آپ کے حلم اور مروت کی آزمائش کو کی تھی روایت ہی کہ ایکبار
امیر المومنین حضرت امام حسنؑ و حسینؑ اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم بالاتفاق حج کو تشریف لیے
جاتے تھے اتفاقاً اونٹ کہانے کا پیچھے رہگیا تھا اور بھوک نے غلبہ کیا دور سے ایک شخص کا گھر دیکھکر اُسطرف
چلے دیکھا کہ دروازے پر ایک بوڑھیا بیٹھی ہی فرمایا اے نیکبخت کچھ پانی ہے اُسنے عرض کی کہ موجود ہی آپ
سواری سے اُترین اور دم لین اور پانی نوش فرمائین یہ تینون بزرگوار اُترے اور بیٹھ گئے بوڑھیا کی
ایک بکری تھی کہ وہ اوسی کے دودھ کو بیچکر اپنی اوقات بسر کرتی تھی اُسکا دودھ دوھکر پیالے مین
لائی عبد اللہ نے کہا کہ اے نیکبخت ہم لوگ قریشی ہین جب حج سے پھرینگے تو کبھی مدینے مین آیئو تیری خدمت
کا حق ادا کرینگے بوڑھیا نے قریشی کا حال سنکر بکری کو ذبح کر کے جھٹ پٹ پکا کر خوشی سے حاضر کیا سبنے
خوب کہایا بوڑھیا نے کہا کہ یہ جو بچ رہا ہی اسکو اپنے ساتھ لے لیجیے کرم کیجیے راہ دور ہی خدا جانے کہانا
آپکا کب پہونچے یہ بزرگوار گوشت بقیہ باصرار بوڑھیا کی لیکر چلے اُسکے بعد خاوند اُس بڑھیا کا
آیا اور بکری کو نہ دیکھا پوچھا بکری کیا ہوئی بوڑھیا نے سب حال کہہ سنایا وہ بہت غصہ ہوا کہ وجہ
رازقہ کی ہماری اوسی کا دودھ تھا اب اس جنگل مین کیونکر بسر اوقات کرینگے بوڑھیا نے کہا خدا رزاق ہی
سخاوت کسی کی بیکار نہین جاتی ہی دیکھو ایک کے عوض کے بکریان آتی ہین پھر ایک مدت کے بعد یہ
دونون مدینے کو گئے حضرت امام حسنؑ نے بوڑھیا کو پہچان کر کہا کہ اے مادر مہربان مجھکو پہچانتی ہی
اُسنے کہا بیٹا بوڑھیا مسافر ہے یہان کسی کو نہین جانتی ہی آپ نے اوسے وہ دودھ اور بکری کا

کمال محبت سے کھلانا یاد دلایا اور فرمایا اب تیرے حق کو ادا کرنیکا وقت آیا پھر آپ نی ہزار بکریان منگوا کے
اُسکو دین اور اُسکو حضرت امام حسینؑ کے پاس بھجدیا آپ نی بھی ہزار بکریان عنایت کین اور عبد اللہ کے
پاس بھجدیا اُنھون نی بھی ہزار بکریان دین بوڑھیا ایک بکری کے عوض مین تین ہزار بکریان لیکر
اُن بکریون کی حفاظت سی گھبرائی آخر مع تینون ہزار بکریون کی اپنے گھر آئی مثنوی ہست بر اہل
معرفت روشن ٭ صفت حضرت حسینؑ و حسنؑ ٭ آن یکے نور دیدۂ نبویؐ ٭ وان دگر شمع جان مرتضوی ٭
روی آن صاف تر ز لمعۂ بدر ٭ گیسوی این نمونۂ شب قدر ٭ آن یکے ماہ آسمان سخا ٭ وان دگر
سرو بوستان وفا ٭ روایت صواعق محرقہ مین ہی کہ ایکسال سالیانہ حضرت امام حسنؑ کا امیر معاویہ
کے پاس سی نہ آیا آپ نی چاہا کہ بطور یاد دہی کے لکھ بھیجین پھر رک رہی اتنے مین حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپ نی پوچھا بیٹا حسنؑ کیا حال ہی آپ نی عرض کی بخیر ہون مگر سالیانہ
نہ آنی سے تکلیف ہی حضرت نی فرمایا تم ایسے کو لکھا چاہتے ہو کہ تمھاری طرح وہ بھی مخلوق ہی آپ نی
فرمایا تو پھر کیا کرون حضرت نی فرمایا یہ دعا پڑھا کرو حضرت امام حسنؑ نی ایک ہفتہ بھی وہ دعا نہ
پڑھی تھی کہ معاویہ نی پانچ لاکھ اور دس ہزار درہم سالیانہ کی حضرت امام حسنؑ کی پاس بھیجدیے پھر
خواب دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسنؑ ایسا ہی ہو خالق سے اُمید رکھے اور مخلوق
سے التجا نکرے روایت لطائف اشرفی مین ہی کہ ایک رات حضرت امام حسنؑ رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے پھر آپ نی عرض کی مان کے پاس جاؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اچھا جاؤ کہا اندھیرے مین کسطرح جاؤن ناگاہ آسمان سی ایک بجلی آئی شاہزادی
روشنی مین اُسکی اپنی والدۂ ماجدہ کی پاس تشریف لیگئے روایت ہی کہ حلم آپ کا اس
مرتبے مین تھا کہ جب آپ خلیفہ رُوی زمین ہوئے ایکدن نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص آپ پر
پرٹو بیٹھا اور خنجر چبھو دیا آپ نی سکوت کیا اور فرمایا ای عراق والو اللہ سی ڈرو ہماری حق مین ہم
تمھاری امیر ہین اور تمھاری مہمان ہین اور ہم اہلبیت نبوت کی ہین آپ یہ فرماتی تھے اور مسجد مین
کوئی نہ تھا کہ روتا نہ تھا شعر بدی را بدی سہل باشد جزا ٭ اگر مردی احسن الی من اسا ٭
روایت ہی کہ ایکروز مروان نی کہ مدینی کا حاکم تھا آپ سی درشتی کی آپ خاموش رہی پھر اُسنے داہنے
ہاتھ سے ناک چھینکی تب حضرت امام حسنؑ نی فرمایا افسوس تجھ پر کیا نہین جانتا کہ سیدھا ہاتھ

منھ دھونے کے لیے ہی اور بایان ہاتھ غلاظت دفع کرنے کو تب ہی تجھپر مروان چپ ہو گیا روایت
شواہد النبوت مین ہی کہ ایکبار حضرت امام حسنؑ اور بیٹے حضرت زبیرؓ کے ہمسفر تھے راہ مین کسی باغ مین
جا پہونچے ایک خرمے کی درخت کی نیچے آپ کا فرش لگا اور دوسری کے تلے ابن زبیرؓ کا بستر بچھا ابن
زبیر نے کہا کاش اس پیڑ مین خرمے پھلے ہوتی تو ہم سب کھاتی امام حسنؑ نے پوچھا تم چھوہاری کھایا چاہتے ہو
ابن زبیرؓ نے کہا حضور ہان امام صاحب نی دست حق پرست اٹھایا اور ہونٹون مین کچھ فرمایا اسی
وقت درخت ہرا ہو گیا اور پتے نکلے اور خرمے تازہ تازہ شاداب پھلے شتربان نی کہا یہ سحر ہی حضرت
امام حسن نی فرمایا یہ سحر نہین ہی بلکہ پیغمبر خدا کی فرزند کی دعا قبول ہوئی پھر اس پیڑ پر چڑھ کے خرمے
توڑی اور سب نی کھائے روایت لطائف اشرفی مین ہی کہ اثناء راہ سفر حج مین پیادہ پا چلتے
چلتے پانون آپ کی ورم کر گئے تھے خادم نی عرض کی گھوڑی سواری کے کوتل ہین ہین آپ سوار
ہو لین قبول نہین کیا اور فرمایا آج جب منزل کو پہونچو تو تمھاری پاس ایک حبشی تھوڑا تیل
لیے آئیگا وہ تیل اُس سی پانون ہین ملنے کو خرید لینا غلام نی کہا کسی منزل مین حبشی دیکھا نہین
آج کہان سی ملیگا فرمایا دیکھنا ملیگا جب منزل مین پہونچے حبشی نظر آیا آپ نی فرمایا دیکھو وہی حبشی ہی
جاؤ اُس سی تیل خرید لاو جب غلام اُس حبشی کے پاس گیا حبشی نی پوچھا یہ تیل تم کسکے لیے خرید
کرتے ہو کہا حضرت امام حسنؑ کے واسطے حبشی غلام کے ساتھ آپ کی حضور مین آیا اور کہا مین حضور کا
غلام ہون تیل حاضر ہی قیمت نہ لونگا مگر میری بی بی کو درد زہ ہی دعا کیجیے کہ لڑکا صحیح و سالم پیدا
ہووی آپ نی فرمایا گھر جا حقتعالی نی تجھے بیٹا دیا کہ شیعون سی ہماری ہوگا جب وہ حبشی گھر گیا بیٹا
ماہ پارہ پیدا ہو چکا تھا روایت کی ابو ہریرہؓ نی کہ دیکھا مین نی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
کہ کھولتے تھے دہن مبارک کو امام حسنؑ کے پھر داخل فرماتی تھے زبان شریف اپنی اُنکی منھ مین اور
فرماتی خداوندا مین اسی دوست رکھتا ہون تو بھی اسی دوست رکھ اور اُسکو بھی دوست رکھ جو
اُسی دوست رکھی تین بار اُسی طرح فرماتی اور آپ حضرت امام حسنؑ کی زبان اور ہونٹ کو چوستے تھے
اور جب شاہزادی بھوک پیاسی ہوتی تو آپ اُنکی منھ مین زبان مبارک دیتے وہ چوستے پھر دن بھر شکایت
بھوک پیاس کی نکرتے روایت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رکوع مین
ہوتی اور امام حسنؑ آتی تو آپ اُنکے لیے دونون پیرون کی بیچ مین فرجہ کر دیتے کہ یہ اُس راہ سی ادھر

ادہر نکل جاتے تھے روایت ہی کہ حضرت امام حسنؑ عورتون کو بہت طلاق دیتے تھے اور اُنہین کو چھوڑ دیتے تھے جو آپ کو بہت چاہتی تھین صواعق محرقہ مین ہی کہ آپ نے نوی عورتون سے نکاح کیا اس نیت سے کہ اسی بہانے ان عورتون کی نجات ہو اور ساری عورتین بھی اُسی اُمید پر آپ کی نکاح کیطرف راغب تھین ایکدن شیر خدا نے فرمایا اہل کوفہ امام حسنؑ سے اپنی لڑکیون کا نکاح نکرو یہ بہت طلاق دیا کرتے ہین اُسی وقت قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے کہا واللہ ہم اپنی لڑکیون کو اُنہین دیا کرینگے پھر یہ جسے چاہین رکھین اور جسے چاہین طلاق دین حضرت امام حسنؑ نے یہ کلام ہمدانی کا سنکر فرمایا کہ اگر مین جنت کے دروازے پر ہونگا تو اسکے قبیلے کو پہلے بہشت مین لیجاؤنگا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ✣ علیؑ وفاطمہ حسن وحسینؑ پر بھی مدام ✣

ولادت کا شہید کربلا کی ذکر آتا ہے	مبارکباد دینی حضرت جبرئیل آتی ہین

ذکر ولادت باسعادت امیر المومنین نور العینین امام القبلتین وسیلتنا فی الدارین سیدنا ومولانا وشفیعنا ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ لقب آپ کا سید اور شہید اور سید الشہدا اور سبط اصغر تھا اور کنیت آپ کی ابو عبد اللہ مدینہ طیبہ مین پانچوین شعبان سن چار ہجری مین بعد دس مہینے بیس روز کے ولادت سے حضرت امام حسنؑ کی مدت چھ مہینے کے اندر پیدا ہوے عجائب آثار وقت ولادت کے ہویدا ہوے اور کوئی فرزند شش ماہہ سواے آپ کے اور سواے حضرت یحیی بن زکریا کے پیدا ہوکر زندہ نہین رہا ہے آپ دوازدہ امام کے تیسرے امام ہین اور شیر خدا کے خلیفۂ دوم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ولادت کی خبر سنکر جناب حضرت سیدۂ خاتون جنت کے پاس تشریف لاے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے اسما بنت قیس نے کپڑے مین آپ کو لپیٹا ہوا حضرت کی گود مین رکھدیا آپ نے داہنے کان مین تکبیر اور بائین کان مین اقامت کہی اور فرمایا علی کہو اسکا کیا نام رکھا ہے شیر خدا نے کہا میری کیا تاب کہ حضور سے سبقت کرکے نام رکھون مگر دل مین تھا کہ حرب رکھونگا آپ نے فرمایا کہ مین بھی اُنکے نام رکھنے مین منتظر وحی کا ہون اتنے مین جبرئیل علیہ السلام آے اور کہا یا رسول اللہ ہارون کی تین بیٹے تھے شبر شبیر مشبر عبرانی زبان ہے عربی اسکی حسنؓ حسینؓ محسنؓ ہے سو حسنؓ بڑے شاہزادے کا نام رکھا انکا نام حسینؓ رکھیے

تیسرے صاحبزادی کا نام محسنؑ ہوگا غرض حضرت نے نام اُنکا حسینؑ رکھا اور ساتوین دن عقیقہ کیا دو
سپید دُنبوں سے اور بقدر موی سر کے چاندی خیرات فرمائی **قطعہ** مہے گشت از افق طالع کہ پیش طالع
سعدش + کمر را چون تو اند نسبت خورشید جہان آرا + ملک تا مہد اطفال فلک را می دہد جنبش +
نخوابا نید از ین ماہی درین گہوارۂ مینا + **روایت** لطائف اشرفی مین ہے کہ حضرت امام حسینؑ ایسے
حسین اور جمیل و شکیل تھے کہ جب آپ اندھیرے مین بیٹھتے تو چمک و دمک پیشانی اور رخسارے
اور بیاض گردن سے اُنکی لوگ دریافت کر لیتے کہ آپ وہان بیٹھے ہین اور آپ سینے سے لیکر قدم تک بہت ہی
مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسطرح بڑی شاہزادی سینے سے لیکر سر تک بالکل ہوبہو
مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **روایت** ہے کہ جب حضرت امام حسین پیدا ہوئے
تو حقتعالی نے جبرئیلؑ علیہ السلام کو حضور نبوی مین بھیجا کہ میری حبیب کو تولد فرزند ارجمند کی مبارکباد
دو اور اُسکی ساتھ حسینؑ کی ماتم پرسی بھی کرو جبرئیلؑ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسوقت امام حسینؑ
کو آغوش ناز مین لیے تھے اور اُنکی حلق نازنین پر نہایت محبت اور پیار سے بوسے متواتر دے رہے تھے
جبرئیلؑ نے پہلے حقتعالی کیطرف سے مبارکباد دی اور فوراً اُسی کے ساتھ تعزیت شروع کی آپ نے
فرمایا جبرئیل مبارکبادی کا سبب تو معلوم ہے مگر یہ تعزیت اور ماتم پرسی کا کیا سبب ہے یہ کونسا موقع ہے
عرض کی یا رسول اللہ اس شاہزادی کی حلق تشنۂ نورانی پر جس جگہ آپ بار بار بوسے دے رہے ہین
بعد آپ کے اور بعد وفات انکی مان کے اور بعد شہید ہو جانے انکے باپ اور بھائی کے اشقیای اُمت
خنجر آبدار چلائینگے خیمون کو اہلبیت نبوت کی آتش جور و جفا سے جلائینگے اور کچھ واقعہ کربلا حضور نبوی
مین عرض کیا آپ سنکر بہت روئے اور شیر خدا علی مرتضیٰ بھی یہ حال سنکر رونے لگے بیقرار ہونے لگے اور
روتے ہوئے حجرے مین سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراؑ کی تشریف لیگئے حضرت سیدہؑ نے فرمایا خیر تو ہے
آج دن شادی کا ہے نہ غم کا خوشی کا ہے نہ الم کا مجھے بڑا عجب ہے کہ اُسوقت رونے کا کیا سبب ہے
شیر خدا نے فرمایا غم حسین سے روتا ہون جی جان کھوتا ہون اسوقت حقتعالی کی جانب سے حضرت کے
پاس مبارکبادی ولادت حسینؑ کی آئی ہے اور بعد مبارکبادی کے فوراً جبرئیلؑ نے خبر شہادت میرے
حسینؑ پیاری کی سنائی ہے حضرت سیدہ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی زار زار رونے لگین خون دلسے
دامن بھگونے لگین فرماتی تھی باباجان فاطمہؑ آپ پر قربان میرے بچے حسینؑ نور العینین نے کیا گناہ کیا

کہ بے رحمان اُمت اُسکو کربلا مین گھیر کر راہ حق سی مُنھ پھیر کر تشنہ لب بی آب و دانہ شہید کرینگے اور
خود شادی و عید کرینگے آپ نی فرمایا ای فاطمہؓ یہ واقعہ ابھی نہو گا بلکہ اُسوقت ہوگا کہ نہ تو مین رہونگا اور
نہ تم اور نہ علیؑ اور نہ حسنؑ حضرت سیدہؑ نی دوسری بار ایک آہ سرد دل پر درد سی کھینچکر فرمایا اے
مظلوم مادر ای شہید مادر ای بیکس مادر جب اُس زمانی مین نانا مان باپ بھائی تیری کوئی نہ رہینگے
تو تیری مصیبت پر کون غم کھائیگا شرط تعزیت کی تیری کون بجا لائیگا بیت زین مصیبت داغہا
بر سینۂ سوزان ماست * زین غرا صد شعلۂ غم بر دل بریان ماست * روایت ہی کہ جسدم
حضرت جبرئیلؑ واسطے تہنیت ولادت شاہ کونین سیدنا امام حسینؑ کی چلے آتی تھے کیا دیکھتے ہین کہ
ایک فرشتہ تخت افلاک سی فرش خاک پر پڑا ہوا چیخ مار رہا ہی جی جان ہار رہا ہی جبرئیلؑ نی اُسکی
پاس جاکر دیکھا کہ یہ تو فطرس نام فرشتہ ہی تیسرے آسمان کا پیشوا ستر ہزار ملائک عظیم الشان کا
جبرئیلؑ نی پوچھا فطرس تیرا کیا حال ہی خاک مذلت پر پڑا اسطرح کیون بدحال ہی رو کر عرض کی اے
روح الامین ایک فرمان ایزدی کے بجا لانی مین ذری سی مجھ سی سستی واقع ہوگئی اُسی کی شامت
سے وہ ساری عبادت اور عزت ہماری کھو گئی برق غیرت سی پر میرا جل گیا خنجر غضب میری
گردن پر چل گیا ای پیک رب العالمین تم اِسوقت کہان سی آتی ہو اور کہان جاتی ہو کہا خواجۂ عالم
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر نواسہ پیدا ہوا ہی جسپر ایک عالم شیدا ہوا ہی حق تعالےٰ نی
کا بھیجا آتا ہون اُس شاہزادی کی مبارکباد دینی کو جاتا ہون فطرس نی بالحاح تمام عرض کی یا
روح الامین للہ مجھے بھی اپنی ساتھ کر لو اپنی بازو پر مجھے دھر لو کہ اگر کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم میری شفاعت فرمائینگے تو پھر ہم وہی پر و بال پاکر اِس خاک ذلت سے عرش عزت پر اپنے
اوڑ جائینگے جبرئیلؑ اُسے ہمراہ اپنے حضور نبویؐ مین لائی اور حال اُسکا کہہ سنایا اُسوقت سلطان دارین
جان کونین امام حسینؑ گود مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے آپ نی فرمایا ای فطرس اب
رونا کلپنا بس کر نزدیک آ اور اپنی پر و بال اور مُنھ کو حسینؑ کی پاؤن سے مس کر فطرس قدم مبارک
پر امام حسینؑ کے لوٹنے لگا روتی روتی دم گھوٹنے لگا پھر اُسنے اپنی پر و بال پاکر پرواز کیا اور اپنی مقام
عزت پر جا پہونچا بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کی اس واقعہ پر مطلع ہوا عرض کی الٰہی کیا ہوتا اگر
مجھے اُسوقت خبر ہوتی تو مین مع سارے متعلقان اپنے کے خاک کربلا پر جاتا اور اُنکے دشمنون پر

خنجر خونخوار چلاتا ارشاد ہوا ای فطرس اگر تو اُنکے دشمنون کو مارکر خاک مین ملاتا تو سید الشہدا حسینؑ کو شربت شہادت کون پلاتا اے فطرس شہادت حسینؑ میری عین رضا تھی اسی طرح تقدیر تھی یہی قضا تھی نہین تو میری حبیب ساقی کوثر کا نواسہ اور ایک قطرۂ آب کا پیاسا اسطرح مارا جاتا سر اُسکا تن نازک سے اُتارا جاتا **بیت** زین واقعہ دیدۂ ملک گریان ست + زین غم دل مہر بر فلک بریان ست + **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام +

فضائل حضرت شبیرؑ کے جنکے حد شمار نہین ہے | بطور اختصار اس جا پہ ناصر کچھ سُناتا ہی

سخن گر بگذرد از چرخ اخضر + ہنوز از وصف او باشد فروتر + کمالش گرچہ نزد ماست ظاہر + زبان ما ز مدح اوست قاصر + **حدیث ۱** - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ اور فاطمہؑ زہرا اور حسنینؑ کے حق مین کہ مین لڑائی کرونگا جو اُنسے لڑے اور صلح کرونگا اُس سے جو اُنسے صلح کرے + **حدیث ۲** - فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی مجھکو اور میرے نور عینین حسنینؑ اور اُنکے ماں باپ کو دوست رکھیگا تو وہ شخص میرے ساتھ جنت مین رہیگا **مثنوی** الراقمہ محبت ناصر ارکھ جان و جی سے + حسینؑ و فاطمہ حسنؑ و علیؑ سے + اُنھین کا دو جہان مین ہے سہارا + سوا اُنکے کہان تیرا گذارا + خطا کی ناصرا تونے خطا کی + جفا کی ناصرا تونے جفا کی + گنوائی عمر ساری لہو مین آہ + نہین راجع ہوا کدھر الی اللہ + نجات اپنی اگر تو چاہتا ہو + پکڑلے دامن آل عبا کو + مدینے اٹھو ناصر چل لسبوتم + الی ما ترقد للہ قمقم + **حدیث ۳** - تفسیر کشاف مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے علی پہلے پہل بہشت مین مین جاؤنگا اور تم اور حسنؑ اور حسینؑ اور بیبیان ہماری میرے داہنے ہاتھ ہونگی اور باقی اولاد ہماری پیچھے بیبیون ہماری کے ہوگی **حدیث ۴** - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے فاطمہؑ ہم اور تم اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ایک ہی مکان مین رہینگے **حدیث ۵** - مدارج النبوت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب سوال کرو

خدا سے تو سوال کر و میرے واسطے وسیلہ لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ اسمین آپ کے ساتھ کون رہیگا فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ حدیث ۶ — فرماتے ہین امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خیمہ کے اندر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور خیمہ مین حضرت علی اور فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ اور حسینؑ تھے پس آپ نے فرمایا اے مسلمانو مین صلح کرونگا اُس سے جو اہل خیمے سے صلح رکھیگا اور لڑونگا مین اُس سے جو لڑیگا انسے دوست ہون اُسکا جو دوستی رکھیگا اُنسے اُنکو وہی دوست رکھیگا جو نیکبخت اور پاکذات پاک طینت ہوگا اور انسے وہی بغض رکھیگا جو کم بخت کم نصیب بدذات ہوگا رباعی اگانی بگزین تو حب اولاد رسولؑ نور نظر رسول حسینؑ و بتول ✽ ہم الفت حیدر بدل و جان بگزین ✽ تا ثمرۂ ایمان تو گردد مقبول ✽ حدیث ۷ — ہے کہ حضرت امام حسن یا امام حسین مسجد کے اندر آکر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ پر سوار ہو بیٹھے آپ نے سر نہ اُٹھایا بہت دیر تک سجدے مین رہے اُسکے بعد صحابہؓ نے عرض کی حضور کیا آج سجدے مین وحی تو نہین نازل ہوئی تھی کہ حضور نے اسقدر تاخیر کی آپ نے فرمایا میرا بیٹا میری پیٹھ پر بیٹھا تھا مجھے ناگوار ہوا کہ جبتک وہ جی بھر کر بیٹھ نہ لے سر نہ اُٹھاؤن حدیث ۸ — فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسن حسین سردار ہین جوانان بہشت کے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✽ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✽ حدیث ۹ — اُسامہ کہتے ہین کہ ایک رات دیکھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ دونون طرف گود مین کوئی شے نفیس لیے اور اُسپر چادر لپیٹے گھر سے نکلے مین نے عرض کی حضور کیا چیز ہے آپ نے اُسے کھولا تو امام حسن و حسینؑ تھے دونون کونون پر آپ کے پس آپ نے فرمایا یہ دونون میرے بیٹے ہین اور میری بیٹی کے بیٹے خداوندا مین انکو بہت دوست رکھتا ہون سو تو بھی انکو دوست رکھ اور اُن شخصون کو بھی دوست رکھ جو انکو دوست رکھین ✽ حدیث ۱۰ — انس کہتے ہین کہ پوچھا لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اہلبیت مین سے حضور کو پیارا زیادہ کون شخص ہے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ اور آپ فرماتے تھے فاطمہ زہراؑ کو کہ میرے دونون بیٹون کو بلاؤ پس سونگھتے تھے آپ حسنینؑ کو اور اپنے گلے سے اُنکو لگاتے تھے اور

سینے سے چمٹاتے تھے اسواسطے کہ وہ دونون پھول آپ کے تھے **حدیث ۱۱**- بُریدہؓ کہتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہان امام حسنؓ اور امام حسینؓ
دو کرتے سُرخ پہنے ہوے اور بہ سبب صغر سنی کے گرتے پڑتے ہوئے مسجد مین آئے حضرت نے
اُنکو دیکھکر خطبہ موقوف کیا اور منبر سے اُتر کر دونون شاہزادون کو گود مین لے لیا اور دونون کو
اپنے آگے منبر پر بٹھالا پھر آپ نے فرمایا کہ سچ کہا ہے حقتعالی نے کہ مال اور اولاد فتنہ اور محل امتحان ہوتے
ہین مین نے ان دونون پیارون کو دیکھا کہ گرتے پڑتے چلے آتے ہین بہ سبب کمال محبت کے
میرے جی نے نہ مانا آخر مین نے خطبہ موقوف کرکے ان دونون کو اٹھالیا **نظم** پسر مرتضی امام حسینؓ
کہ چو اوی نبوہ در کونین ÷ مصطفی مر ورا کشید بدوش ÷ مرتضی پرورید در آغوش ÷ **حدیث**
۱۲- فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے حسینؓ سے محبت رکھی تو اُسنے مجھ سے محبت رکھی اور جسنے حسینؓ سے
عداوت رکھی تو اُسنے مجھ سے عداوت رکھی **حدیث ۱۳** فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے رکھا دوست
رکھا حسینؓ کو اُسنے دوست رکھا مجھے اور جسنے دوست رکھا مجھے پس اُسنے دوست رکھا حقتعالی کو
اور جسنے دشمنی کی تو اُسنے دشمنی کی مجھ سے اور جسنے دشمنی کی مجھ سے تو اُسنے خدا تعالی سے دشمنی کی **حدیث ۱۴**
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسینؓ مجھ سے ہے اور مین حسینؓ سے ہون دوست
رکھے خداتعالی اُسکو جو دوست رکھے حسینؓ کو حسینؓ ایک نواسہ ہے میری نواسون مین سے
حدیث ۱۵- لطائف اشرفی مین ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا کے داہنے زانون پر حضرت
امام حسینؓ اور بائین زانو پر حضرت ابراہیمؑ آپ کے صاحبزادے بیٹھے تھے کہ اتنے مین
حضرت جبرئیلؑ آئے اور پیغام لائے کہ حق تعالے دونون کو آپ کے پاس نہ رکھیگا ایک
کو آپ سے لے لیگا اب آپ ہی دونون مین سے ایک کو اختیار کر لیجیے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حسینؓ نہونگے تو میرا دل بھی اُنکے فراق مین جلیگا اور علیؓ اور
فاطمہؓ اور حسنؓ کو بھی بہت رنج پہونچیگا اور اگر ابراہیمؑ نہونگے تو مجھی کو زیادہ قلق ہوگا میرا
جگر شق ہوگا مین نے اپنا ہی رنج اختیار کیا نہ رنج اُنکا اور حسینؓ پر ابراہیمؑ کا مرنا
قبول کیا پھر اُسکے تین دن کے بعد حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا پھر جب امام حسینؓ
حضور نبوی مین آتے آپ اُنکے بوسے لیتے اور فرماتے اَھلاً و مَرحَباً بِمَن فَدَیتُہٗ بِابنِی

یعنی مرحبا اے حسین کہ تم پر ہمنے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کو قربان کیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا
درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **حدیث ۱۶**۔ کشف المحجوب مین ہی
کہ ایکدن امیر المومنین سیدنا حضرت عمرؓ حضور نبوی مین حاضر ہوئے دیکھا کہ جناب امام حسینؑ
آپکی پیٹھ پر سوار ہین اور حضرت ایک ڈوری دہن مبارک مین لیے ہین کہ دونون سری اسکے
باگ کی طرح جناب امام حسینؑ کے ہاتھ مین ہین جناب امام حسینؑ ہانکتے ہین اور آپ زانو کے
بل چلتے ہین حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی واہ واکیا اچھی سواری ہی حضرت نے فرمایا اور
سوار کیا خوب ہے **رباعی** حسنے کہ تراست ہم تو داری + آرایش روے روزگاری +
خوبان جہان پیادہ پیشیت + ای سر دوان تو شہسواری + **روایت ۱۷**۔ کشف المحجوب
مین ہی کہ ایکدن ایک شخص جناب امام حسینؑ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ بہت درماندہ
ہون شب قوت کو محتاج ہون اور عیال اطفال بہت رکھتا ہون آپ نی اسے ٹھہرایا ہی تہی
پانچ توڑے دیناروں کے حضرت معاویہؓ نے شاہزادے کے پاس بھیجے آپ نے وہ
پانچون توڑے اس فقیر کو عنایت کیے اور عذر کیا کہ تجھے انتظار مین ان چند دیناروں کے
بہت تکلیف ہوئی معاف کیجیو **مثنوی** امامی کو امام دو جہان بود + حسین آمد کہ جملہ جان جان
بود + ہمہ حسن و ہمہ خلق و ہمہ حلم + ہمہ لطف و ہمہ جود و ہمہ علم + شب از موی سیاہش تیرہ ماندہ +
ز رویش ماہ روشن خیرہ ماندہ + **روایت ۱۸**۔ سبع سنابل مین ہے کہ ایکدن حضرت امام حسینؑ
چند مہمانون کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھے خادم آپ کے شوربا گرم پیالے مین بھرا ہوا دسترخوان
پر لائے اتفاقاً اسکا پانون خوف سے کانپا اور پیالہ سر مبارک پر شاہزادے کے گر کر ٹوٹ گیا
اور سب شوربا رخسارۂ انور پر پڑ گیا آپ نی تادیب کی نظر سے نہ از روے غصے کی غلام
کی طرف دیکھا خادم نے کہا وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ امام نے فرمایا مین غصہ اپنا گھونٹ گیا پھر
خادم نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نی فرمایا مین نے تیرا گناہ معاف کیا پھر خادم نے کہا وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ آپ نے فرمایا تجھے مین نے اللہ کی راہ مین آزاد کیا اور تیرا اسبار اخرچ بھی اپنے
سر پر لیا **نظم** بدی را مکافات کردن بدی + بر اہل صورت بود بخردی + بسی کسانے کہ
پرورده اند + بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند + **روایت ۱۹**۔ ہے کہ ایکبار حضرت

امام حسینؑ لڑکون کے ساتھ مدینے کے ایک محلے مین کھیل رہے تھے اتنے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کوچہ سے تشریف لائے اور چاہا کہ امام حسینؑ کو پکڑین امام حسین لڑکون کے ساتھ بھاگتے پھرتے تھے کبھی داہنے کبھی بائین دوڑ کر جاتے اور حضرت اُنکے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے آپ نے فرمایا امام حسین بھاگتے کیون ہو کھڑے کیون نہین ہوجاتے صاحبزادے نے فرمایا ناناجان آپ سے بھاگتا نہین ہون بلکہ آپ کے عشق و محبت کو جو میرے ساتھ ہی بھڑکاتا ہون آخر آپ نے انکو پکڑا اور خوب گلے سے لگایا اور فرمایا خداوندا مین اسے دوست رکھتا ہون تو بھی حسینؑ کو اور انکے دوستدارون کو بھی دوست رکھ غیب سے پیغام پہونچا ای حبیب من اس جگر گوشے کا تمھاری کربلا کے توے پر کباب بنائینگے اور قطرۂ آب سے مرغ بسمل سا تڑپائینگے آخر یہ اور انکے باپ اور بھائی تشنہ لب شربت شہادت پیکر آئینگے علیؑ ایک حربہ سے حسنؑ ایک شربت سے حسینؑ ایک ضربہ سے **نظم** آن یکے را شربت تیغ بلا بر فرق سر ٭ وان دگر را شربت زہر عناد در کام دل ٭ دیگری با حلق تشنہ خوردہ تیغ آبدار ٭ خاک دشت کربلا از خون پاکش گشتہ گل ٭ روایت

۲۰ سبع سنابل مین ہی کہ ایکدن حضرت امام حسینؑ چار سَو صحابہؓ کے ساتھ باہر نکلے عمامہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر پر تھا اور ذوالفقار علی مرتضیٰ کی کمر مین اور اس ہجوم مین جیسے چاند کے ستارون کے درمیان چمکتے تھے اتنے مین ایک اعرابی نے آکر پوچھا کہ یہ کون ہین لوگون نے عرض کی جناب امام حسینؑ ہین حضرت پس اعرابی نے حضرت سے پوچھا کہ تم ابی طالب کے پوتے ہو آپ نے فرمایا ہان پھر اعرابی نے کہا باپ تمھارے تو بڑے خونریز فتنہ انگیز تھے صحابہ نے چاہا کہ اعرابی کو مارین حضرت امام مسکرائے اور فرمایا اسے چھوڑ دو اور پوچھو کہ ای وجیہ عرب تجھے غصے سے بھرا پاتا ہون اگر تو بھوکا ہی تو کھانا کھلاؤن پانی پلاؤن اور اگر جنگل مین چلتے چلتے تھک گیا ہی تو تیری دوا کرون اور اگر تجھ پر کسی کا قرض ہے تو اسے مین ادا کرون اور اگر تیری بی بی تجھ سے لڑتی ہے تو صلح کرادون اور اگر اور کوئی حاجت ہی تو کہ تیری مدد کرون اعرابی نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور حضرت کے پیرون پر پڑا اور بوسہ دیا اور عذر کیا حضرت امام نے اصحابؓ سے فرمایا ہم لوگ حلم کے پہاڑ ہین کہین ہوای مخالف سے بھی ہلتے ہین **نظم لمؤلفہ**۔ ناصرا حلم کار شیران ست ٭ حلم با دوستان شیون نست ٭

حلم با خویش و آشنا چہ سنرد + حلم کن با کسے کہ دشمن تست + روایت ۱۲ – ابن عباس کہتے ہین کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ اتنے مین جناب فاطمہ زہرا روتی ہوئی آئین آپ نے پوچھا اے جان پدر کیون روتی ہو اسقدر کیون بیتاب ہوتی ہو آپ نے فرمایا بابا جان نور عینین حسنؑ و حسینؑ بہت دیر سے باہر گئے ہین ابتک نہین آئے ہین اور اُنکے باپ بھی گھر مین نہین ہین کہ اُنکی تلاش کو جائین اور میرے پاس کوئی آدمی نہین کسکو بھیجین کہان سے لائین آپ نے فرمایا فاطمہؑ کہان تمھارا خیال ہی کدھر دھیان ہے حق تعالی انپر بڑا مہربان ہی انکا نگاہبان ہے پھر آپ ہاتھ اُٹھاکر دعا کرنے لگے خداوندا اگر حسنؑ اور حسینؑ دونون میری پیارے آنکھون کے تارے دریا مین ہون تو انکو صحیح کناری پر پہونچانا اور اگر کہین میدان مین ہون تو بسلامت گھر لے آنا فوراً جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ آپ غم نہ کیجیے جسطرح یہ دونون دنیا مین بزرگ ہین اُسی طرح آخرت مین بھی بزرگ ہین اسوقت دونون شاہزادی حظیرہ بنی النجار مین ہین حقتعالی نے دو فرشتے انکی نگاہبانی کو مقرر کیے ہین پھر آپ فوراً وہان سے اُٹھے اور حظیرہ بنی النجار مین جا پہونچے دیکھا دونون بھائی ایک دوسرے کے گلے مین ہاتھ دیئے ہوئے بیٹھے ہین اور فرشتہ ایک بازو اپنا اُنکے واسطے زمین پر بچھائے ہی اور دوسرے بازو سے اُنکو چھپائے ہے آپ نے جاتے ہی حسنؑ کو اُٹھا لیا اور اُس فرشتے نے حسینؑ کو اور لوگ سمجھتے تھے کہ دونون شاہزادون کو حضرت ہی لیے ہوے ہین ابو ایوب انصاری نے کہا یا رسول اللہ ایک صاحبزادی کو مین لے لون تاکہ حضور ہلکے ہو جائین آپ نے فرمایا چھوڑ دو جسطرح یہ دونون دنیا مین بزرگ ہین اُسی طرح آخرت مین بھی بزرگ ہین اور باپ اُنکے اِنسے بہتر ہین پھر آپ نے لوگون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یارو خبر دون تمکو کہ بہترین لوگون کا از جہت نانا اور نانی کے کون ہے صحابہؓ نے عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا حسنؑ اور حسینؑ ہین جو میرے لخت جگر قرۃ العینین ہین کہ نانا انکے رسول اللہ ہین اور نانی انکی خدیجہ کبریٰ پھر فرمایا خبر دون تمکو کہ بہترین آدمیون کا از جہت مادر پدر کے کون ہی لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا حسنؑ و حسینؑ ہین کہ باپ اُنکے علیؑ مرتضیٰ ہین اور مان انکی فاطمہ زہراؑ اے لوگو خبر دون تمکو ساتھ بہترین آدمیون کے از جہت خال اور خالہ کی

صحابہؓ نے کہا ہاں یارسول اللہ فرمایا نور العینین حسنؑ و حسینؑ ہین کہ ماموں اُنکے قاسم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی زینت بنت رسول اللہ ہین آگاہ کرون تمکو ساتھ بہترین لوگون کے از جہت عم اور عمہ کے صحابہؓ نے عرض کی ہان یارسول اللہ فرمایا میری آنکھون کے تارے حسنؑ و حسینؑ ہین کہ چچا اُنکے جعفر طیار اور پھوپھی اُنکی ام ہانی ہین شعر کراست در دو جہان باچنین شرف حسبے + کجاست در ہمہ عالم بدین شرف نسبے + عاشقان حسینؑ ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ تھوڑی دیر جو نور المشرقین حضرات حسنینؑ گھر مین نہ آئے تو جناب فاطمہ زہرا اور حبیب کبریا کا کیا حال ہوا کسقدر ملال ہوا امید آن کربلا کے واقعات اور شاہزادون کے حالات کو دیکھ دیکھ خدا جانے کہ کیسا کچھ صدمہ ارواح طیبات پر ہوا ہوگا رباعی زین بعد خامہ را ہوس گفتگو نماند + دل چاک چاک گشت کہ جای رفو نماند + لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان + ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند + روایت ۲۲ ہے کہ ایکدن شہنشاہ کونین حضرت امام حسینؑ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اور چاہتے تھے کہ گھر مین جائین اور مینھ پڑ رہا تھا اِس سبب سے جا نہ سکتے تھے بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُنہ تکتے تھے آپ نے انکو ملول پاکر پوچھا حسین تمھارا حال کیا ہی چہرے پر اسقدر ملال کیا ہی کہا اسوقت مادر مہربان اور برادر قوت بازوے ناتوان کے دیکھنے کو میرا جی ترستا ہی مگر کسطرح جاؤن بہت دیر سے مینھ برستا ہی آپ نے دعا فرمائی فوراً مینھ کا برسنا موقوف ہو گیا اور حضرت امام حسینؑ گھر تشریف لیگئے محبان حسینؑ ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ آپ نہ چاہتے تھے کہ ایکدم بھر بھی شاہزادے ملول رہین یا قطرات اشک کے آپ کی آنکھون سے بہین اور بھی باران کے قطرات کا اُنکے بدن پر پڑنا اور اُنکے جسم اطہر کا بھیگنا آپ کو ناگوار ہوا جبکہ ہم اشقیا نے میدان کربلا مین انکو قطرۂ آب کو ترسا کے ہر طرف سے باران تیر زہر آلودہ برسا کے سیلاب خون آپ کے سر پر بہایا ہوگا تن نازک کو اُنکے اُنھین کے خون سے نہلایا ہوگا کیسا کچھ صدمہ کیسا کچھ ملال حضرت کے دل پر گذرا ہوگا نظم گلبرگ سینہ دی از آسیب خار تیر + مانند جیب غنچہ شدہ چاک ای دریغ + از خاک سرو ناز بر آمد کشیدہ قد +

سر قدش فروشدہ در خاک اے دریغ ✦ دیدند غرق خون رخ او را ملائکہ ✦ گفتند در صوامع افلاک ای دریغ ✦ **روایت ۲۳** - ہی کہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ یارون کے جسطرح چاند درمیان ستارون کے کسی کوچہ مین مدینے کے چلے جاتے تھے اُس کوچے مین چند لڑکے کھیل رہے تھے حضرت نے اُن لڑکون مین سے ایک لڑکے کو گود مین اُٹھا لیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت پیار کیا صحابہ نے عرض کی حضرت ہمین بڑا تعجب ہے یہ کون لڑکا ہے اسکو اسقدر پیار کرنے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا یارو سبب اس پیار و محبت کا ہمارے ساتھ اس لڑکے کے یہ ہے کہ ایکدن دیکھا مین نے کہ یہ لڑکا میرے پیارے حسین کے ساتھ کھیل رہا تھا اور خاک قدم حسین کو لے کر اپنی آنکھون پر ملتا تھا مین اُسی دن سے اس لڑکے کو دوست رکھتا ہون اور کل قیامت مین اسکی شفاعت کرونگا اور اسکے مان باپ کو بخشوا کر کے داخل جنت کرونگا **نظم** لب بجنبان پے شفاعت من ✦ منگر در گناہ و طاعت من ✦ گر نرفتم براہ سنت تو ✦ ہستم از عاصیان اُمت تو ✦ **روایت ۲۴** - لطائف اشرفی مین ہی کہ ایکدن حضرت امام حسنؑ اور حسینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے باہم کشتی لڑ رہے تھے اور جناب حضرت فاطمہ زہرا بھی تشریف رکھتی تھین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے شاہزادے کو فرمایا حسنؑ حسینؑ کو پکڑو حسین کو پکڑو حضرت سیدہؑ نے فرمایا باباجان آپ بڑے کو فرماتے ہین کہ چھوٹے کو پکڑے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل حسینؑ کو کہہ رہے ہین کہ حسن کو پکڑو **روایت ۲۵** - عیون الریاض مین ہے جناب حضرت امام حسینؑ فرماتے ہین کہ ایکدن مین اپنے جد بزرگوار کے حضور مین گیا ابی بن کعبؓ حضرت کے پاس بیٹھے تھے آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا مَرْحَبًا بِكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَا زَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ مرحبا ای حسینؑ اے رونق آسمان و زمین کے ابی نے کہا یارسول اللہ آپکے سوا اور کسی سے بھی رونق و آرائش آسمان و زمین کی ہوتی ہے آپ نے فرمایا ای ابی قسم خدا کی کہ حسینؑ کی بزرگی آسمان مین دنیا سے زیادہ ہے اور نام اُنکا عین عرش مین مصباح ہدی اور سفینۂ نجات مین لکھا ہے **نظم** باغ بہشت وصف جمال محمد ست ✦

ختم رسل صفات کمال محمد ست ✣ اے غرقہ گناہ ز طوفان غم مترس ✣ کشتی نوح عصمت
آل محمد ست ✣ **روایت ۲۶** ـ ہی کہ جب حق سبحانہ تعالی اُنے بہشت کو پیدا کیا کتم عدم
سے ہویدا کیا اُسکو خطاب ہوا اے بہشت تو مقام میرے عشاق اور محبین کی اور مسکن
فقرا اور مساکین کی ہوگی بہشت نے بادل مغموم غرض کی خداوندا میں حسن و خوبی کے ساتھ
تو نے مجھے عدم سے وجود مین لایا مگر مجھے مسکن فقرا اور مساکین کا بنایا ندا ہوئی اے بہشت کیا تو
راضی نہین ہے کہ حسنؑ و حسینؑ سے تیرے ارکان کی آرایش فرماؤنگا اور اپنی عرش کے
دونون گوشوارے حسنؓ و حسینؓ کو بناؤنگا بہشت نے عرض کی خداوندا اب مین راضی
ہون راضی ہون اور کسی چیز کی نہین متقاضی ہون سبحان اللہ اگر بہشت ہے تو آرایش
اُسکے ارکان کی حسنؑ و حسینؑ ہین اگر عرش الٰہی ہے تو گوشوارے اُسکے حسنؑ و حسینؑ ہین
اور اگر دل مومنان ہے تو روشنی اسکی محبت حسنینؑ ہے **مثنوی لمؤلفہ** محبت اہل بیت
مصطفےٰ کی ✣ سبب ہے بخشش جرم و خطا کی ✣ وہ دونون مصطفےٰ کے نور عینین ہین
شفیع عاصیان حضرات حسنینؑ ✣ محبت کا انھین کے ہے سہارا ✣ سوا اُنکے نہین
ہرگز گذارا ✣ **روایت ۲۷** ـ ہی کہ ایکبار حضرت آدم نے حوا کے حسن و جمال کو دیکھکر
فرمایا کہ اے حوا حق تعالے نے تیری سی حسین زیادہ کسی کو پیدا نہین کیا ہے کسی خوبان
دو عالم کو تجھسا جمال نہین دیا ہے جبرئیلؑ امین کو حکم ہوا کہ فورا آدم و حوا کو بہشت کے
فردوس اعلی مین لیجاؤ اور وہانکی انکو سیر کراؤ آدم و حوا جبرئیل کے ساتھ فردوس اعلی
مین آئے دیکھا ایک شاہزادی موتی کے محل مین بڑی شان و شوکت سی مسند زرنگار
پر تکیہ نورانی لگائے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور کا اُسکے سر پہ تھا اور دو گوشوارے نور کے
ایسے اُسکے کانون مین لٹک رہے ہین جنکی دمک سے ساری در و دیوار اور تمامی گل
و گلزار جنت کے چمک رہے ہین حضرت آدم و حوا نے کہا اللہ رے حسن اللہ رے
جمال اللہ رے شان اللہ رے جلال پھر نہایت متحیر ہوکر جبرئیلؑ امین سے پوچھا کہ
یہ کون شاہزادی ہین کسکی صاحبزادی ہین کہ جنکے نور سے سارا باغ جنت نور اعلی نور
ہو رہا ہے حوران بہشتی کے دلون مین سرور ہو رہا ہے وہ دونون گوشوارے ایسے دمک رہے ہین

بتکے نور سے گل بوٹے چمک رہے ہین جبرئیلؑ نے کہا مخدومۂ جہان سیدۂ زنان مریم حجرۂ عصمت
وجلال آسیہ حجلہ حسن وکمال عروس کم جہاز خاتون سراپردۂ اعزاز فاطمہ زہرا بتول بنت حضرت
محمد رسول ہین پھر پوچھا اُنکے سر پر وہ تاج کیسا ہے کہا یہ تاجدار سورۂ ہل آتی شہسوار عرصۂ
لافتی اوصی مصطفےٰ شفیع اہل ولا علی مرتضیٰ اُنکے شوہر ہین تاج ولایت کے گوہر ہین پھر پوچھا
وہ دونون گوشوارے کیسے ہین کہا یہ اُنکے دونون فرزند پیارے دونون آنکھون کے
تارے چرخ شہادت کے ستارے حسنؑ وحسینؑ ہین آدمؑ نے کہا ای جبرئیلؑ کیا یہ لوگ میرے
پہلے پیدا کیے گئے ہین کہا ای آدم یہ لوگ علم الٰہی ہین چار ہزار برس تمھاری خلقت سے پہلے
موجود تھے مشغول بذکر معبود تھے **قطعہ** آندمم کہ خانہ ہر سر کوی تو ساختم ✤ آدم ہنوز محرم خلد برین
نبود ✤ آندم کہ ما ببار کرامت در آمدیم ✤ جبرئیلؑ بر خزانۂ رحمت امین نبود ✤ **روایت ۲۸**
ہے کہ ایک اعرابی ہرنی کا بچہ شکار کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا آپنے
اُسے قبول فرمایا اتنے مین شہنشاہ زمن امام حسن مسجد مین دوڑے آئے اور اُس آہو بچے کے
لینے کا قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بچہ جگر گوشہ امام حسنؑ کو دیدیا تھوڑی دیر
کے بعد چھوٹے شہزادے حضرت امام حسینؑ تشریف لائے دیکھا کہ بڑے بھائی ایک ہرنی کا بچہ
لیے کھیل رہے ہین پوچھا ای بھائی آپ نے یہ آہو برہ کس سے لیا ہے فرمایا مجھے میرے نانا جان
نے دیا ہے صاحبزادے مسجد مین دوڑے آئے اور حضور نبوی مین التجا لائے یا جدؐ اہ نانا جی
بھائی کو آپنے آہو برہ دیا مجھے نہین بھائی کو آہو برہ دیا مجھے نہین اس بات کو صاحبزادے تکرار کیے
جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکی تسلی اور دلداری فرماتے تھے کبھی گود مین لیکر مسجد مین
ٹہلاتے تھے کبھی پھسلا کر باتون مین بہلاتے تھے صاحبزادے نے کہا مین یہ سب کچھ نہین جانتا ہون
ان باتون سے کب مانتا ہون مجھے بھی آہو برہ دیجیے باتین تشفی کی نہ کیجیے حتی کہ قریب تھا کہ حضرت
امام حسین روئین دامان نبوی کو آنسو سے بھگوئین کہ ناگاہ گوشۂ مسجد سے ایک ہرنی دوڑی آئی
اور ایک بچہ بطور ہدیہ کے حضور نبوی مین لائی اور بزبان فصیح وکلام ملیح عرض کی یا رسول اللہ
میرے یہی دو بچے تھے ایک کو تو اُس صیاد نے شکار کیا اور آپ کے حضور مین ہدیہ دیا اور ایک
میرے پاس رہگیا تھا کہ میرے دل کی ٹھنڈک اور آنکھون کی عینک تھا اسوقت مین اوسکو

سر بسجدہ ... کمر باندھا ... کیا تھا ۱۲

دودھ پلا رہی تھی اُسی سے دل بلا رہی تھی اتنے مین غیب سے آواز آئی کہ اِس بچے کو اپنی چھوڑ
دھر اور حضور نبوی مین دوڑی جا اسے ہدیہ کر اسواسطے کہ حسین اُنکے پاس کھڑے ہین آہو بچہ
کے لیے روتے ہین اڑے ہین آہو بره کیواسطے عنقریب رو دیا چاہتے ہین دامان نبوی اشک
سے بھگویا چاہتے ہین اگر حسین روئینگے تو حاملان عرش اپنی سیلاب اشک مین عرش الٰہی کو
ڈبوئینگے سو دوڑی جا اور قبل اسکے کہ انکی آنکھین ڈبڈبائین آنسو اُنکے رخسارہ پر آئین
یہ آہو بره انکی خدمت مین پہونچایا رسول اللہ مسافت بعیدہ پل بھر مین مین نے طے کی ہے گویا
زمین میرے جلد پہونچنے کو لپیٹی گئی ہے الحمد للہ کہ مین آئی اور ابھی تک اُنکے آنسو نہین بہے
ہین اور بچہ آپ سے طلب کر رہے ہین صحابہ رضی نے کہا اللہ اکبر امام حسین کا یہ حال ہے خدا کے یہان
اُنکا یہ جلال ہے حضرت نے ہرنی کو دعا دی اور وہ آہو بره امام حسین کے حوالے کیا دونون
شاہزادے آہو بره لیے گھر مین گئے اور والدہ ماجدہ کو اِس قصہ سے آگاہ کیا یارو غور کا مقام ہے یہان تو ملائکہ مقربین اور رسول رب العالمین کا دل دکھتا تھا کہ ایسا نہو کہ چہرہ
حسین پر اشک جاری ہو حالت گریہ انکو طاری ہو اور یہان اشقیا نے سیلاب خون کا
اُنکے رخسارہ انور پر بہایا تن نازنین کو دریای خون مین نہلایا **نظم** رخے کہ بوسہ گہ شاہ انبیا
باشد ٭ بخاک وخون شدہ نہان کجا روا باشد ٭ کسے کہ چشمہ کوثر عطای جد وی ست ٭ بدشت
کرب وبلا تشنہ لب چرا باشد ٭ روا بود کہ جگر گوشہ رسول خدا ٭ فتادہ غرق بخون سر
زتن جدا باشد ٭ **روایت ۲۹** ۔ راویان اخبار صحیح وحاکیان حکایات ملیح لکھتے ہین
کہ ایکبار سید ابرار رسول پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد مین تشریف لیگئے تھے
اور شیر خدا علی مرتضیٰ بھی آپ کی ساتھ رونق افروز ہوگئے تھے اِس درمیان مین نور مشرقین
حضرت امام حسین تنہا گھر سے نکلکر کسی باغون مین خرمے کے جا پڑے بنظر تفریح درخت
اور گل بوٹون کے پاس جاتے اور صنائع رنگارنگ الٰہی کے ملاحظہ فرماتے کہ اتنے مین ایک
شخص نیک انجام صالح نام اُس باغ مین آیا شاہزادے امام حسین کو لڑکا حسین خوشرو
خوشخو پاکر گود مین اُٹھا کر گھر لاکر چھپایا اور یہان حضرت سیدہ کا یہ حال تھا کہ جون جون
دن چڑھتا تھا امام حسین کے نہ آنے سے رنج وغم بڑھتا تھا راوی کہتا ہے کہ حضرت سیدہ

ستر بار در حجرے پر آکر پھر گئین کوئی نہ ملا کہ اُسے امام حسینؑ کی تلاش کو بھیجین جی بیتاب ہوا نہایت
اضطراب ہوا مجبور ہو کر زار زار رو کر امام حسنؑ سے فرمایا بیٹا تمھین جاؤ حسینؑ کو جہان ملین
ڈھونڈلاؤ حسینؑ بن میرا دل ٹوٹا جاتا ہی جی اُبلا آتا ہے امام حسن بھائی کی جستجو مین گھر سے چلے
جس گلی مین مدینے کی آئے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر فرماتے شعر دل ناتمام بردی
رخِ خود نمی نمائی + بکجات جویم ای جان زکہ پرسمت کجائی + اسی طرح با دیدۂ گریان و
سینۂ بریان نخلستان مین جا پڑے بھائی کے فراق مین ایک عالم وجد طاری تھا اور زبان
پر ہر وقت یہ کلام جاری تھا نظم لمؤلفہ کجائی ای حسینؑ من کجائی + کجائی نور عین من کجائی +
سرور والدین من کجائی + ببین این سوز عین من کجائی + ز ہجرت سینۂ ام افگار تاکی +
خلیدہ در دلم این خار تاکے + ناگاہ ایک ہرنی نظر آئی امام حسینؑ نی بیتابی مین اُس سے
یہ بات فرمائی ای ہرنی میری بھائی حسینؑ کو پہچانتی ہی کچھ نشان بتا اُنکا جانتی ہی ہرنی بزبان فصیح
بولی ای نور دیدۂ مصطفےٰ ای سرور سینۂ مرتضیٰؑ اُس زہرا کے باغ خوبی نونہال کو صالح یہودی
لیگیا ہی اور اپنی گھر مین چھپایا ہی حضرت امام حسنؑ نے صالح کے گھر آکر آواز دی صالح گھر سے نکل آیا
آپ نی فرمایا ای صالح میری بھائی حسینؑ کو جلد حاضر لا ورنہ اپنی ماں سی کہدونگا تا دعای سحری سے
اُنکی روی زمین پر ایک جھوڈ نہیگا کفار کا وجود نہیگا اور اپنی بابا جان سی کہدونگا تا ذوالفقار
حیدری سی ایسے وار کرینگے کہ ہزارون کفار مرینگے اور اپنی نانا جان سی کہدونگا کہ زمین پھٹ جائیگی
ساری دنیا اُلٹ جائیگی صالح آپ کی باتون سی متحیر ہوا اور عرض کی صاحبزادی آپ کی ماں کون ہے
فرمایا خاتون ہودج کبریا بانوی تتق عصمت و حیا اور سادات مخزن کرامات فاطمۂ زہرا ہین
صالح نی کہا آپ کی باپ کا کیا نام ہی فرمایا شیر خدا داماد مصطفےٰ صدر صفہ صفا علی مرتضیٰ ہین پوچھا
نانا جان آپ کی کون ہین فرمایا انیس الغریبین رسول رب العالمین حبیب خدا محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اس کلام معجز نظام نی آپ کی صالح کے دلمین ایسا اثر کیا
کہ دونون عالم سے اُسے بیخبر کیا زنار کفر توڑ کر ہاتھ جوڑ کر پیرون پر شاہزادی کے گرا اور
زار زار رونی لگا کف پا کو آب دیدہ سے بھگونے لگا عرض کی شاہزادی پہلے مجھے مسلمان
کیجیے تب اپنی بھائی حسینؑ کو مجھ سی لیجیے شاہزادی نے صالح کو فوراً مسلمان کیا پھر اُسنے

گھر مین سے حضرت امام حسینؑ کو لاکر امام حسنؑ کی گود مین دیا اور اپنی مسلمان ہو جانے پر بہت شکر
پروردگار ادا کیا اور ایک طبق دینار و درم کا شاہزادی کے سر پر نثار کیا پھر دونون شاہزادی
وہان سے گھر تشریف لائے دوسری دن صالح شتر سو دیون کو مسلمان کرکے در حجرہ سیدۃ النسا
پر آیا زر و جواہر بحساب ہدیہ لایا داڑھی سفید کو چوکھٹ پر ملتا تھا اور سر کو پتھرون سے
کچلتا تھا اور کہتا تھا یا سیدۃ النسا یا دختر مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ سی بڑی خطا ہوئی
کہ آپ کے لعل علی مرتضیٰؑ کے نونہال کو ہمنے اپنی مکان مین چھپایا آپ کا دل نازنین دکھایا
اس حرکت سے پشیمان ہوا کفر چھوڑا مسلمان ہوا آپ میرا قصور معاف کیجیے آئینۂ دلکو غبار ملال
سے صاف کیجیے حضرت سیدہؑ نے فرمایا کہ مین نے اپنے حصے بھر تیری خطا معاف کی مگر یہ دونون
فرزند ارجمند شیر خدا کے ہین انکے پاس جاکر معذرت کر اپنی خطا کی طلب مغفرت کر جب شیر خدا
لڑائی سے آئے صالح آپ کے پاس آیا اور سارا حال کہہ سنایا آپ نے فرمایا مین نے اپنے
حصے بھر تیری خطا سے درگذر کیا اللہ تجھے چھوڑ دیا مگر یہ دونون شاہزادے پیغمبر صاحب کی ریحان
ہین دل و جان ہین حضرتؐ کی پاس جا اور اپنی خطا بخشوا صالح روتا ہوا آنسوؤن سے
منھ دھوتا ہوا حضور نبوی مین آیا اور مفصل حال کہہ سنایا اور حرف معذرت زبان پر لایا
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ای صالح مین نے اپنا حصہ بخشدیا تیرا گناہ معاف کیا
مگر یہ دونون خدا کی برگزیدہ ہین پیاری ہین چرخ امامت کی ستارے ہین اب تو بارگاہ احدیت
مین التجا کر قبول معذرت کی دعا کر صالح کو یہ کلام سنکر کیفیت عجیب طاری ہوئی نہایت
بیقراری ہوئی مدینے سے صحرا مین آیا سیلاب خون دیدہ سے میدان کو گلزار بنایا کہتا تھا
الٰہی مین نے بڑا گناہ کیا نامۂ اعمال کو اس حرف بے ادبانہ سے سیاہ کیا اب میری جریدۂ اعمال کو
آب مغفرت سے دھودے بحر غفران مین مجھے ڈبودے **رباعی** یارب بدرت تو عذر خواہ آمدہ ام ✤
بگریختہ بودہ ام براہ آمدہ ام ✤ اکنون زپے عذر گناہ آمدہ ام ✤ بپذیر کہ با حال تباہ آمدہ ام ✤
اسی طرح سترہ دن روتا رہا جی جان کھوتا رہا اٹھارھوین دن جبرئیلؑ امین آگے
رسول رب العالمین کے آئے اور پیغام باری لائے کہ ای حبیب من اب صالح کو صحرا سے
بلا لیجیے اور اسکو دلاسا دیجیے مین نے اسکو بخشدیا گناہ اسکا معاف کیا **رباعی**

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ✤ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ✤ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ✤ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ✤ محبان حسین غور کرنے کا مقام ہے کہ وہان ایک کافر حضرت امام حسینؑ کو نادانستگی سے گود مین اُٹھا کر گھر لیگیا اور چھپا رکھا نہ تو منہ پر طمانچہ مارا نہ کوئی بات سخت کہی پھر اُس فعل سے پشیمان ہوا کفر چھوڑا مسلمان ہوا پھر اسقدر پریشان ہوا کوہ و صحرا مین حیران ہوا تب اُسکی توبہ قبول ہوئی اور یہان اُمتان کلمہ گو نے دیدہ و دانستہ مرتضیٰ کے پیاری امام حسنؑ کو زہر ہلاہل پلایا اور اُنکے جگر کو ہفتاد دو پارہ کر کے خاک مین ملایا اور فاطمہ زہرا کے دُلاری امام حسینؑ کو مع ہفتاد و دو تن بوتہ کربلا مین بی آب و دانہ گھلایا اور اُس سلطان تخت کبریائی کو خاک و خون مین سُلایا اُن اشقیا کا کیا حال ہوگا **نظم**

ای کمر بستہ بخونریزی اولاد رسول ✤ ہیچت آخر ز خداوند جہان شرم نبود ✤ ہیچ اندیشہ نکردی کہ رسول الثقلین ✤ از پی حرمت ایشان چہ وصیت فرمود ✤ آہ ازان دم کہ کند فاطمہؑ از جور تو داد ✤ مصطفیٰ بر تو غضبناک و علی خشم آلود ✤ **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت ۲۳۰** ہے کہ ایکدن جناب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے ناگاہ نور عینین حضرت امام حسینؑ کی رونے کی آواز گوش مبارک مین آئی آپکا دل بیتاب ہوا طبیعت گھبرائی بیقرار ہو کر فرمایا ای فاطمہؑ کیا تم نہین جانتی ہو کہ جب حسینؑ روتے ہین تو ہمارا دل دکھتا ہے ہم بیتاب ہوتے ہین یارو غور کرنے کا مقام ہے کہ ذری سے رونے پر اُنکی تو حضرت کا دل بیتاب ہوتا تھا آپ کو اسقدر اضطراب ہوتا تھا جسدن اشقیا نے گلوے تشنہ پر اُنکے جو بوسہ گاہ حضرت تھا خنجر چلایا ہوگا دل نازنین پر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کیا کیا صدمہ نہ آیا ہوگا **غزل** آدم درین عزا بغم و غصہ مبتلاست ✤ کشتی نوحؑ غرقہ طوفان بلاست ✤ ہان ای خلیلؑ آتش نمرود دیدہ ✤ این شعلہ بین کہ در جگر شاہ کربلاست ✤ گر نیست چراست پیرہن موسیٰ زنیل ✤ ور زوست غصہ جبہ عیسیٰ چرا قباست ✤ گویا کہ امروز سلطان دین حسینؑ ✤ چندین نخروش و ولولہ در خیل انبیاست ✤ این ماتم از دل مصطفیٰ نخورند ✤ آن خود چہ جسم نیست کہ در جان مصطفیٰ است ✤ گر مرتضیٰ بگرید

ازین غصہ در خور ست ✤ در فاطمہؑ نبالد ازین سالہار واست ✤ روایت ۱۳۲ - ہی
کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے مرتے وقت یزید پلید راندۂ درگاہ کو بلاکر دربارۂ تعظیم و توقیر و حسن سلوک کی
اہلبیت کرام خصوصًا دونون امام عالیمقام کے بہت تاکید کی بہت سمجھایا نہایت تہدید کی
اور بہت سی فضائل حضرات حسنینؑ کے بیان کیے منجملہ اُنکے یہ بھی کہا کہ اے بیٹا ایکدن جناب
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف لائے حضرت سیدہؑ
کو غمگین دیکھکر پوچھا جان پدر کیون روتی ہو اسقدر کیون بیتاب ہوتی ہو فرمایا بابا جان
نور عینین حسن و حسینؑ کہین گئے ہین ایام گرمی کے ہین تمام مدینے مین مین نے تلاش کروائی
پتا نہین ملا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے ہمراہ لیکر میدان کی جانب چلے نظم اشک
آنکھون سے روان تھے پیہم ✤ آہ کی ساتھ اُٹھاتے تھے قدم ✤ دمبدم کرتے تھے افسوس
و بکا ✤ اسطرح مانگتے جاتے تھے دعا ✤ یا الٰہی مرے دلبر کی خیر ✤ خیر ہو اُس مہ انور کی خیر ✤
فاطمہؑ کی مین امانت پاؤن ✤ گھر اُسے لیکے سلامت جاؤن ✤ ناگاہ ایک چرواہا نظر
آیا آپ نے اُس چرواہے سے نشان شاہزادون کا پوچھا اُسنے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو لڑکے ماہ پارے چرخ حسن و جمال کے تارے روشن جبین بڑے
حسینؑ اُسطرف کو گئے ہین آپ نے اُسطرف جاکر جو دیکھا تو دونون شاہزادے درخت اراک
کے تلے سوتے تھے اور جبرئیل علیہ السلام اُنکے واسطے پنکھا جھل رہے تھے پیار کے مارے
اُنکے قدمون کو مل رہے تھے آپ نے دونون صاحبزادون کو اپنی گود مین اُٹھالیا گلے سے
لگا کر بوسے دیے پیار کیا تھوڑی دیر کے بعد جاگے اور گود مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی بیٹھ کر رونے لگے بھوک پیاس سے بیقرار ہونے لگے آپ نے فرمایا یہان کھانا نہین ہے گھر
جائینگے تو جو مانگو گے کھلائینگے دونون بھائی بھوک سے رونے لگے دامان حضرت اشکون
سے بھگونے لگے فوراً جبرئیل علیہ السلام ایک خوانچہ طعام بہشت سے لائے دونون بھائیون نے
خوب سیر ہوکر کھائے پانی مانگا اراک کے درخت سے آب سرد اور صاف نکلا دونون
بھائیون نے خوب آسودہ ہوکر پیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دونون صاحبزادون
کو اپنے کاندھے پر رکھکر فرمایا واہ یہ دونون کیا اچھے سوار ہین اور اسی طرح گھر لاکر

حضرت سیدہؑ کے حوالے کیا شعر رسولؐ پاک نے بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ
حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤

لیٹے آغوش مین شبیر کو کیون روتی ہین سرور	خبر انکی شہادت کی مگر جبرئیل لاتا ہی

اب یہان سے وہ حدیثین درد و غم امیز اور روایتین رقت انگیز لکھی جاتی ہین جو نور عینین شہنشاہ کونین حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر سناتی ہین کیا کہیے شہادت کا نام لیتے ہوئے جگر شق ہوا جاتا ہے رنگ چہرے کا فق ہوا جاتا ہی ناصر کو تحیر ہے سکتا ہی قلم کاغذ کا منہ تکتا ہی قطعہ ہمی ترسم کہ اندر وقت تحریر ✤ زبان از آتش ہجرت بسوزد ✤ وگر تحریر خواہم آن زبان هم ✤ قلم بشکافد و کاغذ بسوزد ✤ سیاہی غم سے سیہ پوش ہی قرطاس الم سے مدہوش ہی نہ تو قاری کو بیان خبر شہادت کی گویائی ہی اور نہ سامع کو قوت شنوائی ہی بیت فریاد کہ یارای سخن نیست زبان را ✤ بربست غم و غصہ رہ نطق و بیان را ✤ کلیجا تھام کر اگر حرف شہادت لکھا جاتا ہی تو فوراً سیلاب اشک سے ڈھلا جاتا ہی اور کیون نہو ماجرای خبر شہادت ایک حادثہ قیامت خیز اور یہ حال سراپا ملال ایک عبرت انگیز ہے قطعہ زدست گریہ کتابت نمی توانم کرد ✤ کہ می نویسم و مشغول میشوم فی الحال ✤ ز آہ و نالہ حکایت نمی توانم کرد ✤ کہ صد گرہ بزبان می فتد بوقت سئوال ✤ روایت ا۔ ہی حضرت شیر خدا داماد مصطفےٰ علی مرتضیٰ فرماتی ہین کہ اگرچہ ہمیں عمر بھر بڑی بڑی رنج و غم آئی ہین مگر در حقیقت ہین نے تین صدمے بہت بڑے اٹھاؤ ہین جنکے بار سے میری پیٹھ ٹوٹ گئی آنکھ روتی روتی پھوٹ گئی ایک تو جد حسینؑ شفیع کونین سلطان انس و جان نبی آخر الزمان کا میری روبرو انتقال فرمانا دوسری مادر حسنینؑ سیدہؑ دارین جان مصطفےٰ فاطمہ زہرا کا میری سامنے دنیا سے اٹھ جانا تیسرے قرۃ العین نور مشرقین امام حسینؑ کی شہادت کی خبر اپنی زندگی مین پانا ان تینون صدمون سے میرا دل پارہ پارہ ہی مگر کیا کیجیے مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہی یارو حضرت شیر خدا تو اپنے صدمات کا حال یون بیان فرماتے ہین شہید کربلا کے دل پر عالم تنہائی اور بیکسی اور بیکسی مین کہ ویسا صدمے متواتر اٹھائی کیسا کچھ صدمہ گزرا ہوگا پہلے جد امجد

رسول پروردگار کا سایۂ مرحمت سر پر سے اٹھ جانا دوسری والدہ غمگسار کا رو بر قضا کر جانا
تیسرے صدیق یار غار کا وفات پانا چوتھے عمر فاروق دلدار کا انتقال فرمانا پانچوین عثمان
غنی شریک درد و آزار کا مارا جانا چھٹے پدر بزرگوار غمخوار کا سامنے شہید ہو جانا ساتوین
برادر قوت بازوی ناتوان اور وفادار کا دم بھر مین زہر سے لوٹ پوٹ ہو جانا آٹھوین
حال اپنی شہادت کا متواتر حدیثون مین پانا نوین سارے اقربا اور جگر گوشگان اور شیرخوارون
کا سامنے پیاس کے مارے تڑپ تڑپ کے گلا کٹوانا دسوین وسوین محرم کو علاوہ ان سب
صدمات کے سراپا اپنی جسم نازنین کا مارے زخمون کے سوراخ سوراخ ہو جانا آہ آہ اللہ اللہ

نظم دریای فتنہ موج زد و دشمنان چو سیل + خود را بران امام وفادار ریختند + پر ہای بلبلان
شنجگوی را سوختند + خونہای طوطیان شکر خوار ریختند + ہر میوہ کہ بود ز بستان مرتضی +
ہمچون شگوفہ بر سر ہر خار ریختند + آن سرو بوستان امامت ز پا فتاد + حوران سرشک
بر گل رخسار ریختند + مرغان کربلا پی ماتم حسین + خون بر لب فرات ز منقار ریختند +

حدیث ۲ – ام الفضل بنت حارث حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئین
اور کہنے لگین یا رسول اللہ مین نے آج کی رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہو
کیا ہے ام الفضل نے کہا حضور وہ بہت برا خواب ہے مین کہہ نہین سکتی آپ نے فرمایا کیا ہے
کہو کہا کہ دیکھا مین نے کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک سے کاٹ گیا ہے اور میری گود مین
رکھا گیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے تو بہت اچھا خواب دیکھا ہے
خدا نے چاہا تو فاطمہ کے ایک بیٹا ہوگا اور اس بیٹے کو تیری گود مین بسبب قرابت کے
پرورش کے لیے رکھینگے پس حضرت امام حسین پیدا ہوئے اور حسب فرمانے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے میری گود مین رکھے گئے پس ایکدن مین حضور نبوی مین آئی اور امام حسین
کو آپ کی گود مین رکھدیا اور حضرت کی طرف ہی مین نے اور طرف ذری سی آنکھ پھیری پھر جو
میری نظر آپ پر پڑی تو کیا دیکھتی ہون کہ دونون آنکھون سے حضرت کی برابر آنسو بہہ رہے ہین
مین نے عرض کی یا رسول اللہ مان باپ میرے حضور پر قربان ہون آپ کیون رو رہے ہین
اسقدر بیتاب ہو رہے ہین فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ عنقریب میری

اُمت اِس میری بیٹے کو شہید کریگی پس مین نی متعجب ہو کر عرض کی حضور اِس شہزادی کو
فرمایا ہان اور وہی ہی مجھے جبرئیل نی سرخ مٹی اسکے مقتل کی اور ایک روایت مین ہی کہ یہ
واقعہ حضرت امام حسینؑ کے چار مہینے کے سن مین ہوا تھا ام الفضل کہتی ہین کہ اُسوقت
شاہزادی کے منھ سے رال بہی اور ایک قطرہ اُسکا حضرت کی جامہ پر پڑا اور آپ منھ اپنا صاحبزادے
کے حلق پر ملتے تھے اور متواتر بوسے دیتے تھے تھوڑی دیر کے بعد مین نی جھونکے سے حضرت
کی آغوش ناز سے اُنکو اُٹھا لیا صاحبزادی نے رو دیا آپ نی فرمایا ای ام الفضل آہستہ اور
ہولے ہاتھ سے اُسکو لیا کر اور اسے تکلیف ندیا کر اسواسطے کہ یہ رنج جو میری جگر گوشے کو پہونچا
کس چیز سے دفع ہوگا اور یہ صدمہ جو اُنکے قلب کو پہونچا کون شے سے رفع ہوگا اتنے مین
حضرت جبرئیل امین آئے اور پیغام باری لائے کہ ای حبیب من ذری سی رونے سے حسینؑ کی آپ کو
اسقدر درد ہوتا ہی ملال ہوتا ہی دل نازنین آپ کا بیحال ہوتا ہی جسدم حلق تشنہ پر اُنکے
خنجر آبدار چلائینگے اور تن گلگون کو اُنکے اُنھین کے خون مین نہلائینگے اور اُنکے سر کو تن سے
دور کرینگے جسم نازک کو اُنکے گھوڑون کی ٹاپ سے چکنا چور کرینگے اُسدم آپ کا کیا حال ہوگا
کسقدر ملال ہوگا آپ یہ حال سُنکر نہایت غمگین اور از بس اندوہگین ہوئے **قطعہ** سوراخ
میشود دل ما چون گل حسینؑ ٭ آنجا کہ ذکر واقعہ کربلا رود ٭ آخر روا بود کہ ز سنگین دلان
شام ٭ بر اہلبیت این ہمہ جور و جفا رود ٭ **حدیث ۳۳** انسؓ کہتے ہین کہ فرشتہ جو
مینھ پر موکل ہے حق تعالی سے اجازت لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
آیا اور اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے پس آپ نی
فرمایا ای ام سلمہ دروازی سے خبردار ہو کوئی آنے نپاوے پھر اُسی اثنا مین کہ وہ دروازے پر نگہبان
تھین کہ یکایک حضرت امام حسینؑ آکر زبردستی اندر چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس جاکر اُنکی گود مین کودنے لگے اور آپ کی مونڈھے پر چڑھکر جھومنے لگے پھر آپ
اُنکو گود مین لیکر بڑی پیار سے چومنے لگے تب اُس فرشتے نی آپ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ
کیا آپ حسینؑ کو پیار کرتے ہین فرمایا ہان فرشتے نے کہا آپ کی اُمت تھوڑی دن مین
اُنکو شہید کر ڈالیگی اور اگر آپ چاہین تو مین آپ کو وہ جگہ جہان یہ شہید ہونگے دکھادون

پس اُسنے اپنا ہاتھ مارا اور حضرت کو مٹی سُرخ دکھائی پھر اُس مٹی کو حضرت ام سلمہؓ نے لیکر اپنے
کپڑے مین پوٹلی باندھ رکھی **راوی** کہتا ہے کہ ہم سُنا کرتے تھے کہ امام حسینؑ کربلا مین شہید ہونگے
رباعی بر قتل حسینؑ ارض و سماء می گریند ✤ از عرش علی تا بہ ثری می گریند ✤ ماہی در آب
و مرغ در روی ہوا ✤ در ماتم شاہ کربلای گریند ✤ **حدیث ۴** ۔ حضرات ام المومنین
عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خبر دی مجھے جبرئیل نے
کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد زمین کربلا مین شہید کیا جائیگا اور لائی جبرئیلؑ میرے پاس یہ مٹی
اور مجھسے کہا کہ جہان وہ شہید ہونگے اور اُنکی مرقد ہوگی وہین کی یہ مٹی ہے **قطعہ** چون چراغ
دیدۂ زہراؑ بکشتند ش ز بہر ✤ زہرہ را دل بر چراغ دیدۂ زہرا بسوخت ✤ چون روان کردند
خون از قرۃ العین رسولؐ ✤ چشم عیسیٰؑ خون ببارید و دل زہرا بسوخت ✤ **حدیث ۵** ۔
حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کروٹ کی بل سوتے تھے پس
ناگہان جاگ پڑے اور آپ اسوقت بہت غمگین تھے اور آپ کی ہاتھ مین سرخ مٹی تھی اُسکو آپ
اُلٹتے پلٹتے تھے مین نے عرض کی یارسول اللہ یہ کیسی مٹی ہے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے
کہ یہ نور چشم یعنی حسینؑ عراق کی زمین پر شہید ہوگا اور یہ مٹی وہین کی ہے **نظم** خاک را گر خون
آن شہزادہ رنگین کردہ اند ✤ جملہ حوران سرمۂ چشم جہان بین کردہ اند ✤ کوہ خارا سنگہا
بر سر زنند گر بشنود ✤ آنچہ آن سنگین دلان با آل یسین کردہ اند ✤ وہ چرا بر خاک میدان
غرق خون افتادہ اند ✤ شہسوارانے کہ فتح قلعۂ دین کردہ اند ✤ **حدیث ۶** ۔ حضرت
ام سلمہ فرماتی ہین کہ امام حسنؑ اور حسینؑ میری گھر مین کھیلتے تھے کہ اتنے مین جبرئیلؑ آئے پس
کہنے لگے یارسول اللہ آپ کی اُمت اس بیٹے حسینؑ کو آپ کے بعد آپ کے شہید کریگی
اور دی جبرئیلؑ نے آپ کو تھوڑی مٹی حضرت نے اُسکو سونگھا پھر فرمایا کہ اسمین رنج و بلا
کی بو آتی ہے آپ نے مجھے فرمایا کہ ای ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جاوے تو جانیو کہ میرا بیٹا شہید
ہوا حضرت ام سلمہؓ کہتی ہین کہ پھر مین نے اُس مٹی کو شیشے مین بند کر رکھا جب نور عینین
امام حسینؑ سفر عراق کو گئے ہین ہر روز اُس شیشے کو کھولکر دیکھا کرتی تھی اور زار زار
رویا کرتی تھی دسوین تاریخ محرم کی دوپہر تک وہ مٹی برقرار تھی دوپہر ڈھلے جو پھر دیکھا

موافق فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وہ مٹی خون ہوگئی تھی شیشے مین خون زیادہ بھرا تھا
مین بیتاب ہوکر زار زار رونے لگی جی جان کھونے لگی کر اپنے کو سنبھالا تا دشمنان دین شماتت نکرین
ہنسین نہین پھر جب خبر شہادت کی آئی تو اسی کے موافق پایا دسوین محرم عاشورہ کا دن جمعے کی روز
سن اکسٹھ ہجری مین دو پہر ڈھلے **غزل** اندرین ماتم ملائک دمبدم گریستہ ✤ جن و انس و طیور
و فلک زغم گریستہ ✤ کرسی از پا رفتہ و سدرہ در افتادہ زپای ✤ عرش نالان گشتہ و لوح و قلم گریستہ ✤
مہر عالمتاب با سوز جگر نالیدہ زار ✤ پیر گردون ہر زمان با پشت خم بگریستہ ✤ زین عزا بہر رضای خواجہ
رکن و مقام ✤ نالہ کردہ زمزم و بیت الحرم بگریستہ ✤ حور عین بہر رضای فاطمہؑ در باغ خلد ✤ بر
شہید کربلا با صد الم بگریستہ ✤ **حدیث ۷** — انس بن حارث کہتے ہین کہ مین نے سنا رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ بیٹا میرا حسینؑ مارا جائیگا اُس زمین مین جسکا نام کربلا ہے سو
جو شخص کہ تم لوگون مین سے وہان پر موجود ہو پس چاہیے اُسے کہ میرے حسینؑ کی مدد کرے پس
انس بن حارث کربلا کو گئے اور امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے **رباعی** جسوقت کہ ہو اذا السماء
انشقت ✤ جسوقت کہ ہو اذا السماء انفطرت ✤ زہرا یہ کہین پکڑ کے دامان رسولؐ ✤ اولاد مری
بای ذنب قتلت ✤ **شعر** رسولؐ پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر
بھی مدام ✤ **حدیث ۸** ایکدن حضرت امام حسینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
پاس حضرت عائشہ صدیقہ کے بالاخانے پر تشریف لائے اور وہان جبرئیل بیٹھے تھے پس جبرئیل نے
حضرت سے فرمایا کہ عنقریب اُمت آپکی اس شاہزادے کو شہید کریگی اور اگر آپ چاہین تو مین
بتاؤن آپ کو وہ زمین جسمین یہ شہید ہونگے پس ہاتھ سے اشارہ کیا جبرئیل نے طرف جنگل
میدان عراق یعنی کربلا کے پھر وہان کی مٹی سرخ لیکر آپ کو دکھلائی **نظم** زین مصیبت بیغم
دل در جہان یکجان کجاست ✤ در ہمہ روی زمین یک دیدہ بی طوفان کجاست ✤ عالمے
ہمچون سکندر در سیاہی ماندہ اند ✤ ای خضر بنما کہ آن چشمہ حیوان کجاست ✤ **حدیث ۹** —
یحییٰ نے کہا کہ مین نے سفر کیا حضرت مرتضیٰؑ کے ساتھ صفین کی طرف پھر جب آپ برابر نینوا کے
مقام پر پہونچے تو پکار کر فرمایا بیٹا حسینؑ فرات کے کنارے صبر کیجیو مین نے عرض کی یہ کیا
آپ نے فرمایا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ نے

مجھ سے کہا ہے کہ حسین شہید ہونگے فرات کے کنارے اور دکھلائی مجھے مٹی وہاں کی تھی ۔ بحر نظم
بروز واقعہ ای ظالم خدا ناترس ۔ بیا ببین کہ چہا کردۂ بجای حسینؑ ۔ خداست حاکم و پیغمبرست
دعوے گیر ۔ چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسینؑ ۔ روا بود کہ بخاک و بخون کنی غرقہ
رخ منور و گیسوی مشکسای حسین ۔ حدیث ۱۰ ۔ روایت کی انہوں نے اصبغ سے کہا کہ ہم
آئے تھے کربلا میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ قبرگاہ پر حضرت امام حسینؑ کے پس فرمایا علی مرتضیٰ
نے کہ یہ شہیدوں کے اونٹ بندھنے کا مقام ہے اور یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ انکی خون
بہنے کا مقام ہے کتنے جوان اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس میدان میں شہید ہونگے
جن پر آسمان اور زمین تا قیام قیامت روئینگے غزل ای بجای تو من وفا کردہ ۔ تو مکافات
آن جفا کردہ ۔ من ترا چون بحشر تشنہ شوی ۔ وعدۂ شربت صفا کردہ ۔ در مکافات ای حسین
مرا ۔ بغم آب مبتلا کردہ ۔ آن حسینم کہ جبرئیل او را ۔ ہر کجا دیدہ مرحبا کردہ ۔ فاطمہ از برای
تربتش ۔ صحن سحرگاہ آرزو کردہ ۔ روایت ۱۱ ۔ ہے کہ ایکدن جناب حضرت سیدۃ النساءؑ نے
دونوں شاہزادوں کے لیے دو کرتے سیکر پہنائے اور سنوار سنگار کر حضور نبوی میں بھیجا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں شاہزادوں کو گلے سے لگایا اور پیار کیا پھر آپ نے نظر کی
کہ گریبان پیراہن حسینؑ کا تنگ ہے بہت ہی کسا ہے فوراً آپ نے تکمہ کھولدیا گرد اگرد حلق
مبارک امام حسینؑ کے گریبان تنگ ہونے سے نشان پڑ گیا تھا کہ گلے میں گڑ گیا تھا یہ حال
دیکھکر دل آپ کا دکھا آنکھوں میں آنسو بھر آیا فی الحال جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ یہ
نشان گریبان کا گردن حسینؑ پر آپنے دیکھا سو اسقدر آپ کا دل دکھا اتنا آپکو رنج ہوا جسدن
اشقیای امت انکے گلے پر خنجر ستم مارینگے اور سر مبارک انکا انکے تن نازک سے اتار لینگے
اسدن آپ کو کتنا قلق ہوگا آپ یہ کلام سنکر رونے لگے بیتاب ہونے لگے غزل در جہان ہیچ
صعب تر ہرگز بلائے کس ندید ۔ دل شکن تر زین عزا ہرگز عزائے کس ندید ۔ ابتلای انبیا
و اولیا بسیار بود ۔ لیک در عالم ازینسان ابتلائے کس ندید ۔ چشم گردون چون نگرید خون کہ
در دوران او ۔ چون بلائے کربلا کرب و بلائے کس ندید ۔ در سرائے دہر تا شد رسم ماتم
آشکار ۔ ہمچو دشت کربلا ماتم سرائے کس ندید ۔ روایت ۱۲ ۔ ہے کہ ایک شخص تھے

خوشرو خوبرو دوستون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام انکا وحیہ کلبی تھا جب وہ حضرت کے
پاس آتے تو آپ انکی بڑی خاطر و توقیر فرماتے اور آتے تو کبھی خالی ہاتھ نہ آتے حضرت امام حسن
اور حسین کے واسطے کچھ تحفہ ساتھ لاتے اور دونون شاہزادے بھی اُنسے بہت مانوس تھے
جب وہ آتے جھٹ پٹ بے تکلف اُنکی گود مین جا بیٹھتے اور گریبان اور آستین کو اونکے
ٹٹولنے لگتے اور جبرئیل بھی کبھی کبھی بصورت وحیہ کلبی کے حضور نبوی مین حاضر ہوا کرتے
تھے غرض ایکدن جبرئیل بصورت وحیہ کلبی کے تشریف لائے اور اسوقت دونون شاہزادے
حضرت کی گود مین بیٹھے تھے جبرئیل کو دیکھکر حضرت کی گود سے اُٹھکر گستاخانہ جبرئیل کی گود مین
جا بیٹھے اور انکی آستین و گریبان مین ہاتھ دینے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ برافروختہ
ہوئے چاہا کہ شاہزادون کو جبرئیل کی گود سے ہٹا دین جبرئیل نے فرمایا یا رسول اللہ آپ خاموش
رہین بچون کو کچھ نہ کہین آپ نے فرمایا ای جبرئیل کیونکر کچھ نہ کہون کسطرح چپ رہون یہ تمھاری
حرمت و قدر جانتے نہین تمکو پہچانتے نہین تمکو وحیہ کلبی سمجھکر گستاخی کے ساتھ پیش آتی ہین
کبھی آستین کبھی تمھاری ڈاڑھی پر ہاتھ لاتی ہین جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ
آپکو انکی اتنی گستاخی پر اسقدر ملال ہوتا ہے آپ کا یہ حال ہوتا ہے حضرت اکثر اتفاق
ہوا ہے کہ انکی والدہ ماجدہ خاتون اکبری فاطمہ زہرا نماز تہجد پڑھکے سوگئی ہین شاہزادون نے
غافل ہوگئی ہین اور اگر ان دونون پیارون کو گہوارے مین اُسوقت بیداری ہوئی ہے
رونے کی طیاری ہوئی ہے تو اسوقت مجھے فرمان باری ہوا ہے کہ ہان جبرئیل دیکھو جلد جاو
اور حسین کا گہوارہ ہلاو اگر یہ روئینگے تو فاطمہ کی نیند کے مخل ہوئینگے یا رسول اللہ مینے
اکثر راتون کو گہوارے اُنکے جھولائے ہین اور اس شعر کی آواز کے ساتھ انکو بہلائے ہین
اشعار اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ نَہْرًا مِنْ لَبَنٍ + لِعَلِیٍّ وَ حُسَیْنٍ وَ حَسَنٍ + نہر ایک
جنت مین ہے دودھ کی + علی و حسن و حسین کے لیے + گناہون کو ناصر کے بخش ای خدا
کرم کر کر ہم پنجتن کے لیے + حضرت جب ہمنے اُنکے گہوارے اکثر ہلائے ہین اگر یہ میری
گود مین بیٹھے اور ہاتھ جیب و گریبان مین ڈالے تو اُس سے کیا ہوا اگر مین انہین کی
ہون سرگریبان ہون کہ تیری آستین و گریبان مین یہ کیا تلاش کرتے مین آپ نے

فرمایا اخی جبرئیل تم اسوقت بصورت وحیہ کلبی کے آئے ہو اور جب وحیہ کلبی یہان آتے تھے تو لڑکون کیواسطے کچھ میوہ کوئی سوغات لاتے تھے یہ تمھارے کپڑے مین وہی سوغات ڈھونڈھ رہے ہین جبرئیل نے عرض کی اچھا مین بہشت مین جاتا ہون اور پروردگار عالم سے عرض کرکے ابھی بہشتی میوے لاتا ہون غرض جبرئیل نے ایک خوشہ انگور کا اور انار بہشت سے لاکر حسین کے آگے رکھدیا صاحبزادون نے اٹھالیا اور حضرت کی ہاتھ مین دیا اتنے مین ایک سائل آیا حرف سوال زبان پر لایا کہ اے اہلبیت نبوت مجھپر کرم کیجیے صدقہ مجھے کچھ دیجیے خصوصاً انگور کہ مدت سے مجھے اسکا شوق ہے جی مین ازبس ذوق ہے حضرت نے چاہا کہ اس سائل کو خوشہ انگور مین سے کچھ دین اسپر اشارہ کرین جبرئیل نے روکا کہ نہین یہ شیطان بدانجام ہے میوہ بہشتی اسپر حرام ہے غرض حضرت وہ انگور اور دانے انار کے توڑ توڑکر شاہزادون کے منھ مین دیتے تھے اور بڑے پیار و محبت سے انکے رخسارون کے بوسے لیتے تھے جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ آپ حسین کو بہت پیار کرتے ہین فرمایا کیون نہین اَوْلَادُنَا اَکْبَادُنَا میری اولاد میرا جگر ہے پھر جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ایک دن اشقیاے امت یہ دونون میوہ باغ اور یہ دونون چشم چراغ کو آپ کی شربت شہادت پلائینگے اس صورت زیبا کو انکی خاک و خون مین ملائینگے ایک کو زہر ہلاہل پلاکے دوسرے کو خاک کربلا پر لاکر کے اور مصیبت انکی سبب زیادتی شفاعت کی ہوگی آپ کے لیے **بیت** برو و حشر بہ بینی بدست پیغمبر + کلید گنج شفاعت بخون نہاے حسین + حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات جبرئیل سے سنی بہت اندوہگین ہوئے آنکھین ڈبڈبا آئین نہایت غمگین ہوئے اور ایک روایت مین ہے کہ جبرئیل ہمرہ اسوقت ایک انار اور ایک سیب اور ایک بہی بہشت سے لیکر شاہزادون کو دی صاحبزادے خوش وخرم ہوئے آپ نے فرمایا گھر لیجاؤ مان باپ کی ساتھ ملکر کھاؤ مگر سب نہ کھالینا تھوڑا تھوڑا تینون مین سے رہنے دینا صاحبزادے گھر لیگئے یون تھا کہ ہر روز تینون سے گھر کے سب لوگ کھاتے تھے مگر تینون میوے دوسرے دن مسلم اور درست ہوجاتے تھے جب حضرت سیدہ نے قضا کی انار گم ہوگیا پھر جب شیر خدا نے وفات پائی بہی کا پتہ نہ ملا مگر سیب حضرت امام حسین کے پاس ہمیشہ رہتا تھا کربلا مین وقت غلبہ پیاس کی جب نوبت آتی اسکے سونگھنے کی تشنگی فرو ہوجاتی جسدن آپ نے شہادت پائی وہ سیب بھی غائب ہوگیا مگر ابتک بھی عاشقان اور محبان حسین ع روضہ انور پر انکی زیارت سراپا فیض و برکت کو جاتے ہین وہی مہک سیب بہشتی کی پاتے ہین

شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ بھی مدام ؛ روایت
۱۳ ہے کہ جب سن حضرت امام حسینؑ کا چار برس کا ہوا ایک دن آغوش نازنین حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھے تھے کہ ناگہان جبرئیل آئے حضرت بار بار اُنکے منھ اور آنکھون اور حلق کے
بوسے لیتے تھے اور سر کو اُنکے اپنے گلے اور سینۂ فیض گنجینہ سے لگاتے تھے جبرئیل نے کہا یارسول اللہ
اُس لخت جگر نور بصر کو آپ اتنا پیار کرتے ہین اسقدر دلار کرتے ہین فرمایا البتہ اَوْلَادُنَا اَكْبَادُنَا
اُسوقت امام حسینؑ کے گلے مین ایک تعویذ تاگے سے بندھا تھا اور اثر اُس تاگے کا گردن نازنین
مین اُنکے بطور خط کے پڑ گیا تھا بسبب لطافت جسم کے وہ تاگا گڑ گیا تھا جبرئیل بار بار اُس خط کی طرف
نظر فرماتے تھے اور سر ہلاتے تھے حضرت نے پوچھا بھائی بار بار کیون اُس خط کی جانب نظر اُٹھاتے ہو
اور سر ہلاتے ہو جبرئیل نے رو کر عرض کی یارسول اللہ کیا عرض کرون ایکدن کربلا مین اسی
خط کی جگہ اُنکی گردن پر خنجر تیز چلے گا جس سے دل ساری ملاء اعلی کا جلے گا رباعی ملک را
جان ازین آتش بسوزد ؛ فلک را ہم جگر زین غم بسوزد ؛ بد انسان آتشے گردد فروزان ؛
کہ از یک شعلہ اش عالم بسوزد ؛ روایت ۱۴ ہے کہ جب سن شریف پانچ برس کا ہوا
ایکدن عید کے روز علی الصباح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ خاتون جنت کے
گھر تشریف لائے دیکھا کہ آپ غمگین بیٹھی رو رہی ہین بیقرار ہو رہی ہین حضرت نے فرمایا ای
جگر گوشہ آج عید کا دن خوشی کا روز ہے کہو تمکو کیا غم ہے کیا سوز ہے فرمایا باباجان فاطمہ کی
جان آپ پر قربان آج عید کا دن ہے اور ان دونون پیارے حسنؑ اور حسینؑ کی لڑکین کا
سن ہے کپڑے اُنکے پرانے ہو گئے ہین نئے مانگتے ہین ہرچند سمجھاتی ہون مانتے نہین میری
تنگدستی کا حال جانتے نہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُنکر متامل ہوئے اتنے مین جبرئیل
زمین آئے اور دو جوڑی بہشتی کپڑے اُنکے قد و قامت کے موافق سیے ہوئے ساتھ لائے اور
عرض کی یارسول اللہ آپ ملال نہ کیجیے صاحبزادون کو حلے بہشتی پہننے کو دیجیے آپ نے
حضرت سیدہؑ سے فرمایا ای جگر گوشہ اپنے حجرے مین جاؤ اور جو چیز حجرے مین رکھی ہے
اُٹھا لاؤ حضرت سیدہ نے فرمایا ابھی مین حجرے مین سے آتی ہون حجرے مین کچھ چیز نہین ہے
آپ نے فرمایا جگر گوشہ مین ابھی جبرئیل خبر لائے ہین کہ حسنینؑ نور عینین کے لیے بہشتی خلعت

ہم حجرے مین رکھہ آئی ہین وہ صاحبزادون کو نیچے کو دیجیے حضرت سیدہؑ حجرے کے اندر تشریف
لائین گیا دیکھتے ہین کہ وہان ایک طشت چاندی کا رکھا ہے اُسپر دو جوڑے انمول بڑے
تکلف سے بچے سجائے رکھے ہوئے ہین اور اُنمین جابجا دو گل بوٹے حسنؑ حسینؑ کے بنے ہوئے
ہین آپنے اُس طشت کو لا کر حضرت کے حوالے کیا حضرت نے ایک جوڑا امام حسنؑ کو اور ایک
جوڑا امام حسینؑ کو دیا کہ خدا کے پاس سے تمھاری عیدی آئی ہے دیکھو تمپر کیا فضل کبریائی ہے

بیت خلعت قدر کہ خیاط کرامت آراست ٭ بر قد و قیامت اقبال شما آمد راست ٭ مگر

شاہزادون نے دونون جوڑے سفید دیکھکر اُنکے پہننے سے منھ موڑا اور حضرت کے آگے
آکر بڑھ جوڑے کہ نانا جان عرب کے لڑکون کے کپڑے رنگا رنگ ہین کہ ہم لوگ اُنکو دیکھہ دیکھکر
دنگ ہین ہمین بھی تو دونون جوڑے رنگوا دیجیے یہ ہماری منت ہان یہی حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اس کلام کو صاحبزادون کے سُنکر متفکر ہوئے جبرئیل امین نے آکر عرض کی حضور
اندیشے کی کیا بات ہے یہ رنگ دینا تو اپنے ہاتھہ ہے ایک طشت منگوائیے اور ایک آفتابہ لائیے
طشت اور آفتابہ آیا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ آپ ان کپڑون کو اپنے
دست حق پرست سے ملین اور ہم اُسپر آفتابہ سے پانی دین دونون صاحبزادے جو رنگ
چاہینگے وہی رنگ رنگا جائیگا سر مو فرق نہ آئیگا غرض آپنے ایک جوڑا طشت مین رکھکر
امام حسنؑ سے پوچھا بیٹا کون رنگ چاہتے ہو فرمایا نانا جان سبز رنگ آپ نے اُس کپڑے کو
غوطہ دیا وہ جوڑا مثل زمرد کے سبز رنگ ہو گیا اُسے امام حسنؑ کو دیا دوسرا جوڑا طشت مین
رکھکر کے امام حسینؑ سے پوچھا تم کون رنگ طلب کرتے ہو فرمایا نانا جان سرخ رنگ
آپ نے اُسے طشت مین غوطہ دیا وہ حلہ رنگ یاقوت کے گلناری ہو گیا اُسے حضرت
امام حسینؑ کو دیا غرض دونون لعل دونون پھول وہ دونون جوڑے بہشتی سبز و سرخ
پہنکر کے خوشی سے پھول گئے سارا رنج و غم بھول گئے صحن خانہ مین اُچھلنے لگے باہر چلنے
لگے حضرت نے اُچھلکر اُنکے رخ انور کے کئی بوسے لیے گلے سے لگا کر بہت محبت اور
پیار کیے پھر حضرت سیدہؑ کی گود مین لیکر بلائین لین دعائین دین اور فرمایا **نظم**

زنان مصر بہنگام جلوہ یوسف ٭ زدی بیخودی از دست خویش بریدند ٭ مقرر ست

دل پارہ پارہ می کردند + اگر جہان تو اے نور دیدہ می دیدند + پھر جبرئیل اونکے
جمال باکمال اور حسن بے زوال اور وہ عمامے کی سجاوٹ وہ باتون کی بناوٹ وہ سرخی کی
نکھار وہ سبزی کی بہار وہ اچھل کود لڑکپن کا سن وصوم صوم عید کا دن دیکھکر بیقرار
ہونے لگے گرد پھر پھر کر یہ کہکے نثار ہونے لگے **بیت لمولفہ** صبح عید من بست روی
حسین + شام من زلف مشکبوے حسینؓ + اور گاہے مارے خوشی کے صحن خانہ مین گھومتے
تھے اور حالت وجد مین یہ کہتے اور جھومتے تھے **نظم** مرحبا سید مکی مدنی العربی + دل وجان
بار فدایت چہ عجب خوش لقبی + من بیدل بجمال تو عجب حیرانم + اللہ اللہ چہ جمالست
بدین بوالعجبی + پھر ناگاہ دل بھر آیا دونون شاہزادون سے ہم آغوش ہوکر رونے لگے
برابر آنسو سے بھگونے لگے روتے تھے اور شاہزادون کا منھ تکتے تھے کہ منھ سے بول نہ سکتے تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا جبرئیل تمکو خوشی مین کیا ملال ہوا کہو کس بات کا خیال
ہوا جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ مجھکو ان دونون شاہزادون کا آخری رنگ یاد پڑ گیا
جسمین یہ اخر نشتر سا گڑ گیا جی ابلا آتا ہے طبیعت شاد نہین حضور کو سبز محل حسنؓ کا اور
سرخ حسینؓ کا بہشت مین مین نے جو دکھایا تھا شاید یاد نہین یا رسول اللہ آخر وقت
انکا ہرے رنگ امام حسنؓ کا سبز زمردین ہو جاویگا اور رنگ اس لعل یعنی حسینؓ کا انکے
خون سے کربلا مین سرخ رنگین ہو جائیگا **بیت** سبزہ رو بر خاک مالد از غم زہر حسنؓ +
لالہ گون گردد شفق از غلت خون حسینؓ + آپ نے جب یہ خبر جبرئیلؑ سے سنی روکر پوچھا
جبرئیل وہ قاتل کون ہوینگے کہا آپ کی امتون مین سے پھر پوچھا اسوقت ابوبکر عمر عثمان
علی زندہ رہینگے عرض کی نہین پھر پوچھا مین اسوقت زندہ رہونگا کہا نہین فرمایا تب تعزیت
غریبون اور یتیمون کی کون کریگا کہا جانوران جنگل اور مرغان ہوا کے اور سب وحوش
طیور اور جانداران دریا کے اور باشندن آسمان و زمین روینگے ستارے اور فرشتے ماتم
کرینگے اور باشندن آہوان وحشی اپنے بچون کو دودھ نہ پلائینگے اور خود بھی آب و دانہ
نکھائینگے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام +
روایت ۱۵ - راحت القلوب مین ہے حضرت نظام الدینؒ نے لکھا ہے کہ ایکوقت

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع یاران مین بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے مین حضرت معاویہ یزید لعین کو اپنے کاندھے پر سوار کیے لیے جاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا سبحان اللہ دوزخی بہشتی کے کاندھے پر چڑھا جاتا ہی امیر المومنین حضرت اسد اللہ الغالب علی رضی اللہ عنہ نے سُنا اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاویہ کے بیٹے کو آپ نے دوزخی کہان سے فرمایا آپ نے فرمایا ای علی یہ یزید بدبخت ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ میرے نور عینین کو ماریگا اور ساری اولاد کو ہماری شربت شہادت پلائیگا جب امیر المومنین علیؑ نے یہ حال سنا غصے سے سر کو دُھنا چاہا کہ باپ بیٹے دونون کو مار ڈالین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا علی غصہ نکرو تقدیر الٰہی اسطرح پر جاری ہوئی ہے تمکو مخالفت تقدیر کی نہ چاہیے کہ رنی حضرت علی رونے لگے اور فرمایا یا رسول اللہ آپ اسدن رہینگے فرمایا نہین پھر پوچھا فاطمہ زہرا رہینگی فرمایا نہین پھر پوچھا مین رہونگا ارشاد ہوا نہین پوچھا یا رسول اللہ تعزیت ان بیکسون کی کون کریگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون شاہزادون کو گود مین لیکے نعرہ مارا اور فرمایا کہ ای غریبان مین نہین جانتا کہ حال تمھارا اُسدن میدان کربلا مین کیسا ہوگا اور پھر آپ نے ایک نعرہ مارا اور جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ جب ہم لوگون مین سے کوئی نہ رہیگا تب تعزیت ان غریبون کی ہمارے کون کریگا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ تعزیت شاہزادون کی آہوان دشتی اور ماہیان اور فرزندان اور متابعان آپ کے کرینگے اُسدن آہوان بچون کو دودھ نہ پلاوینگے اور ہر سال مثل ماتم کے ہوگا کہ صفت اُسکی بیان مین نہ آوے رباعی تا دہر ہست واقعۂ زین صعب تر ندید ❊ ہر کس خبر شنید کسش باخبر ندید ❊ چشم زمانہ بر ورق چرخ قصہ ❊ پر سوز تر ز حال شبیر و شبر ندید ❊ روایت ۱۶ — مصابیح القلوب مین ہے کہ کعب الاحبار ایک روز اہل مدینہ کو احوال گشت وخون اور لڑائیون کے جو کتابون مین پڑھے تھے سناری تھے اثنا سخن مین کہا کہ ان سب واقعات سے بزرگترین واقعہ اور سخت ترین حادثہ شہید ہونا حضرت امام حسینؑ کا ہوگا اور ہمنے کتابون مین پڑھا ہے کہ بروز شہادت

امام حسینؑ کے سُنا تون آسمان خون روینگے لوگون نے کہا کہ ہمنے تو ابھی تک نہین سُنا کہ آسمان کسی کے واسطے خون روئے کہا واہی بر شما قتل ہونا امام حسین کا ایک امر عظیم ہے وہ فرزند ارجمند اور ریحان حبیب رب العالمین اور سبط اور جگر گوشہ سید المرسلین ہین اور پسر سید اولیا اور پنجم آل عبا اور نور دیدہ فاطمہ زہرا اور قوت بازوے حسن مجتبی قسم اُسکی پروردگار کی کہ جان کنعب کی ہاتھ مین اُسکے ہے کہ مین نے ایسا پڑھا ہے کہ اُنکی شہادت کے دن جوق جوق فرشتے رحمت کے سر روضہ پر اُنکے کھڑے ہوکر قیامت تک ہر دم اور ہر لحظہ روتے رہینگے اپنی جان کھوتے رہینگے اور ہر جمعے کی رات ستر ہزار فرشتے آسمان سے اُترینگے اور اُنکی قبر پر زاری کرینگے اور صبح ہوتے اپنے اپنے عبادت خانہ مین چلے جاینگے اہل آسمان اُنکو ابو عبداللہ مقتول کہتے ہین اور فرشتگان زمین کے ابو عبداللہ مذبوح اور فرشتے دریا کے حسین مظلوم اور ملائک سوا کے حسین شہید کہتے ہین **نظم** ہر کہ امروز از برائی آن شہیدان غم خورد ✤ باشد انا اندازہ بیرون شادی فردای ✤ ای عزیزان یکدہ از حال حسنؑ یاد آورید ✤ گشتہ تلخ از زہر دشمن لعل شکر خای او ✤ پس براندیشید از قتل حسینؑ ابن علی ✤ وز غم اولاد پاک عترت والای او ✤ تشنہ لب خستہ جگر مجروح تن پر غصہ دل ✤ در میان خاک و خون نہان رُخ زیبای او ✤ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہ حسن و حسینؑ پہ بھی مدام ✤

سبب کیا حضرت حسینؑ کو ہمشکل پیغمبرؐ بنا کر حق نے انہین شربت شہادت کا پلایا ہے

اب کلیجا ماصر کا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اُلٹنے لگا آسمان روتا ہے عرش الٰہی تھرّاتا ہے بیتاب ہوتا ہے فلک پر غم و غصے سے شفق پھولی ہے طبیعت ہر جن و بشر کی مارے درد و الم کے مسرت وارین بھولی عالم ناسوت اور جبروت کا جگر شق ہے ملکوت اور لاہوت میں اندوہ سے قلق ہے دل سے نعرہ جانکاہ ہے لب پر فغان ہے آہ وحش و طیور نکلا مارے غم کے دم لوٹتا ہے ہر شجر اور حجر سنگ الم سے اپنا سر کوٹتا ہے طفلان شیرخوارہ کی طبیعت اُداس ہے نہ خواہش دودھ ہے نہ رغبت پیاس ہے حور و قصور کا سینہ چاک ہے ملائک کے سرون پر خاک ہے نبی کا لال علیؑ فاطمہؑ کا نونہال قطرۂ آب کو

ترستا ہے آسمان سے خون برستا ہے فرش سے عرش تک ایک سناٹے کا عالم ہے سب کاروبار خدائی کا درہم برہم ہے شہر مدینہ سنسان ہے ہر گلی کوچہ ہو کا مکان ہے عرش الٰہی کو جنبش ہے روضہ انور کو لرزش ہے انبیا غم سے سر جھکائے ہین تعزیت کو مزار مہبط انور پر آئے ہین قریب ہے کہ مزار شریف پھٹ جائے ساری دنیا الٹ جائے اور کیونکر نہو یہان سبی نہنگا۔ قیامت نما یعنی تمہید شہادت ریحانین مصطفےٰ جگر گوشگان مرتضیٰ لخت جگران فاطمہ زہرا کا ذکر آتا ہی سیلاب خون چشمان کاتب کی بہا جاتا ہے۔ **مثنوی** عالمے را جان درین ماتم پریشان گشتہ است ✤ خانہ دلہا ازین اندوہ ویران گشتہ است ✤ چشم ما ہمچون رخش در خون دل گشتست غرق ✤ حال ما مانند گیسویش پریشان گشتہ است ✤ محدثان باخبر و واقفان کتب احادیث و سیر لکھتے ہین کہ ازل الازال مین حقتعالی نے جو تجلی اپنی آپ پر کی تو بصورت ایک ذات بحت اور نور محض اور وجود مطلق کے تھا جامع جمیع صفات باکمال اور نعوت جلال و جمال کا **شعر** جمال مطلق از قید مظاہر ✤ زنور خویش ہم برخویشتن ظاہر ✤ پھر جب چاہا کہ پردۂ غیب سے عالم شہود مین آئے اور جمال جہان آرا اپنا عالم دکھائے تو کئی ہزار برس پہلے پیدا کرنے سے لوح و قلم عرش و کرسی آسمان و زمین ومافیہا کے اپنے نور کامل السرور سے نور محمدی پیدا کیا اور اپنی کو آپ پرستیدا کیا پھر اُس حقیقت محمدیہ کو خلعت لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کا پہنا کر اپنا خلیفہ مطلق بنا کر معدن جمیع صفات کمال اور مخزن ساری فضائل جلال و جمال کا اور تمامی اقسام کے کمالات مین طاق اور افضل من کل افضل علی الاخلاق بنایا اور اسی نور محمدی سے ساری اولیا انبیا صدیقین شہدا صلحا غرض سوا اپنے ساری مخلوقات کو وجود مین لایا پس ہماری حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بمنزلہ عنصر اور اصل تمام موجودات اور تخم وجود جمیع مخلوقات اور اصل الاصول سب کلیات اور غایت الغایات تمام جزئیات کے اور روح اعظم اور آدم اکبر اور نائب خدا اور خلیفہ اکبر اللہ کے ہوئے سارے انبیا اور رسل وغیرہ اجزا اور فرع اور نواب اور خلیفہ محمد رسول اللہ کے ٹھہرے **شعر** تو اصل وجود آمدی از نخست ✤ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست ✤ اور ازل سے ابد تک جو نعمت اور برکت کہ وجود مین آئی یا آئیگی وہ آپ ہی کے سبب سے ملی اور سب انبیا نبی اپنی اپنی اُمت کے تھے یہ نیابت آپ کے اور آپ نبی ساری مخلوق

اور تمامی انبیا کے تھے بالاصالۃ پھر حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک جتنے انبیا اور علما آئے وہ اپنے اپنے رتبہ اور مقام اور مادہ قابلہ کے موافق جس قسم کی نعمت اور خیر و برکت ظاہری یا باطنی دینی یا دنیاوی تھوڑی یا بہت آپ ہی کے دست حق پرست سے پائی (رباعی)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ + مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ + لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّكَ + بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر +

پس حق تعالیٰ نے ایک ایک ستارہ نبوت کو حضرت کا نائب اور خلیفہ بناکر آسمان ہدایت پر چمکایا بعد اُسکے خود اس آفتاب عالمتاب نے مطلع کرامت سے طلوع اجلال فرمایا اسواسطے کہ اگر قبل تمامی انبیا کے آپ دنیا میں تشریف لاتے تو اور سارے انبیا نبوت اور رسالت سے محروم رہجاتے پس جاننا چاہیے کہ جو جو کمالات اور خوبیاں کہ آپکے ہاتھ سے جدا جدا اور پیغمبرون کو ملی تھین سو وہ سب مجموعہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدرجہ اتم روز میثاق ہی مین عنایت ہوچکی تھین خلافت آدمؑ معرفت شیثؑ رفعت ادریسؑ شکر نوحؑ قوت ہودؑ فصاحت صالحؑ خلت ابراہیمؑ لسان اسمعیلؑ رضائے اسحقؑ بشارت یعقوبؑ حسن یوسفؑ صبر ایوبؑ کلام موسیٰؑ طاعت ہارونؑ وقار الیاسؑ صوت داؤدؑ ملک سلیمانؑ حکمت لقمانؑ عبادت یونسؑ تحمل زکریاؑ زہد یحییٰؑ کرم عیسیٰؑ اور سوائے ان سب اوصاف کے اور بھی بہت سے ہر طرح کے کمالات جو روز ازل سے مختص بذات جامع الصفات تھے اور کسی نبی مرسل کو نہ ملے تھے حضرت کو ملے جیسے ولایت جامع محبوبیت مطلقہ اصطفاء مطلق قرب حق عرفان اتم جوامع کلم شفاعت عظمیٰ خلافت کبریٰ منصب قضا مرتبہ افتا خلق عظیم فیض فہم عقل کامل علم شامل ہجرت وجہاد واحتساب معراج و رویت رب الارباب وغیرہا (رباعی)

لب لعل وخط سبز ورخ زیبا داری + حسن یوسف ودم عیسیٰ ید بیضا داری + خوبی وشکل وشمائل حرکات وسکنات + آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری +

فقط ایک رتبہ شہادت ظاہری وباطنی کا آپ نے بنفس نفیس نہ پایا تھا یہی ایک کمال آپ کے عنصر شریف مین نہ سمایا تھا اور اس کا بھید یہ تھا کہ اگر آپ شہادت جلی کا رتبہ پاتے یعنے لڑائی مین کفار کے ساتھ شہید ہوجاتے تو شوکت اسلام ٹوٹ جاتی دین مین بڑا خلل پڑجاتا عوام کے ایمان مین خار شبہہ گڑجاتا یعنی لوگ شبہہ لاتے کہ اگر یہ نبی برحق ہوتے تو کفار کے ہاتھ سے کیون مارے جاتے اور اگر آپ شہادت

خفی کا مرتبہ پاتی یعنے چھپکے سی مثل خلفای راشدین اپنی کے شہید ہوجاتی تو یہ شہادت مشہور اور ہر طرح سے کامل نہوتی
اور بھی مدارج اعلی پر شہادت کی شامل نہوتی اسواسطے کہ پوری شہادت یہ ہی کہ آدمی غربت اور مسافرت
مین ہر طرح سے بیکس اور بیبس ایسے مقام پر ہو جہان اُسکا کوئی یار ہو نہ غمخوار ہو نہ مونس ہو نہ مددگار نہ
کوئی ساتھی ہو نہ ہمدم نہ ہمدرد ہو نہ محرم بھی وہ درمیان اعدا کے گرفتار ہو مثل ایک انار میان
صد بیمار ہو اور سارے خادم اور غلامان و اعزہ و اقران اُسکے گرد اگرد روبرو اُسکے ماری جاوین سب کے
سب شہادت پاوین اور سارا مال اور کمائی اُسکی لُٹ جای کوئی اُسپر رحم نکری سب کے دلون سے
محبت اُسکی چھوٹ جاوی آخر وہ تن تنہا رہ جاوی اور سب مصیبتین لندو بدو دیکھکر مٹ جاوی بلکہ
چارونطرف سی اُسپر مینھ نیزی اور تیرون کا برسی اور اگرانی لہو کے دریا مین مثل ماہی بی آب کی تڑپے مگر قطرہ آب کو ترسے
اور ماری زخمون کی سارا بدن اُسکا چکناچور ہووی اور ہر زخم پیچھے اُسکو لذت ملے سرور ہووی با این ہمہ مقام
رضا اور تسلیم مین کھڑا رہی امر حق پر اڑا رہی آخر ہر جانب سی مینھ تیغ بیدریغ کی اُسپر بوچھار آوی اور وہ تشنہ
آب کو ترس ترس کر شہادت پاوی پھر اعدا ہجوم لاوین اور کوچین اُسکے گھوڑی کی کاٹی جاوین اور خنجر خونخوار سے
سر اُسکا تن سی جدا کر لیوین اور لاش اُسکی سر میدان خاک و خون مین پڑی رہنی دین اور اُسکی عورتین
اور یتیم ننھے ننھے بن باپ کی قید مین گرفتار ہون بات کرنی آہ سرد بھرنے سی ناچار ہون غایت یہ ہی کہ بھر
لاش کو گھوڑون پر چڑھکر ماری ٹاپونکے چکناچور کر دیوین حتی کہ مغز کو استخوان سی دور کر دیوین پھر سر اُسکا
نیزی پر چڑھا کر دربدر شہر بشہر پھراوین اور آگی آگے اُسکے اپنی خوشی اور فتح کی ڈنکے بجاتی جاوین پس اگر
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنفس نفیس شہادت پاتی تو دین اسلام مین بڑا خلل پڑ جاتا آئینہ ایمان
عوام کے بل پڑ جاتا اور منظور الٰہی یہ تھا کہ یہ بڑا کمال شہادت خفی اور جلی کا بھی آپ کی ذات جامع الصفات
مین آوی تاکہ کوئی مرتبہ کمال کا آپ کی ذات سی باقی نہ رہجای پس اس امر کی ظہور کیواسطے ازل ہی مین اہلبیت
اطہار مین سی ایسے دو شخص جو اقرب الاقارب اور احب الاحباب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے
حضرات حسنین جنکا حال بجنسہ حضرت کا حال اور جنکا کمال بعینہ حضرت کا کمال ہی اور صورتا اور سیرتا
وحدت بلکہ رتبہ عینیت کا رکھتی ہین تجویز فرمائی گئے اور یہ دونون رخساری جمال محمدی اور دو آئینے پرتو
احمدی کے ہو بہو حضرت کی قالب مین صورتا اور سیرتا بمنزلہ یک جان دو قالب کے ڈھال کر دو
رسولؐ نما بنائے گئے اسی واسطے حضرت امام حسنؑ مو سر سی سینے تک اور حضرت امام حسینؑ سینے

لیکن ناخن پاتک بجنسہ ہو بہو ڈیل ڈول قد و قامت صورت اور سیرت میں ہمشکل حضرت کی مخلوق فرمائی گئے
اور دونوں شیر دلیر میدان امتحان میں لائی گئے تا کمال دونوں طرح کی شہادت کا دونوں آئینوں رسول کی
نما میں دیکھا جاوے اور درجہ دونوں شہادت کا ہر طرح سے آپکی ذات میں بواسطہ حضرات حسنین کے آوے اور
جو صدمات اور واقعات کہ ان جگر گوشگان پر طاری ہوں وہ سب موجب تکمیل مدارج شہادت
حبیب باری ہوں پس خلعت شہادت خفی کا حضرت امام حسن کی قامت رعنا پر بہت ہی زیبا اور ٹھیک
آیا اور رنگ شہادت جلی کا حضرت امام حسین کی جامہ وجود پر خوب سمایا اور چونکہ بنا حضرت امام حسن کی شہادت
کی کتمان پر تھی اسیواسطے نہ کبھی ذکر اسکا جبرئیل کی زبان پر آیا اور نہ گاہے رسول مقبول نے زبان
مبارک سے ارشاد فرمایا حتی کہ خود حضرت امام حسین نے باوجود علم کے اپنے قاتل کا نام چھپایا اور ہر چند حضرت
امام حسین پوچھتے رہے مگر نہ بتایا اور مدار شہادت کا حضرت امام حسین کی اعلان پر تھا اسی واسطے ازل
ہی میں پہلے تو یہ بات لوح محفوظ میں مسطور ہوئی پھر عالم ارواح ہی میں ساری فرشتوں کی درمیان
مشہور ہوئی یہانتک کہ بروز ولادت حضرت امام حسین کی جبرئیل آمین مبارکبادی کو آئی اور تہنیت
کے ساتھ ہی سوگ کو تعزیت شہادت امام حسین درمیان لائی پھر تو بارہا جب جبرئیل حضور نبوی میں
آئی خبر شہادت امام حسین سناتی حتی کہ زمانہ شہادت یعنی انتہای سنہ ۶۰ ہجری اور اسکی مکان یعنی کربلا کا بھی
بتایا اور سرخ مٹی وہانکی لا کر حضرت کو دکھائی اور خود جناب شیر خدا نی اکثر صحابہ کی ساتھ خاک کربلا بچشم
خود نظر فرمائی اور پکار کر فرمایا حسین یہاں کنارے فرات کی صبر کرنا دلیر جبر کرنا غایت یہ ہے کہ یزید پلید
اپنے باپ کے کاندھے پر حضرت کی آگے آیا آپ نی اسے دیکھکر مسکرا کر فرمایا کہ یہ میری دونوں نور العینین
حسنین کو شربت شہادت پلائیگا اور میری سارے خاندان اور اہلبیت کو خاک میں ملائیگا حضرت
امیر نے چاہا کہ اسے قتل کریں آپ نے منع فرمایا کہ نہیں اسے چھوڑ دو یہی خدا کی رضا ہے
اسی طرح پر قضا ہے غرض یہ امر قبل شہادت ہی کے خوب مشہور ہوا نزدیک ہی نہیں دور دور ہوا اور
چونکہ حین حیات حضرت کی یا ایام خلافت میں خلفاء اربعہ کی اسطرح شاہزادوں کا شہید ہونا مناسب
شان نبوت اور خلافت کی نہ تھا اسواسطے بعد وفات آپ کے اور بعد گذرنے تیس برس ایام خلافت
کے بڑے شاہزادے کو شہادت باطنی کی ساتھ مختص کر کے آنکے حرم خاص کی ہاتھ سے کہ کسی طرح کا گمان
عداوت کا نہیں ہوسکتا تھا زہر ہلاہل یعنی شربت شہادت پلایا اور چھوٹے صاحبزادے کو شہادت

ظاہری کے ساتھ مخصوص کر کے بڑی دھوم دھام اور نہایت شہرت اور اژدحام کے ساتھ شہید کرایا اور جو مصیبتین اور بلائین کہ ازل سے ابد تک کسی انبیا اور مقربان درگاہ کو نصیب نہین ہوئی تھین شہنشاہ کونین حضرت امام حسینؑ تسلیم مین ثابت قدم رہکر اُن سب تکالیف کو سر اور آنکھون پر اُٹھایا نظم اللہ نے پیدا جو کیا رنج و بلا کو ✦ تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو ✦ پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو ✦ تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو ✦ آغاز مصیبت تو لکھا نام نبی پر ✦ اور خاتمہ بالخیر حسینؑ ابن علی پر ✦ پھر سر کو اُس سردار دارین جان کونین کے جو زیب آغوش پیغمبر تھا نیزہ پر چڑھا کر شہر شہر گلی گلی پھروانا اور لاش مبارک کو اُنکی گھوڑون کے سمون سے چکنا چور کروانا اور بروز شہادت آسمان سے خون برسنا اور تین دن تک ساری دنیا مین اندھیرا ہو جانا اور مٹی کا خون ہونا اور پتھر کے تلے سے خون باہر آنا اور آواز غیبی سے مرثیون کا مسموع ہونا اور جنون کا نوحہ کرنا رونا پھر تا زمان قیامت تمام عالم مین جن ہون یا انس مسلمان ہون یا کافر مرد ہون یا عورت لڑکے ہون یا بوڑھے ہمیشہ اِن مصائب دردناک اور واقعات ہولناک کا مذکور رہنا اور سب دلون کا کثرت بکا اور غم اور حزن اور الم سے اِس رنج کے چور رہنا اور عرش سے فرش تک اور عالم غیب سے شہادت تک وحوش سے طیور تک جمادات سے نباتات تک ہمیشہ اُسکا بڑا شہرہ ہونا اور تمام عالم کا مصیبت مین امام عالیمقام کے رونا ثمرہ اُسی شہادت جلی کا ہے

رباعی عالم ز بلاہای تو محنت کدہ ایست ✦ وین محنت و غم نصیب ہر دل شدہ ایست ✦
ہر جا کہ نگاہ میکنم در رہِ تو ✦ دل خون شدہ غمزدہ سوختہ ایست ✦ **شعر** رسول پاک پہ بھیج
ای خدا درود و سلام ✦ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✦

یزید ناخلف کو جو عداوت شاہ دین سے تھی | بنا معنوی کا اُسکے بیان پر ذکر آتا ہے

راویان اخبار غم و حاکیان حکایات الم نے یون رقم کیا ہے کہ عداوت یزید پلید کی ساتھ جناب حضرات حسنینؑ کے دو سبب سے تھی ایک معنوی دوسرے صوری عداوت معنوی اس طرح پر تھی کہ ارواحین انبیا اور ابرار اور شہدا کی مظاہر لطف و رحمت الٰہی ہوتی ہین انکے اپنے درجات کی موافق اِسی واسطے وہ روز میثاق ہی مین بہت ہی لطیف پیدا کی گئین اور ارواح کفار اور فساق

ان مظاہر قہر اور غضب ایزدی کی ہوتی ہین انہی اپنے درکات کی مطابق اسلیے وہ نہایت پلید اور کثیف پیدا ہوئین پس بمصداق بیت کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ✤ کبوتر با کبوتر باز با باز ✤ دونون قسم کی روحون کو جتنا عالم ارواح ہی مین اپنی اپنی ہمجنس سے اُلفت اور محبت اور اپنی جنس مخالف سے بغض اور عداوت تھی دنیا مین اُسی قدر بسبب اُسی مناسبت اور مخالفت روحانی کے اپنی اپنی ہمجنس سے محبت اور غیر جنس سے عداوت ہوتی ہی **نظم** دوستی و دشمنی در ہر نہاد ✤ ز اختلاف روز میثاق افتاد ✤ درمیان مرومیان را طالب اند ✤ زنگیان را در زنگیان ہم راغب اند ✤ وانکہ ہمجنس نبود اندر نخست ✤ این زمان در دشمنی ہست ند چست ✤ پس چونکہ یزید پلید خبیث کی روح نہایت نجس اور کثیف بنی تھی اور روح حضرات حسنینؑ کی نہایت اطیب اور الطف اور اعطر تھی اسلیے بباعث اسی مخالفت روحانی ابنی کے اُس پلید نے دنیا مین دونون شاہزادون سے عداوت رکھی اور جو کچھ اُس سے ہوسکا کیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤

عداوت ظاہری کی وجہ کا اب ذکر آتا ہی	یزید بیحیا اور حضرت شبیر کے باہم

قسم دوسری عداوت صوری اُس پلید کی ساتھ حضرات حسنینؑ کے جو فرع اُسی عداوت معنوی کی تھی دو طرح پر ہے **اصلی** اور **فرعی** عداوت صوری اصلی اسطرح پر تھی کہ گھر مین عبد المناف کے دو لڑکے جڑوین پیدا ہوئی ایک کا نام ہاشم دوسری کا اُمیہ رکھا گیا پیشانی دونون لڑکونکی باہم ملی تھی ہر چند کوشش کی جدا نہ ہوئی آخر ناچار ہوکر دونونکی زندگی سے ہاتھ دھوکر بیچون بیچ سے پیشانی دونون کی تراش دی یہ بات ایک عاقل عرب نے سنی کہا مناسب تھا کہ تلوار کی سوا اور کسی چیز سے دونون کی پیشانی جدا کردیتے یہ بلا ردائمی سر پر نہ لیتے اب ہمیشہ ان دونون کی اولاد مین تلوار چلیگی تیغ عداوت انکے درمیان نیام مین دم بھر آرام نہ لیگی چنانچہ ہاشم اور اُمیہ سے تلوار چلی ہاشم نے اُمیہ کو زیر و زبر کیا مکے سے نکالدیا پھر ہاشم کے گھر بیٹا پیدا ہوا نام اُنکا عبد المطلب رکھا اور اُمیہ کی بیٹا پیدا ہوا نام اُنکا حرب پڑا ان دونون کے درمیان بھی کیسی کیسی لڑائیان ہوئین پھر عبد المطلب کے لڑکا پیدا ہوا نام اُنکا ابو طالب پڑا اور حرب کی بھی بیٹا ہوا نام اُسکا ابو سفیان بن پڑا اُنکے درمیان بھی بسبب قطع زمین کے عداوت تھی نوبت جنگ و تیغ کی پہونچی پھر

ابوطالب کے شاہزادہ پیدا ہوا نام پاک اُنکا علی مرتضیٰ پڑا اور ابوسفیان کے بیٹا ہوا نام
اُنکا معاویہؓ رکھا اِن صاحبون کے درمیان مین بھی کیسی کچھ جنگ عظیم ہوئی لاکھون آدمیون کی
مفت جان گئی پھر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کے شاہزادے پیدا ہوئے نام پاک اُنکے حضرت
امام حسنؑ اور امام حسینؑ رکھے اور معاویہؓ کے بیٹا ناخلف شقی پیدا ہوا نام اُسکا یزید پلید پڑا
یزید مردود نے بھی بباعث اِسی عداوت معنوی اصلی کے حضرات حسنینؑ کے ساتھ جو کرنا نہ تھا
سو کیا خون ناحق سر پر لیا اور عداوت فرعی کے بھی اُس پلید کی جو شاخ اُسی عداوت اصلی کی
تھی دو سبب تھے ایک یہ کہ شاہ کونین جناب حضرت امام حسینؑ نے نہ تو یزید کے باپ کی اتباع
اور اطاعت کی اور نہ بعد انتقال اُنکے یزید پلید روسیاہ کی بیعت کی دوسرے یہ کہ ایکدن معاویہؓ
چشم پُر آب ہوئے ارکین دولت نے عرض کی حضور ہر طرح سے فضل رب ہے روئے کا کیا سبب ہے کہا ہمارے
یہی یزید ایک لڑکا ہے سو بھی نکاح نہین کرتا ہے اگر نکاح کرتا تو شاید اُسکے اولاد ہوتی بقاء نسل ہوتی
میری طبیعت شاد ہوتی لوگون نے یہ بات یزید سے جا کر کہی اُسنے کہا مین نکاح کرونگا مگر جو ایسی عورت
ملے کہ حسن و جمال مین طاق ہو فضل و کمال مین شہرۂ آفاق ہو سبھون نے بالاتفاق کہا کہ عبد اللہ
بن زبیر کی بی بی زینب نام حسن و صورت اور جمال سیرت مین عرب کے اندر مشہور ہے نزدیک
ہی نہین دور دور ہے یہ بات سُنکر یزید پلید نے عبد اللہ بن زبیر کو اپنے باپ سے فریب دیکر خط
بھیجکر بلوایا جب عبد اللہ بن زبیر مع بارہ ہزار سوار اپنے کے دمشق کے قریب آ پہونچے یزید پلید
بھی مع بارہ ہزار سوارون کے اُنکے استقبال کو گیا اور بڑی تعظیم و توقیر سے اُنکو اپنے گھر لایا
دوسرے دن اپنے باپ سے ملاقات کرائی معاویہؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ سے دیر تک ملاقات رہی
اِدھر اُدھر کی بات رہی تیسرے دن یزید نے تخلیہ مین عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ میرے والد نے
اپنی بیٹی سے تمھارا نکاح کر دینے کو کہا ہے اور ہمکو طیاری اسباب جہیز کے لیے حکم فرمایا ہے
عبد اللہ بن زبیر نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہین ایسی بات زبان پر کیون لاتے ہین بھلا مین اِس
قابل ہون کہ خلیفہ کی بیٹی سے نکاح کرون یزید نے کہا والد نے اپنی قوم مین پہلے تمکو سب سے
بہتر مین چن لیا ہے تب یہ حکم دیا ہے سلطنت مفت تمھارے ہاتھ آئی خدا نے اپنی قدرت دکھائی
عبد اللہ بن زبیر نے کہا یہان میرے پاس نہ اتنے روپے ہین کہ شادی کا سامان کرون اور

نہ کوئی اسباب ہی کہ اُسے گرو دھرون یزید نے دس ہزار دینار گن دیے کہ یہ لیجیے شادی کا سامان
کیجیے پھر تاریخ نکاح کی مقرر کی آخر نکاح کی رات لوگ مجلس نکاح مین مجتمع ہوے یزید خود وکیل
بنا ایجاب و قبول کے وقت محل کے اندر جاکر پھر آیا کہ میری بہن کہتی ہے کہ آج سُنا ہی کہ عبد اللہ
بن زبیر کے نکاح مین تو ایک بی بی بھی ہی مین اُسکی سوت بنونگی اگر عبد اللہ اُسکو طلاق دے
تو البتہ اُسے قبول کرونگی عبد اللہ نے کہا مین اُسے چھوڑ نہین سکتا رشتہ محبت قدیمی توڑ نہین
سکتا گناہ سر پر لے نہین سکتا حضار مجلس نے کہا عبد اللہ تمھارا کیا حال ہی کدھر خیال ہی
اُس بی بی کو ابھی طلاق دو چھوڑ دو سلطنت مفت ہاتھ آتی ہی مُنھ نہ موڑو عبد اللہ کو دنیا
کی طمع نے گھیرا بی بی کو طلاق دیا ناحق اُس سے مُنھ پھیرا یزید نے دیکھا کہ عبد اللہ میری مکر کے
جال مین پھنسا بہت خوش ہوا جی مین ہنسا پھر کچھ بات بناکر اندر محل کے جاکر پھر محل سے پھر آیا
اور کہا اے عبد اللہ میری بہن تیرے طلاق دینے کی خبر سُنکر زار زار روتی ہی جی جان کھوتی ہی
کہتی ہے کہ جب عبد اللہ نے ایسی عورت وفادار شیرین گفتار کو بطمع زر کے طلاق دیا اُس سے
کنارہ کیا تو جب یہ مال نہ رہیگا تو مجھے بھی چھوڑ دیگا اگر پھر عبد اللہ سے اپنی نکاح کا نام سنونگی زہر کھا کے
جان دونگی عبد اللہ نے یہ امر یزید پلید سے سُنا چھاتی پیٹی سر دھنا حضار مجلس نے کہا عبد اللہ
کیا کرتے ہو چپ رہو صبر کرو دل پر جبر کرو پھر یزید پلید نے ابو موسیٰ اشعری کو اپنی طرف سے وکیل
کیا مال کثیر دیا کہ جلدی قطع راہ کرے مدینہ جاکر زینب سے میرا نکاح کرے ابو موسیٰ وہان سے چلے
راہ مین عبد اللہ بن عمرو ملے پوچھا ابو موسیٰ کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو کہا دمشق سے آتا ہون
زینب کے پاس پیغام نکاح کا یزید کے لیے جاتا ہون عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ اگر زینب یزید سے راضی نہو
تو میرا پیغام بھی پہونچانا اِسکے بعد جناب حضرت امام حسینؑ ملے پوچھا اے ابو موسیٰ کہان چلے ہو
اُنھون نے سب حال کہہ سنایا آپ نے فرمایا اگر زینب اِن دونون سے راضی نہو تو میری طرف سے بھی
پیغام پہونچانا غرض ابو موسیٰ زینب کی پاس آئے اور پیغام تینون آدمیون کے علی الترتیب
سُنائے زینب نے کہا مین تجھی سے مشورہ لیتی ہون تجھی کو اِس بات مین اختیار دیتی ہون اب تو
جس سے کہے اُسی سے نکاح کرون ابو موسیٰ نے کہا اگر فقط دنیا کی طالب ہی یزید پر اکتفا کر پسند کر
اور اگر حسن و جمال کی طرف راغب ہی تو ابن عمرؓ سے جی کو خرسند کر اور اگر حسن صورت اور

جمال سیرت اور نجات آخرت اور حضرت فاطمہ زہرا کی بہو بننی چاہتی ہے تو غلامی حضرت امام حسینؑ
کی پسند کر زینب نے کہا زوال کا اعتبار نہین جمال ظاہری پائدار نہین ایکدن دنیا کو وبال ہی
اور جمال کو پیری سے زوال ہے خوشا نصیب زہی قسمت ہماری کہ حضرت امام حسینؑ نے اس
لونڈی ناچیز کو یاد فرمایا خاطر غمگین کو شاد فرمایا وہ کون دن ہوگا کہ زینب رسول خدا کی بہو کہلائیگی
فاطمہ زہرا کے ساتھ جگہ پائیگی غرض ابو موسی نے وکالتاً ایجاب و قبول کیا زینب کو حضرت امام حسینؑ کے
حبالۂ نکاح مین دیا پھر یزید شقی نے جب یہ حال سُنا غصے سے سر کو دُھنا آتش غیرت و غضب سے
جل بھنکر کباب ہوا بجر حیا مین ڈوبکر مضطر مثل ماہی بے آب ہوا کہا اتنے حیلے سے ہمنے زینب کو طلاق
دلوایا اسقدر مکر درمیان لایا مگر امام حسینؑ نے اُس سے نکاح کر لیا جھٹ پٹ بیاہ کر لیا میری
حرمت کا پاس نہ کیا مجھ سے ہراس نہ کیا یزید پلید کو عداوت روحانی اور اصلی خاندانی تو تھی ہی
یہ عداوت فرعی اُس عداوت اصلی کے ساتھ ملکر عداوت دوبالا ہوگئی کہا اب بلا قتل حسینؑ مجھے چین
نہین دنیا مین یا تو یزید نہین یا حسنؑ و حسینؑ نہین شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؎
علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ؎

جناب فاطمہ سے دور کر ناصر خبر کردو	تمھارا لاڈلا پیارا حسنؑ اب زہر پاتا ہی

سبب شہادت کا ریحان رسول دل و جان بتول شہنشاہ زمن سیدنا حضرت امام حسنؑ کی یہ ہوا
کہ یزید پلید نے بوساطت مروان شیطان کے بدر میانگی السیونیہ نام لونڈی کے آپ کی زوجہ
جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھیجا کہ اگر تو جگر گوشہ رسول نور چشم بتول شاہ زمن حضرت امام حسن
کو زہر قاتل پلادے اس جوانی اور حسن خداداد کو خاک مین ملادے یعنے اگر تو کسی حیلے سے
اُنکو زہر پلا کر شہید کرے تو مین تجھے اسقدر زر و جواہرات دون کہ تو عمر بھر خوشی کرے عید کرے؟
جعدہ نے اس طمع پر راکب دوش نبی لخت جگر فاطمہؑ اور علی کو شہد مین ملا کر زہر دیا اور محبت اور
صحبت دیرینہ پر کچھ خیال نہ کیا اُسیوقت سے آپ کے شکم مین درد ہوا رات بھر بارہ درد شکم اور
قے اور تڑپ کے بیتاب رہے شدت کرب اور قلق سے مثال ماہی بے آب رہے شکم مین بار بار
ایسا درد ہوتا کہ چہرہ نورانی اُس زہرا کے لعل علی کے نونہال کا گاہے سبز گاہی زرد ہوتا ایسا معلوم ہوتا

کہ دلکو کوئی زور سے ملتا ہے کلیجے کو چٹکیون سے مسلتا ہے جو بارتے آتی تھی جان جاتی تھی صبح ہوتے روضہ انور پر اپنے جد امجد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوکر روئے اور دعا فرمائی فوراً شفاء کلی پائی مگر اُسدن سے لیکر برابر چالیس دن روز انتقال تک آپ بیمار رہے عوارض چند مین گرفتار رہے دوسری بار جعدہ نے بلحاظ اسکے کہ آپ کو پنڈ کھجوروں سے بہت شوق تھا نہایت ذوق تھا بہت شیرین شاداب پنڈ کھجورین منگوائین اور بعض کھجوروں کو زہر مین لپیٹا اور بعض کو اسی طرح رکھا اور زہر آلودہ پنڈ کھجور کی پہچان اپنے جاننے کو کچھ ٹھہرائی تھی جب آپ باہر سے تشریف لائے جعدہ نے بہت میٹھی زبان سے کہا سید حوالی مدینہ سے کچھ پنڈ کھجورین آئی ہین اگر کھانی کو جی چاہے تو لاؤن آپ نے فرمایا اچھا لاؤ جعدہ نے طبق خرمائے تر کا لاکر آپ کے سامنے رکھا آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ تو کھاؤن کہا بہت خوب پس جعدہ پنڈ کھجورین بلا زہر کی پہچان پہچان کر کھاتی تھی اور آپ بے تکلف دونون قسم کی کھجورین کھاتے تھے جب آپ نے سات کھجورین زہر آلودہ کھائین مزاج بگڑا بہت گھبرائے وہان سے اٹھکر اپنے بھائی حضرت امام حسینؑ کے گھر تشریف لائے اور رات بھر بیقراری اور کرب سے تڑپا کیے علی الصباح پھر روضۂ اقدس پر جو دار الشفا دردمندون کا ہے اپنے کو پہونچایا اور زار زار روکر فرمایا **شعر** پادشاہا در گہت دار الشفائے رحمت ست ٭ دردمندانیم اینجا بہر درمان آمدیم ٭ اس بار بھی فوراً بفضل الٰہی و بہ برکت حضرت رسالت پناہی بالکل ازالہ سم ہوا دفع ہر درد وغم ہوا لیکن بسبب ان حرکات ناشائستہ جعدہ کے مزاج شریف آپکا اکثر ناساز رہتا تھا ہمیشہ رنج وغم و مساز رہتا تھا مگر اللہ ری تیرا حلم اللہ ری تیری بردباری جعدہ کے ہاتھ سے یہ سب صدمات سہتے تھے مگر بھائی یا اور کسی سے نہ کہتے تھے آخر آپ نے دیکھا کہ گھر کا یہی حال ہے کہ ہر دم رنج و ملال ہے تو تفرج کا چند روز کیواسطے شہر موصل کی جانب سفر کیا ابن عباس اور چند خواص خدم کو ساتھ لیا اور زبان حال سے فرمایا **رباعی** بس ناخوش و تیرہ روزگاری دارم ٭ بس درہم و لستہ کار و باری دارم ٭ غرقہ شدہ ام میان گرداب بلا ٭ بانکہ من از جہان کناری دارم ٭ جب آپ موصل مین تشریف لائے وہان کے لوگ بڑی تعظیم اور توقیر کے ساتھ پیش آئے شہر دمشق مین ایک اندھا کور باطن دشمن اہلبیت رہتا تھا جب اُسنے حال آپ کے موصل مین آنے کا سنا پیچ و تاب کھایا حسد سے

سر کو دھنا آخر سنان عصا پر اپنے چند بار زہر لگایا اور بعزم قتل آپ کے دمشق سے موصل مین آیا اور
جس مسجد مین آپ نماز پڑھنے آتے رہا کرتا تھا اور اپنا خلوص اپنی عقیدت آپ سے کہا کرتا تھا جو باتین
آپ سے سُن سُنکر روتا آنسوؤن سے مُنھ دھوتا مگر ہر دم اِسی گھات مین رہتا کہ کون ایسا وقت
پاؤن کہ یہ لوہا آپ کی کسی بدن مین چبھوؤن ایکدن آپ دُکان مسجد پر لوگون سے کچھ باتین کر رہے تھے
کہ پاس آپ کے وہ اندھا شیطان آیا اور سر عصا پست پای اقدس پر آپ کی رکھکر کے زور سے
دبایا آپ نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ فرماتے ہوئے بیہوش گر پڑے **بیت** بجرم عشق تو مارا اگر کشند
چہ باک ÷ ہزار شکر کہ باری شہید عشق توایم ÷ فوراً پاؤن ورم کر گیا اور ایسا زخم کاری ہوا کہ فوارہ
خون کا سر زخم سے جاری ہوا لوگون نے اُس اندھے کو پکڑا کہ سزا دین مگر اللہ غنی آپ نے بکمال
حلم اپنے کے فرمایا کہ ہان ہان اِسے چھوڑ دو **بیت** پیکان آبدار کہ آید ز دست دوست ÷ بر عاشقان
سوختہ باران رحمت ست ÷ جیسا یہ چشم ظاہر سے اندھا ہے ویسا ہی دیدہ باطن سے کور ہے
اور قیامت کے دن بھی اندھا ہی محشور ہوگا آخر اُسے لوگون نے چھوڑ دیا وہ شیطان جلدی
جلدی نظر سے غائب ہوا پھر آپ نے فرمایا کہ مین نے چاہا تھا کہ دشمنون کے مکر سے کنارہ کش ہو کر
یہان چند روز آرام کرونگا ازالہ غم و دفع آلام کرونگا مگر کیا کیجیے یہان بھی سوای غم کے کوئی
یار نہین بجز رنج کے مونس نہین غمگسار نہین پھر آپ اُسی طرح بیمار زار و نزار مدینے مین تشریف
لائے پہلے روضۂ انور سے ہو کر گھر آئے جعدہ چونکہ آپ کی دشمن جانی تھی آپ کو بھی اُس سے بدگمانی
تھی چند بار آپ اُس سے دھوکا کھا چکے تھے زک اُٹھا چکے تھے اِسواسطے بار ہا بھائی کے گھر آرام فرماتے
اور اُسکے یہان کم آتی جاتے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ÷ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی
مدام ÷ **روایت** ہے کہ جعدہ نے بڑے بڑے مکر و فریب سے پانچ بار آپ کو زہر ہلاہل دیا مگر آپ کی
کرامات سے اثر نہ کیا چھٹے بار یزید پلید نے عقد جواہرات بے بہا اور ہیرے کی کنی پیسی ہوئی جعدہ کے
پاس بھیجی کہ اب اپنا کام کر زہرا کے لعل علی کے نونہال کا قصہ تمام کر کسی سے نڈر رہ نہ بات کسی کی
سنے جس حیلے سے ہو سکے شہد یا مصری کے شربت مین ملا کر پلا دے قوام حیات کا انکی بگاڑ کر
تلخی موت کی چکھا دے غرض چھٹی بار یہ اتفاق ہوا کہ امام حسینؑ کے گھر شب جمعہ ستائیسوین ۲۷ صفر کو
آپ نیند سے سوئے ہوئے تھے اور آس پاس آپ کی صاحبزادیان اور بہنین اور ماماین بھی آپ کو

ہوئے بیچ مین یہ خواب غفلت مین سوئی تھین اور سرہانے آپ کے کوزہ پانی سے بھرا لب تک اُسکے
اوپر ایک باریک کپڑا بندھا ہوا اس کپڑے پر مہر آپ کی چسپان کی ہوئی رکھا تھا جعدہ خفتہ
کہن سنگدل بارادہ قتل لعل فاطمہ زہر لیکے ریزہای الماس سو وہ کو اپنے پاس لیے ہوئے اپنی
خوابگاہ سے آہستہ آہستہ اٹھی اور آپ کے سرہانے مثل بلای ناگہانی کے جا پڑی سب کو غافل پایا کوزہ
سرہانے سے اٹھایا دیکھا کہ سر اُسکا مہین کپڑے سے بندھا ہی اور اُسکے اوپر مہر آپ کی چسپان ہے
اور اُسنے وہ زہر اُس کپڑے پر ڈالکے انگلی سے ملدیا وہ سارا زہر کوزہ کے اندر پانی مین ملگیا
پھر وہان سے اُلٹے پاؤن چُپکے اپنی خوابگاہ پر چلی آئی تھوڑی دیر کے بعد آپ خوابگاہ سے چونک
پڑے اور حضرت زینب اپنی بہن کو آواز دی کہ اختاہ بہن اٹھو اسوقت مین نے ناناجان اور اپنے بابا اور
امان کو خواب مین دیکھا ہی تھوڑا پانی لاؤ کہ وضو کرون ادھر حضرت زینب پانی کو چلین ادھر آپ نے
سرہانے سے کوزہ اٹھایا اور اُسی طرح مہر چسپان اور کپڑا بندھا پایا ایک گھونٹ پانی پیا اور
کوزہ زمین رکھدیا پیتے ہی فرمایا آہ آہ یا اللہ یہ کیسا پانی تھا کہ پیتے ہی ایسی جلن پیدا ہوئی کہ حلق سے
ناف تک پھٹ گیا دل پارہ پارہ ہوا کلیجا کٹ گیا پھر آپ مثل مرغ بسمل کے اُچھلنے لگے کلیجا
تھام تھام ملنے لگے بیت جان غم فرسودہ دارم چون نالم آہ آہ + آہ درد آلود دارم چون
کنم زار زار + سمجھے کہ جعدہ نے یہ چھٹی بار دھوکا دیکر زہر قاتل پلایا مگر صدقے ایسے حلم کے لب تک
نہ ہلایا حضرت قاسمؑ اپنے صاحبزادے کو بھیجکر حضرت امام حسینؑ کو بلوایا جب حضرت امام حسینؑ تشریف
لائے آپ نے حالت بیقراری مین گلے لگانے کو دونون ہاتھ بڑھائے پھر تو دونون بھائی گلے سے
لگے ملکر اس قدر روئے کہ اُنکے رونے سے جن و بشر کیا در و دیوار رو دئے ایسے آہ کے نعرے
فلک تک پہونچائے کہ عرش و کرسی جنبش مین آئے پھر آپ نے فرمایا بیت کانچہ ما دیدیم از جور و جفا ہا
کس ندید + وانچہ ما خوردیم از زہر بلا ہا کس نخورد + ای بھائی جَاءَ الْأَجَلُ وَانْقَطَعَ الْأَمَلُ اب
مین رخصت ہوتا ہون اب پھر قیامت مین ملاقات ہوگی جو ہونی ہے سو ہو مین بات ہوگی اسوقت
مین نے اپنے ناناجان اور والدین علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو خواب مین دیکھا ہی کہ میرا ہاتھ پکڑے
ہوئے مجھے باغ جنت مین ٹہلاتے ہین حور و قصور دکھاتے ہین میرا جی بہلاتے ہین اور ناناجان
مجھ سے فرماتے ہین کہ بیٹا حسنؓ خوش ہو کہ دشمنون کے ہاتھ سے تمنے نجات پائی شام فراق کٹی

صبح وصال آئی اب قریب ہی کہ تم میری پاس آؤگے اور ہر طرح سے خلد برین مین میرے
ساتھ آرام پاؤگے اسکے بعد مین نیند سے چونک پڑا اور اُس کوزہ سے پانی پیا اُسکے پیتے
ہی جگر ٹکڑے ہوا حضرت امام حسینؑ نے کوزہ اُٹھا کر فرمایا کہ مین بھی چکھون دیکھون کیسا پانی
ہے حضرت امام حسنؑ نے فوراً بھائی کے ہاتھ سے کوزہ چھین لیا اور زمین پر پھینک دیا جہان پانی گرا
وہ زمین فوراً ابل آئی اور پارہ پارہ ہو گئی سب لوگون نے بیقین جانا کہ جب زہر کا یہ حال
ہے تو انکی بار حضرت کا بچنا محال ہی سراسر اشکال ہی پھر حضرت امام حسینؑ نے رو کر فرمایا بیت
چون ہمیتو خواست بود مرا عمر کاشکے ✤ ہرگز نبود مے وز مادر نہ زادمے ✤ شعر رسولؐ پاک
پر بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام ✤ روایت ہی کہ اسکے بعد شاہزادہ
کے شکم مین درد اُٹھا مارے درد کے زمین پر لوٹتے تڑپتے ادھر سے اُدھر جاتے اُدھر سے اِدھر آتے تھے
آتے پھر بعد طلوع آفتاب کے کیفیت دوسری طاری ہوئی اسہال کبدی شروع ہوا
جاری ہوئی جگر اور انتریان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دستون مین نکلتی تھین جگر کے پارے آگ کے
انگارے تھے چھونے سے انگلیان جلتی تھین طشت آگے رکھا گیا قے کے ساتھ پارہ پارہ جگر اور
انتڑیان اُس ماہ پارے علی کے پیارے زہرا کے دلارے کی کٹ کٹ کر طشت مین گرتی تھین
اور مثل ماہی بے آب کے لہو مین طشت کے اندر تڑپھڑاتی پھرتی تھین یہانتک کہ ستر
ٹکڑے جگر کے طشت مین گرے حضرت امام حسینؑ اپنے بھائی کا یہ حال پر ملال دیکھکر
بیکسی اور تنہائی پر روتے تھے اور دمبدم مضمون اِس کلام کے ساتھ ہمکلام ہوتے تھے
غزل گر بقدر سوزشِ من چشم من بگریستے ✤ مرغ و ماہی در غمِ من تن بہ تن بگریستے ✤ زہرہ
جامِ دشمن آوردی ہیا دے ✤ وز سر حسرت چو زہرا بر حسنؑ بگریستے ✤ خالِ یاقوت لبش کز زہر
زنگار فام ✤ گر بدانستے عقیق اندر یمن بگریستے ✤ لعل اگر آن خوردہ الماس دیدے
خون شدے وز سوز آن فخر زمن بگریستے ✤ زان جگر گو پارہ گشت اگر آگہ شدے ✤ مرغ زار
کردے و بر باغ زبان بگریستے ✤ روایت ہی کہ جب کچھ دن چڑھا رنگ رخسارہ گلگون
اُس ریحان رسولؐ کا سبز ہونے لگا یہ حال آپ کا دیکھکر گھر مین جو کوئی تھا رونے لگا جگر
شق ہوئے رنگ چہرون کے فق ہوئے تب آپ نے گھر والون سے پوچھا کہ اب تو حالت

ی بہت ہی تنگ ہی کہو میرے چہرے کا کیا رنگ ہی اہلبیت نے رو کر عرض کیا کہ رنگ گلابی
ن سبز زمردین ہو گیا تب آپ نے حضرت امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائی حدیث
ج کا ظہور ہوا اب میرا سب رنج و الم دور ہوا رنگ سبز میری رخصت کا سامان ہی موت
ر کھڑی ہی حسن دو ایک گھڑی کا مہمان ہی یہ کہکر دونون بھائی گلے سے گلے ملکر اور منھ پر
رکھکر اتنا روئے کہ بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا لوگون نے عرض کیا حضرت وہ حدیث
ج کیا ہی فرمایا کہ میرے نانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ معراج
ن جب جبرئیلؑ مجھے بہشت کی سیر کراتے تھے واسطے ملاحظہ درجات امتون کے ہر جانب
تے تھے وہان دو محل عجیب و غریب ایک ہی طور کے اور ایک دوسرے کے قریب ملاحظے
آئے ایک زمرد سبز کا دوسرا یاقوت سرخ کا مین نے رضوان سے پوچھا کہ یہ دونون
کے واسطے طیار ہوئے ہین رضوان نے کہا ایک حضرت امام حسنؑ اور ایک حضرت
سین کے واسطے تب مین نے کہا دونون محل ایک رنگ کے کیون نہین ہین رضوان نے
سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وان کا جی کہتے ہوئے شرماتا ہی اسکا جگر شق ہوا جاتا ہی سبز محل آپ کے ریحان حسنؑ کا ہی
کے بعد کوئی سنگدل انکو زہر پلائیگا کہ اسکی تاثیر سے آخر وقت رنگ انکے چہرے کا
ہو جائیگا اور سرخ محل آپ کے لعل امام حسینؑ کا ہی کہ آپ کے بعد لوگ انکو شہید کرکے
گلگون کو انکے خون سے لال کرینگے اور گھوڑون کی ٹاپون سے انکی نعش کو پامال
اتنا کہکر حضرت امام حسن بھائی سے لپٹکر زار زار روئے حتی کہ دونون بھائیون کے
جانکاہ سے جن و بشر در و دیوار روئے ٭ غزل ٭ کہ ریخت ریزۂ الماس سودہ در قدحش ٭
گشت ازان آب خوش گوار حسنؑ ٭ در اندرون صد و ہفتاد پارہ شد جگرش ٭ ہمہ
ورنجت در کنار حسنؑ ٭ برنگ گونۂ الماس شد زمرد فام ٭ مفرح لب یاقوت آبدار
ن ٭ جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل ٭ ز حسرت جگر خستہ فگار حسنؑ ٭ لبش کہ
باک بود شد بیز زہر ٭ فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسنؑ ٭ ستارہ خون بچکاند ز چشم
ند ٭ جراحت جگر دچشم اشکبار حسن ٭ بباغ عترت پیغمبر از خزان ستم ٭ بریخت

لالہ و نسرین ز نو بہار حسنؑ ٭ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسنؑ و
حسینؑ پر بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ انتقال کے وقت حضرت امام حسینؑ نے آپ سے پوچھا کہ
بھائی جان حسینؑ کی جان آپ پر قربان ذرا آنکھ کھولیے کچھ منھ سے بولیے کس شقی بے رحم نے آپ کو
زہر دیا کس سنگدل نے ایسا قہر کیا آپ اپنے قاتل کو پہچانتے ہین کچھ نام و نشان اُسکا جانتے ہین
فرمایا ہان خوب جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون مگر سچ تو کہو کیا اُس سے میرے خون کا بدلا
چاہتے ہو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا جی ہان اگر خدانخواستہ آپ انتقال کر جائینگے تو اُسکو ہم
قتل کروائینگے آپ نے فرمایا بھائی حسنؑ کا سینہ قاتل کے کینہ سے صاف ہے اور بدگوئی اور
چغلی کھانا سو میرے خاندان نبوت کے خلاف ہے میرا تو یہ حال ہے ہر دم یہی خیال ہے کہ قیامت
کے دن اگر حقتعالیٰ مجھے بہشت مین جانے کا حکم کریگا تو حسنؑ جبتک اپنے قاتل کو نہ بخشوائیگا بہشت
مین قدم نہ دھریگا **نظم** با کسے ہرگز نہ گویم راز او ٭ در قیامت ہم شوم دمساز او ٭ شفقتم نگذ
تا بگذارمش ٭ رحمتم خواہد بجنت آرمش ٭ بھائی چھ بار مجھے قاتل نے زہر پلایا لیکن میں نے
جان دیدی لب نہ ہلایا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا کیسے کیسے صدمات سہے مگر زبان ہلائی جی ہی جی مین
مسوس مسوس کر رہے **نظم** مرگ مارا زندگی دیگر ست ٭ زہر مرگ از شہد شیرین خوشتر ست
مرگ سازو مغز را صافی ز پوست ٭ تا رساند دوست را نزدیک دوست ٭ بھائی
اگر در حقیقت میرا قاتل وہی ہے جسپر میرا گمان ہے خیال ہے تو بڑا سخت بدلا لینے والا خدا
ذو الجلال ہے اور اگر میرا قاتل وہ نہین ہے جسپر میرا گمان ہے تو تم یہ خیال جانے دو مین
نہین چاہتا کہ ایک بیگناہ کو تم میرے واسطے قتل کرو ؎ واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو
پر بھی ایذار ستمگر کے روادار نہین ٭ **روایت** ہے کہ آخر وقت آپ نے جعدہ کو خلوت مین بلوا کر
فرمایا اے بانوے ناسازگار اے دشمن خونخوار تو نے مجھے چھ بار زہر ہلاہل پلایا اپنے دین و دنیا
دونون کو خاک مین ملایا محبت دیرینہ کو کچھ خیال مین نہ لائی خدا و رسول سے ذرا نہ شرمائی
تو نے گھلا گھلا کے ہلاک کیا گریبان حیات کو میرے چاک کیا **قطعہ** اے یار کسے بے سبب یار
وانگہ چو منی یار وفادار کشد ٭ تو دوست مگو دشمن خود گیر مرا ٭ کس دشمن خویش را چنین
زار کشد ٭ دیکھ یہ میرے جگر کے پارے ہین تیرے ہی زہر کے مارے ہین کچھ تیرے دل پر اثر

پھر تجھے میری خبر ہے زہر پلاتے وقت کچھ تجھے میرا قلق تھا تجھپر میرا ہی حق تھا **شعر** پالنے کے ہو گنہگار تھے ہم ✤ اس سزا کے نہ سزاوار تھے ہم ✤ تیرے جور روا نہ کیا کو ہم سہ گئے بھائی اور فرزندوں سے نہین کہا زہر گھونٹ کر رہ گئے **شعر** رفتیم دم جور تو در سینہ نہفتیم ✤ با ہیچ کسے حال دل خویش نگفتیم ✤ ارے نیکبخت بیبیان شوہر غمگسار پر مرتی ہین ارے تو نے کہین تماشا ایسا بھی کرتی ہین مگر تو نے مجھے بیفائدہ زہر دیا ناحق میرا خون سر پر لیا دین تو کھو چکی دنیا بھی کھوئیگی میرے لیے عمر بھر روئیگی **شعر** یہان تو پورا ہوا آج حوصلہ تیرا ✤ خدا سے حشر مین ہوگا یہ فیصلہ میرا ✤ خیر اب جا جسکے واسطے تو نے زہر دیا ہرگز تیری وہ دعا نہ بر آئیگی میری وفاداری یاد کر کر سر پیٹے گی پچھتائیگی **شعر** کون اٹھائیگا ترا جور و جفا میرے بعد ✤ یاد آئیگی تجھے میری وفا میرے بعد ✤ **روایت** عمیر بن اسحاق کہتے ہین کہ مین اُسوقت حضرت امام حسنؑ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا عمیر جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہو پوچھ لو **شعر** نالے ہیم دل سے اب آنے لگے ✤ حضرت دل شاید اب جانے لگے ✤ مین نے عرض کی حضرت اُسوقت آپ کو ایسی تکلیف ہی مین کچھ پوچھ نہین سکتا کچھ افاقہ ہوگا تو پوچھونگا پھر آپ گھر مین تشریف لیگئے اور پھر آکر فرمایا عمیر کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لو اور نہین تو پھر سوال کی تمھین فرصت کہان اور جواب کی مجھے طاقت کہان پھر فرمایا کہ جب ہم پایخانے جاتے ہین تو کلیجے کے ٹکڑے کٹ کٹ کر دستون مین آتے ہین اور مجھے کئی بار زہر دیا مگر ایسا تیز جگر سوز خون ریز کبھی نہ پیا مین دوسری بار آپ کی خدمت مین گیا آپ کا دم ٹوٹتا تھا اور حضرت امام حسینؑ سرھانے آپ کے بیٹھے تھے اور پوچھتے تھے بھائی کس نے آپ کو زہر دیا آپ نے فرمایا **شعر** ہچکی لگی ہوئی ہے یہ وقت دم شماری ✤ کیا حال پوچھتے ہو بھائی بھلا ہمارا ✤ پھر آپ نے فرمایا اگر وہ ہی ہی جسپر میرا گمان ہے تو بڑا منتقم حقیقی وہی خالق انس و جان ہی اور نہین تو مین نہین چاہتا کہ میرے لیے کوئی بیگناہ مارا جاوے ناحق کوئی بے جرم سزا پاوے واللہ ہرگز نہ کہونگا کہ کس نے زہر دیا **اشعار** ایام التیام پذیری کے چکے ✤ ناسور اتو ہو گیا داغ جگر نہین ✤ رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت** ہی کہ وفات کے بعد آپ نے جناب امام حسینؑ کو ساتھ صلاح اور تقوی اور اطاعت اور پاسداری اور رعایت اہلبیت

نبوت کے وصیت فرمائی کہ ؎ شفقت و الفت مری جیتی ہو اہلبیت پر ✦ بعد میری رکھیو تم بھی بلکہ اُس سے بیشتر ✦ گر دِ غم آنے نہ دیجو گرد اُنکے تم کبھی ✦ تا دم ہو عود ہر اک ساتھ ہی ہو سبھی ✦ شفقت و اخلاق جد کی دیجیو اب داد تم ✦ خاندان فاطمہؑ کو کیجیو آباد تم ✦ اور میرے تیمیان نازپروردوں کو کوئی ستادے نہین دل انکا کوئی دکھاوے نہین جدہ بانو کو کوئی ایذا نہ دے اسپر کوئی ستم نکرے اور اب ای بھائی تمھارا کوئی مونس نہین غمخوار نہین بجز رنج و غم یار نہین دن رات روضۂ انور پر جد امجد کے رہنا اعدا جو کچھ کہین ایذا دین صبر کرنا سبکو سہنا ؎ نظم پیش جو کچھ آئے تم صبر و تحمل کیجیو ✦ ہاتھ سے اِس صبر موروثی کو مت تم دیجیو ✦ روضہ جد سے تسلی اپنے دل کی کیجیو ✦ درد کی اپنے دوا تم مصطفےٰ سے کیجیو ✦ واللہ مین نہین دیکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگون مین نبوت اور خلافت جمع کرے سو فریب نہ کھانا سفہای کوفہ سے کہ تمھین اُبھارین اور خروج کرادین اور دشمنون مین پھنسائین نہین تو پھر بھائی پچتاؤگے اور بچاؤ کا وقت نہ پاؤگے حضرت امام حسینؑ سے ضبط گریہ نہو سکا رو رو کر فرمانے لگے بھائی جان آپ نے مجھے بیکس اور تنہا چھوڑا بازو توڑ کر مجھ سے منھ موڑا اب دریاے غم مین مین بہا جاتا ہون کسی کا مجھے آسرا نہین تنکے کا سہارا نہین اِس بحر مین تھاہ نہین اِسکا کنارہ نہین حضرت امام حسنؑ نے فرمایا بہت آسرا سب سے ہے بہتر آسرا اللہ کا ✦ اور سہارا سب سے بہتر ہے رسول اللہ کا ✦ پھر حضرت امام حسینؑ نے فرمایا بھائی صاحب اب حسین کا سلام میری نانا جان کو پہونچانا اور بابا جان اور نانی اور مان کو حال میری بیکسی کا سُنانا اور کہنا کہ اب زیادہ حال دل کا کہا نہین جاتا درد تنہائی کا سہا نہین جاتا آپ سب لوگ دعا فرمائین کہ ہم بھی وہان پر آئین وہان آئینگے تو سارا غم کہہ سنائینگے شعر وصل مین کہہ کے اپنا حال دل ✦ روئینگے اور سبکو رلوائینگے ہم ✦ روایت ہی کہ اُسوقت آپ نے فرمایا کہ مین نے حضرت عائشہ صدیقہ سے زمین مانگی تھی کہ جب مین مرون تو اپنے گھر مین مجھے تھوڑی جگہ دینا تاکہ مین زیر قدم اپنے نانا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دفن ہون اُنھون نے قبول کیا تھا سو تم لوگ میری وفات کے بعد میرا جنازہ روضہ انور کے پاس لیجانا اور میرا سلام پہونچانا اور پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حکم لیجیو اگر پھر حکم دین تو وہان مجھے دفن کیجیو اور مین گمان کرتا ہون کہ

بنی امیہ کے لوگ روکینگے پھر اگر روکین تو انسے ردوبدل نہ کرنا اور اپنی بات پر اڑنا نہین مجھے جنۃ البقیع مین دفن کردینا کسی سے لڑنا نہین **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت** ہے کہ جمعے کا دن گذرا اور بست و ہشتم صفر کی شب کالی بلا آئی فلک امامت پر ہر طرف سے گھٹا غم کی چھائی دو پہر رات گذری آپ کا دم چڑھنے لگا کرب بڑھنے لگا اہلبیت نے مثل ہالے کے اُس ماہ پارۂ چرخ حسنؑ کے تارۂ زہرا کے دلارے کو گھیر لیا آپ سہو محو جمال پروردگار ہوئے اور سب سے مُنھ پھیر لیا مرتے دم لب پر شکر باری اور زبان سے کلمہ جاری تھا آخر کلمہ پڑھتے پڑھتے انتقال کر گئے اہلبیت کے دلون پر کوہ غم دھر گئے **نظم** واحسرتا کہ سرور دان از چمن برفت ✤ یعنی کہ نور دیدۂ زہرا حسنؑ برفت ✤ از شوق گیسوش جگرِ نافہ گشت خون ✤ وز ہجر ردیش آب رُخ نسترن برفت ✤ یعقوبؑ وار دیدۂ نرگس سفید شد ✤ کز مصر ناز یوسفِ گل پیرہن برفت ✤ **روایت** ہی کہ چند روز قبل وفات کی جناب امام عالی مقام نی خواب دیکھا تھا کہ گویا آپ کی دونون آنکھون کے مابین مین سورۂ قل ہو اللہ مسطور ہی اہلبیت نی خوش ہو کر یہ خواب سعید بن مسیب سے کہا اُنھون نی کہا آہ آہ یہ خواب نہین نشان حادثۂ عجیب ہی عمر آپ کی آخر ہوئی اجل آپ کی قریب ہی اور ویسا ہی ہوا کہ کئی دن کے بعد آپ نی انتقال فرمایا اور پندرھوین تاریخ رمضان شریف کی سن تین ہجری مین آپ پیدا ہوئی تھے اور بقول مشہور اٹھائیسوین صفر شب شنبہ و بقول مختار غرّہ یا پانچوین تاریخ ماہ ربیع الاول سن انچاس ہجری آپ نی قضا کی اور سن آپ کا اُسوقت ساڑھے سینتالیس برس کا تھا کچھ دن کم اُسمین سے سات برس آپ نے اپنے جد امجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش ناز و نعمت مین پرورش پائی اور تیس برس تک ظل حمایت و شفقت مین اپنی پدر بزرگوار شیر خدا کے رہے اور آٹھ برس کئی مہینے فقط حفظ و حمایت مین اپنے خداوند تعالے کے زندگی بسر کی **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت** ہی کہ بعد وفات کے حضرت امام حسینؑ اور محمد بن حنفیہ اور عباسؑ بن علی نے آپ کو غسل دیا اور سعید بن العاصؓ حاکم مدینے نے باجازت حضرت امام حسینؑ کے آپ کی نماز پڑھائی اُسکے بعد موافق وصیت کے امام حسینؑ نی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جاکر مقبرۂ نبوی مین دفن کرنیکی یہ جگہ مانگی اُنھون نے فرمایا نعم و حبًا و کرامۃً ہان

اچھا یہ تھوڑی جگہ روضۂ نبوی میں مین نے اپنے لیے رکھی تھی مگر کیا کیجیے قسمت میں یون لکھا تھا
کہ ایکدن ایسے آئینگے کہ حسنؑ ماہ پارۂ حضرت کی آنکھون کے تارے علی و فاطمہؓ کے پیارے اس برج
خاکی مین آرام فرمائینگے پھر یہ خبر مروان شیطان کو پہونچی اُسنے کہا لوگ ہر چند روز پہونچا ئینگے مگر
امام حسنؑ وہان ہرگز دفن نہ ہونے پائینگے حضرت عثمانؓ کو وہان دفن نہ ہونے دیا حسنؑ بن علی کو
دفن کیا چاہتے ہین یہ خبر جناب امام حسین نے سنی پھر مع ہمراہیون کی مسلح ہوئے اور مروان نے بھی ہتھیار
سنبھالے حضرت ابوہریرہ نے یہ حال سُنا مارے غم کے سر کو دھنا اور کہا اعدا مانع ہوتی ہین اسکا کیا
سبب ہے اللہ اللہ کیا ظلم ہے کیسا غضب ہے امام حسن تو بیٹے رسول اللہ کے ہین سو بیٹا باپ کی
پاس دفن نہ ہونے پائے پھر وہ حضرت امام حسین کے پاس آئے اور کہا کہ امام حسنؑ کو آپ جہان
مدفون کرینگے وہین نزول رحمت الٰہی ہوگا قرب حضرت رسالت پناہی ہوگا مصرعہ قرب جانے
چو بود بعد مکانی سہل ست ✤ اور بھائی آپ کی یہ بھی تو وصیت فرما گئے ہین کہ اگر لڑائی جھگڑا کا
کھٹکا ہو تو مجھے جنۃ البقیع مین دفن کر دینا لڑائی جھگڑا امر پر نہ لینا پھر حضرت امام حسین نے
جنازے کو روضۂ انور سے اُٹھایا خوب ہوئی اور لوگون کو رُلایا اور جنۃ البقیع کی اندر لاکر حضرت عباسؓ
عم نبی کے قبے مین قبر فاطمہ بنت اسد اُنکی دادی کے پہلو مین اُس آفتاب اُمامت کو برج
خاکی مین سُلایا پھر اسقدر روئے کہ حضار و ملا اعلی کو رُلایا **نظم** ای آفتاب من کہ شدی غائب از
نظر ✤ آیا شب فراق ترا کی بود سحر ✤ ای نور چشم عالم و چشم و چراغ دل ✤ بکشای چشم رحمت د
بر حال من نگر ✤ نالم چو نی ز غصہ و بادم بود بدست ✤ سوزم چو شمع در غم و دود م رود بسر ✤
روایت ہے کہ جب حضرت امام حسنؑ کا جنازہ نکلا مروان شیطان جنازے کو دیکھکر رونے لگا
امام حسینؑ نے فرمایا اب تو اُنپر روتا ہے آبدیدہ ہوتا ہے اور زندگی مین کیا کیا کڑوے گھونٹ
نہین پلاتا تھا تو سب کچھ کہتا تھا مگر میرا بھائی لب تک نہ ہلاتا تھا تب مروان شیطان
نے پہاڑ کی جانب اشارہ کرکے کہا کہ مین وہ باتین ایسے شخص کے ساتھ کرتا تھا جو اس
پہاڑ سے بھی زیادہ باوقار و حلیم تھا تمامی خلق اللہ پر باپ سے بھی زیادہ رحیم تھا

شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ✤

سنو احوال جعدہ کا کہ بعد از رحلت خصم ‖ فلک کیا کیا ثمرہ اُس زہر کا اُسکو چکھاتا ہے

روایت ہی کہ بعد وفات آپ کی جعدہ نے یزید کو کہلا بھیجا کہ موافق مرضی تمھاری ہمنے امام حسنؑ کو بری طرح
جیاسے زہر پلایا تمھاری حکم کی موافق اپنا دین خاک مین ملایا صحبتہاے دیرینہ کا امام کے کچھ پاس
نہ کیا خدا اور رسول سے ڈر اہراس نہ کیا تیرے کہنے سی مین نے ایسا ستم کیا انکی زلف مشکبار کو
برہم کیا اب امام نی وفات پائی تمھاری جی کو ٹھنڈک آئی پہونچیے اب ایفای وعدہ کیجیے زر و جواہر جو کہا ہی
بہ تحفہ بھیجیے یزید نے لکھ بھیجا کہ تو میری مکر کی باتون پر بھول گئی محبت امام کو مطلقاً بھول گئی اری
نکبت زنان وفادار ایسے ایسے شوہر کان علم کے گوہر بحر حلم کے جوہر کی بازی محبت مین تو جی
جان بلکہ ہر دو جہان ہارتی ہین اری کہین تو نی سنا ہے کہ عورتین اپنی شوہرون کو زہر دیتی ہین
اور مارتی ہین مین تو تجھے آگ مین جلا دیتا اُس خون ناحق کا قصاص لینا مگر خیر اتنا بس ہی کہ
میرا کام ہوا اور دونون جہان مین تیرا نام ہوا دشمنون کے دل شاد ہوئی اور تیری دین و دنیا دونون
برباد ہوئے **بیت** ہر کہ دین را بہر دنیای دنی برباد داد ÷ بی شک محروم ماند از دولت دنیا و دین ÷
شعر دنیا کے لیے جو دین کو کھو دی ÷ سو دونون جہان کو ڈبو دی ÷ **بیت** رسول پاک پہ
بھیج ای خدا درود و سلام ÷ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ÷

یزید ناخلف شبیر سے بیعت کا طالب ہوا ۔ یہ کیا اُلٹا زمانہ ہی کہ اب سننے مین آیا ہی

روایت ہی کہ سن ساٹھ ہجری مین آٹھ دن رجب کے باقی تھے کہ شہر دمشق مین معاویہؓ بن ابی سفیان
نے قضا کی یزید سیاہ رو شیطان خو اپنی باپ کی جگہ تخت سلطنت پر جا بیٹھا اور تمام ممالک اسلام
پر مسلط ہوا خیر خواہون نی اُس پلید کے یہ بات کہی کہ اگر بقای سلطنت منظور ہی تو فی الفور سب خاص و عام
خصوصاً امام حسینؑ اور عبد الرحمنؓ بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن زبیر سے بیعت اپنی
لینی ضرور ہی یزید شقی نی کہا کہ یہ تو مدت سی مین چاہتا ہی تھا پھر اُس شقی نی تمام ملک محروسہ مین
تمام عمال اور حکام ہر شہرون کے نامے لکھے کہ معاویہؓ نی قضا کی اور بادشاہت مجھے ملی ہو
تمامی رعایا ملک کی ہماری بیعت کرین اُسمین ہرگز نہ حیلہ کرین نہ حجت کرین اور ولید بن عقبہ
حاکم مدینے کو فرمان لکھا کہ معاویہؓ نے وفات پائی اور سلطنت میری ہاتھ آئی سو تمکو تاکید
شدید لکھا جاتا ہی کہ اِس فرمان کے دیکھتے ہی سب خاص و عام اور عمائد مدینے سے میری

بیعت لو ایکدم کی تاخیر نہ کرو اور ایک دوسرا نامہ ولید بن عتبہ کو لکھا کہ امام حسینؑ اور عبد اللہ بن عمرؓ
و عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن زبیر سے بہت ہی جلد میری بیعت لی جسطرح ہو سکے اسمین
کوشش کری جب یہ نامہ ولید کے پاس آیا جناب حضرت امام حسینؑ کو اُسنے دار الحکومت مین
بلایا آپ نے تیس جوان جان باز ہتھیار بند اپنے غلامان اور احباب سے اپنے ہمراہ لیے اور عصای نبوی
زینب دست حق پرست کیے اور ولید کے پاس چلے اور جوانون کو دار الحکومت کی پھاٹک پر ٹھہرا
اور تاکید فرمائی کہ مستعد کھڑے رہو یہان سے ٹلو نہین اڑے رہو جب میری آواز کچھ بلند پاؤ تو فوراً
بیدھڑک کچہری مین گھس آؤ اور جبتک کوئی میرے مارنے کا ارادہ نا کرے کچھ بولنا نہین
ہتھیار کھولنا نہین پھر آپ تنہا ولید کے پاس تشریف لائی ولید نی بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو
بٹھایا اور حال وفات معاویہؓ بن سفیان اور بیعت طلب کرنے کا یزید کی سنایا آپ نی فرمایا
تو خود غم مادر و پدر اور برادر سے بے موت کی مر رہے ہین کسی طرح زندگی کے دن بھر رہے ہین گو
جیتے ہین مگر خون جگر پیتے ہین دل مردہ ہے تپ غم سے طبیعت نہایت افسردہ ہے شعر آچکی ہے سر
غمناک کشتی عمر ۔ ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو ۔ میرا ستانا نا مناسب نہین عمر دو دن کا دکھانا
مناسب نہین بہرحال ہم ایسے چپ چاپ بیعت نہین کر سکتے یزید بدعتی شارب خمر کے زیر حکم
گردن نہین دھر سکتے کل سب اہل اسلام مین خبر وفات معاویہؓ کی مشتہر کیجاوے اور سارے
اہل مدینہ کو طلب بیعت یزید کی خبر دیجاوے جو سب مسلمانون کی رای ہوگی اُس سے مجھے گریز
نہین کسی طرح سے نہین ولید نے کہا آپ کا فرمانا بہت بجا ہے یہی مناسب ہے یہی زیبا ہے
آج آپ دولتخانہ کو تشریف لیجائین اور کل اسی طرح یہانتک قدم رنجہ فرمائین مروان
افسر معاندان نی ولید سے کہا کہ اگر اسوقت امام حسینؑ یہان سے پھر جاینگے تو پھر کبھی تمھارے ہاتھ نہ آینگے
جبتک بیعت نکرین انکو قید رکھو چھوڑو نہین میری بات سے منھ موڑو نہین اور اگر بیعت نکرین تو
سر انکا اتار لو ابھی انکو مار لو آپ نی مروان کیجانب بچشم غضب دیکھکر فرمایا یہ کسکا کلیجا ہے کہ ایسا
ارادہ دل مین لائے میری جانب نظر اٹھائے جو میرے قتل کا عزم کریگا قبل میرے وہ خود مر
ابھی کی خون سے زمین کو لال کردونگا گلستان حیات کو اُسکی صرصر ممات سے پامال کردونگا اے مروان
کیا تیری قوت کیا تیری مجال ہے مدینے مین میرا قتل ہونا محال ہے تو کیا کوئی متنفس یہان پر بھرا

نہین کر سکتا سوای کربلا کی مین اور جگہ شہید ہو نہین سکتا مر نہین سکتا جب کچھ آواز آپکی بلند ہوئی
ان مسلح نے چاہا کہ اندر گھس پڑین اعدا سے جی کھولکر لڑین آپ وہان سے اٹھے اور غلامان مسلح کو
گھر تشریف لائے پھر ولید نے مروان سے کہا ویحک یا مروان وای بر تو تھوک تجھپر تو مجھے قتل کو
حسن کے فرماتا تھا کچھ خدا سے نہین شرماتا تھا واللہ ثم باللہ اگر ساری دنیا مجھے دیوین تب بھی
ناحق امام حسین ہم اپنے سر پر نہ لیوین مجھے ایکدن خدا کے پاس جانا ہے پیغمبر خدا کو مُنہ دکھانا ہے
روز جزا کشندہ فرزند مصطفےٰ ٭ بی شبہہ لائق درکات جہنم ست ٭ بس کور دل کسیکہ کند
قصد بکوری ٭ کو نور چشم سید اولاد آدم ست ٭ ولید نے یہ حال یزید کے پاس لکھا فورا ولید کے
تاکید تمام جواب آیا کہ اگر امام حسین بیعت نہ کرین تو انکا سر کاٹ کے جلد یہان روانہ کرے
ذری نہین کار مردانہ کرے اسکی عوض تیرے درجے بلند کرونگا جو ہین اس سے دوچند کرونگا ولید نے
نامہ پڑھکے کہا لاحول ولا قوة اگر یزید مجھے ساری دنیا دیدے یا میرا سارا خانمان لوٹ لیوے
بھی قتل مین فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مین ہرگز سعی نہ کرونگا اس لئے جہنم مین
قدم نہین دھرونگا مجھے یزید کا ڈر خاک نہین وہ کچھ مجھپر ستم کرے مجھے باک نہین شعر رسول
پاک پہ بھیج ای خدا اور درود وسلام علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ روایت ہے کہ جب چند نامے
متواتر اس مضمون کے ولید کے پاس آئے یہ سب نامے ولید نے چپکے چپکے حضرت امام حسین
کے پاس بھجوائے کہ ای شاہزادے اب اسی مضمون کے نامے متواتر آپکے قتل کیواسطے چلے آتے
ہین مگر ہم اسے کچھ بھی خیال مین نہین لاتے ہین اعدا کو ہر طرح کا زور ہے انکین کا ہر طرف سے
شور ہے میری خیال مین کوئی بات آتی نہین حیران ہون کوئی مصلحت جی مین سماتی نہین آپ
اس نامے کو دیکھکر شب کے وقت روضہ انور پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے اور سلام
بجا لائے اور قبر مبارک سے لپٹکر اسقدر روئے کہ دیوار و در روئے رو رو کے فرماتے تھے نانا جان حسین آپ پر
قربان یہ وہی حسین آپ کا نواسا ہے یزید بے رحم اسکے خون کا پیاسا ہے یہ وہی حسین آپ کے دوش کا
راکب ہے کہ اب ہر کس و ناکس اسکے خون کا طالب ہے دشمنون کو کچھ آپکا اہلبیت کا پاس نہین
خدا سے کچھ خوف نہین ہراس نہین خون جگر پی پی کر کہانتک رہون جور اعدا کتنا سہون آپنے
مجھے تنہا چھوڑا میری غمخواری سے منہ موڑا امان مہربان نہین کہ اس سے درد دل کہین باباجان نہین

جنکے زیر سایہ عاطفت رہین **نظم** یہ سوزِ آہ نے کیسی لگا دی آگ ای نانا ٭ جلا جاتا ہی دل ہی ہی پھکا جاتا ہی تن اپنا ٭ نہ کوئی یار نے غمخوار نی مونس نہ ہمدم ہی ٭ سناوین کسکو ہم درد و غم و رنج و محن اپنا ٭ بھائی غمخوار کو بھی آپ نی بلا لیا اپنی آغوش نازنین مین سلا لیا اب میری بیکسی پر کون کڑھے میری بیکسی کسکا دل دکھے کوئی مونس نہین محرم راز نہین بجز درد و غم کے ہمدم نہین دمساز نہین آہ درد دل کس سے کہین زخم جگر کہانتک سہین نانا کیا آپ نی اسی واسطے پرورش فرمایا تھا مان نی اسی دن کے لیے دودھ پلایا تھا **نظم للمؤلفہ** اسی دن کے لیے پالا تھا مجھکو آپ نی نانا ٭ اسی کیواسطے مان نی تھا مجھکو دودھ پلوایا ٭ اسی کیواسطے جبرئیل گہوارہ جھلاتے تھے ٭ ہمیشہ میوہ جنت کو وہ لا لا کر کھلاتے تھے ٭ غرض اسی طرح رات بھر روتے رہے جی جان کھوتے رہے صبح ہوتے گھر چلے آئے دوسری رات پھر مزار شریف پہ جا کر الوداع الفراق کہتے کہتے بیخود ہو گئے روتے روتے مرقد اقدس پر سر رکھ کے سو گئے کیا دیکھتے ہین کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس مع فوج ملائکہ وہان تشریف لائے اور سر کو حضرت امام حسینؑ کے اپنے سینۂ مہر گنجینہ سے لپٹا کر خوب گلے ملایا اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا نور العینین بیٹا حسینؑ اب قریب ہی کہ میری امت کی لوگ کربلا مین تمھین قطرہ آب کو ترسا کے مینہ تیرون کا برسا کے شربت شہادت پلائینگے اس اٹھتی جوانی کو تمھاری خاک و خون مین ملائینگے پھر بھی باوجود ایسی حرکت کی وی میری شفاعت کی امید رکھینگے حالانکہ یہ قیامت مین میری شفاعت سے محروم رہینگے ای نور چشم حسینؑ تمھاری مان باپ اور بھائی بھی میرے پاس بہت محزون و خستہ دل آئی ہین یہان آکر سب داستان غم سنائی ہین تم بھی انھین کی طرح اعدا سے سو طرح کے رنج اٹھاؤ گے پھر اسی طرح میرے پاس مجروح تن خستہ جگر قتیل خونین پیرہن آؤگے سو بیٹا صبر کرنا دل پر جبر کرنا **شعر** اہلبیت مصطفےٰ کا کام صبر و شکر ہی ٭ جانشین مرتضیٰ کا کام صبر و شکر ہی ٭ تمھارے واسطے بہشت مین ایسے بڑے بڑے درجے ہین کہ جبتک سر میدان سر نہ کٹاؤگے وہ مدارج علیا نہ پاؤگے مان باپ تمھاری تمھارے دیکھنے کو بیقرار ہین اور تمھاری بھائی تمھارے فراق سے پر کالہ جگر در کنار ہین حضرت امام حسینؑ نے خواب ہی مین فرمایا یا جداہ نانا جان حسینؑ کو اب دنیا مین جانے کی حاجت نہین درد فراق سہنے کی طاقت نہین اسی وقت مجھے اپنی قبر مین لے لیجیے درد دل کی دوا کیجیے **اشعار للمؤلفہ** نہین جی چاہتا ہی یان رہ جانے کو اجی نانا ٭ مراب صدمۂ فرقت سے سینہ ہی پھٹا جاتا ٭ نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اب حالت ہماری ہی + قلق ہی درد ہی افسوس ہے حسرت ہی نالا ہی + مرا سب عالم بالا سے عالم ہی
ملا ہی + خبر لو میری ای نانا کہ مجھ پر زیست بھاری ہی + آپ نے فرمایا ای پیاری آنکھون کے تارے تھوڑے دن
صبر کرو دل پر کو جبر و صبر و جاؤ گے راہ حق مین کٹاؤ یہی رضای باری ہی مدینے سے سامان سفر کرو
تیاری ہی شعر سر کٹانا راہ حق مین عاشقون کا کام ہے + درحقیقت عشق صادق بس اسی کا
نام ہے + امام عالی مقام نے فرمایا شعر سر تک بھی اگر کاٹ کے پھینکین گے ہمارا + ہم آپ کے
قدمون کی قسم اُف نکرینگے + پھر شکر خوابی سے بیدار ہوئے سجدۂ شکر بجالائے محو دیدار ہوئے بخیال
جمال جد بزرگوار اور مژدہ شہادت اور حصول درجات عالیہ بارے خوشی کے پھول گئے سارا رنج
و غم بھول گئے اور گھر آکر اپنے اہلبیت سے یہ خواب کہہ سنایا اور مدینے سے واسطے زیارت بیت اللہ
کے عزم کے کا فرمایا پھر دوسری شب کو بھائی سے رخصت ہونے کو جنۃ البقیع مین گئے اور دو شگر
قبر سے ہم آغوش ہوئے اور یہ کہتے ہوئے روتے روتے بیہوش ہوئے شعر کیا تکلف ہی کہ بے
آب و خورش جیتے ہین + لخت دل کھاتی ہین اور خون جگر پیتے ہین + بھائی صاحب جب سے
آپ نے مجھ سے منہ پھیرا ہر طرف سے رنج و مصیبت نے مجھے گھیرا سارا جسم سنگ غم سے چور ہی خوشی کوسون
دور ہی آپ کے بعد اتنے دن کسی طرح جیتا تھا غم دوری سے خون دل پیتا تھا کیا کہین اب
آپ کا جوڑا چھوٹتا ہی آپ کی رحمت یاد کر کر دل ٹوٹتا ہی اب رخصت ہوتا ہون پھر اب حشر ہی مین
ملاقات ہوگی وہین اچھی طرح سے بات ہوگی پھر وہان سے مزار مہبط انوار پر مادر مہربان کے
تشریف لائے اشک خونین آنکھون سے بہائے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اُمَّاہُ نظم ای میری مان
لیجے میرا سلام + روضہ پہ حاضر ہے تمہارا غلام + تم تو سدھارین ہوے باغ جنان +
چھوڑ کے مجھکو یہین تنہا یہان + اپنی یتیمی کی ہو مین چارہ گر + میری یتیمی پہ نہ کی کچھ نظر + پھر عرض
کی ای مادر مہربان حسین بیکس و بیجان کو رخصت کیجیے آخری سلام لیجے یہ کہا اور قبر شریف پر
لپٹ گئے اسقدر روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے روضہ سے آواز آئی وعلیک السلام
ای شہید مادر نظم لمؤلفہ آج مان بد نصیب لٹتی ہی + ایسے رشک قمر سے چھٹتی ہی + آج گھر میرا
بے چراغ ہوا + دل زہرا کا کیسا داغ ہوا + اب مدینہ اجاڑ ہوتا ہی + ہر بشر زار زار روتا ہی +
پھر تو ہمی رات کو وہان سے روضہ مبارک پر اپنے جد بزرگوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رخصت ہونے کو حاضر ہوئے سلام اور طواف کر کے نماز مین مشغول ہوئے وہین آنکھ لگ گئی پھر دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہان قدم رنجہ کیا اور سر آپکا اٹھا کر اپنی گود مین لیا شاہزادے نے روکر عرض کی قطعہ مرگ سے بدتر ہے مری زندگی ✤ جینے سے اب مجھکو ہے شرمندگی ✤ لطف نہین پاتا ہون اب جینے مین اب ✤ مین نہین رہنے کا مدینے مین اب ✤ ناناجان اب آپ کی امت مجھے بہت ستاتی ہے فضائل جو میرے آپ نے بیان کیے تھے کچھ خیال مین نہین لاتی ہے مدینے مین کیونکر رہون ستم اعدا کتنا سہون گو جگر مین خنجر فراق ہے آپکے زخم کاری ہے پر کیا کرون بعزم کربلا زیارت کے کی طیاری ہے دیکھیے میری سر بریدہ کو بھی تقدیر یہان پھیر لاتی ہے یا اسی طرف کہین خاک مین ملاتی ہے شعر آچکی ہے سر گرداب فنا کشتئ عمر ✤ ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو ✤ آپ نے فرمایا بیٹا تم بھی اپنی ماں کی طرح مغموم اور اپنے باپ کی مثل مہموم اور بھائی کی طرح مظلوم اب چندے جی کر شربت شہادت پی کر میرے پاس آؤ گے جنت مین ہمارے پاس رہو گے درجے عالی پاؤ گے نور عین حسین عین فرات کے کنارے تم بھوکے پیاسے ہو گے پھر خاک کربلا ہو گی اور تمھارا لاشا ہو گا تمھارا تن نازنین زخمون سے چور اور سر بدن سے دور اور اشقیا کو ایک تماشا ہو گا ہی حسین منتظر وقت رہو اب چندے مصائب دنیا اور صدمۂ فراق سہو عاشقون مین شمشیر ہو راہ مولی مین دلیر ہو بیٹا ۔ سر جائے ساری دنیا الٹجائے پر آہ نہ کیجیو زمام صبر و شکر ہاتھ سے نہ دیجیو دیکھنا حرف ناشکری کہین زبان سے نکل نہ جائے آئینہ رضا اور تسلیم مین بل نہ پڑے شعر سو طرح کی تم پہ آئیگی بلا ای نور عین ✤ پر زمام صبر کو مت چھوڑنا ہرگز حسین ✤ شاہزادے فرماتے ہین کہ اسی درمیان مین چہرہ گلناری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زرد ہو گیا اور ہر موئے عنبرین پر گرد ہو گیا مین ڈرا اور عرض کی ناناجان حسین آپ پر قربان آپ کی یہ کیا حالت ہے خیر تو ہے کیا وجہ ملامت ہے آپ نے فرمایا ای نور دیدہ یہ خاک کربلا کی تاثیر ہے کیا کہون کہ نہین سکتا نوشتۂ تقدیر ہے اسکے بعد شعر شاہ دین نے سنکے ان باتون کو پھر اک آہ کی ✤ اور کہا حاضر ہون جو مرضی مری اللہ کی ✤ پھر نیند سے چونکے سلام رخصتی بجالائے اور بعزم روانگی مکہ معظمہ اسی دم گھر چلے آئے شعر رسول پہ بھیج ای خدا

درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام

شب ہی تھی افسوس جو رات قیامت کی یارب	مدینے سے شہید کربلا مکے کو جاتا ہے

اگرچہ سلطان دارین حضرت امام حسینؑ موافق احادیث صحیحہ اور مطابق اخبار صریحہ کے پہلے ہی سے
بالیقین جانتے تھے کہ میدان کربلا مین میری شہادت ہوگی آسمان سے خون برسیگا زمین
رو دیگی مگر کیا معلوم تھا کہ یہ واقعہ عنقریب ہوگا اسی تھوڑے زمانے مین یہ درجہ مجھے نصیب
ہوگا جب اُس خواب سے معلوم ہوا کہ اب اسمین کچھ تاخیر نہین بغیر چھوڑنے مدینے کے اُسکی کوئی راہ
نہین کچھ تدبیر نہین ہر دم مزہ اور لطف خواب شب کا یاد آتا تھا دل تڑپتا تھا جی گھبراتا تھا پھر تو
عشق دیرینہ بھڑکا کلیجا پھڑکا دل دھڑکا سب سے دیس کی محبت چھوٹی ذوق شوق شربت شہادت
مین سب سے الفت ٹوٹی کہان کی بھوک کہان کی پیاس بیاد شربت وصال جی بیچین چہرہ اداس
پھر آخر جمعے کی رات چوتھی شعبان سن ۶۰ھ ہجری مین مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کوچ کیا اور
سب اہل و عیال اور خدم و موالی کو اپنے ہمراہ لیا احباب محرمان راز دوستان دمساز
رخصت کرنیکو آئے سلام آخری بجا لائے پھر جناب امام عالیمقام شعر اقربا سے وداع ہونے لگے +
گلے مل مل کے خوب رونے لگے + پھر سواری چلی راہ مین جو لوگ ملتے پوچھتے یا ابن رسولؐ یہ
کیا بیقراری ہے روضۂ انور کو کہ رشک خلد برین ہے چھوڑ کر کہان کی طیاری ہے آپ زار زار روتے
آنسوؤن سے رومال بھگوتے اور فرماتے شعر رشتہ در گردنم افگندہ دوست + می برد ہر جا کہ خاطر
خواہ اوست + روایت ہے کہ اثنائے راہ مین عبد اللہ مطیع مکے سے آتے تھے حضرت کو ملے بعد سلام
شوق کے عرض کی شعر کردۂ عزم سفر حفظ خدا یار تو باد + فضل حق از ہمہ آفات نگہدار تو باد +
شاہزادے مدینے سے آپ کو کیون سفر بھایا ہے خیر تو ہے کیا خیال آیا ہے آپ نے فرمایا نظم ای مسیح از حال
دردم آگہی + وز سرشک و رنگ زردم آگہی + از لب خشکی و چشم ترم مپرس + چون زسوز و
آہ سردم آگہی + میروم ہر جا کہ عشقش می برد + رہ نورد کوچہ گردم آگہی + پھر سب حال
پرملال اپنا عبد اللہ کو کہہ سنایا اور خود روئے اور انکو بھی رلایا پھر فرمایا ای عبد اللہ نظم
بکام عاشق دل از کوی یار نرفت + کسے ز روضۂ جنت باختیار نرفت + مرا

غنیمت کہ پیدائی توانم کرد + حکایت دل شیدائی توانم کرد + پھر عبد اللہ نے کہا کہ اگر غلام کو کہنے
کی اجازت دیجیے اور جو کہوں سو قبول کیجیے تو کچھ عرض کروں فرمایا ہان کہو عبد اللہ نے کہا آپ
آج سرور عالم اور سید و بہتر اولاد آدم ہین حرم مکے ہین جا کر چپ چاپ بیٹھ رہین اہل مکہ
آپ کی تابعدار ہونگے جی جان سے آپ پر نثار ہونگے مگر ہرگز وہان سے کوفے کو نجانا کوفیون کی
چاپلوسی پر زنہار فریب نہ کھانا کوفیون نے آپ کے پدر بزرگوار کے ساتھ کیسے کیسے ستم
کیے اور آپ کے برادر غمخوار کو اُنھون نے ستم دیے اور مین جانتا ہون کہ کوفیون بیوفا آپ کو
بلاوینگے پھر اگر آپ وہان جائینگے تو آخر کو بہت پچتاوینگے شاہزادے نے اُنکو دعا دی اور نصیحت
کی پھر جس منزل مین آپ نزول اجلال فرماتے تھے جوق جوق فوج کی فوج لوگ حالت شوق
مین گنتے ہوئے قدمبوسی کو آتے تھے نظم آمدی و آمدنت لیس خوشی ست + دیدن روی تو عجب
دلکشی ست + خاک در ست بر سر ما تاج باد + ہر شب عمرت شب معراج باد + اہل مکہ شاہزادے
کی آمد آمد کی خبر سنکر ہزارون گروہ کے گروہ استقبال کو آئی بہت خوش ہو کر کہ ہر جان نثار کو لائے
خوشی مین سب انگ پھولے نہ سماتے تھے حالت ذوق شوق مین یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے نظم
دولت وصل تو دائم زخدا می جستیم + کعبہ کوی تو از راہ صفا می جستیم + ہر سحر گاہ باخلاص تمام
از سر صدق + دست برداشتہ بودیم و ترا می جستیم + طاق ابروی تو کان قبلہ مشتاقان ست +
گاہ و بیگاہ بمحراب دعا می جستیم + جب قریب مکے کے آپ پہونچے سارے اہل مکہ چھوٹے بڑے
جوان بوڑھے خوشی کے دم مین بکتے ہوئے استقبال کو دوڑے نظم جنسے روشن ہی مدینہ
وہ قمر آتے ہین + جنکا معدن ہے نجف مین وہ گہر آتے ہین + حضرت سرور عالم کے پسر
آتے ہین + سیدہ فاطمہ کی لخت جگر آتی ہین + نخل بستان نبوت کے ثمر آتے ہین + جنکا گھر عرش
ہے وہ مرے گھر آتے ہین + واہ قسمت کہ چراغ حرمین آتی ہین + ای مسلمانون مبارک
ہو حسین آتے ہین + پھر جب شہر مکہ مین اُس جان عالم کی سواری آئی اہل مکہ نے جان مانند
پالی الغد غنی و دو ہر طرف سے دھوم دھام ہر کوچہ و بہ کا ازدحام پھر گھر گھر شادی تھی
سب کی زبان پر مبارکبادی تھی نظم للمولفہ مرحبا ای اہل مکہ مرحبا + مرحبا صد مرحبا صد
مرحبا + آج نور مصطفیٰ کی دید ہے + آج ہی اہل حرم کی عید ہے + آمد شبیر کی کیا دھوم ہے +

دھوم ہی کیا دھوم ہی کیا دھوم ہے * آمد آمد ہی مرے سردار کی * آمد آمد ہی شہ ابرار کی * آمد آمد ساقی کوثر کی ہے * آمد آمد نور پیغمبر کی ہے * آمد آمد ہی حسینؑ پاک کی * آمد آمد ہی شہ افلاک کی *

پھر آپ مکہ معظمہ پہونچکر بقیہ شعبان اور تمام رمضان اور شوال اور ذیقعدہ امن و امان سے رہے بہر صورت اطمینان سے رہے اور اہل مکہ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے پانچوں وقت فوجکی فوج لوگ آپ کے پیچھے نماز کو آتے تھے سعید بن عاص کہ والی مکہ تھا یزید کیطرف سے لوگون کا یہ اژدحام اور ہر اطراف و جوانب آو اسقدر ہجوم و ازدحام دیکھکر گھبرایا اور مکے سے بھاگا مدینہ منورہ آیا پھر مدینے سے یزید پلید کو خط لکھا کہ حضرت امام حسینؑ اور عبد اللہ بن زبیر وغیرہ نے تمھاری بیعت نہ کی اور مدینہ طیبہ سے فلان تاریخ کو مکہ معظمہ آئے سب اہل مکہ اور ہر اطراف و جوانب کے لوگ اُنکے ساتھ رجوع لائے خدائی کی خدائی چلی آتی ہے ساری خلق جان و مال اپنی اُنپر قربان کرنے کو لاتی ہے جب یہ حال یزید شقی نے سُنا مارے غم و غصہ کے سر کو دھنا اور اس نظر سے کہ ولید بن عقبہ نے پکڑنے مین امام کے تقصیر کی امارت مدینہ منورہ کی اُسسے چھین لی اور ابن الاشدق کو دی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام * روایت ہے کہ کوفی لا یوفی معاویہؓ ہی کے زمانہ سے ہمیشہ حضرت کو طلب خلافت اور خروج کی تحریص کرتے اور آپ کو کوفی بلاتے تھے مگر آپ اُنکے قول و فعل پر یقین نہ لاتے تھے جب کوفیون نے مدینے سے آپکی مکے مین تشریف آوری کی خبر پائی آپ کو کوفے مین بلانے کی ٹھہرائی ستر آدمیون نے اشراف کوفے کے بالاتفاق ایک رائے ہو کے حضرت کو بڑے ذوق و شوق اور تپاک سے اس مضمون کی عرضی لکھبھیجی کہ یزید پلید بخت حکومت پر بلا مشورے اہل اسلام کے بیٹھکر چاہتا ہے کہ حکمرانی کرے آپ ایسے لوگون سے بیعت لے اور مسلمانون پر ایذا رسانی کرے اور ہم لوگ آپ کے اور آپ کے والد بزرگوار کے شیعہ اور فرمانبردار ہین جہان آپ کا پسینہ گرے اپنا خون دینے کو طیار ہین ہم لوگ بھی یزید کی خلافت سے نالان ہین بیزار ہین دن رات آپ کی تشریف آوری کے انتظار مین بدل و جان چاہتے ہین کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ہر طرف جمعیت کر کے دشمنون سے مقابلہ کرین اپنی جان و مال فرزند و عیال آپ پر قربان کر کے

لو مرنا جان جاتی تو جائے مگر آئینۂ عقیدت میں جلا نہ آئے ہم لوگ بالاتفاق خدا اور رسول کو درمیان
دیکے قرآن مجید ہاتھوں میں لیکے وعدۂ وثیقہ اور اقرار صادق کرتے ہیں کہ جی جان سے بلکہ ہر دو جہان
سے آپکی تابعداری کریں اگر سر مو بھی اسمیں فرق پڑے تو بری موت مریں آپ اپنی زاویے میں
شہزادے ہیں ایک عالم کے مطاع ہیں بہر صورت واجب الاتباع ہیں آپ فوراً تشریف
لائیں للہ آپ کوفے بہت جلد قدم رنجہ فرمائیں **مثنوی للمولفہ** ای مدنی بست و مکی لقب +
ہست غلامت عجم و ہم عرب + ای بدرت ملک و ملک ملتجی + رحمے بجا ہائے شقی + ما ہمہ مشتاق
وصال تو ایم + محو تماشای جمال تو ایم + منتظران را لب آمد نفس + ای ز تو فریاد ولفریاد رس
بر سر و چشم پنہ از لطف پا + ایکہ لبت داروی استقامہا + دامن پاکت نگذارم مگر + چون
برہانم ازین شور و شر + آہ ازین جور یزید پلید + از ستمش جان بلبہا رسید + شاہی و ما
جملہ گدای تو ایم + والہ و شیدای لقای تو ایم + ناصر کونین و ملجا ے ما + رونق دین ہمن و دنیای
ما + حضرت کو اس انتشار میں کبھی مزہ اس خواب کا بھولتا نہ تھا غنچہ خاطر ان ہواداران ظاہری
باتوں سے گاہی کھلتا نہ تھا ہر وقت اسی سوچ میں رہتے کہ یا نصیب وہ دن کب آئینگے کہ حضرت
حق کربلا میں مجھے بلائینگے بارے قسمت وہ کونسی ساعت کونسی گھڑی ہوگی کہ لوگ
کربلا میں ہمکو شہید کرینگے اسی جامۂ رنگین اور تن خونین اور لب خشک اور چشم تر اور جسم بے سر کے
ساتھ نانا کے پاس جاکر خوشی سے عید ہم کرینگے پھر جب کوفے سے ڈیڑھ سو سے زیادہ بمضمون واحد
خطوط معرفت چند خواص و شرفا وہاں کے آئے اور کوفیوں نے اس امر میں استدعا اور اصرار
درجے کو پہونچائے تب آپ نے عزم کوفے کا مصمم فرمایا اور بہت خوش ہو کر دلسے کہا الحمد للہ کہ اب زمانہ
شہادت کا قریب آیا عبد اللہ بن عباس اور جو بڑے بڑے صحابہ مکہ معظمہ میں تھے سب نے آپکو
سمجھایا کہ کوفی لایوفی کے قول و فعل کا ہرگز اعتماد نہیں کوفیوں نے آپ کے باپ بھائی کے ساتھ جو
جور کیے آپ بھول گئے یاد نہیں کوفیوں کی بیوفائی تمام عالم میں مشہور ہے آپ وہاں کا ہرگز
قصد نفرمائیں دیکھیے خدا کو کیا منظور ہے اور اگر کوفیوں کا اتنا اصرار ہے تو پہلے اپنے کسی عزیز کو کوفے
روانہ کیجیے کوفیوں کا امتحان لیجیے آخر یہ صلاح قرار پائی کہ **شعر** بچازاد اپنے بھائی یعنی مسلم کو
روان کیجیے + روانہ کرکے انکو کوفیوں کا امتحان لیجیے + یعنی حضرت مسلم بیٹے کوفے

تشریف لیجا مین اگر اہل کوفہ اپنے عہد و بیعت پر قائم ہون تو بہتر ورنہ واپس آئین شعر رسول
پاک پہ بھیج اے خدا اندود سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام +

چلے مکے سے کوفے کو جناب حضرت مسلم ‖ فلک اب مارنیکو انکی کیا کیا داؤن لاتا ہی

روایت ہی کہ بعد اصرار کوفیون کے بصلاح و مشورہ احباب کے پہلے آپ نے حضرت مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو بہ نیابت اپنی مع چند لوگون کے کوفے کو روانہ کیا اور ایک خط کوفیون کے نام لکھکر انکو دیا اس مضمون کا کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ عرضیان تمہاری لطلب ہماری اور اشتیاق اور انتظار تمہاری شرفاے کوفے کی معرفت آئین ولیکن خرمی اور سرور بے اندازہ لائین بالفعل مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو اپنا نائب کرکے تمہارے پاس امتحاناً روانہ کرتا ہون اگر تم لوگون اپنے قول پر ثابت قدم رہے انکے ہاتھ پر بیعت کی اور انھون نے تمہاری خیرخواہی اور جان نثاری کی مجھے اطلاع دی تو مین فوراً عزم کوفہ کرونگا وہان جاکر اشقیا سے لڑونگا سو دیکھنا خبردار تعظیم و توقیر ادب ہر بات مین انکو میرے برابر جاننا عالم عادل متقی ہین جو کچھ کہین سو ماننا روایت ہی کہ حضرت مسلم مکے سے ایک منزل نہ گئے تھے کہ ایک صیاد ہرن کا پیچھا کرتا ہوا دست رستے سے آکے نمود ہوا آخر کار ہرن کو پکڑ کرکے ذبح کیا حضرت مسلم یہ حال دیکھکر حضرت امام حسینؑ کے پاس واپس آئے اور عرض کی بھائی صاحب بالفعل ہمارا کوفے کو جانا مصلحت نہین ہی اسواسطے کہ اول ہی منزل مین ایسا ایک فال بد ہمنے دیکھا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اگر آپ کوفے جانے سے ڈرتے ہین عذر کرتے ہین تو مین اور کسی کو بھیجون حضرت مسلم نے فرمایا شعر تا بہ سر نوک سنان
اگر تیغم زنی ہر دم + مرا عید آن زمان باشد کہ قربان رہت گردم + مجھے اتباع سے آپ کی سر مو انکار نہین کچھ تکلف رہنے مین مجھے اصرار نہین یہ تو ایک بدفالی راہ مین دیکھی تھی چاہا کہ آپ سے عرض کردون اور ایکبار آپ کو دیکھ لون اسواسطے کہ مجھے یقین ہی کہ کوفے سے مین پھر نہ آونگا وہین شہادت پاؤنگا پھر آپ سے رخصت ہونے لگے الوداع الفراق کہتے کہتے بیقرار ہونے لگے نظم
وداعت می کنم جانان وداع آخرین از دل + زکویت می روم وز غصہ دارم قصہ مشکل + ندارم
طاقت دوری ندارم تاب مہجوری + عجب دردیست بے درمان عجب کاریست بس مشکل

لوگون نے کہا کہ آپ موت سے ڈرتے ہین کہ اسقدر آہ سرد بھرتے ہین فرمایا نہین مفارقت سے
حضرت امام حسینؑ کی روتا ہون بیتاب ہوتا ہون غرض آپ نے حضرت امام کو رخصت کی اور راہ کوفے
کی لی روایت ہے کہ حضرت مسلم نے مدینہ منورہ کی راہ لی اور حرم نبوی مین پہونچکر مسجد نبوی
مین دوگانہ نماز پڑھی اور دونون لڑکون کو اپنے کہ بہت صغیر سن تھے اور باپ بن رہ نہین
سکتے تھے درد ہجران سہ نہین سکتے تھے اپنی ہمراہ لیا پھر وہان سے دو شخص راہ کی بتانے والے لیے
اور شارع عام چھوڑکر بیراہ ہوکر زندگی سے ہاتھ دھوکر شبا شب آگے بڑھے وہ اندھیری رات
سناٹے کا عالم بجز ذات خدا نہ کوئی یار نہ کوئی ہمدم دونون راہبر اندھیری رات مین راہ بھول گئے
دو دو دن چلتے چلتے پاؤن انکے پھول گئے اور دن کو تپش آفتاب اور نایابی آب سے کمال
تکلیف اٹھائی بڑی اذیت پائی جوتیان پرزے پرزے ہوگئین سیکڑون کانٹے گڑ گئے تلوون
مین آبلے پڑگئے آخر مجبور ہوکر ان راہبرون نے آپ کو ایک راہ بتائی کہ ادھر سے آپ چلے
جائین کچھ خوف و خطرہ دلمین نہ لائین اور وہ دونون راہبر کہ جان بلب رسیدہ تھے وہین
ہلاک ہوگئے آفات دنیاوی سے پاک ہوئے حضرت مسلم نے وہ سب تکلیفین جناب امام عالی
مقام کے حضور مین لکھ بھیجین کہ شہر چھوٹے دل کے تازہ تازہ آسیر اشک افشانی بہرہ کوفے
مین ہی میرا بھی دانہ بھی پانی ہے اور لکھا کہ آثار اور قرائن سے یہ سفر نامبارک نظر آتا ہی دیکھیے
خدای تعالی کیا پیش لاتا ہی اگر ارشاد ہو کوفے کو نجاؤن یہین سے پلٹ آؤن اور کسی کو آپ
اس کام پر مامور فرمائین اور اس مجبور کو اپنے حضور مین سکتے بلائین شاہزادی نے جواب مین
لکھ بھیجا کہ یہ سب تمھارے وہم ہین خیالات ہین پست ہمتی اور بددلی کے علامات ہین نظم
ہر بلای را عطا سی در پے ست ٭ ہر کدورت را صفای در پی ست ٭ زیر ہر رنجی
ست گنجی معتبر ٭ خار دیدی چشم بکشا گل نگر ٭ ہر بلا کز دوست آید راحت ست ٭ وان
بلا را بر تو صد منت ست ٭ جای ہمت بلند کیجیے میرا جی خورسند کیجیے جس راہ مین قدم
رکھا ہی اسکو تمام کرو بخیر و خوبی اسکا انجام کرو حضرت مسلم موافق احکام کے وہان سے مع
دونون صاحبزادون اپنے کے بہزار محنت و جانفشانی کوفے کو جا پہونچے اور مختار بن
عبیدہ کے گھر مین اترے مشتاقان کوفہ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر سر کے بل [illegible]

فوج کی فوج حاضر آئے گویا جان نثار کو لائی آپ نے حضرت امام حسینؑ کا نامہ پڑھکر کوفیون کو سنایا اُس جماعت کوفی یا یوفی نے نامے کا حال سُنکر باواز بلند نعرہ و اشوقاہ عرش تک پہونچائی اور ہر طرف سے بعقیدت تمام و اطاعت تمام جان و مال سے حضرت مسلمؑ کی خدمت مین حاضر آئے پھر تو حضرت مسلم کے پیچھے نمازیون کا اسقدر ازدحام ہوا کہ سینے سے سینہ چھلتا تھا نوبت اذان پنجگانہ کی اسقدر بلند ہوئی کہ عرش بریں ہلتا تھا ہر روز فوج کی فوج کوفی ایوفی اُنکے ہاتھ پر حضرت امام حسینؑ کی بیعت کرتے تھے اپنا جان و مال اُنپر قربان کرنیکو مرتے تھے جب چالیس ہزار آدمی جنگی کوفی نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہر طرف سے جمعیت اور صرف جمعیت کی تو حضرت مسلم نے حضرت امام حسینؑ کو ایک نامہ مکے اس مضمون کا لکھا کہ یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اپنے عہد و پیمان کے موافق جان و مال سے حاضر آتی ہین اور ہر روز میری ہاتھ پر آپ کی بیعت کیے جاتی ہین چنانچہ آج تک چالیس ہزار مرد جنگی بیعت کر چکے زیر تیغ حکم آپ کی اپنی گردن دھر چلے یہان دین اسلام کی رونق تمام ہے مرجع خاص و عام ہے آپ اس خط کے دیکھتے کوفے کا قصد فرمائین خیال اور کسی طرح کا خاطر مبارک مین نہ لائین **شعر** ای خوش آن روز یکہ از الطاف رب العالمین + وصل تو روزی شود اللہ خیر الرازقین + پھر جب نعمان بن بشیر صحابی نے کہ یزید کی طرف سے کوفے کے حاکم تھے خبر بیعت کوفیون کی دست حضرت مسلم پر پائی چونکہ وہ دوستدار اہلبیت نبوت کے تھے اسلیے فقط ظاہر مین اہل کوفہ کو مسجد مین جمع کر کے دھمکایا اور تہدید بلیغ فرمائی مگر فقط دھمکی پر ٹالہ اور کچھ کسی سے تعرض نہ کیا دار الامارت مین چلے آئے اور حضرت مسلم کے ساتھ کوفیون کو اسی طرح چھوڑ دیا بلکہ درپردہ معاون و مددگار حضرت مسلم کے رہتے اور کلمات ترغیب بیعت اور اطاعت امام عالی مقام کے اہل کوفہ سے کہتے اُسکے بعد خفیہ نویس اور جاسوسون نے یزید پلید کے کہ کوفے مین رہتے تھے یہ سب حال یعنی حضرت مسلم کا کوفے مین آنا اور اہل کوفے کا اُنکی طرف دل و جان سے رجوع لانا اور بیعت کرنی کوفیون کی دست مسلم پر حضرت بشیر کی اور ضعف اور سستی نعمان بن بشیر کی اور خبر آمد آمد کی حضرت امام حسینؑ کی کوفے مین ایک خط کے اندر لکھکر شہر شام مین یزید پلید کو بھیجا اور لکھا کہ اگر آپ کو بقای سلطنت اور استحفاظ کوفہ منظور ہے تو ایک شخص باہیبت

وسیاست بجاے نعمان بن بشیر کے کوفے کا حکم کرکے علی الفور یہان بھیجنا ضرور ہے تاکہ وہ دشمنون
کو اس شہر سے دفع کرے فتنۂ تازہ کو رفع کرے یزید پلید نے اس خط کا حال سنکر آتش غضب
سے جل بھنکر سرجون رومی اپنے وزیر کو بلایا اور اس امر کا مشورہ درمیان لایا کہ اگر امام حسینؑ
کوفے مین آئے تو ملک عراق ہمارے ہاتھ سے بلکہ ساری سلطنت مین خلل پڑ جائیگا اور ہر شہر
مین نشان حسینی گڑ جائیگا آخر اُس مردود نے یہ صلاح بتائی کہ نعمان بن بشیر کو حکومت کوفے سے
معزول کرکے ایسے کو حاکم کیا چاہیے کہ جماعت مسلم کو بحر فنا مین ڈبو دے اور جڑ فتنہ و فساد کی
کھود دے آخر بصلاح اُسکے نعمان بن بشیر کو معزول کرکے عبد اللہ بن زیاد کو کہ یزید کی جانب سے
بصرے کا حاکم تھا کوفے پر معمور کیا اور عبد اللہ بن زیاد کے نام تباکید تمام فرمان لکھا کہ حضرت مسلمؑ
کوفے مین آگئے ہین اور امام حسینؑ کی بیعت ساری اہل کوفہ سے لیتے ہین اور سارے اہل کوفہ
اُنکی اتباع مین جان دیتے ہین مناسب ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی تم بصرے مین اپنی جگہ پر اور
کسی کو حاکم مقرر کرکے جلد تر کوفے چلے جاؤ اور وہان پہونچکر فی الفور مسلمؑ اور رستابجان اور رستالوان
کا اُنکے سر کاٹکر میرے پاس جلد بھجواؤ اور اُنکی لاشون کو خاک مین ملاؤ اور اگر جناب امام حسینؑ
کوفے آگئے ہون تو اُنسے میری بیعت لو اگر قبول کرین فبہا ورنہ بلا تحاشا اُنکو بھی شربت شہادت
پلاؤ ابن زیاد بدنہاد یہ فرمان پڑھکر خوشی کے دم مین پھول گیا غم دارین بھول گیا اور بصرے
مین اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام کرکے بسبیل استعجال کوفے کی راہ لی **شعر** رسول پاک پہ بھیج
اے خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہے کہ ان دنون جناب
امام حسینؑ کی آمد آمد کی خبر کوفے مین مشتہر تھی ہر کوچہ و بازار مین اسکی خبر تھی اسلیے ابن زیاد
شیطان نے فریب کی راہ سے قریب کوفے کے مقام قادسیہ مین پہونچکر اپنی ساری سپاہ روسیاہ
کو وہین چھوڑا حجازیون کا راستہ تھاما اور راہ بصرے سے منھ موڑا پھر جب دو تین گھڑی
رات گذری تو اپنا بھیس بدلا اور لباس حجازیون کا پہنا یعنی سیاہ عمامہ سر پر باندھا اور
گلے سے ایک تلوار حمائل کرلی اور تیر و کمان بازو مین لگا لیا اور ایک عصا ہاتھ مین لیکر چادر
سے اپنا سر اور منھ لپیٹ کر اونٹ پر سوار ہوکر چند آدمیون کے ساتھ بصرے کی راہ سے کترا کر
جس راہ سے قافلہ حجاز کا آتا تھا رات کو فیما بین نماز مغرب اور عشا کے کوفے مین داخل ہوا

اور دھوکا دیکر اپنے تئین جناب امام حسین علیہ السلام ظاہر کیا اہل کوفہ کہ پہلے ہی سے مشتاق ہمہ تن چشم
انتظار قدوم میمنت لزوم جناب عالی مقام کے تھے اور اُن دنون حضرت امام کی آمد آمد کی
خبر بھی مشہور ہو رہی تھی یہ دھوم دھام اور شوکت و ازدحام خاص و عام دیکھکر دھوکے مین
آگئے سمجھے کہ امام صاحب تشریف لائے ہیں ہر کہ و مہ استقبال کو آئے شرائط تعظیم و توقیر
غایت درجہ کی بجالائے پھر تو اہل کوفہ فوج کی فوج استقبال کو آتی تھی اور بسبب تاریکی رات
کے امام صاحب کے دھوکے سے رسم تحیت و سلام بجالاتی تھی اور کہتی تھی مرحبا بک یا ابن
رسول اللہ **نظم** آمدی و آمدنت بس خوشی ہست ﴿ دیدن از روی تو عجب دلکشی ہست ﴿ خاک درت بر سر
ما تاج باد ﴿ ہر شب عمرت شب معراج باد ﴿ ابن زیاد کیا دسبکا سلام لیتا تھا مگر منہ سے کچھ بات
نہ کہتا آہستہ سب کے سلام کا جواب دیتا تھا لیکن یہ ازدحام اور میلان کوفیون کا ساتھ امام
عالی مقام کے دیکھکر مارے غصے کے مثل سانپ کے جی مین پیچ و تاب کھاتا تھا اور دانت پر دانت
پیستا تھا اور آتش غضب مین جلا جاتا تھا غرض ساری اہل کوفہ اُسکے پس و پیش مرحبا مرحبا اور
طرقوا طرقوا گویان اور ابن زیاد بد نہاد اسی طرح سر بگریبان حاکم نشین مکان کے پھاٹک پر آگیا
اور اُسکی غرض یہ تھی کہ لوگ اُسکو نہ پہچانین اور ایکبار ہلہ کر کے کسی طرح کا فتنہ اور فساد ظہور مین نہ لائین
روایت ہے کہ جب ابن زیاد بد نہاد پھاٹک پر دار الامارۃ کے اس دھوم دھام اور مرجع خاص
و عام سے پہونچا نعمان بن بشیر نے پھاٹک بند کر لیا اور کوٹھے پر چڑھکے اس کو کہا اور دھوم دھام
اور کوفیون کے ازدحام کو دیکھا سمجھا کہ جناب امام حسین ہین پکار کر کہا یا ابن رسول اللہ آپ یہا
یہان سے مناسب ہے پھر جائین فتنہ اور فساد نہ اٹھائین نہیں تو ہرگز یہ شہر آپ کو نہ دیگا بغیر
استیصال آپ کے دم نہ لیگا آج کی رات آپ کوفے سے تشریف لیجائین اور کسی مقام مین نزول
اجلال فرمائین اور اہل کوفہ نعمان کو گالیان دیتے تھے کہ جلد دروازہ کھولو اور اس گھڑی
پھاٹک پر ابن رسول اللہ کھڑے ہین آخر مسلم ابن عمرو باہلی نے نعرہ مارا کہ ای کوفیو یہ امیر عبد اللہ
بن زیاد ہے حضرت امام حسین نہین اور ابن زیاد نے بھی چادر سر سے اٹھائی اور بات بولا پھر
اہل کوفہ نے اُسے پہچان کر چپکے چپکے دار الامارۃ سے اپنے اپنے گھر کی راہ لی اور نعمان نے پھاٹک
کھلوا دیا اور ابن زیاد بد نہاد کو کوٹھے پر بلا لیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام

علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✦ **روایت** ہے کہ پھر جب صبح ہوئی تو ابن زیاد بدنہاد نے
اکابر کوفہ کو بلوایا اور روبرو اُنکے اپنی حکومت کا فرمان سنایا اور سب کوفیون کو بہت دھمکایا اور
یزید کی مخالفت سے ڈرایا مگر ایذا رسانی اور قتل سے کوفیون کے ہاتھ موڑ افتدہ دھمکی اور حیلہ اور
تقریر زبانی اور تہدید لسانی سے حضرت مسلمؑ کی جماعت کو توڑا حضرت مسلمؑ مضطر ہوئی اور بہت
گھبرائے اور ہانی کے گھر آئے اور فرمایا ای ہانی مین اس شہر مین مسافر ہون غریب ہون مبتلائے انواع
مصائب عجیب ہون اور تم اہل کوفہ کو پہچانتے ہو بیوفائی اور جو فروشی گندم نمائی اُنکی خوب
جانتے ہو غرض اپنے حالات اور مصائب کہانتک تم سے کہین تھوڑی جگہ دو تو شب بھر یہان پڑ
رہین ہانی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی **بیت** رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✦ کرم نما و فرود
آکہ خانہ خانۂ تست ✦ شیعہ حضرت مسلمؑ کے پتا لگا کہ ہانی کے گھر خفیۃً آتی تھے اور اُنکے ہاتھ پر بیعت
حضرت امام حسینؑ کی کیے جاتی تھے اور مغلظ قسمین کھائی کہ بیعت کے ساتھ تا زیست وفا کرینگے
گاہے سر مو عذر نہ کرینگے نہ دغا کرینگے ابن زیاد بدنہاد نے ہرچند حضرت مسلمؑ کو گلی گلی تلاش کروایا
مگر کہین پتا نہ پایا **روایت** ہے کہ جب ابن زیاد کو باوجود سعی تمام اور تلاش مالا کلام کے
حضرت مسلمؑ کا سراغ نہ ملا تو بہت گھبرایا آخر حیلۂ عجیب درمیان لایا یعنے اُس ملعون کا ایک
غلام بدانجام تھا معقل نام اُسکو اُسنے تین ہزار درم دیے اور کہا کہ شیعان علیؑ کے ساتھ جا کر
اختلاط پیدا کر امام حسینؑ اور اہل نبوت کے ساتھ اپنا حسن اعتقاد ہویدا کر اور ظاہر کر کہ
مین یکے از دوستداران حضرت مسلمؑ و امام حسینؑ ہون اُنکی زیارت اور قدمبوسی کے لیے بہت سی
مسافت بعیدہ طے کر کے آیا ہون یہ تین ہزار درم واسطے نذر حضرت مسلمؑ کے لایا ہون بخدا مجھے
اُنکی خدمت سراپا برکت مین لے چلو کہ اُنکے ہاتھ پر مین بیعت کرون اور یہ درم اپنے ہاتھ سے اُنکی
نذر کرون خدمت کرون تا کہ وی اس سے گھوڑے اور ہتھیار خریدین اور دشمنان اہلبیت سے
لڑین پھر جب تجھے مسلمؑ کا پتا ملے تو تقیہ کی راہ سے اُنکے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ درم اُنکی خدمت
کر کے مجھے خبر دی غرض معقل نے ہمراہی ایک شخص شیعہ مسلمؑ کے حضرت مسلمؑ کے پاس جا کر بڑی
تپاک و تعظیم سے اُنکے ہاتھ پانون کے بوسے لیے اور تینون ہزار درم اُنکے آگے رکھ دیے اور
قسمین کھائین کہ ہرگز ہرگز افشاے راز اور حیلہ سازی نہ کرینگے اور گاہی بجا آوری حکم مین آپ کے

مکر اور دغابازی نہ کرینگے پھر اُسنے دست حضرت مسلمؑ پر بیعت کی اور رات بھر وہین ہانی کے گھر
رہا حقیقت احوال پر حضرت مسلمؑ اور شیعون اُنکے کے آگاہ ہوکر صبح کو ابن زیاد بدنہاد کے پاس
آیا اور سارا حال ابتدا سے انتہا تک کہہ سُنایا **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام
علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭ **روایت ہی** کہ اسکے بعد بحکم ابن زیاد بدنہاد محمد بن اشعث
تھوڑی سی فوج کے ساتھ ہانی کے گھر آیا اور ہانی کو ابن زیاد کے گھر پکڑ لایا ابن زیاد نے ہانی سے
کہا کہ مسلمؑ کو فوراً حاضر لا نہین تو تجھے ابھی تہ تیغ کرونگا نہ تو تیری صحابیت کا لحاظ کرونگا نہ
تیری جان کا دریغ کرونگا اُنھون نے کہا کہ حضرت مسلمؑ کو مین تیرے پاس قتل کے لیے حاضر کرون
یہ بات مجھ سے ہرگز ممکن نہین تو مجھ پیر کو مار ڈالنے کو کیا دھمکاتا ہی مجھے زندگی کی ہوس نہین میری
جوانی کا سن نہین غرض ہانی کو ہرچند ابن زیاد وغیرہ نے سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اُنکی دھمکی
اور باتون کو باد ہوائی جانا پھر اُس بدنہاد نے ہانی اور ساری روساے کوفہ کو ایک محل مین قید
کیا اور ہانی کو انواع تکالیف مین مبتلا کرکے بڑا رنج دیا دوسری دن ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر
کہا کہ اے ہانی تو اپنی جان عزیز رکھتا ہی یا جان مسلمؑ کی ہانی نے کہا مین ہزار جان اپنی سے حضرت مسلمؑ
پر قربان کرتا ہون جان کیا بلکہ فدا اُنپر دین و ایمان اور دونون جہان کرتا ہون اے ابن زیاد میرا دم
نکل جائیگا مگر انشاء اللہ تعالی آئینہ اعتقاد مین ہرگز نہ بل آئیگا اور ہانی کا سن اُسوقت ننانوے ۹۹
برس کا تھا اور مدتہا اُنھون نے شرف صحبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پایا تھا اور
زمانہ دراز تک صحبت سے حضرت علیؑ شیر خدا کے فیض اُٹھایا تھا ابن زیاد نے نہ ہانی کی صحابیت
کا کچھ پاس کیا نہ خدا اور رسولؐ کا ہراس کیا آخر ہانی کو ننگا کروایا اور شکنجے مین اُنکو خوب کس
کے کوڑا منگوایا پھر کہا کہ مسلمؑ کو حاضر کر ورنہ تجھے ہزار عدد کوڑے مارونگا گردن سر سے اُتارونگا
ہانی نے کہا کہ اگر حضرت مسلمؑ میری بغل مین ہون اور تو مجھے جو عذاب چاہے کرے مگر مین ہرگز اپنا
ہاتھ نہ اُٹھاؤن تجھے اُنکا نشان نہ بتاؤن پھر بحکم ابن زیاد جلاد نے ہانی کو پانسو کوڑے مارے ہانی بیچارے
شکنجے مین کسے ہوئے تھے ہی دوسری مار کوڑون سے بیہوش ہوگئے **روایت ہی** کہ جبکہ
خبر ہانی اور روساے کوفہ کے قید ہونے کی حضرت مسلمؑ نے پائی بعرق حمیت اور ہاشمیت اُنکی
جوش مین آئی اپنے دونون صاحبزادگان محمدؑ اور ابراہیمؑ کو قاضی شریح کے گھر بھیجا اور محبان

اہلبیت اور اپنے ساری مریدون کو پکارا بات کی بات مین چالیس ہزار جوان ہتھیار بند جانبازی
کو طیار ہوگئے دل و جان سے مستعد کارزار ہوگئے اور ایکبار سب جوانون نے بہمراہی حضرت
مسلم کے محل ابن زیاد کے گھیر لیے خوف یزید اور ابن زیاد سے یک قلم منھ پھیر لیے ابن زیاد نے
دیکھا کہ شیر دلیر نے مع فوج کرار آکر مجھے گھیرا اب کام ہاتھ سے جاتا ہے اللہ اپنی قدرت دکھاتا ہے
پس رئیسان کوفہ کو جو اُس ملعون کے محل مین قید تھے دھمکی کے ساتھ حکم دیا کہ کوٹھے پر جاکر
اپنے اپنے خویش و اقارب کو سمجھاؤ کہ ہمراہی سے مسلم کے منھ پھیرین اور بر محل اپنے اپنے گھر کی راہ
لین میرا محل نہ گھیرین تاکہ مین اُن سب کے درجے بڑھاؤنگا اور ہر ایک کو مدارج علیا پر
چڑھاؤنگا اور نہین تو تم سب کو ابھی پھانسی دونگا اور گھر کی مٹی تک اُکھاڑ پھیکونگا پس اُن
رئیسون نے بطمع عزت اور بخوف جان کے سب جوانان مسلح کو سمجھا کر تتر بتر کر دیا ہر ایک کوئی
لا ابالی نے اپنا اپنا راستہ لیا نہ کسی نے اپنے عہد و پیمان کا پاس کیا نہ خدا و رسول سے ہراس کیا
شام تک حضرت مسلم کے ساتھ اُن چالیس ہزار جوانان مسلح مین سے فقط پانسو آدمی رہگئے جب
حضرت مسلم نے کوفے کی مسجد مین فرض مغرب کی نیت باندھی تو آپ کے پیچھے پانسو آدمی مسلح
تھے جب سلام پھیرا تو ایک کوئی بھی نہ تھا سب کے سب چل چنت ہوگئے اپنا اپنا دین و
ایمان اور وہ قسمین مغلظات وہ سب عہد و پیمان بحر بیوفائی مین ڈبو گئے روایت ہے کہ جب
اہل کوفہ نے رفاقت سے حضرت مسلم کی منھ موڑا اور حضرت کو تنِ تنہا مسجد کوفہ مین چھوڑ آئے
کوفیون کی بیوفائی اور جو فروشی گندم نمائی کا حال پر ملال دیکھکر حیران ہوئے بہت گھبرائے
نہایت پریشان ہوئے پس ناچار ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو کر آپ بھی وہان سے سوار ہوئے چاہا
کہ کوفے سے کسی طرح نکل جائین تاکہ کوفیان بیوفا کی بلا سے نجات پائین ناگاہ سعید کوفی نے
پوچھا اے سید آپ کہان جاتے ہین فرمایا چاہتا ہون کہ کوفے سے نکلجاؤن کہا ہرگز ہرگز آپ
ایسا خیال و لمہین نہ لائین یہان سے آگے قدم نہ بڑھائین کہ راہداران سر راہون پر بیٹھے
آپ کو تلاش کر رہے ہین اور سب دروازون پر شہر کے ناکے بندیان کیین ہین پس سعید
نے آپ کو وہان سے محمد کثیر کے گھر پہونچایا محمد کثیر نے آپ کے قدمون کا بوسہ لیکے بڑی تعظیم سے
زمین کے نیچے تہ خانے مین آپ کو چھپایا اور خوش ہو کر کہا ع گذر فتاد لسبز وقت گستاخ

غت ٭ ہزار جان گرامی فدای ہر قدمست ٭ فگند سرو قدت بر من از کرم سایہ ٭ مبادا از سر
من دور سایہ کرمست ٭ جاسوسون نے یہ خبر ابن زیاد کو پہونچائی اُس شیطان نے
محمد کثیر کے گھر فوج کثیر اپنے بیٹے کے ساتھ کر کے بھجوائی کہ محمد کثیر اور اُسکے بیٹے کو اور مسلمؑ کو یہان
پکڑ لاؤ لشکریان ابن زیاد نے محمد کثیر کے گھر مین حضرت مسلم کو ہر چند تلاش کیا مگر کچھ اُنکا پتا نہ
پایا پس محمد کثیر اور اُنکے بیٹے کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس پہونچایا آخر ابن زیاد نے اُن دونون کو
قتل کروایا حضرت مسلم نے خبر شہادت محمد کثیر کی سنکر رات کو شمشیر بُران حمائل کی اور نیزہ ہاتھ مین
لیا اور اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر چلے کہ شہر کوفے سے نکل جائین جس را
گلی اور دروازے کی طرف جاتے تھے سوار اور سپاہیون کو ابن زیاد کے نگاہبان پاتے تھے اور ابن
زیاد نے گلی گلی منادی کرادی تھی کہ جو کوئی خبر مسلم کی یا سر مسلم کا میرے پاس لائیگا وہ حکومت
شہر کوفے کی اور زر بیحساب مجھ سے پائیگا پھر آپ نے گھوڑے کو وہین چھوڑا ایک گلی کی راہ کی
سڑک سے منھ موڑ آگے ایک مسجد ویران ملی اُسمین جا بیٹھے اور درد مفارقت سے حضرت امام حسینؑ
کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے **شعر** وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین ٭ اب جنکے
دیکھنے کو انکھین ترستیان ہین ٭ آہ کوئی محرم نہین حال دل کس سے کہین درد مفارقت
سہا نہین جاتا کیونکر سہین افسوس کوئی رفیق نہین کہ لیکے جائے اور حال میری تنہائی اور
کوفیون کی بیوفائی کا حضرت امام حسینؑ کو پہونچائے **شعر** محرم راز دل شیدای خود ٭ کسی
نمی یابم ز خاص و عام را ٭ خداوندا مسلمؑ تو اب کوفیون کے ہاتھ سے شہید ہو چکا اپنی زندگی
سے ہاتھ دھو چکا اب ایسا ہو کہ حضرت امام حسینؑ میرے اُس خط کو دیکھکر کوفے کو نہ آئین
اور اگر بہ قصد کوفہ کو بھی چلے ہون تو راہ سے پلٹ جائین **قطعہ** نہ قاصدی کہ پیامے بہ نزد
یار برد ٭ نہ محرمے کہ سلامے بدان دیار برد ٭ فتادہ ایم بشہر غریب و یاری نیست ٭
کہ قصۂ ز غریبی بشہر یار برد ٭

خبر دو حضرت شبیر کو کوفے نہین آوین	کہ مسلم آکے کوفے مین دغا سے مارا جاتا ہے

روایت ہے کہ جب رات ہوئی تو آپ اُس مسجد سے ایک طرف چلے مگر جانتے نہ تھے کہ

کسطرف جاتی ہین فرماتی تھے آہ کوئی مقام اپنا جانا نہین دم بھر کہین سانس لینے کا ٹھکانا نہین جو مرید تھا وہ مستعد خونریزی ہے ہر کوئی آمادہ فتنہ انگیزی ہے اب ہر طرح سے موت کا سامان ہے موت سر پر کھڑی ہے ہر شقی دشمن جان ہے پھر اثناء راہ مین قاضی شریح کے پاس سے لڑکون کو لیا مگر چلتے چلتے ماری بھوک و پیاس کے قدم آگے بڑھا نہین سکتے تھے حالت تحیر مین انہی دونون بچون کا منھ تکتے تھے جب دونون لڑکے بلک بلک کر آب و دانہ مانگتے آپ اپنا کلیجا تھام لیتے کچھ باتین تشفی کی اشارے سے انکو کہدیتے غرض اسی طرح ایک عورت نیک انجام طوعہ نام کے گھر تشریف لائے چہرہ زرد لب خشک اسکو دکھائے اور فرمایا ای مادر مہربان ہم سب بڑے پیاسے ہین ایک چلو پانی ہمکو پلا سکتی ہے اور کئی وقت سے ان بچون نے کھانا نہین کھایا ہے کچھ کھلا سکتی ہے طوعہ نے کہا ہان حضرت پانی بھی پلاؤنگی اور جو کچھ حاضر ہے بیشک کھلاؤنگی وہ عورت پانی لائی آپ نے پیا اور وہین بیٹھ گئے ذرا دم لیا اور دل سے کہا آہ ہر کس خواہان جان ہے کدھر جاؤن پاؤن چلتا نہین کیونکر قدم اٹھاؤن جب آپ بیٹھ گئے تو طوعہ نے کہا بیٹا شہر مین آج کل بلوائے عام ہو رہا ہے حضرت مسلم کی طلب مین کوفیون کا ازدحام ہو رہا ہے مناسب ہے کہ جلد تم یہان سے قدم بڑھاؤ جہان جاتے ہو چلے جاؤ کہ یہی صورت نجات ہے کسی مسافر سے بولنے کا حکم نہین حکم حاکم مرگ مفاجات ہے آپ نے فرمایا ای مادر مہربان میری جان تجھپر قربان ہم پردیسی ہین راہ بھٹک گئے ہین کیا کہین اب چلا نہین جاتا چلتے چلتے تھک گئے دیکھو تلوؤن مین چھالے پڑ گئے ہین ان ننھے بچون کے قدمون مین کانٹے گڑ گئے ہین

زخم غم سے جگر ٹپک رہا ہے آتش ستم سے دل پک رہا ہے شعر ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
خدا بچائے ان سے نہ ڈالے معاملہ دل کا

تھوڑی جگہ دے تو شب بھر یہان پڑ رہینگے ساری مصیبتین تجھ سے کہینگے بعوض اسکے تیرے سب گناہ بخشوائینگے بہشت مین اپنے جد امجد رسول آخر الزمان کے ساتھ تجھے جگہ دلوائینگے آہ غم ہجران برادر حسینؑ سہا نہین جاتا بے نام لیے رہا نہین جاتا طوعہ نے کہا آپ کا کیا نام ہے اس شہر مین کیون آئے یہان کیا کام ہے آپ نے فرمایا شعر

نام نہ پوچھو مین گمنام ہون ✤ کام مجھے کچھ نہین ناکام ہون ✤
ای طوعہ غمزدون کا حال تو کیا جانیگی ستم کشیدہ محنت رسیدون کو بھلا کیا پہچانیگی شعر نام سے کیا کام ہے جو مین کون ہون

تھوڑی جگہ دی تو یہان پڑ رہون ✻ طوعہ نے بہت اصرار کیا استفسار نام مین عرض کو طول
دیا آپ نے طوعہ کو بمجبوری اپنا نام و نشان بتایا اور سارا حال اپنا اور کوفیون کی بیوفائی کا کہہ
سنایا طوعہ آپ کا نام پاک سنتے ہی قدمون پر گر پڑی بلائین لینے لگی بیتاب ہو کر دعائین
دینے لگی اور کہنے لگی **شعر** رہیے یہان شوق سے آرام سے ✻ ہمکو خبر دیجیے ہر کام سے ✻ پھر طوعہ
نے حضرت مسلمؑ اور دونون صاحبزادون کو جلدی سے گھر مین لیجا کر فرش مکلف بچھا کر چھپایا
اور بڑی خوشی اور نہایت تعظیم و ادب سے ماحضر درویشانہ کھلایا ہر دم آپ کی بیکسی اور غربت
پر روتی تھی کوفیون کی بیوفائی پر اشکبار ہوتی تھی بار بار آپ کا منہ تکتی تھی دل سے آہ کرتی مگر
لب نہ ہلا سکتی تھی پھر آپ نے نماز قضا ادا کی کھانا کھا کے لیٹے شکر و ثنا کبریا کی رات کو بیٹا طوعہ
کا جو چیلہ محمد بن اشعث شقی کا تھا گھر مین آیا اور مان کو ایک مہمان عظیم الشان کی خدمت مین
مصروف پایا دیکھا کہ بار بار بیقرار ہو کر کبھی گھر سے صحن مین آتی ہے اور گاہے صحن سے گھر مین بیتاب
ہو کر جاتی ہے کبھی ہنستی ہے کبھی روتی ہے دل ہی مین گھٹ گھٹ کے رہتی ہے بیتاب ہوتی
ہے کہا ای مان مجھے آج تیرا حال دیکھکر بڑا عجب ہے خیر تو ہے بار بار اس گھر مین آتی جاتی ہے
اسکا کیا سبب ہے طوعہ نے کہا جا کر سو رہ خیریت ہے ہر طرح سے جمعیت ہے بیٹے نے نہ مانا طوعہ
کی بات کو حیلہ حوالہ جانا کہا ای مان آپ مجھے بھی اپنے حال سے آگاہ کیجیے راز مخفی سے خبر دیجیے
طوعہ نے مجبور ہو کر بیٹے کی بلائین لیکر قسمین دیکر کہا کہ ای بیٹا حضرت مسلمؑ کا قدم مبارک گھر مین
آیا ہے سعادت جانکر بامید ثواب ہمنے انکو چھپایا ہے بیٹا اسکا سنکر چپ ہو رہا گھر مین جا کر
سو رہا رات کیوقت حضرت مسلمؑ جناب حضرت امام حسینؑ اور اپنے اہل و عیال کو خواب مین دیکھکر
اٹھ بیٹھے اور رونے لگے اشک دیدہ سے دامن بھگونے لگے **اشعار** بیا ای اشک تا بر روزگار
خویشتن گریم ✻ چو شمع از محنت شبہاے تار خویشتن گریم ✻ ندارم مہربانی تا کند بر حال من گریہ
ہمان بہتر کہ خود بر حال زار خویشتن گریم ✻ رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✻ علی
و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ✻ روایت ہے کہ ابن زیاد بدنہاد نے علی الصباح گلی گلی
منادی کرادی کہ جو کوئی خبر مسلمؑ کی میرے پاس لائیگا فی الفور دس ہزار درم پائیگا اور
علاوہ اسکے اور سب حاجتین اسکی بر لاؤنگا اور درجے عالی پر اسے پہونچاؤنگا اور جو کوئی

مسلم کو اپنے گھر مین چھپائیگا فوراً اُسے سولی دونگا گھر اُسکا لوٹ لیا جائیگا طوعہ کا بیٹا یہ وعدہ وعید
سنکر اُلٹی خوف سے بھلی محمد بن اشعث اپنے آقا کے پاس آیا اور سارا حال حضرت مسلم کا کہ سنایا
یہ شیطان سنکر خوشی سے سر و دھن کر چپ رہا اور جھٹ پٹ جاکر ابن زیاد سے یہ سب حال کہا ابن
زیاد نے کوتوال شہر اور محمد بن اشعث کو مع تین سو سپاہ روسیاہ کے طوعہ کے گھر بھیجا اُنھون نے
آکر وہ گھر گھیر لیا راہ حق سے منھ پھیر لیا روایت ہی کہ جب حضرت مسلم نے آواز نقارہ اور ٹاپون
گھوڑون فوج اشقیا کی پائی رگ ہاشمیت آپکی نہایت جوش مین آئی بٹ دونون لڑکون کو پھر قاضی
شریح کے گھر بھیجا اور خود زندگی سی ہاتھ دھوکر ہر طرح مسلح ہوکر شمشیر بران حیدری ہاتھ مین
لیکر باہر آئے اور مثل شیر دلیر تن تنہا درمیان فوج اُن اشقیا روباہ صفت کے گھسکر جوہر شجاعت
اور شوکت ہاشمیت دکھائی جسوقت آپ تلوار کھینچکر مثل برق خاطف کے سر میدان آئے اشقیا
مارے خوف کے کانپنے لگے دم بخود ہوکر ہانپنے لگے جس مردود پر وار کی ذو الفقار حیدری اُسکے سر سے
ناف تک پار کی ہر حملے کے ساتھ زمین ہلتی تھی اتنے کفار کو مارا کہ ملک الموت کو اشقیا کی دم
نکالنے سی مہلت دم مارنے کی نہ ملتی تھی اسقدر اشقیا کشتے ہوئے کہ کشتون کے پشتے ہوگئے
روایت ہی کہ اسوقت آپ تلوار لیکر جسطرف حملہ کرتے تھے دس پانچ شقی برابر مرتے تھے جدھر
قدم بھرتے خوف سے تھرتھری ہلتی تھی کسی شقی کو آپ پر وار کرنے کی مہلت نہ ملتی تھی کفار در و بام
اور دور دور سے تیر چلاتے تھے مگر باری رعب کے سامنے نہ آتے تھے آخر ایک سنگدل کے پتھر سے پیشانی
نورانی پر ایسا زخم کاری ہوا کہ پیشانی اور رخسارہ عالی سی خون کا دھارا جاری ہوا اُسوقت آپکو
تو اور غش آنے لگے تب آپ ایک دیوار سی پیٹھ لگا کر مکہ معظمہ کی جانب ہاتھ اُٹھا کر کمال
افسوس سے فرمانے لگے اے بھائی حسین کچھ آپ کو مسلم خستہ جگر کی بھی خبر ہے کہ اُسپر کیا کیا گذری
افسوس ہے اُن کوفیون نے یہ حال کیا کہ سنگ جفا سے سارا جسم چکنا چور اور خون سے لال کیا
اگر مجھ خستہ حال کو ہر دم آپ ہی کا خیال ہی فقط مجھے اسی کا ملال ہے کہ خدانخواستہ کہین آپ
بھی کوفیون کے خطوط پر فریب نہ کھائین بطرف کہین چلے نہ آئین اب کون قاصد ہے جو
آپ کو یہان آنے سے روکے اور میرا حال سناوے افسوس خبر میری شہادت کی آپ تک
کون پہونچاوے شعر نہ قاصدی نہ صبا نے نہ مرغ نامہ برے + کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے +

اگرچہ غش پر غش چلے آتے تھے مگر کلیجا تھام کر باد صبا سے یہ فرماتے تھے شعر صبا بہ گلشن احباب
من اگر گذری + اِذَا لَقِیْتَ حَبِیْبِیْ فَقُلْ کَهٗ خَبَرِیْ + ناگاہ ایک ملعون نے چہرۂ نورانی پر
ایسی تلوار ماری کہ لب مبارک اوپر کا کٹ گیا اور نیچے کا لب دو پارہ ہو کر الٹ گیا پھر آپ نے
اُس ملعون کو ایک وار مین واصل جہنم کر کے فرمایا نظم ما کشتۂ عشقیم محبت کفن ماست + پروردۂ
دردیم مصیبت وطن ماست + مارا چہ غم از تشنگی روز قیامت + چون نام محمد ہمہ دم ورد دہن
ماست + روایت ہے کہ اُسوقت پیاس سے آپ نے بیتاب ہو کر فرمایا افسوس اے کوفیو ہر طرف
سے ہمارے اوپر تیغ و تیر مثل مینھ کے برستے ہین اور ہم ساقی کوثر کے جگر گوشہ ہو کر قطرۂ آب
کو ترستے ہین شعر شکر ہے اے کوفیو اللہ کی درگاہ مین + ہم گلا اپنا کٹاتے ہین خدا کی راہ مین +
ہمارا مُنہ تم سب کے سب کیا تکتے ہو بھلا ایک چلو پانی خدا کی راہ پر مجھے پلا سکتے ہو عوض
اسکے آب حوض کوثر ہم تمھین پلاینگے خدا سے گناہ تمھارے بخشوائینگے یہ سنکر کسی نے جواب
نہ دیا ایک بڑھیا نے ترس کھایا دوڑ کر ایک کوزہ پانی آپکے سامنے لائی آپ نے کوزہ ہاتھ مین لیکر
چاہا کہ نوش فرمائین کہ فوراً وہ کوزہ خون رخسار انور سے پر خون ہو گیا پینے کے قابل نہ رہا الگ کو
ہو گیا بڑھیا دوڑ کر دوسرا کوزہ لائی وہ کوزہ بھی لب لگاتے ہی خون رخسار سے لبالب
ہو گیا پھر دوڑ کر تیسرا کوزہ لائی جو ہین آپ نے چاہا کہ پئین کہ خون کے ساتھ چند گوہر دندان مبارک
کوزے مین ٹوٹ کر گرے آپ نے فرمایا اب وہ ایک ساعت جی کر شربت شہادت ہی پیکر حلق تشنہ کو
سیراب کرینگے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ و حسن و حسین پر بھی مدام
روایت ہے کہ آپ نے اُسوقت زندگی سے ہاتھ دھو کر رو بکعبہ ہو کر رو رو کر فرمایا نظم اے
باد صبا از روی یاری + سوی حرم خدا گذر کن + شہزادۂ حسین را چو بینی + ہمنشین و حالش
مختصر کن + ہر بد کہ ز کوفیان بدیدی + فرزند رسول را خبر کن + برگوی کہ مسلم تو + شد
کشتہ تو چارۂ دگر کن + مغرور مشو بقول کوفی + و ز فتنۂ شامیان حذر کن + پھر فرمایا اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ شعر اِشْتَدَّ یَا حُسَیْنُ بِهِجْرِكَ مَلَالَتِیْ
بِالْمُعْتَدِیْنَ التُّرْکُ حُجُّوْا اِرْحَمْ بِحَالَتِیْ + بھائی حسین جی بھر مین آپکو دیکھنے پایا نہین افسوس
آپ کی صحبت سے فیض اٹھایا نہین تمنا تھی کہ ایکبار اور آخر وقت ہم آپکو دیکھ لیتے مگر عمر نے وفا نہ کی

نظم المولفہ بھلا کہنے سی اب ہوتی ہے کیا بات ✤ لکھا تقدیر کا ملتا نہ ہیہات ✤ ہمارا ارمان دل کا
دل مین گشا یا ✤ فاہاشم اہا شم آہا ✤ اب قیامت ہی مین ملاقات ہوگی کوفیون کی بیوفائی کی دین
بات ہوگی ✤ شعر جان دادم ولقاے ہواے تو در دلم ✤ رفتم بخاک وتخم وفاے تو در گلم ✤ روایت
ہے کہ اسوقت آپ نے کوفیون سے فرمایا کہ اگر تم لوگون مین کوئی قبیلہ قریش ہی سو تو ذرا میرے
پاس آئے اور وصیت میری سنے اور میری بعد اُسے عمل مین لائے ناگاہ دیکھا کہ گروہ اشقیا
مین عمرو بن سعد کھڑا ہے راہ شقاوت پر اڑا ہی آپ نے فرمایا ای پسر سعد مین تو اب تمھاری ہاتھ
سے مرتا ہون مگر بباعث قرب قرابت کے تم سے کچھ وصیت کرتا ہون اول یہ کہ فلانے کوفی
کا میرے ذمے اتنا قرض ہی ادا اُسکی میرے ذمے فرض ہے سو میرے ان سب ہتھیار ونکو
جو میرے ساتھ ہین اور ہماری گھوڑی کو جو فلان کوفے کے گھر ہے بیچکر وہ قرض ادا کر دینا
دوسری یہ کہ مین یہ یقین جانتا ہون کہ یہ شقی مجھے شہید کر کے سر اسر کاٹ کے شام کو
یزید کے پاس بھیجدیونگے سو تم میری لاش کو جہان مناسب جانو دفن کر دینا تیسری
یہ کہ میری شہید ہونے کے بعد سے مین بھائی امام حسینؑ کے پاس تم میری شہادت اور کوفیونکی
بیوفائی کا حال لکھ بھیجنا اور لکھنا کہ مسلمؑ آپ کے بھائی مارے گئے آپ کبھی ہرگز ہرگز کوفے
نہ آئین راہ مین آتے ہون تو پلٹ جائین کوفیان بیوفا کے خطوط پر فریب نہ کھائین اسکے
بعد پھر آپ نے بہادری شروع کی روایت ہی کہ جب محمد بن اشعث نے دیکھا کہ بنی
ہاشم سے مقابلہ دشوار ہی مجبور ہو کر بحکم ابن زیاد حضرت مسلمؑ کو امان دیکر ابن زیاد کے پاس
لیچلا وہی شیعہ وہی مریدان حضرت مسلمؑ کے انگو مثل ایک انار دیان صبحاری گھیرے جاتی تھی
مگر ماری خوف کے آپ کے پاس نہ آتے تھے اور آپ ہر ہر قدم پر شکر باری کے ساتھ قدم
اُٹھاتے تھے اور کوفیان مریدان کیطرف خطاب کر کے فرماتے تھے نظم ای کوفیان چو سر زتن
من جدا کنید ✤ باری تن مرا بسوی خاکدان برید ✤ ہر کاروان کہ کجانب مکہ روان
شود ✤ پیراہن مرا بسوی آن کاروان برید ✤ گوئید کز برای خدا بہر یادگار ✤ نزد حسین جامہ
بخون نشان برید ✤ رحمے بر آب چشم یتیمان من کنید ✤ آن دم کہ یاد کشتن من بر
زمان برید ✤ چون طفلگان من خبر من طلب کنند ✤ از من تحیتی سوی آن طفلگان برید

غرض آپ اسی طرح کہتے ہوئے ابن زیاد ملعون کے پاس پھاٹک کی قریب آئی روایت
ہے کہ ابن زیاد مردود نے ملاقات سے پہلے سپاہیون کو حکم دیا تھا کہ ننگی تلوارین کھینچے کھڑے
رہو جب حضرت مسلم دروازے مین داخل ہون تو فوراً اُنکا سر کاٹ لیجیو دری تاخیر نہ کیجیو
غرض دروازی کے دونون طرف لوگ پرے باندھے تلوارین کھینچے کھڑے ہوتے تھے کہ
جناب حضرت مسلم آیت رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ
خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ + پڑھتے ہوی دروازی مین گھسے ناگاہ اشقیانے اُس ماہ فلک
خوبی کو مثل ہالے کے گھیر لیا راہ حق سی مُنھ پھیر لیا پھر تو عقیل کے چاند پر ہر طرف سی گھٹا شمشیر
آبدار کی گھِر آئی فلک ظالم نے مصیبت تازہ دکھائی گلوی تشنہ پر اُنکے ہر طرف سے
مینھ تیغ آبدار کا برستا تھا ساقی کوثر کا نواسا قطرۂ آب کو ترستا تھا آخر کسی شقی کے
دل مین آپ پر رحمت نہ آئی تیسری ذیحجہ منگل کے دن سنہ ۶۰ ہجری مین وہین پر اشقیائی
شہید کر کے اُٹھتی جوانی اُنکی خاک و خون مین ملائی إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ غزل
فغان از عالم بالا بر آمد + خروش از عرصۂ غبرا بر آمد + از ان زاری کہ جان مرتضیٰ کرد +
غریو از مرقد زہرا بر آمد + ز بہر ماتم آل محمد + ز روح انبیا غوغا بر آمد + روایت
ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد نے ہانی کو قتل کر کے لاش کو اُنکی اور لاش کو حضرت مسلم کی سر بازار
سولی پر لٹکایا اور اُنکے سرون کو نیزون پر رکھکر کوچہ بکوچہ اور در بدر کوفے مین پھرایا
اسکے بعد ان سرون کو مع ایک فتحنامہ کے یزید پلید کے پاس دمشق مین روانہ کر دیا جب یزید
پلید کے پاس قاصد وہ نامہ لایا وہ شیطان نہایت سرور مین آیا پھر گلی گلی اُس سر پاک کو
شہر مین پھرایا بعد اُسکے سر بازار پھاٹک پر لٹکایا شعر رسول پاک پر بھیج احمدا درود و سلام
علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام +

شہادت حضرت مسلمؑ کے فرزندونکی سن کے	جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہی اور دل ٹپھٹا آتا ہی

روایت ہے کہ جب سیدنا حضرت مسلمؑ نے شہادت پائی ابن زیاد بد نہاد نے کوفے مین گلی گلی
منادی کرائی کہ اب فرزندان مسلم کا سر کاٹ کے جو کوئی میری پاس لائیگا انعام بحساب پائیگا

اور جو کوئی اِن لڑکون کو اپنے گھر مین چھپائیگا گھر اُسکا لوٹ لیا جائیگا وہ سولی پر چڑھایا جاویگا
پھر تو وہی شیعہ اور مریدان حضرت مسلم نے تلاش مین اُنکے فرزندون کے گلی گلی خاک چھانی
شہر کوفے کی قاضی شریح جنکے گھر مین دونون لڑکے جو سات آٹھ برس کے تھے چھپے تھے خبر شہادت
حضرت مسلم کی سنکر آتش غم سے جل بھنکر زار زار رونے لگے بیقرار ہونے لگے لڑکون کے منھ تکنے
لگے یہ پھر وحشت اثر اُنسے کہہ نہ سکتے تھے وہ دونون لڑکے قاضی شریح کا یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے
آخر باصرار تمام اُنسے خبر وفات پدر سنکر دست بغل ہوکر آہ کے نعرے سوز جگر کے تہ ارض عرش تک
پہونچائے قاضی نے روکر دونون کو گلے سے لگایا اور کہا اب تمہین دونون اپنے باپ کی نشانی ہو
ثمرہ باغ زندگانی ہو خدا تمکو دشمنون سے بچائے خیر و خوبی سے مدینے پہونچاوے پھر آدھی رات کے
بعد قاضی نے دونون معصومون کی کمر مین پچاس پچاس اشرفیان باندھدین اور کچھ کھانا ساتھ کیا
اور دونون کو اپنے بیٹے اسد کے حوالے کیا کہ جلد انکو اپنے ہمراہ لیکر شہر کوفے کے پھاٹک سے باہر
نکالدو اور انکو کسی مدینے جانے والے کے حوالے کرکے پھر آؤ قاضی کے بیٹے نے دونون معصومون
کو شہر کوفے سے باہر پہونچایا اور ایک قافلہ تھوڑی دور سے نظر آیا کہ مدینے کو جاتا ہے قاضی کے
بیٹے نے کہا کہ جلد دوڑے جاؤ قافلے سے جاملو یہ تو راہ بتاکر ادھر آیا اُدھر قضا نے یہ ماجرا
دکھایا یعنے دونون نے مدینے کی طرف قافلے کے پیچھے قدم بڑھائے قضاے الٰہی سے راہ
بھٹک گئے کوتوال بدخصال کے ہاتھ آئے پھر وہ ملعون انکو پکڑ کے فوراً ابن زیاد کے پاس
لایا ابن زیاد نے انکو قید کروادیا اور یزید کو لکھا کہ فرزندان مسلم کو بھی لوگ گرفتار کرلائے نسبت
اُنکے جو حکم عالی صادر ہوئے وہ عمل مین آئے داروغہ محبس نیک انجام مشکور نام نے رحم کھاکر
کھانا کھلاکر دن بھر انکو اپنے پاس سلایا رات کیوقت اُنہین قیدخانے سے نکالکر شہر کے باہر
قادسیہ کی راہ پر پہونچایا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی نشانی دی کہ قادسیہ مین پہونچکر یہ انگوٹھی میرے
فلان بھائی کو دکھانا وہ بڑی تعظیم سے پیش آئیگا بحفاظت تمام تمکو مدینے پہونچائیگا غرض دونون
ستم رسیدہ رات بھر چلتے چلتے تھک گئے تقدیر بگڑی راہ بھٹک گئے جب دن ہوا نگاہ کی کہ
رات بھر چلتے چلتے ننھے ننھے پاؤن مین آبلے پڑگئے نازنین تلوؤن مین سیکڑون کانٹے لگ گئے
مگر ہم لوگ ابھی کوفے کے دروازے ہی پر اُسی جگہ ہین کہ جہان مشکور نے پہونچایا تھا پھر تو شفقت

اور اور فرقت پدر یاد کرکے گلے مل مل کے خوب رونے لگے زمین پر تڑپ تڑپ کے جی جان سے ہوئے بیتاب
بڑے نے کہا بھائی ابھی ہم شہر کے دروازے پر ہین خدانخواستہ اگر کوئی اشقی ہم سے نظر دوچار کریگا
تو فوراً گرفتار کریگا آہ چھوٹے چھوٹے سن مین گرمی کے دن ہین کہانتک یہ سب صدمے سہین
چلو اس خرمے کے باغ مین آج دن بھر جاکر چھپ رہین اندھیری رات ہوگی تو مدینے کی راہ لینگے
پھر اُس باغ مین چشمے کے کنارے ایک درخت بہت ہی پرانا کھوکھل یعنے اندر سے خالی نظر آیا
دونون بھائی روکر دست بغل ہوکر چشمے سے ہاتھ دھوکر اُس درخت کی کول مین جا چھپے شعر
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علیؓ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + روایت
ہے کہ اسکے بعد اتفاقاً کچھ دن چڑھے ایک لونڈی اُس چشمہ پر آئی عکس صورت اُن دو ماہ طلعت
کی چشمے مین دیکھکر گھبرائی بیت دل صورت زیبای تو در آب روان دید + بیخود شد و
فریاد برآورد کہ ماہے + پھر لونڈی نے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ دو بچے ننھے ننھے درخت کے
درمیان مین باخوف وہراس برخاستہ خاطر اور نہایت اُداس بیٹھے ایک دوسرے کا مُنہ تکتے
ہین چپ چاپ رو رہے ہین مگر کسی کے ڈر سے آہ سرد سینہ پُر درد سے کھینچ نہین سکتے ہین
مثنوی دو گل از گلشن دولت دمیدہ + دو سرو از باغ خوبی قد کشیدہ + دو ماہ از برج
آبی رخ نمودہ + ز دیدہ چشمہ باران گشودہ + لب آن گشتہ خشک از آتش غم + رُخ
این ماندہ تر از اشک ماتم + لونڈی نے رو کر کہا اے بچو کہو کس کے باغ اقبال کے نونہال
ہو کسکے لخت دل کسکے لال ہو کہو اتنا کیون خستہ حال ہو اسقدر کیون پُر ملال ہو اُس پرانے
درخت کے کول مین کیون چھپے ہو سانپ بچھو سے تمھین کچھ ہراس نہین کس کے غم مین خون
جگر پی رہے ہو کیون تمھین رغبت بھوک کی نہین خواہش پیاس کی نہین لڑکون نے جو ایک
دوستدار کی آواز سُنی اور زیادہ زار زار رونے لگے بیتاب ہونے لگے تب لونڈی نے کہا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ تم دونون حضرت مسلم شہید کے جگر گوشہ ہو اُنکے سفر آخرت کے توشہ ہو صاحبزادون
نے جسدم حضرت مسلم کا نام سُنا غم و غصے سے سر کو دھنا بے اختیار رونے لگے سر ٹیک ٹیک
کے جی جان کھونے لگے پھر تو لونڈی لڑکون کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آئی اور گود مین
بٹھا کر اپنی بی بی کے پاس جو محب اہلبیت تھی لائی اُس نیکبخت بی بی نے شعر اُٹھ کے

سینہ سے لگایا انکو+ اپنی آنکھوں مین بٹھایا انکو+ پھر کمال خوشی سے رو کر دونون کی بلائین لیکر دعائین دیکر چوما چاٹا پیار کیا اور اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا پھر کناری ایک خلوت کے مکان مین فرش مکلف بچھا کر انکو سلایا اور مثل مادر مہربان کے بیٹھکر سمجھانے لگی کہ ای غریبان مادر آی یتیمان پدر ای بیکسان مظلوم ای بیچارگان محروم سو وُ سو وُ فراق پدر مین اتنا مت رو وُ بیتاب مت ہو وُ نظم ای مرے عرش کے تارے سو وُ+ میرے اللہ کے پیارے سو وُ+ ای مرے دلبری جانی سو وُ+ مرے مسلم کی نشانی سو وُ+ روایت ہی کہ جب ابن زیاد نے سنا کہ مشکور داروغہ محبس نے فرزندان مسلم کو چھوڑ دیا بس علی الفور اُسنے مشکور کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیون کی مجھ سے کچھ خوف نہ لایا داروغہ نے کہا ای مردک تجھے کچھ خدا و رسول سے ہراس ہنین اہلبیت نبوت کا پاس ہنین حضرت مسلم نے تیری کیا خطا کی تھی کونسی جفا کی تھی با مید شفاعت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مین نے فرزندان مسلم کو رہائی دی ہے جان بوجھ کے تیری تعذیب سر پر لی ہے ابن زیاد نے طیش مین آکر حکم دیا کہ مشکور کو ابھی شکنجے مین خوب کس کر کے پانسو کوڑے مار دو بعد اسکے اسکا سر گردن سے اتار دو جب جلاد نے بحکم ابن زیاد مشکور کو شکنجے مین کسکر کے پہلا کوڑا مارا مشکور نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم جب دوسرا کوڑا مارا کہا خداوندا مجھے صبر دی جب تیسرا کوڑا مارا کہا کریما کارسازا ہمین بخشدی جب چوتھا کوڑا لگایا کہا الٰہی مجھے فقط واسطے محبت فرزندان تیرے رسول مقبول کے قتل کرتے ہین جب پانچوان کوڑا مارا کہا یا معبود مجھے حضور مین نبی مختار اور اہلبیت اطہار کے اب جلد پہونچا اسکے بعد چپ ہو رہے جلاد سنگدل نے زور سے کوڑے مارنے شروع کیے مگر مشکور نے آہ نہ کی آنکھ بند کھلی کسی کی طرف نگاہ نہ کی جب پانسو کوڑے مار چکے آنکھ کھولکر کہا ذرا مجھے پانی پلاؤ لِلّٰہ اتنا نہ ترساؤ منہ ستم کا مجھپر اسقدر نہ برساؤ ابن زیاد نے کہا خبردار اِسے پانی نہ پلاؤ گردن اسکی اتار کر لعش اسکی خاک و خون مین ملاؤ دم بھر کے بعد مشکور نے آنکھ کھول کر کہا ابھی مین نے آب حوض کوثر پیا ساقی کوثر نے اپنے ہاتھ سے لا کر دیا یہ کہکر جان بحق تسلیم ہو گئے مقیم بہشت ذات نعیم ہو گئے شعر جانش مقیم روضۂ ہموار السرور باد+ گلشن سرای مرقد او بزر نور باد+ روایت ہے کہ بعد اسکے رات کیوقت اس بی بی کا شوہر بد گوہر مکان تھکا ماندا گھر مین آیا اور ابن زیاد کی منادی کا حال بی بی سے کہنا یا کہ جو کوئی

فرزندان مسلم پکڑ لائیگا انعام بحساب پائیگا مین نے آج تمام دن اُنکی تلاش مین گلی گلی کی خاک چھانی مگر کہین پتا نہ پایا نہین ابی دوڑ دھوپ مین میرا گھوڑا ابھی مرگیا اور دن بھر مین نے کچھ آب و دانہ کھایا نہین بی بی نے دلمین کہا یہ شیطان تلاش مین ان بچون کے بد حواس ہوا جاتا ہی دشمن در بغل ہی دیکھیے حق تعالی کیا پیش لاتا ہی پھر شوہر سے کہا ہی تجھے خدا سے کچھ ہراس نہین اہل بیت نبوت کا تجھے کچھ پاس نہین ارے توبہ کر محب اہل بیت ہو رہ تھکا ہی کچھ کھا پیکر سو رہ غرض اُس بی بی نے اُس خفتہ بخت کو لڑکون کا پتا نہ پایا اور جھٹ پٹ کھانا کھلا کر سلا یا روایت ہے کہ بعد آدھی رات کے بڑے بھائی نے جنکا نام محمدؑ تھا خواب متوحش دیکھکر نیند سے چونک پڑے اور چھوٹے بھائی ابراہیم کو جگایا کہ بھائی اُٹھو اُٹھو اب ہماری تمھاری شہادت کا بھی وقت آیا یہ وقت سونے کا نہین ہے بیداری کا ہی غفلت کا نہین ہوشیاری کا ہے ابھی مین نے باباجان کو خواب مین دیکھا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا شیر خدا اور سیدنا فاطمہ زہراؓ اور سیدنا حسنؑ مجتبی کے ساتھ باغ جنت مین اِدھر اُدھر سیر کر رہے ہین باقی ماندگان کے حق مین دعا کر رہے ہین اور ہم تم دونون بھائی بھی وہین حضرت کے سامنے دور کھڑے ہین مقام تعظیم وادب پر اڑی ہین حضرت رسالت مآب نے باباجان سے فرمایا کہ ای مسلمؑ تم خود میرے پاس چلے آئے اور ان دونون مظلوم بچونکو ظالمون کے پاس چھوڑا اپنے ساتھ نہ لائے مسلم تمھارے دلکو یہ بات کیونکر بھائی اُنکی یتیمی بیکسی پر تمنے کچھ بھی ترس نہ کھائی باباجان نے عرض کی یا رسول اللہ یہ دونون بھی عنقریب شہادت پاتے ہین کل تک انشاء اللہ حضور کی قدمبوسی کو آتے ہین چھوٹے نے بڑے بھائی سے یہ بات سُنکر کہا کہ واللہ مین نے بھی یہی خواب دیکھا ہی سو بھائی صاحب زندگی دو روزہ کا یہی لیکھا ہے دلکو ہماری اُس خواب سے بہت سرور ہوا چلو سارا قصہ سارا غم دور ہوا خنجر فراق پدر سے دل تو پرزہ پرزہ ہو چکا اب تن کی باری ہی بھائی ہمین تو اس جینے سے ہزار درجے موت پیاری ہی ای بھائی اسوقت مجھے یقین کامل ہوا کہ اب اشقیا ہماری تمھاری بھی گردن مارینگے اب ہم دونون بھائی بھی دو چار پہر جی کر باباکیطرح تن تنہا تشنہ لب شربت شہادت پیکر جنت کو سدھارینگے یہ کہکر دونون بھائی ایکدوسرے کی

گلے مین ہاتھ ڈال کر خوب چلائے جاگتون کو رولائے سوتون کو جگائے واویلاہ دو مسلماہ
کہہ کہہ کے روتے تھے وہ خواب کی باتون کو یاد کر کر بیتاب ہوتے تھے **شعر** رسول پاک
پہ بھیج ای خدا درود وسلام + علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہے کہ
اسکے بعد حارث خفتہ بخت لڑکون کے نعرہ جانکاہ اور فغان واہ سنکر نیند سے چونک
پڑا اور بی بی سے پوچھا یہ گھر مین کون روتا ہے اتنا کیون بیقرار ہوتا ہے بی بی نیکبخت کو شوہر
بدبخت کے جاگنے سے کیفیت سکتے کی طاری ہوئی شوہر روسیاہ کا منھ تکنے لگی جواب
دینے سے عاری ہوئی حارث نے بی بی سے کہا جلد چراغ جلا اور رونے والون کو پکڑ کر
میرے سامنے لا وہ عورت نیک کردار پروانہ وار سوز تحیر سے جل رہی تھی حالت
سکتے مین شمع سان پگھل رہی تھی جب نہ اٹھ سکی تو خود اُس ملعون نے چراغ جلایا اور
جس گھر مین دونون یتیم رو رہے تھے دیکھا دو بچے ننھے ننھے باہم دست وبغل ہو کر رو رہے
ہین واانباہ کہہ کہہ کے مضطر ہو رہے ہین اُسنے نزدیک جاکر پوچھا تم کون ہو وہ تو اُس
گھر کو جای پناہ جانے ہوے تھے سمجھے کہ یہ کوئی غمخوار ہے دوست محرم اسرار ہے بولے
کہ ہم دونون فرزندان مسلم مظلوم ہین باباجان کی جدائی سے مغموم ہین **نظم** تڑپتے ہین
اُنھین کے غم مین دن رات + نکلتی جان نہین اُسپر بھی ہیہات + گذرتا جان پر کیا جو مرے
جو ہے آہ + مین ہی جانون ہون یا جانے ہے اللہ + یون ہی کٹتے ہین میری آہ دن رات +
کبھی ہنستا کبھی روتا ہون ہیہات + حارث نے کہا ای عجب گود مین لڑکا گلی گلی ڈھنڈورا
بیت یار در خانہ ومن گرد جہان می گردم + آب در کوزہ ومن تشنہ وہان می گردم +
کہا ہم لوگ تمھاری تلاش مین صبح سے مرتے ہین اور آپ دونون بھائی میرے گھر مین
بستر استراحت پر لمبی تانے آرام کرتے ہین پس اُس بدخصال نی اُن دونون لالون
کے رخسارۂ نازنین پر چند طمانچے مارے اور دونون بھائی کی زلفان مشکین کو باہم باندھ
کر کپڑے تن نازنین سے دونون کے اُتارے پھر دروازے مین قفل لگایا اور اُنکے نعرہ جانکاہ
پر کچھ رحم نہ کھایا بی بی نیکبخت یہ حال دیکھ کر شوہر بدگوہر کے پیرون پڑ کے بلائین
لینے لگی اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر اُسکے دست وپا پر بوسے دینے لگی زار زار روتی تھی اور

اِس کلام سے ہمکلام ہوتی تھی **مثنوی** بیداد مکن برین یتیمان + لطفی بنمای چون کریمان + اینها بفراق مبتلا اند + در شہر غریب و بی نوا اند + بگذر ز سر جفای ایشان + پرہیز کن از دعای ایشان + نفرین یتیم محنت آلود + آتش بجہان در افگند زود + کہتی اجی اِن معصوموں کی کیا خطا ہی قفل کھولو اللہ اِنہین چھوڑ دو قتل و ایذا سے اُنکے مُنہ موڑ دو نہ اِنکی یہان مان ہین نہ اُنکے سر پر باپ کا سایہ ہی مسافر غریب الوطن ہین فلک ظالم کھینچکر اِنکو یہان لایا ہی خدا کے واسطے اِنکو چھوڑ دو ابن زیاد کی باتون اور دولت دو روزہ پر نہ بھولو یہ لڑکے اہلبیت نبوت کے ہین خدا و رسول کو نہ بھولو حارث نے کہا چل دور ہو کیا بکتی ہے اب تو اِنکو نہین پا سکتی ہے **روایت** ہے کہ صبح ہوتی ہی حارث ملعون دونون لڑکون کو پکڑ کے بال گھسیٹتا ہوا باہر لایا اور دونون کو گھوڑی پر بٹھا کر گھوڑے کو دوڑایا اُسکی بی بی ننگے پاؤن زار زار روتی ہوئی پیچھے سے دوڑی اور بیٹا اور غلام حارث کا بھی جسکو اُسنے متبنی کیا تھا اور اُس غلام نے اُس بی بی کا دودھ پیا تھا اگر اُس بی بی کی تائید پر پیچھے سے لڑکون کے چھوڑانے کو دوڑے آخر اِسی طرح سب کے سب دوڑتے ہوئے فرات کے کنارے پر جا پہونچے حارث نے غلام کو تلوار دی کہ اِن دونون کو فرات کے کنارے لیجا اور لاش اُنکی پانی مین بہا اور سر اُنکا کاٹ کے جلد میرے پاس لے آ غلام نے کہا مین نہ مارونگا مجھکو خدا کے پاس جانا ہی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مُنہ دکھانا ہی للہ اِنکو چھوڑ دے مت مار اور نہین تو ابن زیاد کے پاس اِنکو زندہ لے چل یہان گردن اِنکی مت اُتار اُسنے کہا کہ اگر شہر لوگ دیکھ پائینگے تو اِن دونون کو ہم سے چھین لیجائینگے آخر حارث نے غصہ ہو کر غلام نیک انجام کو وہین پر ہلاک کیا غم داری نے اُسے پاک کیا پھر بیٹے کو تلوار دی کہ فرات کے کنارے جا کر سر اِنکے کاٹ کے ہمین لا دے اور لاش اِنکی پانی مین بہا دے بیٹے نے کہا نہ تو مین خون اپنے سر پر لونگا اور نہ تجھے قتل کرنے دونگا **روایت** ہے کہ اِسکے بعد خود اُس ملعون نے تلوار ہاتھ مین لیکر چاہا کہ سر اِنکے جدا کرے شاہزادگان ہاتھ جوڑ کر رونے لگے اپنی یتیمی اور غریبی اور بیکسی پر بیقرار ہو کر اِس بیت کے ساتھ ہمکلام ہونے لگے **بیت** سنگ را دل خون شود از نالہای

نارِما ✽ این دل فولاد تو یک ذرہ سو بان گیر نیست ✽ پھر تو وہ عورت نیک اختر شوہر بدگوہر کی کمر سے لپٹ گئی کہ اے نا خدا ترس تجھے اہلبیت کا کچھ پاس نہین خدا اور رسول سے کچھ ہراس نہین حارث نے غصہ ہو کر اُس عورت پر ایک تلوار چلائی وہ بی بی زخمی ہو کر غش کھا کر زمین پر آئی تب بیٹے نے چاہا کہ لپک کر دونون لڑکون کو حارث کے ہاتھ سے چھین لے حارث نے اُچھلکر بیٹے پر تلوار ماری ایک ہی ضرب مین گردن اسکی تن سے اُتاری اُس بی بی کو اپنے زخم اور بیٹے کے مرنے کا کچھ ملال نہ تھا سوای غم شاہزادگان کے اور کا خیال نہ تھا زمین پر پڑی اُنکی بیکسی پر مرغِ نیم بسمل سی تڑپتی تھی مگر اُٹھ نہ سکتی تھی پڑی پڑے اس کلام سے ہمکلام ہوتی اور لڑکون کا منہ تکتی تھی **نظم** آج ہان بے نصیب لٹتی ہے ✽ ایسے رنگ قمری چھٹتی ہے ✽ کچھ نہ دیار فنا سے شاد چلے ✽ ہاے دنیا سے نامراد چلے ✽ یہ بُرا دن خدا نہ مجھکو دکھاے ✽ انکی آئی ہوئی مجھے لگ جاے ✽ **روایت** ہے کہ اسکے بعد اُس ملعون نے ارادہ قتل کا شاہزادون کے کیا وہ رو کر دست بستہ ہو کر کہنے لگے کہ یہان ہمکو مت مار ناحق گردن تن نازک سے نہ اُتار ہمین ابن زیاد کے پاس لے چل وہ جو چاہیگا سو کریگا یا گردن پر خنجر ستم دھریگا کہا شہر کے لوگ بلوائے عام کر کے تمکو چھوڑا لیجائینگے اور وہ انعام کثیر کہ ابن زیاد نے وعدہ کیا ہے ہم نہ پائینگے کہنے لگے اگر تجھے مال کی ہوس ہے تو ہمکو بیچ ڈال زر کثیر لے حوصلے دل کے نکال کہا یہ بات مین نہین مانتا اور مین بیع و شرا نہین جانتا کہنے لگے ہماری کم سنی نازک بدنی ہماری بیکسی ہماری یتیمی ہماری غریب الوطنی پر کچھ رحم کر لئد چھوڑ دے ناحق مت ستم کر کہا میرے دل مین کچھ رحم نہین ذرہ بھر بھی مجھے تمہارا غم نہین کہنے لگے خیر اب ذرا ہمین وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے دے سجدۂ شکر کبریا کرنے دے کہا نہین کہنے لگے اچھا بلا وضو کے سجدۂ شکر کرنے دے اُسنے نہ مانا اور تلوار کھینچی جب بھائی کے قتل کا پہلے ارادہ کرتا وہ کہتا پہلے مجھی کو قتل کر لے کہ مین اپنے بھائی کو کشتہ دیکھ کر رہ نہین سکتا اپنے روبرو یہ صدمہ سہ نہین سکتا آخر حارث ملعون نے بڑے بھائی حضرت محمدؑ کے تن نازک پہ خنجر ستم چلایا سر کاٹ لیا اور لاش کو فرات مین بہایا چھوٹے بھائی حضرت ابراہیم اُچھلکر بھائی کے سر کو گود مین لیکر منہ کو منہ پر ملنے لگے سر کو

پتھرون پر پچلنے لگے اور کہنے لگے کہ بھائی جان اب ہم بھی شہادت پاتی ہین پیچھے آپ کے چلی آتے
ہین کہ ناگاہ حارث نے چھوٹے بھائی حضرت ابراہیم نام کے تن گلبرگ کو خون سر سے نہلا دیا
سر کاٹ کے لاش کو فرات مین بہا دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ **قطعہ** دریغا کہ خورشید
روز جوانی ÷ چو صبح و دم بود کم زندگانی ÷ دریغا کہ ناگہ گل نو شگفتہ ÷ فرو ریخت از تند باد خزانی
روایت ہے کہ اسکے بعد اُس ملعون نے دونون سر ونکوان نونہالان باغ خوبی کے توبڑے
مین رکھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ابن زیاد کے پاس لاکر وہ توبڑا رکھدیا ابن زیاد نے کہا اسمین
کیا ہے حارث نے کہا سر پسران مسلم کے تمھارے پاس تحفہ لایا ہون بامید زر و مال کے دوڑا ہوا
آپ کے حضور مین آیا ہون ابن زیاد نے حکم دیا کہ ایک طشت منگاؤ اور دونون سرون کو
دھو دھا کر طشت مین رکھکر لاؤ جبدم ابن زیاد نے وہ چاند سی صورت قدرت کی مورت وہ
رخسارہ پُرانور وہ زلفان مشکبار کو دیکھا کہا یہ دونون کسکے معدن اقبال کے لال ہین کس کے
گلشن حیات کے نونہال ہین غنچہ دل انکا کھلنے نہ پایا اول نوبہار جوانی مین خزان موت کی آپہنچی
آگئی باغ حیات کی فضا نہ دیکھنے پائی کونسی نظر انکو کھا گئی پھر ابن زیاد اور سارے حضار
بے اختیار رونے لگے دونون سرون کو دیکھ بیقرار ہونے لگے پھر ابن زیاد نے پوچھا انکو تو نے
کہان پایا حارث نے سارا حال کہہ سنایا ابن زیاد نے کہا ای لعین ان معصومون کو تو نے
بطمع زر ناحق مارا سر نازنین انکا تن سے کیون اتارا تجھے خدا سے کچھ خوف آیا نہین ارے رسول اللہ
سے کچھ شرمایا نہین ارے انکی بھولی بھولی باتون پر تو نے کچھ رحم نہ کھایا ارے تجھے اُنکے
رخسار ہای نازنین اور گیسو ہای عنبرین پر کچھ بھی خیال نہ آیا ارے تو انکو میرے پاس زندہ
لے آتا یا انکو گھر مین بند کرکے یہ خبر مجھے سناتا ارے کمبخت ہم نے یزید کو نامہ لکھا ہے کہ
فرزندان مسلم بھی گرفتار آئے ہین ہم نے تا صدور حکم ثانی محبس مین بھجوائی ہین اب اے
حرامزادے اگر فرمان یزید میرے پاس آئے کہ انکو میرے پاس روانہ کردو تو اب مین کیا کرونگا
آخر ابن زیاد نے ایک شخص دوست اہلبیت مقاتل نام کو حکم دیا کہ یہی تلوار جس سے
اس ملعون نے ان لڑکون کی گردن ماری ہے اُٹھا اور اسکو فرات کے کنارے جہان اس نے
ان دونون کو مارا ہے لیجا اور پہلے جہان تک تجھ سے ہو سکے خوب اسے ذلت کی مار مار پھر

اسی تلوار سے گردن اُنکی اُتارا اور اِن دونون سرون کو بھی جہان پر اُنکی لاش بہائی ہی پانی مین ڈالدی
شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہی
کہ مقاتل نے بہت خوش ہوکر حارث ملعون کی مشکین باندھین پھر اُسکو برہنہ سر کرکے اُن دونون
سرون کو اُسی کے سر پر دھر کے بازار کوفہ مین لوگون کو دکھاتا روتا آنسوؤن سے منہ دھوتا پھرا سارے
اہل کوفہ یہ حال پُرملال دیکھکر نعرہ واویلاہ و وامسلماہ مچاتے تھے اور حارث پر لعنت کرتے اور
سر اور منہ پر اُسکے خاک دھول اُڑاتے تھے **روایت** ہی کہ مقاتل اسی خرابی کے ساتھ حارث
ملعون کو فرات کے کنارے بجاے مقتل شاہزادگان کے لایا دیکھا وہین پر دونون جوان جنکا
سارا بدن زخمون سے چور اور سر بدن سے دور ہے خاک و خون مین پڑے ہین مقام رضا و تسلیم پر
اڑے ہین اور وہین ایک عورت بھی جو ماری زخمون کے چور ہے حس و حرکت سے مجبور ہے زمین پر
پڑی مرغ بسمل سی تڑپھڑا رہی ہے ماری جانے سے اُن دونون شاہزادگان اور اُن دونون
جوانان کے آہ کے نعرے عرش تلک پہونچا رہی ہے جلو سے لہو اٹھاکر سر اور منہ پر ملتی ہے
اور اُن سب کے فراق مین ہچکیون سے کلیجے کو مسلتی ہے مقاتل نے عورت سے پوچھا تو
کون ہے اور ان نوجوانون کو کس بیرحم نے مارا ہے سرون کو انکے تن ہاے نازک سے کسنے اُتارا ہے عورت
نے کہا مین اسی کمبخت کی بی بی ہون ان دونون مسلمؑ کے پیارون فلک خوبی کے ستارون کے قتل سے
مین اسے منع کرتی تھی مگر اسنے میری بات نہ مانی بطمع مال لا آیا ہی جانی آخر پہلے اس بیرحم نے
میرے اس غلام اور بیٹے نوجوانون کو مارا اُسکے بعد مجھے زخمی کیا پھر سر اُن ماہ پارون مسلمؑ کے
دولارون کا اُتارا پھر عورت نے شوہر سے کہا اے لعین تونے میری بات نمانی شاہزادون کی
قدر نہ پہچانی آخر بد دعا شاہزادون کی تیرے سر پر آئی اب موت تجھے بھی یہان پہ گھیر لائی
دنیا کے لیے جو دین کھوتا ہے وہ اسی طرح رسوا و ذلیل ہوتا ہے **بیت** دنیا کے لیے جو دین کھودے
+ وہ دونون جہان کو ڈبو دے + **روایت** ہے کہ اسکے بعد حارث ملعون نے مقاتل سے کہا کہ
مین تجھے دس ہزار اشرفیان دیتا ہون مجھے چھوڑ دے میرے قتل سے منہ موڑ مقاتل نے کہا
اگر تو مجھے ساری دنیا دے تب بھی مین اسپر نظر نہ اٹھاؤن تیرے قتل سے ہرگز باز نہ آؤن مین
ابھی تجھے اسی تیغ سے جہنم کو پہونچاؤنگا عوض اسکے حقتعالی سے ثواب عظیم اور دار نعیم پاؤنگا

پھر مقاتل جہان پر فرزندان مسلمؑ کے خون کا دھارا بہ رہا تھا آئی خون کو دیکھ کر بے اختیار آہ کے
ساتھ فریاد واویلا بر لائی زار زار رونے لگے مرغ بسمل سے تڑپ تڑپ کر اُس خاک و خون مین
غلطان ہونے لگے چلو چلو خون اُٹھا کر سر اور مُنھ پر ملتے تھے اور چٹکیون سے جگر اور سینے کو مسلتے تھے
آخر اُن دونون سرون کو بھی آب فرات مین جہان پر اُنکی لاش ڈالی تھی ڈالدیا **راوی** کہتا ہی
کہ قدرت الٰہی سے وہ دونون تن بے سر پانی سے باہر نکل آئی اور ہر ہر سر اپنے اپنے دھڑ سے
چمٹ کر اور دست بگردن باہمدیگر لپٹ کر کے پانی مین جاتی رہے اور ایک روایت مین ہی کہ مقاتل
نے وہین فرات کے کنارے قبر کھدوائی اور ہر ایک لاش مبارک مع دونون سرون کے اُسمین
دفن کروائی **روایت** ہے کہ اسکے بعد مقاتل نے دونون ہاتھ حارث ملعون کے اُسی تلوار سے
کٹوائے پھر دونون پاؤن اُسکے کاٹ کر کمر سے جدا کروائے پھر دونون کانون کو اُسکے کاٹ کر
بہت ایذائین دین اسکے بعد دونون آنکھین اُسکی نکال لین پھر شکم ناپاک اُسکا چاک کر کے
اعضای بریدہ کو اُسکے اُسمین بھر کے ایک لکڑی مین باندھکر دریا مین ڈالدیا تھوڑی دیر کے بعد
دریا موج زن ہوا اور اسکی لاش ناپاک کو کنارے پھینکدیا تین بار لاش اُسکی دریا مین بہائی
مگر ہر بار یہی نوبت آئی آخر مجبور ہو کر ایک غار دتیرہ و تار کھود کر اُسمین اُسے ڈالا زمین نے بھی
قبول نہ کیا فوراً باہر نکالا تین بار اسی طرح وہ لاش اُس غار مین بھی چھپائی مگر ہر بار وہ لاش
باہر نکل آئی آخر مجبور ہو کر وہین پر خس خاشاک سے وہ لاش جلادی اور راکھ اُسکی دریا مین
بہادی **شعر** رسولؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام *

رسول اللہ سے کہدو منالیجائین آکر کہ حسینؑ ابن علیؑ روٹھا ہوا کوفہ کو جاتا ہی

راویان اخبار جگر سوز اور حاکیان حکایات غم اندوز لکھتے ہین کہ جب حضرت مسلمؑ نے کوفے مین آکر
قریب چالیس ہزار مسلح کوفیون سے اپنے ہاتھ پر شہنشاہ کونین سلطان دارین جناب حضرت
امام حسینؑ کی بیعت لی اور روز بروز رجوعات خلق زیادہ تر ہونے لگی اور کوفیان بیوفا اشتیاق
حضرت امام عالیمقام کی تشریف آوری کا پیدا کرنے لگے حسن اعتقاد اور محبت ظاہری کو ہویدا
کرنے لگے تب حضرت مسلمؑ نے یہ حال مفصل جناب امام عالی مقام کی خدمت مین کوفے سے

لکھ بھیجا کہ اس خط کے دیکھتے ہی آپ مکے سے کوفے کا عزم فرمائین خیال اور کسی امر کا دلمین نہ لائین
یہان ہر شخص کو آپکے قدوم میمنت لزوم کا اشتیاق ہی اب دم بھر کی بھی مفارقت آپکی اہل
کوفہ پر شاق ہے اور قبل اسکے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط کوفیون کے بہ طلب حضرت امام کے
آپکے تھے جب یہ خط حضرت مسلم کا کوفے سے صدور پایا تو کوفیون کے حسن اعتقاد کا خاطر عالی مین
یقین کامل آیا پس یکبارگی فرہ اُس خواب کا جو مدینہ طیبہ مین روضۂ انور پر دیکھا تھا یاد پڑ گیا
عشق دوبالا ہو گیا اور خنجر غم دلمین گڑ گیا اور اپنے کو ہمہ تن طالب شہادت پایا پس یک قلم
دو جہان سے دل اُٹھایا پھر سارے عزیزون اور رفیقون کو سامان سفر کی تیاری کے لیے
فراخور حال نقد و جنس عطا فرمایا پھر مخدرات عصمت کو یہ سب حال سنائی اور زنان اور اطفال
کیواسطے محمل بنوائی جب سارا سامان سفر کوفے کا درست اور ہر شخص ہمراہی جانبازی کو چست
ہو گیا تو چلنے کی تیاری ہوئی پھر یہ خبر وحشت اثر مکے مین مشتہر ہوئی ہر کہ و مہ کو اُسکی خبر ہوئی
پس سارے اہل مکہ یہ خبر سُنکر ہر طرف سے ہجوم لائے اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن
عمر اور ابو سعید خدری اور اور صحابۂ کبار بھی یہ حال سُنکر حضور مین دوڑے آئے اور کوفیون کے
مکر و فریب اور بدعہدیان اور آپکے والد ماجد شیر خدا کو شہید کرنا اور جناب امام حسنؑ سے
دغا کرنا یہ سب حال مفصل یاد دلائے اور چونکہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر قدیم سے
سُنتے تھے اور کوفیون کی بیوفائی اور حضرت امام کی بے سرو سامانی جانتے تھے اور یہ سب
صحابی خود بھی کچھ سامان مقابلے کا نرکھتے تھے اسواسطے سب لوگ دست بستہ ہو کر پیش آئے
کہ للہ آپ یہان سے کوفے نجائین ہرگز ہرگز یہ خیال خاطر اقدس مین نہ لائین فرمایا ڈیڑھ سو کے
قریب کوفیون کے خطوط میرے پاس آئی اور علاوہ اسکے میرے بھائی مسلم بن عقیل نے بھی
تاکید سے مجھے کوفے بلایا ہے اور اہل کوفہ میری ہدایت کی طالب ہین پس کیونکر ہم نہ جائین اور اگر
اُنکے ہزار خط آتی اگر ہم ہرگز کوفے نجاتے لیکن مین نے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے نانا نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے مین آپ کا حکم ضرور بجالاؤنگا
کسی کی بات نمانونگا کوفے خواہ مخواہ جاؤنگا مین راضی برضا ہون شاکر بقضا ہون نست
رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ؛ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ؛ جان جائی تو جائے مگر

خلاف امر خدا و رسول ہونے نپائے مقدار حیات اہلبیت ہم خوب جانتے ہین مقتل اور مدفن کو
بھی اچھی طرح پہچانتے ہین پھر عبداللہ بن زبیر نے منع کیا آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے جد امجد سے
سنا ہے فرماتے تھے کہ ایک شخص کو لوگ مکے مین مارینگے گردن اُسکی سر سے اُتارینگے اور اُسکے
سبب سے مکے مین بہت خونریزی ہوگی اور کعبے کی بیحرمتی ہوگی سو ایسا نہو کہ وہ شخص مین ہون
اور مکے مین مارا جاؤن اور میری سبب سے کعبے کی بیحرمتی ہووے محمدؐ بن حنفیہ آپ کے علاتی بھائی
یہ حال سُنکر آتش غم سے جل بھُنکر اتنا روے کہ طشت منہ دھونے کا بھر گیا اور تمام اہل مکہ کو
برابر رنج وغم ہوا ہر کس مبتلاے الم ہوا روایت ہے کہ تب عبداللہ بن عباس نے رو کر بیتاب
ہو کر عرض کی کہ جب آپ بات کسی کی نہین مانتے ہین اور مکے سے سفر ضروری جانتے ہین تو
للہ کوفے کی جانب نہ جائین یمن کی طرف کہ ملک وسیع ہے اور وہان کے لوگ آپ کے والد ماجد کے
مرید اور شیعی ہین قدم رنجہ فرمائین جب اُس اطراف مین آپ کے ساتھ مجمع خاص و عام ہو جائیگا
مسلمانون کا آپ کی ساتھ جم غفیر اور اژدحام ہو جائیگا پھر اُسکے بعد جہان آپ کا نشان حسینی جائیگا
کوئی دشمن سر نہ اُٹھائیگا آپ نے فرمایا یہ سب باتین راست ہین صحیح بے کم و کاست ہین مگر اس
سفر مین ہماری ایک بھید ہے کہ نانا جان نے مجھ سے فرمایا ہے مین اُسکو ابھی کسی سے کہہ نہین سکتا
بغیر کوفے جائے رہ نہین سکتا تھوڑے دن مین اس بھید کا عقدہ کھُل جائیگا عنقریب سر مخفی
عدم سے ظہور مین آئیگا اس سفر مین مجبور ہون ناچار ہون خدا و رسول کا اختیار ہے مین محض
بے اختیار ہون اگرچہ کوئی میری پاس نہین اور کسی کو میرا پاس نہین اور گو سامان سفر و اسباب
جنگ میرے ساتھ نہین مگر رضاے مولی بر ہمہ اولی کوئی کام میری ہاتھ نہین شعر مثل کٹھپتلی
کے اپنا کچھ نہین ہے اختیار * باگ اُسکے ہاتھ ہے جو کچھ کرے مختار ہے * قطعہ بارہا گفتہ ام و
بار دگر می گویم * کہ من دلشدہ این رہ نہ بخود می پویم * من اگر خارم و گر گل چمن آرائی
ہست * کہ از آن دست کہ می پروردم می رویم * پھر ابن عباس نے کہا کہ یا حضرت جب
آپ بات کسی کی بات مانتے نہین کوفیون کی دغا بازیان جانتے نہین تو خیر متوکلاً علی اللہ
مردان اہلبیت وغیرہ کے ساتھ عزم کو نہ فرمائین اور بیبیان اور لڑکون کو یہین چھوڑ جائین
فرمایا رضاے الٰہی یون ہی ہے ہم یہان انکو چھوڑ نہین سکتے طریق اطاعت سے باگ موڑ

نہین سکتے جب آپ نی ابن عباس کی بات نہ مانی ابن عباس ہای ہای کر کے رونے لگے وا حسینا
کہ کہ کے جان کھونے لگے **روایت** ہی کہ آپ نی کسی کی بات نمانی آخر تیسری تاریخ ذیحجہ سن ساٹھ
ہجری مین منگل کے دن جسدن کوفے مین حضرت مسلم شہید ہوئے تھے مع بیاسی آدمی اہل و عیال
اور عزیزون اور رفیقون اور غلامون اپنی کے کہ اُنمین ستر سوار اور باقی پیادہ پا تھے یکبار
مکّہ معظمہ سے دل اُٹھایا اور کوفے کو کوچ فرمایا اصحاب کبار نے رو کر فرمایا **شعر** بسفر رفتنت
مبارک باد ✤ بسلامت روی و باز آئی ✤ اور چونکہ اہل مکہ اور ابن عباس اور اور صحابہ
کبار کو بالیقین معلوم نہ تھا کہ اسی سفر مین آپ شہادت پائینگے اسی واسطے ہمرکاب نہوے
ورنہ ایسی ایسے صحابی جلیل القدر ہمراہی سی کب باز آتے بلکہ جان و مال اور عیال و اطفال
سے آپ پر نثار ہو جاتی غرض جب سواری چلی سارے مکّے مین ماتم پڑ گیا دلون مین خار
غم گڑ گیا آنکھون مین خیرگی دلون مین تیرگی چھائی اُسوقت ایسے معلوم ہوا گویا قیامت
آئی **مثنوی** کسقدر ازدحام تھا اُسوقت ✤ مجمع خاص و عام تھا اُسوقت ✤ ملنے آتے تھے اقربا
سارے ✤ جمع تھے یار و آشنا سارے ✤ سارے ارباب شہر محو الم ✤ گفتگو ہر کسی کی یہ باہم ✤ آج
ویران یہ شہر ہوتا ہے ✤ قہر ہوتا ہے قہر ہوتا ہے ✤ رخصت رونق دیار ہے آج ✤ فرقت جان شہریار
ہے آج ✤ لڑکیان زار زار روتی ہین ✤ ہجر مین شہ کے جان کھوتی ہین ✤ سارے کوٹھون پہ
عورتون کا ہجوم ✤ رو کے کہتا یہ با دل مغموم ✤ آج زہرا کا گھر اُجاڑ ہوا ✤ لوٹنا اُنکا اب
پہاڑ ہوا **روایت** ہے کہ جسوقت آپ نے کوچ فرمایا عمرو بن سعد نے کہ مکّے کا حاکم تھا سپاہی
بھیجے کہ آپکو سمجھا کر پھیر لاوین آپ نے پھرنے سے انکار فرمایا قریب تھا کہ فساد برپا ہو آخر حاکم نے
فتنے سے ڈر کر سپاہیون کو بلوا لیا آپ نے کوچ کیا اور منزل بمنزل طے کرتے ہوے چلے
جب موضع رطہ مین پہونچے ایک نامہ اپنی روانگی کا اہل کوفہ کے نام لکھکر اپنی دودھ شریکی
بھائی کے ہاتھ کوفے روانہ کیا اور اسی عرصے مین ابن زیاد نے آپ کی آمد آمد کی خبر سنکر حصین
بن نمیر کو مع فوج کثیر کے کوفے سے روانہ کیا تھا اُسنے شہر قادسیہ کے گرد و پیش کی راہین
روک لی تھین اور امام صاحب کو اسکی خبر نہ تھی آخر وہ دودھ شریکی بھائی آپ کے پکڑے گئے
پھر ابن زیاد بد نہاد نے اُنکو شہید کیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤

و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + روایت ہی کہ جب آپ مقام رملہ سے آگے بڑھے زہیر بن قیس سے
ملاقات ہوئی وہ حج سے پھرے آتے تھے اور کوفے جاتے تھے آپ نے فرمایا ای زہیر تم اپنی جان نثار کر سکتے ہو
اپنی شمشیر آبدار کے تلے دھر سکتے ہو یعنی اپنے اہل و عیال کو چھوڑ خویش و اقارب سی رشتہ
توڑ میرے ساتھ چل سکتے ہو پروانے کیطرح سوز محبت سے ہماری شمع شہادت پر جل سکتے ہو
زہیر نے ہاتھ جوڑ کے عرض کی قطعہ سر کہ پیش تو بر آستان خدمت نیست + سر نیست آنکہ سزاوار
عزت نیست + بہ پیش اہل نظر کم بود ز پروانہ + ولیکہ سوختۂ آتش محبت نیست + پھر
زہیر نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ جو کوئی تم لوگون سے پیاسا شربت شہادت کا ہو تو میری
ساتھ غلامی مین حضرت امام حسینؑ کی آئے اور جسکا جی نہ چاہے وہ کوفے اپنے وطن کو پھر جاوے
زہیر کی بی بی نے کہا کہ اگر تم خدمت امام عالی مقام کی کروگے تو مین بھی کفش برداری اونکی
شاہزادیون کی کرونگی مین بھی حضرت کے ساتھ چلونگی اُنکے ساتھ مرونگی زہیر اپنے لڑکون کو
چھوڑکر مع اپنی بی بی کے ہمراہ امام صاحب کے ہوگئے روایت ہی کہ جب آپ وہان سی
منزل ثعلبہ مین پہونچے بکر اسدی کوفے سے آتا تھا اُسنے عبد اللہ بن زیاد کا کوفے مین آنا اور
کوفیان بیوفا کا اُس سے ملجانا اور حضرت مسلمؑ اور اُنکے لڑکون اور ہانی کا شہادت پانا مفصل
آپکو سنایا آپ یہ خبر وحشت اثر سنکر دل مسوس کر رہ گئے کسی کو آگاہ نہ فرمایا حضرت مسلمؑ کی
شہزادی بھی ساتھ تھین اُسوقت آپ کے پاس آئین آپ خلاف معمول کے بار بار منہ اُنکا
چومنے لگے اور سر پر اُنکے دست مبارک پھیرنے لگے وہ شاہزادی ان قراین سی تاڑ گئین کہنے لگین
یا ابن رسول اللہ آج آپ خلاف عادت کی میری سر پر ہاتھ پھیرتے ہین جسطرح یتیمون کے
سر پر ہاتھ پھیرتے ہین آپ کو قسم پاک پروردگار کی سچ فرمائیے بابا جان شہید تو نہین ہوئے آپ ضبط
نہ کر سکے بے اختیار رونے لگے اشک سی دامان بھگونے لگے اور فرمایا بیٹی چپ ہو دُست رو
تمھاری باپ ہین اور زینب میری بہن تمھاری مان ہین وہ بے اختیار رونے لگین اُس کلام
سے ہمکلام ہونے لگین نظم ای کاشکے نخست زمادر نزادمے + تا این زمان زدست یزید را
ای کاشکے نشناختمے خوابگاہ او + تا سر چو خاک در قدم او نہادمے + ای کاشکے بگریہ
شور است کار من + تا چو بیار چشمہ ز چشم کشادمے + آواز رونے کی اُنکی سنکر بیسران

حضرت مسلم جمع آئی اِس حال پُر ملال پر مطلع ہوکر آہ کے نعرے عرش تک پہونچائی قطعہ بدل دردے
عجب دارم نمیدانم کہ چون گریم ✢ ولا خون شو کہ تا بر حال خود یک لحظہ خون گریم ✢ تنم پُر زخم
کاری سینہ ام پُر داغ بے یاری ✢ گہے از زخم بیرون گاہ از داغ درون گریم ✢ اسکے بعد
لوگون نے حضرت امام عالی مقام کو قسمین دین حجّتین کین کہ للہ آپ اپنی اور اہلبیت پر رحم فرمائیے
یہین سی پلٹ چلین کوفے کو نجائین غرض جب لوگون نی وہان سی باصرار تمام مراجعت کی صلاح
ٹھہرائی تب آپ نی حسب صلاح چاہا کہ پلٹ چلین یہ خبر اقربان حضرت مسلم کو سنائی حضرت مسلم کے
بھائیون اور پوتون اور لڑکون نی کہا کہ اب ہم لوگ جیکر کیا کرینگے پتھر صبر کا سینے پر کہانتک دھرینگے
سو واللہ ہم جبتک اسکا بدلہ نہ لینگے یا خود ہی مارے جائینگے ہرگز یہان سی نہ پلٹینگے امام عالی
مقام نے فرمایا کہ جو تمہارا حال ہی وہی ہمارا بھی حال ہی تمہارے بعد زندگی بی لطف ہی جینا وبال ہے
بیت زندگی بہر دیدن یار ست ✢ یار چون نیست زندگی عار ست ✢ یہ فرمایا اور سیدہے
عراق کیجانب روانہ ہوئے پھر جو لوگ طمع دنیا سے ہمراہ ہوئے تھے متفرق ہو گئے فقط رفیق اور
عزیز باقی رہگئے روایت ہے کہ جب آپ آگے بڑھے تو راہ مین فرزدق شاعر ملا اُسنے آپکے
دست مبارک کو بوسہ دیا آپ نی اُس سے کوفیون کا حال استفسار کیا اُسنے عرض کی کہ
لوگون کے دل آپ کے ساتھ ہین اور اُنکی تلوارین بنی اُمیّہ کے ہاتھ ہین اور اللہ جو چاہے سو
کرے اُسکی تقدیر سے چارہ نہین قضا و قدر مین اُسکے کسی کا اجارہ نہین آپ نی فرمایا سچ ہے
بیت چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ✢ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہی ✢ پھر آپ
چشم پُر آب ہوکر فرمایا کہ اگر دنیا نفیس ہی تو ثواب آخرت اعلی ہی اور بہتر سب سی رضای مولی ہے
اور اگر آدمی مرنے کو پیدا ہوا ہی تو تلوار ہی سی گلا کٹانا اولی ہی پھر آگے بڑھے مقام زبالہ مین
پہونچکر اپنے دودھ شریکی بھائی کی خبر شہادت سنکر بہت روئے جب وہان سے آگے بڑھے
دیکھا کہ میدان مین ایک خیمہ گڑا ہی اور اُسمین ایک ننگی تلوار لٹکی ہوئی ہی اور ایک اسب
صبا رفتار اُسی جگہ کھڑا ہی آپ نے دریافت کروایا معلوم ہوا کہ عبید اللہ کوفی رئیس کوفہ
آپ نے اُس سی فرمایا کہ کہان سے آتے ہو کدھر جاتے ہو کہا کوفے سے اِس خوف سی نکل آیا ہون
کہ خدانخواستہ ایسا نہو اگر امام حسینؑ کوفے مین شہادت پائین تو کہین ہم بھی قاتلون مین شمار

ہون جائین پھر آپ نے اُس سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ہو تو اگر اعدا سے لڑو گے تو ثواب عظیم
پاؤ گے اور اگر شہید ہو گے تو جنت مین جاؤ گے کہا کہ اہل کوفہ ابن زیاد سے ملکر مال دنیا پر
پھول گئے ہین خدا اور رسول کو بھول گئے ہین اور مین نہ تو آپ کے ساتھ جا سکتا ہون اور نہ
اُنسے لڑنے کو حربہ اُٹھا سکتا ہون گو آپ کی ہمراہی مین ثواب ہے مگر آپ کے ساتھ بھی معدودے
چند ہین اور ہم سے اکیلے کیا ہوگا اور لشکر یزید کا بیحساب ہے سو مجھے آپ معاف رکھین اور
یہ گھوڑا میرا کہ ہوا سے بات کرتا ہے تیز رفتاری مین فلک دوّار کو مات کرتا ہے آپ اسپر
سوار ہو لیجین کہ کوئی آپ کو پکڑ نہ سکے گا ہرگز کوئی سوار پیچھا کر نہ سکے گا اور یہ تلوار ہماری
بھی ایک تحفہ مختصر ہے اسے آپ قبول فرمائین انشاء اللہ تعالی اس سے آپ جسپر وار کرینگے
ایک ضرب مین سوار گھوڑے دونون کو زمین سے ہموار کر دینگے آپ نے فرمایا کہ جب تم ہی میرے
ساتھ نہین آتے تو ہم بھی یہ اسپ و تیغ تمھاری قبول نہین فرماتے **شعر** رسول پاک پہ بھیج
اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت** ہے کہ ثعلبہ کے
مقام مین آپ گود مین حضرت زینب اپنی بہن کے سوتے تھے ناگاہ آپ چونک پڑے اور آنسو
آنکھون سے جاری تھے حضرت ام کلثوم نے فرمایا روحی فداک اے بھائی جان آپ کیون رو رہے ہین
فرمایا اسوقت مین نے نانا جان کو خواب مین دیکھا روتے تھے اور فرماتے تھے حسین اب جلد
تم شہادت پاؤ گے عنقریب میری پاس آؤ گے اور ایک سوار میرے آگے کھڑا کہہ رہا ہے کہ تم
دوڑے جاتے ہو اور موت تمھارے پیچھے دوڑی چلی آتی ہے پس مین چونک پڑا اور نانا جان
کے رونے سے مجھے رونا آتا ہے اہلبیت مین یہ خبر سُنکر ماتم پڑ گیا دلون مین خنجر گڑ گیا حضرت
علی اکبر نے کھڑے ہو کر فرمایا بابا جان ہم لوگ برحق ہین یا نہین فرمایا بیٹا ہم لوگ برحق
ہین اور حق ہمارے ساتھ ہے کہا اگر حق ہمارے ساتھ ہے تو موت سے کچھ باک نہین اشقیا
سے دل ہمارا ہرگز خوفناک نہین لباس حیات مستعار ہے اساس عمر محض ناپایدار ہے
رباعی شاہون کے سے قصر گر بنائے تو کیا + قارون کے سے گنج ہاتھ آئے تو کیا +
جب دل پہ ہو الیقین کہ آخر مرنا + گو خضر سے عمر لاکھ پائے تو کیا + **شعر** رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام +

چلے حُر کی حرامین بسوی کربلا سرور | لکھون کیونکر اسی ماصر کہ دل ٹوٹا ہی جاتا ہے

روایت ہے کہ ابن زیاد نی حضرت کے آمد آمد کی خبر سُنکر ایک سانڈنی سوار مکّے مین جاسوسی کے واسطے بھیجا تھا کہ جب امام حسینؑ مکّے سے کوفے چلین تو فوراً مجھے اطلاع کرے اُس جاسوس نے ابن زیاد سے آکر کہا کہ سولہ روز ہوئے کہ امام عالی مقام مکّے سے چلے آئے ہین اور آج فلان مقام مین تھے ابن زیاد نے حُر بن یزید ریاحی کو ہزار سوار کے ساتھ روانہ کیا کہ آگے جائے اور جہان حسینؑ ملین اُنکو گرفتار کر لائے اور کسی جانب جانے نہ دے مکّے کی جانب قدم بڑھانے نہ دے غرض جب آپ بسراۃ کے مقام مین جو کوفے سے دو منزل ہی پہونچے حُر ہزار سوار ہتھیار بند کی جمعیت سے آپہونچا اور عرض کی کہ ابن زیاد کا مجھے حکم ہی کہ جہان امام عالیمقام ملین فوراً اُنکو گرفتار کر لینا اور خبردار اور کسی طرف اُنکو جانے نہ دینا سو مین ضرور آپ کو ابن زیاد کے پاس لیچلون گا اور واللہ مین اِس امر مین محض مجبور ہون میرا جی نہین راضی ہے کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس پہونچاؤن اور یہ بھی مجھ سے نہین ہو سکتا کہ آپ کو چھوڑ دون اور خود کوفے پھر جاؤن پھر آپ نے فرمایا اے حُر وقت ظہر ہو گیا تم اپنی قوم کے ساتھ نماز پڑھو ہم اپنی قوم کے ساتھ نماز پڑھین حُر نے کہا آپ پیشوائے زمان اور امام دو جہان ہین آپ امامت کرین دونون لشکر اقتدا کرینگے نظم من واقتدا با تو ور ہر نماز سے * ہمین ست تا زندہ ام نیت من * بمحراب ابروئیت ار رو نیارام * کجا در پے پیر وخدا طاعت من * بعد نماز کے امام نے فرمایا کہ کوفیون نے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط متواتر بطلب ہماری ہمارے پاس بھجوائے اور اشراف کوفہ بھی برابر پیغام لائے تب ہم نے باصرار اُنکے کوفے کا قصد کیا اور تم لوگ بھی کوفے کے رہنے والے ہو سو اگر تم اپنی بعیت اور اقرار پر قائم رہو تو مین تمھارے شہر چلون اور نہین تو کہو پلٹ جاؤن حُر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی واللہ یا ابن رسول اللہ اِن سب خطوط کا حال مین جانتا نہین خط بھیجنے والون کو پہچانتا نہین آپ نے فرمایا دیکھو یہ سب خطوط میرے پاس موجود ہین اور یہ خطوط اکثر اُنھین لوگون کے دست خاص کی لکھے ہوئے ہین جو تمھارے لشکر مین ہو کر میری گرفتاری کو آئے ہین جب خطوط پڑھے گئے تو جن جن

لوگون کے دست خاص کے لکھے ہوئے تھے اور مہرین اُنکی چھپان تھین اُنھون نے شرم
سے سر جھکا لئے یہی باتین ہو رہی تھین کہ ناگاہ ایک سانڈنی سوار آیا اور فرمان ابن زیاد کا
حُر کو دیا اُسمین لکھا تھا کہ جس مقام پر یہ خط تمکو ملے امام حسینؑ کو وہین ٹھہراؤ اور ایسے چٹیل
میدان مین جہان گھاس اور پانی نہو اُنکا خیمہ گڑواؤ حُر نے پڑھکے خط حضرت امام کو
دیا کہ دیکھیے ابن زیاد کو آپ کی گرفتاری مین کسقدر اصرار ہی سو اب مین آپ کو چھوڑ نہین سکتا حکم ابن زیاد سے
مُنھ موڑ نہین سکتا کیونکہ ابن زیاد کی طرف سے آپ کے اسیر کرنے کو تاکید شدید ہی مین
حیران ہون کچھ کہہ نہین سکتا اور امر ملاقات کا بھی مخفی رہ نہین سکتا اسواسطے کہ اُسی کے
ہزارون سوارون کے سامنے آپ سے ملاقات ہوئی دیر تک گفتگو رہی ہر طرح کی بات
ہوئی مین حیران ہون اگر آپ کو چھوڑکر پھر جاؤن ابن زیاد سے بڑی سزا پاؤنگا اور اگر آپکو
نہ چھوڑدون خدا اور رسول کو کیا مُنھ دکھاؤنگا **شعر** رسُول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہی کہ اِسکے بعد حُر نے اپنی سپاہ سے الگ
ہوکر امام عالی مقام سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر حُر آپ پر تلوار اُٹھائی تو ہاتھ اسکا
کٹ جائے اور اگر بُری نظر سے تاکے تو آنکھ اُسکی ابھی پھوٹ جائے یا ابن رسول اللہ
مین اِس بار کوفے سے جس راہ ہوکر آتا تھا ہر شجر و حجر و در و دیوار سے صاف صاف اپنے کان مین
یہ آواز پاتا تھا **رباعی لمولفہٗ** لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت اے حُر + کسکو ہوتی ہے
نصیب ایسی سعادت اے حُر + سر کے بل جاؤن حسین ابن علی کے آگے + دیتا ہی حق
تمھین جنت کی بشارت اے حُر + مین دل سے کہتا تھا اے حُر وای بر تو تو واسطے گرفتاری
ابن رسول اللہ کے جاتا ہی یہ کیسی بشارت ہی دیکھیے خدا کیا پیش لاتا ہی سو یا حضرت
مین مجبور ہون کوفیان بیوفا اور لشکریان پر دغا ساتھ ہین اِسلیے مجبوری سے مین
گستاخانہ آپ سے پیش آتا ہون جبراً قہراً آپ کو کوفے لیے جاتا ہون سو صلاح یہ ہی
کہ ہم آپ مع لشکر کے تھوڑی دور آگے جاکر اُترپڑین اور آپ اِس بہانے سے کہ حرم محترم
ساتھ ہین میرے لشکر سے دور اُترین آخر رات کو جب میرے لشکری سو جائین آپ سے
غافل ہو جائین پس آپ چپ چاپ وہان سے اپنا ڈیرہ اُٹھائین شبا شب

دھاوے کی راہ سے جسطرف چاہین چلے جائین صبح کو جب ہم لوگ آپ کو نہ پائینگے تو کوس دو کوس
تلاش کرکے کوفے پھر جائینگے حُر کو آپ نے دعا دی اور بحکم قضا و قدر مع ہمراہیون کے حُر کے ساتھ
چلے تھوڑی دور جاکر آپ نے چاہا کہ کسی گاؤن کے قریب پانی کے متصل اُترین حُر نے نمانا ناچار راہ
سے ہٹ کر دوسری تاریخ محرم پنجشنبہ سن اکسٹھ ہجری مین میدان بے آب و گیاہ مین اُتری
رات کو حُر نے پھر بطریق خیرخواہی کے عرض کی کہ ابن زیاد کی فوجین برابر پہونچتی جاتی ہین سو آپ للہ
ہم پر کرم فرمائین آج کوچ کرکے شباشب اور کہین چلے جائین چنانچہ آنحضرت نے کوچ کرکے
تمام شب قطع مسافت کی وہ اندھیری رات تھی اور میدان لق و دق ہو کا مکان نہ راہ کا پتا
نہ شہر کا نشان دوا دوی چلتے چلتے پاؤن مین لوگون کے چھالے پڑ گئے ہزارون کانٹے
گڑ گئے دوڑتے دوڑتے پاؤن پھول گئے قضا نے گھیرا راہ بھول گئے جب صبح ہوئی تو دیکھا
کہ یہ تو وہی جگہ ہے جہان سے شب کو چلے تھے اور بعضی روایتون مین ہے کہ اسی طرح سات رات
برابر اتفاق چلنے کا ہوا آخر یہ نوبت پہونچی کہ اسپان سواری اور اونٹون کو مارتے مارتے عاجز آ گئے
مگر اونٹون نے اُسجگہ سے آگے قدم نہ بڑھائے اور جہان جس درخت سے لکڑی توڑتے تھے اور جہان
کھونٹا گاڑا جاتا تھا تازہ تازہ خون وہان سے اُبلا آتا تھا تب آپ نے وہان کے لوگون سے پوچھا
کہ اس زمین کا کیا نام ہے کہا اسے ماریہ کہتے ہین فرمایا اور بھی اسکا کچھ نام ہے کہا اسی کربلا بھی
کہتے ہین فرمایا اللہ اکبر یہ زمین کرب و بلا کی ہے یہی زمین مشہد اور مقتل ساری آل عبا
کی ہے **غزل** گر نام این زمین بہ یقین کربلا بود ٭ اینجا نصیب ماہمہ کرب و بلا بود ٭ اینجا
بود کہ تیغ بر آل نبی کشند ٭ اینجا بود کہ ماتم آل عبا بود ٭ کار مخدرات من اینجا تبہ شود ٭
پشت مبارزان من اینجا دوتا بود ٭ ریزند در مصیبت من آب چشم خویش ٭ ہر مرغ
و ماہی کہ در آب و ہوا بود ٭ اسی جگہ اشقیا میرے ننھے ننھے بچون کو مارینگے اور میرے جسم کو
خنجر ستم سے پرزے پرزے کرکے سر میرا یہین پر اُتارینگے ہر طرف سے ہمپر باران تیرون کا
برسائینگے اور قطرہ آب کے لیے ابن ساقی کوثر کو ترسائینگے انھین نالیون مین ہمارے
خون کے دھارے بہینگے اور تنہا بے سر اہلبیت کے اسی جگہ پڑے رہینگے حضرت علی اکبر
نے یہ حال سنکر غم و غصے سے سر دھنکر عرض کی بابا جان یہ کیسی فال بد آپ فرماتی ہین

رسیدن امام حسین بکربلا

اُس غم کو سنیے کی کیون بھڑکاتے ہین فرمایا اے بیٹا ہم لوگ باباجان کے ساتھ صفین جاتے تھے اسی مقام کربلا مین اُترے پس باباجان بھائی حسنؑ صاحب کی گود مین سر رکھکر سوگئے اور مین سرہانے بیٹھا تھا ناگاہ باباجان نیند سے روتے ہوئے چونک پڑے بھائی صاحب نے کہا باباجان جان ہماری آپ پر قربان خیر تو ہے آپ کیون روتے ہین فرمایئے تو سہی کیا خواب دیکھا کہ اسقدر بیتاب ہوتے ہین باباجان نے فرمایا کہ اس میدان مین ایک دریاے لق و دق خون کا بہا جاتا ہی جسکا کنارہ نہین اور یہ میرا ماہ پارہ آنکھون کا تارہ حسینؑ اُس دریاے خون مین ادھر اُدھر ہاتھ پاؤن مار رہا ہے تنکے کا سہارا نہین فریاد و آہ کر رہا ہے کوئی اسکی فریاد کو آتا نہین اور کوئی سنگدل اُسپر ترس کھاتا نہین عین دریا مین قطرۂ آب کو ترس رہا ہی ہر طرف سے تیر کا مینہ اُسپر برس رہا ہی پھر باباجان نے میری طرف مخاطب ہوکر زار زار روکر فرمایا کہ اے نور عین بیٹا حسینؑ یہ واقعہ اسی میدان مین تمھارے ساتھ پیش آیگا اُسوقت تم کیا کروگے مین نے کہا صبر کرونگا دل پر جبر کرونگا **شعر** خدا یار ما صابران است و مارا ✤ تمسک بخیرے که فرمود صبرست ✤ **روایت** ہے کہ اسکے بعد حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ ہان اسی جگہ اب خیمہ گاڑ دو یہین پر سب اسباب اُتارو اب دو تین دن یہان تشنہ لب جی کر شربت شہادت پی کر نانا جان کے پاس جاؤنگا کوفیان بیوفا کا حال مفصلاً کہ سنائینگے **نظم** بار بکشائید کاینجا خون ما خواہند ریخت ✤ آبروے ما بخاک کربلا خواہند ریخت ✤ کودکان جعفر طیار را خواہند کشت ✤ گرد بر رخسار آل مصطفی خواہند ریخت ✤ آن سگان از حیلہ و روباہ سازی دمبدم ✤ خون نور دیدۂ شیر خدا خواہند ریخت ✤ **روایت** ہے کہ آپ نے کربلا مین خواب دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتون کے ساتھ تشریف لائے ہین اور مجھے گود مین لیکر فرماتے ہین کہ اے نور عین بیٹا حسینؑ مجھے معلوم ہے کہ دشمن تمھارے مارنے کے درپے ہین سو یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم ہین اور قریب ہے کہ حق تعالے تمکو درجۂ شہادت پر پہونچائیگا اور بہشت تمھارے واسطے آراستہ پیراستہ ہے اور مان باپ تمھارے تمھارے منتظر بیٹھے ہین یہ کہکے آپ نے ایک ہاتھ امام حسینؑ کے

سینے پر مارا اور فرمایا خداوندا حسین کو صبر اور اجر دونون عطا فرما امام حسین نے یہ حال خواب کا اہلبیت کو
سُنایا خود بھی روئے اور لوگون کو بھی رُلایا روایت ہے کہ جب حضرت امام کربلا مین پہونچے تو زمین
وہان کی زرد ہوگئی اور وہان کی گرد و غبار سے گیسوے عنبرین پُر گرد ہوگئے حضرت اُمِّ کلثوم نے
وہان کی گرد و غبار اور بھائی کی پریشانی اور بے سر و سامانی کو دیکھکر فرمایا کہ اے بھائی یہان میرا
جی بہت گھبراتا ہی چارون طرف سے آگ سی آتی ہے ہر جانب سے بوے خون آتی ہے میرا
دل بیتاب ہوا جاتا ہی اور آپ کے گیسوے معنبر کو غبار آلودہ دیکھکر اور زیادہ تر پریشان ہوئی
ہون ان چشمان نرگس شہلا کو شبنم اشک سے نم پاکر کے آئینہ کی طرح حیران ہوتی ہون **بیت**
وا وے آہ کہ خبرت نہ در رونا یابست ✤ نرگسش از خون دل تشنہ لبان سیراب است ✤ آپ نے
حضرت ام کلثوم کو تسلی دی اور شہربانو کو بلاکر وصیت کی کہ جب تم میرا سارا بدن زخمون سے چور اور سر
تن سے دور دیکھو تو خبردار سر مو سر کو ننگا نکرنا دل پر سنگ صبر دھرنا یہ حال سُنکر سب اہلبیت
رونے لگے اشک سے دامان بھگونے لگے **روایت** ہے کہ جب ابن زیاد نے سنا کہ حضرت
امام حسین کربلا مین تشریف لائے ایک خط حضرت کے پاس لکھ بھیجا کہ یزید نے ہمکو تاکید لکھی
کہ امام حسین سے میری بیعت لو اگر نمانین تو فوراً اُنکی گردن اُتار لو سارے اعزا اور اقران
اُنکے وہین پر مار لو سو مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ یا تو یزید سے بیعت فرمایئے یا آمادہ جنگ
وجدل ہوجایئے آپ نے اُس خط کو پڑھکر کے زمین پر ڈالدیا ایلچی نے کہا اِسکا جواب دیجیے
تاخیر نہ کیجیے فرمایا میرے پاس اِسکا کچھ جواب نہین ہے ایلچی ابن زیاد کے پاس آیا اور یہ سب
حال کہ سنایا ابن زیاد بد نہاد نے یہ حال سُنکر غصے سے سر کو دھنکر غضب ناک ہوکر آتش
غضب سے جل بھنکر خاک ہوگیا پھر فوجین طیار کین اور حضار مجلس سے کہا کہ کوئی ہے جو کربلا مین
اور سر امام حسینؑ اور اُنکے ہمراہیون کا کاٹ لاوے چند بار اسکی تکرار کی کسی نے جواب نہ دیا پھر
اُسنے عمر بن سعد کو جو ملک رے کا حاکم تھا بلاکر کہا کہ حکومت طبرستان کی بھی تیرے نام لکھ دیتا ہون
اور تجھے سپہ سالار لشکر کا بناتا ہون سو یہ خلعت شریف پہنکر کے لباس فاخرہ زیب تن کر کے
یہ پچاس ہزار درم لے اور کربلا جاکر امام حسینؑ کو شربت شہادت پلا اور لاش کو اُنکی خاک
و خون مین ملا عمرو بن سعد نے کہا کہ مین امام حسینؑ کے ساتھ لڑائی کرنے کو جا نہین سکتا ہون

سول اللہ پر تیغِ جنگ اُٹھا نہین سکتا ابن زیاد نے کہا یا تو تو امام حسینؑ کے ساتھ لڑنے کو جا
حکومت مُلک رے کی چھوڑ دے اور گھر مین جا کر بیٹھ رہ ابن سعد بدنہاد حکومت رے پر
بھول گیا خدا اور رسول کو بھول گیا اور کہا بیت یا ان تو آرام سے گذرتی ہے + عاقبت کی
خدا جانے + پس اُسنے حکومت رے اختیار کی اور فوج لیکر امام حسینؑ سے لڑنے کو چلا
سکے چھوٹے بیٹے نے کہا ہیہات ارے تو کہان جاتا ہے ارے تو حسینؑ بن علیؑ جگر گوشۂ نبی
ور دیدۂ مرتضیٰؑ ثمر درسلیۂ فاطمہ زہراؑ پر شمشیر جنگ اُٹھاتا ہی ارے جان بوجھ کے دوزخ مین کیون
جاتا ہی ارے باپ تیرا سعد وقاص صحابی کبار تھا جی جان سے اُنکے جد امجد پر نثار تھا ہے
تونے اُنکو خط لکھکر بلایا ہے اب اُنکے مارنے کو جاتا ہے کچھ خدا سے شرماتا نہین ارے خدا و
رسول سے تجھے کچھ خوف آتا نہین عمر وسعد نے نہ مانا اور کہا نظم سزاے قاتل او دوزخ است
دیدانم + کہ انچنین عمل آرد خداے را بہ غضب + ولے چو مے نگرم در رے و حکومت آن +
ہمی رود زدلم خوف نار فات لہب + روایت ہے کہ عمر و سعد نے مع پانچہزار سوار اور
پیادہ کے ساتوین محرم الحرام کو منگل کے دن کربلا مین پہونچکر فرات کے کنارے ڈیرہ کیا اور
امام حسینؑ کے لوگون کو پانی لینے سے منع کیا اور پانسو سوار مسلح کا پہرا فرات کے کنارے کھڑا کر دیا
کہ خبردار ایک قطرہ بھی پانی خیمے مین امام حسینؑ کے نہ جانے ہمراہیان امام حسینؑ سے فرات کے
کنارے ہرگز کوئی آنے نہ پائے ڈیرے خیمہ امام کے اُس میدان لق و دق مین ریت پر کھڑے
تھے یا انہہ اشقیا نے پانی بند کر دیا راہ شقاوت پر اڑے تھے اُس میدان مین جہانتک نظر
جاتی تھی کسی ایک درخت یا حیوان کی صورت نظر نہ آتی تھی جدھر دیکھتے سنسان سناٹے کا عالم
ہو کا مکان ہاے وہ ریت کی گرمی دوپہر کی دھوپ رات بھر کی اوس ہاے ری بیکسی وہ
بے بسی ہاے افسوس ہاے وہ بے سر وسامانی ہاے وہ پیاس ہاے وہ تشنہ دہانی ہاے وہ
بھرے اداس ہاے وہ گرمی کے دن وہ ننھے ننھے بچے پیاسے کمسن حضرت کے خیمے مین تلاطم پڑ گیا
العطش العطش کا غُل مچا ریت کی ہواے گرما گرم تیر سی لگنے لگی آتش آہ دونی سُلگنے لگی شکم
مارے پیاس کے تنور ہوا ہر ہر استخوان لکڑی کیطرح جلنے لگا فغان و آہ اور نعرہ جانکاہ کے
ساتھ منہ سے دھوان نکلنے لگا اہلِ خیمہ کو مارے پیاس کے غش آنے لگے نالہاے اہلبیت

مزاج کو ستانے لگے دودھ خشک اور آنکھون سے آنسو کا چلنا موقوف ہوگیا اور حلق سے زبان تک
کانٹے پڑ گئے ساتوین محرم سے اہلبیت نی ایک قطرہ پانی نہ پایا اطفال شیر خوار ماؤن کی گودیون
مین ماہی بے آب کیطرح سسکتے تھے مارے ضعف کے پانی کا نام زبان پر نہ لاسکتے تھے بعضے شدت تشنگی
سے بیہوش اور بعضے سکتے کے عالم مین خاموش اُن سب مین حضرت علی اصغر شیر خوار تھے اور حضرت
زین العابدین محض بیکار حس وحرکت سے ناچار تھے **شعر** در زمین کربلا از بسکہ قحط آب بود ✤ آب اور
چشم یتیمان گو ہر نایاب بود ✤ شدت تشنگی سے زبان امام تشنہ کام ساقی کوثر مالک بحر و بر کی
سوکھ کر کانٹا ہوگئی تھی اور اشارے سے گفتگو فرماتے تھے **شعر** پژمردہ غنچہ لب میگونش از عطش ✤ وز خون
آب خوردہ خس وخار کربلا ✤ اور سارے اہلبیت تیمم سے نماز ادا کرتے تھے شکر کبریا کرتے تھے
آہ ساقی کوثر کے نواسے قطرۂ آب کو ترستے تھے اور اشقیا نے اُلٹت صُراحیون مین پانی سیلے
اہل خیمہ کو دکھاتے اور ہنستے تھے اُسوقت دوپہر کے تڑاقے کی گرمی اور ریت کی ہوا جھکا چھوڑ کے سبب
اہلبیت پر پیاس کا زور ہوا خیمے مین العطش العطش کا شور ہوا آپ یہ آواز سنکر خیمے مین آئے اور
بچون کو گلے سے لگایا اور زار زار رو کر فرمایا **شعر** میری قسمت مین گر غم اتنا تھا ✤ دل بھی یارب
کئی دیے ہوتے ✤ صاحبزادون نے اشارے سے کہا بابا جان ذرا کہین سے پانی لائیے اور
دو ایک قطرے ہمارے حلق تشنہ مین ٹپکائیے آپ نے کلیجے کو تھام کر فرمایا آہ کیا کرین شیطانون کے
پھندے مین گرفتار ہین موت بھی نہین آتی جینے سے بیزار ہین ای افسوس اشقیا سامنے کھڑے
کھڑے گھڑی گھڑی پانی پیتے ہین اور ہم ساقی کوثر کے نواسے ہوکر قطرۂ آب کو ترستے ہین اور آہ ہم
کے ساتھ ہوای گرم پیکر جیتے ہین **نظم** صدمۂ آہ سے چھوٹون مجھے راحت ہو جائے ✤ دم نکل جائے
کہین جلد فراغت ہو جائے ✤ جو مشیت مادہ مولی مین شہادت ہو جائے ✤ فخر کونین ہو عاشق کی
سعادت ہو جائے ✤ **روایت** ہی کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ اعدا اب ضرور لڑینگے
اور اب لڑائی سے چارہ نہین تب آپ سے خیمہ گاہ کے گرد اگرد کھائی کھدوائی اور اسکا منہ
ایک دروازہ رکھا کہ اُس سے نکل کر لڑین اور اُس کھائی مین آگ جلادی تا کوئی شقی
وہان تک جانہ سکے خیمے کی جانب نظر اُٹھانہ سکے **رباعی** زین باز خامہ راہوس گفتگو نماند ✤
دل چاک چاک گشت کہ جائے رفو نماند ✤ لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان ✤ ای آب

خاک شو کہ ترا آبرو بماند ✤ روایت ہی کہ جب لشکر عمر و سعد نے امام حسینؑ کے خیمے مین پانی بنجانے دیا تو امام حسینؑ نے ابن سعد بد نہاد کو لکھ بھیجا کہ تین کام مین ایک کام کر یا مجھے چھوڑ دی کہ وطن کو چلا جاؤن یا کسی اور شہر مین جا بیٹھون یا یزید کے پاس مجھے بھیجدے وہ جو چاہیگا کریگا یا تو چھوڑ دیگا یا گردنون پر خنجر دھریگا ابن سعد بد نہاد نے یہ حال ابن زیاد کو لکھ بھیجا اُس بد ذات نے عمر و سعد کو دھمکا کر لکھا کہ اگر امام حسینؑ بیعت یزید کی کرین تو خیر نہین تو بدرنگ اُنکو مارے گردن سے سر اُتارے کہ مین نے تجھے لڑنے کو بھیجا ہی نہ صلح کرنے کو اور جو تو نے اسمین سستی کی تو اپنی جگہ دوسرے کو بہونچا ہی جان عمر و سعد نے اُس نامے کو دیکھتے ہی اپنے لشکر کو طیار کیا اور امام حسینؑ سے کہلا بھیجا کہ مین نے ہر چند چاہا کہ آپ بیعت یزید کی کر لین اور مین آپ کے خون مین مُبتلا نہون پر آپ نے نمانا اب بھی یا تو یزید کے مرید ہو جایئے یا سامان جنگ درست فرمایئے آپ نے اُس روز ٹالا اور دوسرے روز پر حوالہ فرمایا اور یہ سب باتین ظاہر مین آپ اتمام حُجت کے لیے فرماتے تھے مگر باطن مین شوق شہادت دامنگیر حال تھا نہ جان جانے کی پروا نہ سر کٹنے کا خیال تھا جون جون روز عاشورہ قریب آتا تھا نشہ شہادت چڑھا جاتا تھا شوق و ذوق شربت شہادت کا بڑھا جاتا تھا شعر رسولؐ پاک نبی بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مُدام ✤

روایت ہی کہ امام تشنہ کام کا خیمہ دھوپ مین ریت پر ایستادہ اور اعدا ہر طرف سے قتل کرنے پر آمادہ نہ کوئی مونس نہ غمخوار نہ یار نہ مددگار دھوپ مین ریت پر بیٹھے ہوئے آپ تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے اور چشم مبارک سے بے اختیار آنسو بہے جاتے تھے ایک مسافر نے آپ کو دیکھکر حال پوچھا آپ نے فرمایا مین مسافر غریب الوطن مُبتلاے رنج و محن ہون عزو دن بسر کرتا ہون آہ کے ساتھ رات کو تارے گن گن کے سحر کرتا ہون کوفیون نے خط لکھکر باصرار تمام مجھے بُلایا یہان بُلا کر ہر طرح کا ستم پہونچایا ہر طرف سے باران ظلم و ستم برسایا کیا کہے قطرہ آب کو ترسایا حیران ہون کیا کرون موت آتی نہین کیونکہ مرون نظم کشتی شکست خوردہ طوفان کربلا ✤ درخاک و خون فتادہ بمیدان کربلا ✤ از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان خوش داشتند حرمت مہمان کربلا ✤ بودند دیو و دد ہمہ سیراب و می مکیدہ ✤ خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا روایت ہی کہ ساتوین تاریخ محرم سے کوفیون نی آپ کا پانی بند کیا جب پیاس سے

کسی کو تاب نہ رہی اور اہلبیت بات کرنے سے معذور ہوئے تو امام حسین نے حضرت عباس
علمدار کو کئی آدمیون کے ساتھ پانی لانے کو بھیجا لشکر عمرو سعد نے پانی نہ لینے دیا اور حضرت
عباس علمدار کو زخمی اور ساتھ والون کو شہید کیا حضرت عباس علمدار لہو لہان حضور مین
آئے اور فرمایا ہم سب تشنہ کامون کو سوائے آب شمشیر آبدار کے پانی میسر ہوگا پھر تو مارے
پیاس کے نوبت جان کی آئی اہل خیمہ نے صدائے العطش العطش عرش تک پہونچائی تب
آپ نے رو کر ایک جگہ کوان کھدوایا آپ کی کرامت سے تھوڑی دور پر چشمہ ابل آیا سب
اہل خیمہ نے مع شتران سواری کے پانی آسودہ ہو کر پیا اور مشکون مین بھر لیا پھر ہر چند اُس
چشمے کو کھودے جاتے تھے کچھ نشان و پتا پانی کا نپاتے تھے یہان تک کہ شتر ہاتھ تک کھدوایا
مگر پتا پانی کا نپایا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود سلام ✦ علی و فاطمہ حسن و حسین پر
بھی سلام ✦ روایت ہے کہ جب مارے پیاس کے اطفال صغار اور ساری اہلبیت
اطہار اور جانوران سواری کے بیتاب ہونے لگے وہ دوپہر کی دھوپ وہ ہوائے گرم
کی لپک سے سینے کباب ہونے لگے آہ اوپر کی دھوپ نیچے سے ریت کی گرمی ننھے ننھے
لڑکے مثل ماہی بے آب کے بالو پر پھڑکنے لگے مارے پیاس کے ٹکٹکی بندھ گئی عالم بدحواسی مین
سر کو دھننے لگے تب یزید ہمدانی نے خدمت مین امام مظلوم کے عرض کی کہ حکم ہو تو عمرو سعد
کے پاس جاؤن اور کچھ پانی مانگ لاؤن فرمایا تمکو اختیار ہے یزید ہمدانی عمرو سعد کے پاس
جاکر بیٹھ گئے اور اُسے سلام نہ کیا اور کچھ کلام نہ کیا عمرو سعد بد نہاد نے غصے ہو کر کہا اے
برادر ہمدانی تمنے مجھے سلام کیون نہ کیا کیا مین مسلمان نہین ہون صاحب ایمان نہین ہون
خدا اور رسول کو نہین پہچانتا ہون شریعت اسلام نہین جانتا ہون ہمدانی نے کہا افسوس
تمھاری مسلمانی پر دعوی مسلمانی کرتے ہو اور فکر قتل مین ابن رسول اولاد بتول کے مرتے ہو
مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ نجات پائین کسی طرح کی اذیت نہ اٹھائین
راکب دوش نبی جگر گوشہ علی کے ساتھ لڑنے کو چڑھ آئے ہو لشکر کثیر ساتھ لائے ہو پانی اہلبیت
پر بند کیا ہے خدا اور رسول کو ناراض اور یزید کو خوش کیا ہے ساقی کوثر کے نواسے پر
پیاسا ان کو کیون رساتے ہو خدا اور رسول کی راہ مین تھوڑا پانی دو اسقدر کیون

نرساتے ہوا رسے چرند پرند سؤر کتے دریاے فرات سے آب سرد پیتے ہین اور حسین بن علی
اور انکی عورتین اور بھائی لڑکے رات بھر اوس مین دن بھر دھوپ مین بالو پر پڑے ہوا ے گرم
پی پی کر جیتے ہین تو یہ سب ستم رسانی کرتا ہے پھر بھی دعوے مسلمانی کرتا ہے عمر وسعد نے
کچھ جواب نہ دیا اور شرم سے سر جھکا لیا پھر سر اُٹھا کر کہا اے ہمدانی سب باتین تیری راست
ہین ہیچ بے کم و کاست ہین بیشک امام حسین سے جو آدمی لڑیگا غضب الٰہی اُس پر پڑیگا لا محالہ وہ
دوزخ مین جائیگا دونون جہان مین عذاب الیم پائیگا پر کیا کرون ملک رے کو مین ترک کر نہین سکتا
تیغ جنگ اُٹھا چکا اب وہ پھر نہین سکتا ہمدانی نے غصہ ہوکر جینے سے ہاتھ دھو کر کہا **نظم** گیرم کہ
کار تر امیر ری کنند * آخر نہ مرگ نامۂ عمر تو طے کنند * گیرم کہ بگذری تو ز قارون بہ گنج
و مال * باوے وفا نکرد جہان با تو کے کنند * ہر کو گزید دشمنی آل مصطفٰے * او در کسب سعادت
خود باز پے کنند * پھر ہمدانی عمر وسعد کے پاس سے چلے آئے اور امام عالی مقام کو یہ سب
حال آکر سنائے **روایت** ہے کہ اسکے بعد خود امام نے واسطے اتمام حجت کے عمر وسعد سے
کہلا بھیجا کہ مین تجھ سے ملاقات کیا چاہتا ہون کچھ بات کیا چاہتا ہون عمر وسعد یہ بات سُنکر
مع چند خواص کے اپنے خیمے سے باہر آیا آپ نے بھی مع اپنی برادر عباسؑ علمدار اور اپنے بیٹے
حضرت علی اکبر کے خیمے سے قدم بڑھایا اور عمر وسعد اور لشکریان یزید سے خطاب کرکے فرمایا کہ
لوگو دیکھو ہم کون ہین نام میرا جانتے ہو حسب ونسب میرا پہچانتے ہو اپنے اپنے دلون مین
سوچ کر کے کہو کہ تمکو میرا گلا کاٹنا روا ہے ہتک حرمت اہلبیت نبوت کی درست ہے بجا ہے
کیا ہم پسر زہرا سے بتول نہین کیا ہم سبط رسول مقبول نہین کیا ہم فرزند علی نہین ہین کیا ہم
راکب دوش نبی نہین ہین کیا حسن میرے بھائی نہین کیون جی میری شان مین کوئی آیت
کوئی حدیث آئی نہین کیون جی حمزہ سید الشہدا میرے غمخوار نہین کیا بھائی میرے عباسؑ
علمدار نہین ارے لوگو کیا نانا نے میرے اور میرے بھائی کے حق مین اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ
سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فرمایا نہین ہی کیا نانا جان نے اپنے کاندھے پر مجھے چڑھایا
نہین ہے خدا اور رسول کے پاس جاؤگے تو کہو کیا منھ دکھاؤگے ہوش سنبھالو پنبہ غفلت
گوش سے نکالو دنیا سے چند روزہ پر کیا بھولتے ہو توبہ کرو آخرت کو کیون بھولتے ہو

عمر وسعد اور لشکریون نے یہ باتین سُنکر سر جھکا لیے اور امام عالی مقام کو کچھ جواب نہ دیے آپ اتمام حجت کر کے اپنے خیمے کی طرف مُتوجہ ہوئے اور عمر وسعد سے فرمایا کہ انشاءاللہ میرے بعد عنقریب تو میری قتل کا مزہ پائیگا تھوڑے ہی دن مین تو بھی مارا جائیگا چنانچہ بعد واقعہ کربلا کے تھوڑے ہی دن مین مختار نے عمر وسعد کا سر اُتارا سارے لشکریون کو اُسکے مار

شعر حسینؑ جان گرامی فدائے اُمت کرد ✣ روا ست اُمت اگر جان کند فدائے حسینؑ ✣

روایت ہے کہ جب امام حسینؑ پر یہ سب سختیان گذرین تو آپ کو وہ نصیحت اپنے بھائی امام حسنؑ کی یاد پڑ گئی سینے اور دلمین تیر سی گڑ گئی کہ وقت انتقال اُنھون نے فرمایا تھا کہ اے بھائی حسینؑ ہر گز ہر گز کوفیون کا فریب نہ کھانا بلائین تو زنہار کوفے کو نجانا میری بات یاد رکھیو اُنکے اقوال پر نہ اعتماد کیجیو اس نصیحت کو یاد کر کے روتے تھے بیقرار ہوتے تھے **رباعی** اے تشنہ کربلا شہید اکبر ✣ سیراب گلوے تو ز آب خنجر ✣ تو آب نیافتی ز دست اُمت ✣ اُمت ز تو آب خواہ روز محشر ✣ **روایت** ہے کہ نوین تاریخ محرم کی پنجشنبہ کے دن ابن زیاد نے عمر وسعد کو تاکید تمام لکھا کہ آج ہی سے لڑائی شروع ہو جائے خبردار امام حسینؑ کے ساتھ کچھ رعایت ہونے پاوے یہ خط پڑھکر اگرچہ بے وقت ہو گیا تھا مگر عمر وسعد لڑائی کو تیار ہو گیا لشکر کو آراستہ کیا مستعد کارزار ہو گیا جنگ کا نقارہ بجایا آپ نے حضرت عباسؑ علمدار کو بیس سوار کے ساتھ روانہ فرمایا کہ دریافت کرو کہ لشکری گرد خیمے کے اسوقت کیون آئے ہین بیوقت نقارے حرب کے کیون بجائے ہین آج اگر لڑوگے ہزار سر ٹپکوگے لاکھ ٹھوکرین کھاؤگے مگر ہرگز ہرگز میرا سر نہ پاؤگے کل عاشورے کے دن میرے مردان اہلبیت کو مار لینا دو پہر ڈھلے میرا سر بھی اُتار لینا تین دن سے قطرہ آب کو ترساتے ترساتے باران ستم برسا برسا کے مارا ہے کل سب کو شربت شہادت پلا دینا لاشون کو خاک و خون مین ملا دینا آج میری شہادت کی رات ہے طاعت اور عبادت خدا کی رات ہے اب چھ ساعت پھر تو جینا ہے آج رات بھر عبادت تو کر لین آخر کل شربت شہادت تو پینا ہے عمر وسعد نے کہا اچھا آج موقوف رہے کل صبح سے لڑائی ہوگی طرفین سے نبرد آزمائی ہوگی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✣ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✣ **روایت** ہے کہ اسکے بعد امام عالی مقام

خیمے مین آئے اور ساری اہلبیت مکرم اور حرم محترم کو صبر و شکر کی نصیحت فرمائی بیبیان رونے لگین فرقت شہر یار مین بیقرار ہونے لگین آپ نے رونے سے منع فرمایا اور نظر آسمان کی جانب اُٹھاکر فرمایا خداوندا تو خوب جانتا ہی کہ کوفیون نے بیعت کرکے کیسی بیوفائی کی یہان بلاکر جو فروشی گندم نمائی کی خداوندا تو انصاف کیجیو میری داد انسے لیجیو پھر آپ نے سارے اعزہ اور اقران اور مریدان اور غلامان کو بُلاکر فرمایا کہ یارو تم لوگ حق خدمت گذاری اور تابعداری کا ہماری ساتھ اچھی طرح سے بجالائے اور ہر طرح ہمکو تم لوگون نے آرام پہونچایے مین تم سے بہر صورت راضی ہون اور خدا میرا تم سے راضی اور نانا جان میری تم سے رضامند اور بابا جان ہماری تم سے خرسند ہین مین ظالمونکے پنجے مین گرفتار ہون کربلا مین میری شہادت لکھی ہے مین یہان سے ٹل نہین سکتا ناچار ہون اسلیے تم سب کو مین بخوشی خاطر رخصت کرتا ہون اور اجازت دیتا ہون کہ للہ تم سب کے سب بے تکلف یہان سے چلے جاؤ ناحق میرے پیچھے اپنی اپنی جان نہ گنواؤ حضار نے یہ کلام سُنکر آتش غم سے جل بُھنکر زار زار روکر جنبے سے ہاتھ دھوکر عرض کی کہ اگر ہم آپ کو دشمنون کے ہاتھ مین تنہا بیکس چھوڑ جائینگے تو خدا و رسول کو کیا مُنھ دکھائینگے ہم لوگ بھی اپنے جی جان آپ پر قربان کرینگے پہلے آپ کے کفار سے لڑ مرینگے **شعر** گردست دہد ہزار جانم * در پای مبارکت فشانم * پھر آپ نے فرزندان حضرت مسلمؑ کو فرمایا کہ اب تم ہی لوگ بھائی مسلمؑ کی نشانی ہو ثمرۂ زندگانی ہو سو اپنی ماں اور بہنون کو لیکر یہان سے کہین چلے جاؤ میرے ساتھ اپنا گلا نہ کٹاؤ اُنھون نے کہا **شعر** تا سر ز گریبان اجل در نہ زنیم * ما دست ز دامان تو کوتہ نکنیم * **روایت** ہی کہ آپ نے خیمے کے چارون طرف ایک کھائی کھدوائی تھی فقط ایک راہ آنے جانے کو رکھی تھی اور اُس کھائی مین آگ بھروائی تھی تا اسطرف اشقیا نہ آئین اور اطفال وغیرہ کو ایذا نہ پہونچائین مالک بن عروہ لشکر عمر وسعد سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا یا امام حسینؑ دوزخ سے پہلے دنیا ہی کے اندر آگ مین آپ جلنے لگے مسلمؑ بن عوسجہ نے چاہا کہ اسکی گردن اُتار لین آپ نے منع کیا کہ تم لڑائی مین پیش دستی مت کرو لیکن آپ نے فرمایا کہ خداوندا دیکھ یہ کیا کہتا ہی فوراً پانون اُسکے گھوڑے کا ایک بل مین آتا رہا وہ لعین پشت زین سے جھکا دی

بیان کرامت امام حسینؑ

گھائی مین جا تار بار و بر و دونون لشکر کے کھائی مین جل گیا کرامت امام حسین کی ظاہر ہوئی
ارمان دل کا نکل گیا **روایت** ہے کہ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ خداوندا یہ اشقیا ناحق آل
رسول کو ستاتے ہین باوجود ملاحظہ ان کرامتون کے ایذارسانی سے باز نہین آتے ہین یہ سنکر
ابن اشعث ملعون نے کہا آپکو پیغامبر خدا سے کیا قرابت ہے جو اتنا اونہ مارتے ہین
ہردم خدا و رسول کو پکارتے ہین آپ نے فرمایا خداوندا دیکھ یہ کیا کہتا ہے ابھی اسکو
گھوڑے سے اتار اور ذلت کی مار مار فوراً اُس مردک کے شکم نے مارے درد کے پیچ و تاب کھایا
گھوڑے سے قضاے حاجت کے لیے اُتر آیا قضاے حاجت کے وقت ایک سیاہ بچھو نے اُس
مردک کے پائخانہ کے مقام مین ایسا نیش لگایا کہ وہ ملعون ناپاک اُسی جگہ بول و براز مین
اُسی طرح ننگا لوٹنے لگا اور بآواز بلند چلایا آخر اُسی جگہ کہ موت مین لوٹتے لوٹتے مر گیا
واصل جہنم ہوا دنیا سے سفر کر گیا **روایت** ہے کہ اسکے بعد جعدہ مزنی ملعون نے آپ کے
پاس آکر کہا کہ ای امام حسین دیکھو یہ آب فرات کہ مثل دریا کے موج مار رہا ہے واللہ کہ
ہم اسمین سے تمکو ایک قطرہ نہ پلائینگے جبتک ماری پیاس کے ہم تمکو خاک و خون مین
نہ ملائینگے آپ یہ کلام گستاخانہ و بی ادبانہ سنکر آنسو بھر لائی اور فرمایا خداوندا ابھی اسے پیاسا
مار فی الحال بلا سبب گھوڑا اُسکا بھڑکا اور اُس ملعون کو زمین پر گرا دیا وہ اُٹھکر گھوڑے کے
پیچھے سے دوڑا پھر تو ایسی پیاس اُسپر غالب ہوئی کہ العطش العطش کہتے کہتے طبیعت اُسکی کوزہ
آب کی طالب ہوئی ہرچند لوگ اُسے پانی پلاتے تھے مگر ایک قطرہ بھی پانی اُسکے حلق سے
نیچے نہ جاتا تھا آخر العطش العطش کہتے کہتے مر گیا لشکریان یزید باوجود ملاحظہ ان سب
کرامتون کے ایذارسانی سے باز نہ آتے تھے ہردم و ہر لحظہ انواع و اقسام کے ستم پہونچاتے تھے

اب عاشوریکی شب کا حال ناصر کچھ سناتا ہے	**مثال مرغ بسمل سب محبون کو رلاتا ہے**

جب روز تاسوعا یعنے پنجشنبہ کا گذرا اور شب عاشورا قتل کی رات کالی بلا آئی ماہ مدینے
پر ہر طرف سے گھنگھور گھٹا غم کی گھر آئی دونون جہان مین تاریکی چھائی آفتاب ردای
ماتمی پہنکر تعزیت خانہ مغرب مین سر نیہوڑا بیٹھا رات نے لباس ماتمی پہنا ستارہ خیال

کرامت امام حسین

حال شب عاشورا

مہر سے بید کی طرح لرزان ماہتاب حلقۂ غم مین سر بزانو اشک ریزان ساری انبیا جناب باری مین
دست بدعا کہ آج کی رات آفتاب نہ نکلنے پائے سارے فرشتے تہ دل سے داعی کہ یا الٰہی سحر کی
نوبت نہ آوے دیدۂ رضوان دیدۂ یتیم غم دیدہ کی طرح نمناک حور و غلمان آپس مین غمناک شفق
گلگون کفن پہنے ہوے آسمان پر پھولی طبیعت حاملان عرش کی حالت تحیر مین یاد الٰہی کو بھولی
جانوران دریائی اور حیوانات صحرائی اس غم سے بے خور و خواب وحوش و طیور اپنے اپنے آشیانون مین
بیتاب بچے آہوان دشتی کے نہایت برخاستہ خاطر اداس ماں سے الگ پڑے نہ تقاضاے دودھ
نہ خواہش پیاس شمع کا سوز غم سے جھلملا کے جلنا نسیم سحری کا ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر بھر کے
چلنا میدان کربلا مین سناٹے کا عالم ہو کا مکان جڑی بوٹی دیدۂ حسرت سے خونبار کوہ و دریا
سب سنسان اس رات بھر آہ کے نعرے فرش سے عرش تک جاتے تھے سوز غم کے شرارے
عرش سے عرصۂ خاک پر آتے تھے بیت اشک چشمم تا بماہی رفت و آہم تا بماہ ؛ ماہ و ماہی را
بر اشک و آہ می گیرم گواہ ؛ رسول پروردگار مع اصحاب کبار و گروہ انبیاء اخیار عافیت خواہ
شہید کربلا شیر خدا مع صفوف اولیا نہایت تضرع سے دست بدعا خاتون جنت مع حوران جنت .
کے اشکبار ازواج طاہرات اپنی اپنی جان نثار کرنے پر طیار وہان کا تو یہ حال تھا اور یہان
کربلا مین ساری اہلبیت اطہار گرفتار پنجۂ کوفیان خونخوار تین روز کے بھوکے پیاسے اُس
رات شام ہی سے سجادۂ عبادت پر مشغول بیاد پروردگار رہے نشۂ جام شہادت کا جو چڑھا
تھا جان دینے پر طیار رہے شوق آب وصال مین جان جاتی تھی تشنگی شربت شہادت کی ایسی
تھی کہ وہ رات پہاڑ نظر آتی تھی خصوصاً خامس آل عبا سید الشہداء کربلا یعنی سلطان دارین
حضرت امام حسینؑ یاد الٰہی مین سہو و محو نہ اپنی گردن کی خبر نہ خنجر قاتل کا خیال رات بھر بھوکے
پیاسے اوس مین ریت پر بیٹھا بچھائے مشاہدۂ جمال ایزدی مین مغلوب الحال اُسی عالم
استغراق مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع گروہ ملائکہ
میدان کربلا مین تشریف لائے اور امام تشنہ کام کو روکر اپنے سینے سے لگا کر فرمایا کہ اے
فرزند ارجمند دشمنان دین تیرے قتل پر طیار ہین اور پھر بھی میری شفاعت کے امیدوار
ہین سو یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہینگے دوزخ مین جائینگے ہمیشہ

مغموم رہینگے سواے فرزند صبر کیجیو زمام صبر و شکر موروثی کو ہاتھ سے نہ دیجیو شمشیر امتحان گلے پر لے لیجو مگر خبردار اُف نہ کیجیو اب قریب ہے کہ تم درجہ شہادت کا پاؤگے فقط دو تین پہر مین تین دن کے بھوکے پیاسے میرے پاس آؤگے بہشت مین تمھارے لیے آراستگی ہو رہی ہی حور و قصور جان نثاری کو طیار ہین اور مان باپ تمھاری انتظار مین کھڑے ہین دیکھنے کو بیقرار ہین یہ فرما کر امام علیہ السلام کے سینے پر آپ نی ہاتھ پھیر کر فرمایا خداوندا حسینؑ کو اُسوقت صبر دیجیو اور شہادت کا اِسے اجر دیجیو سرورِ عالم اور سارے ازواج طیبات کا تو یہ حال تھا اب اہلبیت اطہار گرفتار ان پنجہ کفار کو کیا لکھیے کہ کسقدر ملال تھا خصوصاً بانوی مغموم اور حضرت زینبؑ و کلثومؑ کو غم مین جو حالت طاری تھی اگر خیز تحریر مین آئے تو واللہ جگر سامعین شق ہو جائے **شعر** پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی ✣ پیاسو یہ ہے سبیل شہ تشنہ کام کی ✣ **روایت** ہی حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ شب شہادت کو مین نی ایک آواز غیب سے سنی کہ کوئی کہتا تھا **اشعار** اَیُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جَهْلًا حُسَيْنًا ✣ اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّذْلِيْلِ ✣ قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰى لِسَانِ بْنِ دَاوٗدَ ✣ وَمُوْسٰى وَحَامِلِ الْاِنْجِيْلِ ✣

روایت ہی کہ جب وہ رات خدا خدا کر کے کسی طرح کٹی تڑکا صبح اجل نمودہوا یعنی بھور ہوا تو ہر طرف سے الفراق الوداع کا شور ہوا پھر اُسوقت غیب سے آواز آئی یَا خَیْلَ اللہِ ارْکَبُوْا ای لشکریان اللہ کے مصلی چھوڑ دو اور دوڑو یعنی تم موڑو بسم اللہ کر کے مستعد کارزار ہو جاؤ راہ مولیٰ مین گلا کٹاؤ لڑائی کو طیار ہو جاو رحلت کا نقارہ بجاؤ گھوڑے بہشت مین لہولہان چلے آو حضرت ام کلثومؑ یہ آواز سنکر حالت جوش خروش مین امام تشنہ کام کے پاس آئین اور فرمایا کہ بھائی آپ نی آواز غیبی سنی فرمایا ہان مین نی سنی اُس سی بھی عجیب تر یہ ہی کہ استغراق اور شکر خوابی مین مین نے دیکھا کہ کتون نے ہم پر حملہ کیا اور ایک کتا اُنمین جو سفید داغ رکھتا تھا یعنی چرک پھوٹ کے اُس ہی نکلا تھا وہ زیادہ تر ہم سے بھڑا بس معلوم ہوا کہ قاتل میرا سفید داغ رکھتا ہوگا اسی درمیان مین نانا جان تشریف لائے اور فرمایا ای حسینؑ ای نور عین ای شہید مظلوم اِسوقت ہم اور ساری انبیا واسطے استقبال تمھاری روح کے آئے ہین اور ساتھ درجہ بلند کے خدا کیطرف سی تمھارے پاس بشارت لائے ہین سوای بیٹا اب جلد لشکر طیار کرو تین دن رات کے بھوکے پیاسے خدا کی راہ مین گلا کٹا کے آج کی رات میرے ساتھ آکے افطار کرو اور ایک فرشتہ نانا جان کی

ساتھ مین نے دیکھا آپ نے فرمایا کہ ای نور عین بیٹا حسینؑ تم اسے پہچانتے ہو مین نے عرض کی نہین فرمایا یہ فرشتہ آسمان سے آیا ہے ایک سبز شیشہ اپنے ساتھ لایا ہے تا کہ خون تمھارا اس شیشے مین اٹھاوے اور حق تعالی کے حضور مین لیجاوے حضرت ام کلثومؑ رونے لگین آپ نے فرمایا بہن مت رو دو سارے اہلبیت کو بلاو کہ وقت الوداع کا آیا غزل الوداع ای دوستان کہ ما اینک سفر خواہیم کرد + مسکن اصلی خود جای دگر خواہیم کرد + ہر کرا غم تماشای ریاض قدس ہست + گو مہیا شو کہ ما زینجا سفر خواہیم کرد + پھر ساری اہلبیت روتے ہوئے خدمت مین حاضر آئے آپ نے سب کو گلے سے لگا کر بوسہ دیا اور رو کر بہت تسکین دی اور پیار کیا اور شہربانو سے فرمایا کہ ان سب یتیمون کی اچھی طرح نازبرداری کیجیو جہانتک ہو سکے غمخواری کیجیو حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ جب نانا جان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضا عنقریبا ئی تو آغوش ناز مین مادر مہربان کے ہم نے پرورش پائی جب اماجان نے انتقال فرمایا باباجان نے آغوش ناز مین اٹھایا جب بابا بھی دنیا سے سدھارے بھائی حسن مجتبی کمال شفقت سے پیش آئے جب انھون نے بھی کوچ فرمایا آپ کا سایہ عنایت ہملوگون کے سرون پر آیا ہملوگ آپ کو دیکھ دیکھ کے صبر کرتے تھے جب آپ کا بھی سایہ شفقت ہمارے سر سے اٹھ جائیگا تو اب کون ہم سے الفت و محبت کے ساتھ پیش آئیگا اسی بات چیت مین تھے کہ ناگاہ بھور ہوا موذن نے اذان دی اطراف عالم مین الوداع کا شور ہوا صبح آئی کہ قیامت آئی تیمم کرکے امام تشنہ کام نے نماز آخری فجر کی جماعت سے ادا فرمائی ہنوز دعا سے فراغت نپائی تھی کہ لشکر اعدا مین طبل جنگی بجنے لگے پھر جان نثاران امام حسینؑ سلاح جنگ کے اپنے اپنے تن پر سجنے لگے ادھر کلمۂ لا الہ الا اللہ ورد لبہای خشک اور تشنہ پر جاری ادھر اشقیا آمادہ ستمگاری اور تلوارون پر آبداری ادھر شوق شہادت سے بیقراری ادھر سر تن نازک سے جدا کرنے کی تیاری ادھر شوق شہادت مین بیچین ادھر فلک ستمگر قتل و تاخت و تاراج حسینؑ ادھر ہر آن حصول رتبۂ شہادت کی آرزو ادھر ہر دم قتل امامؑ کی گفتگو نظم تشنہ لب بیکس و مظلوم مسافر ہے یہ + بوند پانی کی نپائی دم آخر ہے یہ + تابع رضی حق صابر و شاکر ہے یہ + روضۂ احمد مرسل کا مجاور ہے یہ + چرخ ہلتا تھا زمین خون سے تھراتی تھی + نعرۂ آہ حسینا کی صدا آتی تھی + روایت ہے کہ جب دسوین تاریخ محرم روز جمعہ سن ۶۱ھ ہجری کی صبح عاشورہ قیامت نما آئی پہلے عمر و سعد بدنہاد نے مسلح ہو کر

شمشیر کینہ اٹھائی نقارہ جنگ کا بجنے لگا ہر شقی واسطے قتل نبی زادہ کے ہتھیار اپنے بدن پر سجنے لگا غرض خیمے
عمر و سعد کے میدان کارزار مین آکر جم گئے اور کفار نابکار دغا شعار حضرت کے مقابلے مین آکر تھم گئے
دس الپٹین میمین بھتین اور دس لپ ار زیچ مین عمر و سعد سیاہ رو آگئے توپخانہ پشت پر سوار پھر تو
پلٹنون کے نشان گر گئے کفار قتل سبط نبی جگر گوشہ علیؑ پر اڑ گئے اسوقت کیا کہیے عرش سے فرش تک
ہر جن و بشر اور خنجر و شجر مین کھلبلی تھی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مع تمامی فوج انبیا اور
ملائکہ کے نہایت بیکلی تھی ادھر آپ نے بھی اپنے لشکر کی طیاری فرمائی جان نثاران حسینؑ نے
بھی انا اللہ کہکے تلوار اٹھائی بہادران امام حسینؑ جو تشنہ بادۂ شہادت سے چور اور متوالے
اور گلوے تشنہ مین شمشیر آبدار ڈالے شوق وصال مین تڑپ رہے تھے فوراً گلا کٹانے کو طیار ہو گئے
ہر طرح سے مسلح ہوکر مستعد کارزار ہو گئے جب دونون صفین مقابلے مین آکر جم گئین بفاصلہ یک
تیر کے تھم گئین تب امام اکرم خیمے مین آئے اور عمامۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سر پر
دھر کے جبۂ محمدی زیب تن مبارک کرکے ٹپکہ امام حسن مجتبی کمر سے باندھا اور ذوالفقار حیدری
گلے مین حمائل فرمائی پھر اہلبیت سے رخصت ہوکر آنسوؤن سے منہ دھوکر اس گھوڑی پر جو خاص
سواری کا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا سوار ہوئے اور نشان حسینی حضرت عباس علمدار
کے ہاتھ مین دیا اور خود راہ حق مین اعدا سے لڑنے کو تیار ہوئے شجاعان بنی ہاشم اور اصحاب اور
موالی آپ کے کمال شجاعت سے ہمرکاب ہوکر جان نثاری کو مستعد کارزار ہوئے اور سر گروہ
اس گروہ پر شکوہ کے حضرت عباس علمدار ہوئے روایت کہ اسکے بعد امام عالی مقام اتمام
حجت کیواسطے اسی طرح گھوڑی پر سوار لشکر عمر و سعد کے قریب آئے اور فرمایا اے کوفیو مین تمھین
قسم دیتا ہون جانتے ہو کہ مین نواسہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہون اور جگر گوشہ
شیر خدا علی مرتضی کا اور لخت جگر حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کا امام حسن مجتبی میرے بھائی تھے
اور جعفر طیار میرے چچا تھے اور حضرت حمزہ سید الشہدا میرے باباجان کے چچا تھے دیکھو یہ
عمامہ میرے سر پر اور یہ جبہ میرے گلے مین رسول خدا کا ہے اور یہ ٹپکہ میری کمر مین حسن مجتبی کا ہے
اور یہ ذوالفقار حیدری خاص باباجان کے ہاتھ کی ہے اور یہ گھوڑا خاص سواری کا ناناجان
کے ہے اے کوفیو امتان حضرت عیسی کے اگر اب تک بھی نشان انکے گدھے کے سم کا پاوین

لوگ اُنکی تعظیم سے وہان سر جھکاتے ہین اور یہودی اگر کہین نشان قدم حضرت موسیٰ کا پتھر پر پاتے ہین
تو بڑے آداب و تعظیم سے پیش آتے ہین اور تم اپنے نبی کے نواسے کو قطرہ آب کو ترساتے ہو ہر طرف کہ
گھیرے ہو حق سے مُنھ پھیرے تیر ستم برساتے ہو فرات کا پانی درند پرند یہود و نصاری پر حلال ہے اور
ساقی کوثر کا لخت جگر قطرہ آب کو بدحال ہے حوض کوثر پر جو ہوگے پیاسے تم لوگ آؤ گے تو
ساقی کوثر کو کیا مُنھ دکھاؤ گے کہو ہم نے تمھارے لوگون مین سے کسی کی گردن ماری ہے جو اُسکے
قصاص مین تمھاری طرف سے ہماری قتل کی طیاری ہے یا تمھارا کچھ مال ہمنے لیا ہے کہ اُسکے مطالبہ
کو آئے ہو یا اور کچھ حق تمھارا ہمارے ذمے چاہیے کہ اُسکے عوض یہ فساد اُٹھاتے ہو مین کبھی جھوٹھ
زبان پر لایا نہین خلاف وعدگی کی نہین کسی مسلمان کو ستایا نہین کوئی فرض و سنت چھوڑا نہین
اور حق سے مُنھ موڑا نہین جو اُسکی حد ہمپر جاری کرتے ہو اتنا ظلم و ستمگاری کرتے ہو تم خوب جانتے ہو کہ
آج روی زمین پر کوئی شخص میرے نسب عالی کے برابر نہین شرافت و نجابت مین کوئی میرا
ہمسر نہین دنیا سے مُنھ پھیرے ہم مدینے مین روضۂ انور پر اپنے جد بزرگوار کے رہتے تھے وہان
تم نے رہنے نہ دیا ناچار وطن چھوڑا مکے مین جا کر قیام کیا وہان سے خطوط متواتر بھیجکر بلوایا یہان
بلاکر ہزار طرح کا رنج پہونچایا جہانتک ہو سکا خوب مہمانی کی نبی زادہ کی خوب قدر دانی کی اگر
تمھاری ستم سے ایک آہ کرون تو جگر حاملان عرش پھٹ جاوے ابھی ساری دنیا اُلٹ جاوے
پھر آپ نے ایک ایک روسای کوفہ کو جو لشکر یزید مین تھے پکار کر فرمایا کہ ای عمر و سعد اے
شمر ذی الجوشن ای شبیث ربعی تم نے یہ سب خطوط بھیجکر مجھے بلوایا یہان بلاکر اچھی طرح
دعوت اور خوب بیعت کر کے تین دن بھوکا پیاسا رکھا اور ہر ایک میرا خون پینے کو آیا نظم بروز
واقعہ ای ظالم خدا ناترس * بیا بہ بین کہ چہا کردہ بجای حسینؑ * خداست حاکم و دعوی گر ست
ہنگام چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسینؑ * روا بود کہ بخاک و بخون کنی غرقہ * رخ منور
گیسوی مشکسای حسینؑ * روایت ہے کہ اسکے بعد عمر و سعد ملعون نے کہا کہ ای کوفیو گواہ رہو
کہ پہلے مین ہی لشکر امام حسینؑ پر تیر چلاتا ہون پس اُس نے امام حسینؑ کیجانب تیر چلایا آپ نے
ریش مبارک کو ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ تین وقت خدا کا غضب سب سے زیادہ بھڑکا پہلے جب یہودیون
نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہین دوسرے جب نصاری نے کہا کہ عیسی علیہ السلام بیٹے اللہ کے ہین تیسرے اُس وقت

کہ ہر ایک کوفی بیوفا اُسکے نبی کی آل کے قتل کو آیا اور قطرہ آب کو ترسایا اُسکے بعد سبکے پہلے خود
سلطان دارین حضرت امام حسینؑ نے لشکر اعدا کی طرف گھوڑا چمکایا جانبازان امام نے دست بستہ
ہوکر عرض کی کہ جبتک ہملوگ جیتے ہین ہرگز ہرگز اشقیا کے سامنے آپکو لڑنے کے لیے جانے نہ دینگے
شمشیر اُٹھانے نہ دینگے جب ہم سب لوگ شہید ہوجاینگے تو آپکو اختیار ہی خود کفار سے لڑینگے داد شجاعت
دینگے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭ روایت
ہے کہ لشکر عمر و سعد مین بائیس ۲۲ ہزار سوار و پیادہ صف بصف پرے باندھے استادہ تھے اور
ادھر بہتر ۷۲ آدمی اُنمین بتیس ۳۲ سوار اور چالیس ۴۰ پیادہ تھے اور ہرچند شجاعان لشکر امام تشنہ کام
تین ۳ دن سے بھوکے پیاسے تھے مگر ہمت اور شجاعت مین میدان جنگ کے شیر تھے بشوق شربت
شہادت جنگ پر کوفیان روباہ صفت کے دلیر تھے جب لڑائی شروع ہوئی تو لشکر امام سے
ایک ایک جوان لشکر اعدا کے مقابل آتا تھا اُدھر کے سو سو پچاس پچاس شقی کو واصل جہنم کرکے
آخر کو خود بھی شہید ہوجاتا تھا اِدھر کے ایک دلاور کو اُدھر کے سو سو پچاس پچاس شقی ملکر شربت
شہادت پلاتے تھے پھر امام تن تنہا لشکر اعدا مین جاتے تھے اور شہیدونکی نعش کو خود اُٹھا کر لاتے تھے پھر تو
شپاشپ تلوارین چلنے لگین شمشیرون سے چنگاریان نکلنے لگین ہر طرف سے لوہا برسنے لگا لڑتے
لڑتے ہر دلاور قطرۂ آب کو ترسنے لگا اسقدر اشقیاے بیدین کشتے ہوئے کہ خون کی ندیان بہنے لگین
اور کفار کی لاشون کے پشتے ہوئے قبض روح کرتے کرتے حضرت ملک الموت کی جانکی نوبت آئی یہانتک
کرتے کرتے منکر نکیر کی طبیعت گھبرائی اعلی علیین اسفل سافلین دونون بھر اُئے رضوان و
مالک دونون عاجز آئے اُن مردودون نے جب دیکھا کہ رفقاے حسینؑ جی جان سے اپنے نثار ہین
بہر صورت سر کٹانے پر تیار ہین پس ایک ایک دلاور پر پچاس پچاس شقی تیرون کا مینہ
برسانے لگا گلوے تشنہ پر شمشیر آبدار چلانے لگا یہانتک کہ لشکر امام سے جو لڑنے کو جاتا تھا پھر
زندہ پھر کر نہ آتا تھا حتی کہ فقط پچاس دلاورون نے کئی ہزار کفار مارے اور آخر خود بھی یکے
بعد دیگرے شربت شہادت پیکر خلد برین کو سدھارے روایت ہے کہ جب اِدھر کے پچاس
آدمیون سے زیادہ دلاورون نے شہادت پائی تب جناب سید معصوم امام مظلوم نے باواز
بلند ندا فرمائی کہ ہے کوئی فریاد کو پہونچنے والا کہ خدا کے واسطے ہماری فریاد رسی کو آوے

ہے کوئی بچانے والا کہ حرم رسول اللہ کو بچائے افسوس ای لوگو کلمہ نبی کا پڑھے جاتے ہو اور باوجود دعوائے مسلمانی کے واسطے قتل سبط اُسی نبی کے بڑھے آتے ہو اور یہ فریاد آپ کی کچھ ہراس اور بے صبری اور عدم استقلال سے نہ تھی بلکہ واسطے اتمام حجت کے تھی اور اسواسطے کہ دیکھیں اُسلام کے دعوی کرنیوالون مین سے اُسوقت کون شریک ہوجاتا ہی اور بارگاہ خداوندی سے آج کون ہدایت پاتا ہی **نظم** ترسم کہ در شفاعت اُمت بروز حشر * خاموش ازین گناہ لب انبیا شود * فریاد ازان زمان کہ زبیداد کوفیان * ہنگام داد خواہی خیر النسا شود *

وہی اب عشق مین شہ کے گلا اپنا کٹاتا ہی	وہی حر ہی کہ شہ کو کربلا مین گھیر لایا تھا

حُر بن یزید ریاحی نے جو سردار لشکر یان عمر و سعد کے تھے یہ فریاد امام حسینؑ کی سنکر بارے غم کے شمر و ضنگر عمر و سعد سے کہا کہ کیا تو امام حسینؑ ہی ضرور لڑیگا اُس ملعون نے کہا بیشک تب حُر نے کہا کہ کل خدا کے سامنے کیونکر جائیگا رسول خدا کو کیا منہ دکھائیگا یہ کہا اور گھوڑا دوڑاتا ہوا امام تشنہ کام کے پاس آیا پھر پیادہ ہوکر رکاب عالی کو بوسہ دیا نعلین کو آنکھون سے لگایا اور اپنی ناک زمین پر رگڑ کے جوتی شاہزادی کی ہاتھ میں پکڑ کے کہنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ مین سمجھتا تھا کہ آپ مین اور ابن زیاد بدنہاد مین صلح ہوجائیگی نوبت لڑائی کی نہ آویگی واللہ مین جانتا تو آپ کو کربلا مین گھیر تا نہین راہ حق سے منہ پھیرتا نہین ای فرزند رسول مقبول مجھی نے پہلے آپ پر فوج کشی کی تھی کربلا ہی پھر جانی ندیا تشنگی کی تھی اب مین حضور مین سبکے پہلے جان نثاری کو آیا گوہر جان قدم عالی پر فدا کرنیکو لایا آیا میرا قصور معاف ہوسکتا ہے صفحۂ اعمال حرف خطا سے صاف ہوسکتا ہی میری توبہ قبول ہوسکتی ہی اب میری معذرت مقبول ہوسکتی ہی آپ نے کمال شفقت سے حُر کے سر اور منہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ ای حُر جب بندہ خطا کر کے جناب باری مین توبہ و استغفار کے ساتھ پیش آتا ہی تو حقتعالی تصدق اپنے حبیب کی سارے گناہ اُسکے محو فرماتا ہی **رباعی** باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ * گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ * این درگہ ما درگہ نومیدی نیست * صد بار اگر توبہ شکستی باز آ * ای حُر توبہ تیری حق تعالے نے قبول فرمائی اور کل قیامت کے دن میرا خدا اور میرے نانا رسول خدا تجھ سے رضامند اور میری مان فاطمہ زہرا تجھ سے خرسند اور میری بابا جان شیر خدا تجھ سے راضی ہونگے نانا جان تیری شفاعت

فرمائینگے اور ہم اپنے ساتھ تجھے بہشت مین لیجائینگے **روایت** ہی کہ پھر حرؑ نے عرض کی کہ یا ابن
رسول اللہ آج کی رات مین نے اپنے باپ کو خواب مین دیکھا کہ اُنھون نے میری پاس آکر کہا کہ ای
حر اندنون تو کہان گیا تھا مین نے کہا کہ حضرت امام حسینؑ کو گرفتار کرنے کو میرے باپ نی فریاد کھینچی
کہ واویلاہ ای حر تجھے ابن رسول اللہ کے ساتھ کیا سروکار اگر تاب دوزخ مین جلنے کی رکھتا ہی
تو جا اُنسے لڑ چھوٹے مین جا خنجر آبدار پکڑ اور اگر رضای مولیٰ اور شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی چاہتا ہی تو اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کر اُنکے دشمنان بیدین سی جاکر کارزار کر ثواب ابد
مجھپر کرم کیجیے میدان حرب مین جانی کا مجھے حکم دیجیے آپ نی فرمایا تم میری مہمان ہو ٹھہرو دوسرا کون
جائیگا راہ مولیٰ مین جاکر گلا کٹائیگا حر نے نمانا اجازت لیکر میدان کی جانب گھوڑی کو کوڑا مارا
اور لشکر اعدا کے مقابلے مین آکر باواز بلند للکارا خنجر آبدار میدان قتال مین چمکایا مونچھون پر تاؤ
دیکے اشقیا کو دھمکایا عرب مین اُسکی دلاوری کی دھوم تھی اور لشکر عمر وسعد کو اُسکی مردانگی
خوب معلوم تھی جب عمر وسعد نے حرؑ کو میدان مین دیکھا آنکھون مین اُسکے خیرگی چھاگئی جان سینے مین
اُس ملعون کے تلملاگئی **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام ٭ علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام
روایت ہے کہ اِسکے بعد عمر وسعد نے گھبراکر صفوان شیطان کو جو بڑا پہلوان تھا کہا کہ حرؑ کو
سمجھاکر یہان پھیر لاوی اور اگر نمانے تو اُسپر حربہ چلاوی صفوان نے حر سے آکر کہا کہ تم ایسے
پہلوان عاقل ہوکر کے یزید کو چھوڑکر امام حسینؑ کے ساتھ کیا گئے ہو حر نے کہا ای شیطان یزید پلید کو
امام حسینؑ شہنشاہ کو نین سی کیا نسبت حق تعالےٰ نے اُنکے مان باپ کا نکاح بہشت مین پڑھوایا
تھا جبرئیل نے اُنکا گہوارہ ہلایا تھا نبی کے یہ ریحان ہین علی کے دل وجان ہین یہ کہکر صفوان پر
خنجر آبدار چلایا ایک ہی وار مین جہنم کو پہونچایا پھر صفوان کے تین بھائی بڑے نامدار تھے اپنے
بھائی کا یہ حال دیکھکر میدان مین آئے اور حملہ کرکے ایکبار حرؑ پر حربے چلائے حر نے لپک کے
شمشیر آبدار چلائی ایک وار مین دو بھائیون کا سر دس قدم پر جا پڑا اور دھڑ سے دونون کی
نعشین زمین پر آئین تیسرا بھائی بھاگ چلا حرؑ نے گھوڑے کو چمکا کے اُسکی پیٹھ پر ایسا نیزہ لگایا کہ
سینے سے پار ہوا غش کھا کے وہ ملعون بھی زمین پر آیا اُسکے بعد حرؑ نے امام حسینؑ کے پاس
آکر عرض کی یا حضرت آپ مجھ سے راضی ہوئے آپ نی فرمایا نعم اَنتَ حُرٌّ ہان تجھسے مین راضی ہیرا

خدا اور رسول راضی اب میرا جی تجہ سے بہت شاد ہوا اے حرؑ مبارکباد تو دوزخ سے بھی حرؑ یعنی آزاد
ہوا یہ بشارت سنکر حرؑ پھر میدان میں آئے اور ماری کشتون کے پشتے لگا دئی ایک بہشتی نی ہزارون دوزخی
بنا دیے یہانتک کہ لشکر عمر وسعد مین حرؑ کا رعب چھا گیا عمر وسعد یہ حال دیکھکر تلملا گیا اسکے بعد
حرؑ پھر کر امام عالیمقام کے پاس آئے اور پیاس کا ذکر زبان پر لائے امام تشنہ کام نے فرمایا ای
حرؑ اب قریب ہی کہ تو اسی طرح تشنہ لب شہادت پائے راہ حق مین گلا کٹا کر جام ساقی کوثر سے سیراب
ہوجائے حرؑ یہ مژدہ سنکر پھر میدان مین آئے اور ہزارون کو فی جہنم مین پہونچائے آخر گھوڑا حرؑ کا
زخمون سے چور ہو کر زمین پر گرا مگر حرؑ پیدل ہو کر اسی طرح اشقیا پر وار کرتے تھے تن تنہا سیکڑون
سوار و پیادہ کو فی النار کرتے تھے امام نے دیکھا کہ حرؑ پیدل ہو کر لڑ رہا ہے اور ہر طرف سے اُسپر
سوار و پیادے کا ہجوم ہے مینہ تیرون کا چارون طرف سے پڑ رہا ہی تب آپ نی ایک اسپ
تازی حرؑ کے پاس بھیجا حرؑ نے اُسکی رکاب کو بوسہ دیکر چمکایا اور کفار کو مار مار کے دھمکایا پھر
چاہا کہ امام حسینؑ کے پاس پھر آئین ہاتف غیب نی آواز دی کہ ای حرؑ اب مت جاؤ حوران بہشتی
تمھاری انتظار مین ہین پیاسے گلا کٹا و غلمان آب کوثر تمھاری واسطے لیے تیار ہین پس حرؑ نے
امام کیطرف منہ کر کے کہا یا ابن رسول اللہ اب قریب ہی کہ مین شہادت پاتا ہون آخری سلام
لیجیے کچھ پیغام ہو تو کہیے مین آپ کے نانا جان کے پاس جاتا ہون آپ نی فرمایا بسم اللہ کرو ہم بھی
دو ایک گھڑی مین تمھاری پیچھے وہین آئینگے اپنی ہی زبان سے سارا حال نانا جان سی کہ سنائینگے
پھر حرؑ نے نعرہ مارا اور باوجود تشنہ لبی کے ہزارون اشقیا کو تلوار آبدار کے گھاٹ اتارا آخر لشکر
عمر وسعد نے حرؑ کو چارون طرف سے گھیر لیا اور مارے زخمون کے چور کیا پھر قصور سراپا قصور
علمدار عمر وسعد نے حرؑ پر نیزہ چلایا زخم کاری لگا حرؑ نے غش کھایا مگر صدقے تیری دلیری
کے اُسوقت بھی لڑنے سے قصور نہ کیا سنبھل کے قصور پر ایسی تیغ مصری چلائی کہ اُسنے کسی کی نبات
سنی قوام حیات کو اُسکی بگاڑ کر تلخی موت کی چکھائی پھر حرؑ نے آواز دی یا حُسَیْنَاہُ اَدْرِکْنِیْ
یا امام حسینؑ میری خبر لیجیے اب حرؑ کو دوزخ سے آزاد کیجیے آپ یہ حال دیکھکر حرؑ کے پاس آئے
اور اُٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور سر حرؑ کا اپنی گود مین لیکر رونے لگے اور اپنی آستین مبارک سی
گرد و غبار اُسکے چہرے کا صاف کرتے تھے اتنے مین حرؑ حالت غشی سے ذرا کچھ افاقے مین آئے

آنکھ کھولدی سر اپنا گود مین امام کے دیکھکر مسکرائے اور کہا اب آپ مجھ سے راضی ہوئے آپ نے
فرمایا ہان ہم تجھ سے خرسند ہوئے اور خدا و رسول بھی تجھ سے رضامند ہوئے غرض حُر آپکا مُنھ
تکتے تکتے ملک بقا کے راہی ہوگئے مقبول بارگاہ الٰہی ہوگئے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود
سلام ٭ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ اسکے بعد مصعب برادر حُر اور
علی پسر حُر اور عروہ غلام حُر یہ تینون لشکر عمرِ وسعد سے گھوڑے دوڑائے امام کے لشکر مین آئے
اور رو رو کر امام تشنہ کام کے پانون پر پڑنے لگے رکاب عالی پر ناک رگڑنے لگے آخر یہ تینون بھی
یکے بعد دیگرے امام سے اجازت لیکے میدان جنگ کو سدھارے جنگ عظیم کی ہزارون اشقیا کو شمشیر
آبدار کے گھاٹ سے دوزخ کے کنارے اتارے جب حُر تلوار چلاتی ایک کو دو اور دو کو چار کیا آخر چار
موجہ شہادت نے ان تینون کا بیڑا بھی پار کیا **روایت** ہے کہ جب حُر وفادار نے مع اپنے
بھائی بیٹے غلام کے شہادت پائی اور تریپن آدمی یاران اور چاکران سے آپ کے شہید ہو چکے
تو لشکر امام مین سوا انیس ۱۹ آدمیون کے کوئی رونے والا باقی نہ رہا کہ وہ سب بھائی بھتیجے بیٹے
بھانجے آپکے تھے اسوقت امام نے خود تن تنہا چاہا کہ میدان مین جائین اور مثل شیر دلیر کے
راہ حق مین اپنا گلا کٹائین جانثاران حسینؑ ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے کہ اے ریحان رسول اے
فرزند بتول آپ ٹھہرین ہم لوگ اشقیا کو جاکر مارینگے پھر شربت شہادت پیکر جنت کو سدھارینگے
آج ہمارے سر آپ کے قدمون پر نثار ہونگے اسدم یہ میدان ہمارے خون سے لالہ زار ہونگے
آپ جسکی طرف بنظر رحمت دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے خود بھی روئے اور حصار کو بھی
رولائے فرمایا **شعر** پروردگار صدمے جو مقسوم مین یہ تھے ٭ لوہے کا اک تو دیا ہوتا بجائے
دل ٭ پھر فرمایا تم لوگ میرے سامنے شہادت پاؤگے ہم یہ حال کیونکر کھڑے دیکھتے رہینگے
صدمے متواتر کیونکر سہینگے **بیت** تم مرے سامنے اس دشت مین ہو جاؤ شہید ٭ مین رہون
رونے کو یہان پہ تن تنہا باقی ٭ غرض آپ نے ہرچند لوگون کو سمجھایا کسی نے نمانا آپکے سامنے
اپنا گلا کٹانا عین فخر جانا امام نے کلیجے کو تھام کر ایک آہ کی اور بقیہ جان نثارون کو میدان
مین جانے کی اجازت دی **روایت** ہے کہ اس جوار مین ایک عورت تھی نیک انجام
قمر نام اسکے ایک اکلوتا بیٹا نہایت حسینؑ جوان وہب نام تھا سترہ دن ہوئے تھے کہ اسنے

اسکی شادی کی تھی اُسی دولہا دولہن سے خانہ آبادی کی تھی پر اُسکی ماں نیکبخت نے اپنے بیٹے
وہب سے کہا کہ ای بیٹا جگر گوشۂ مصطفےٰ نور چشم مرتضیٰ میدان کربلا مین بی یار و مددگار تشنۂ
آب کو ترس رہا ہی ہر طرف سی تیرون کا مینھ اُسپر برس رہا ہی سو آج بیٹا تو اسوقت میرے دودھ
کا حق ادا کر سکتا ہی یعنی امام حسینؑ کے ساتھ ہو کر اشقیاے لڑ کر کے مر سکتا ہی ای بیٹا مین امام حسینؑ
کی محبت کی پیاسی ہون ایک گھونٹ اپنے لہو کا مجھے پلا یعنی اپنی بانو کو چھوڑ رشتہ محبت اوسی
کو توڑ اور امام کے ساتھ ہو کر اس اپنی اُٹھتی جوانی کو خاک و خون مین ملا وہب نے جو سعید روز الست
تھا شراب شہادت سے المست تھا عرض کی ای مادر مہربان مین خود امام پر جان نثار ہون انکے
ساتھ گلا کٹانے کو طیار ہون اجازت دی کہ اپنی بانو سے کہ بیاہ کو فقط سترہ دن ہوئے ہین جا کر
دین مہر معاف کراؤن پھر امام تشنہ کام کے ساتھ ہو کر باغ ارم کو جاؤن پس اُس دولہا نے اپنی
دولہن کے پاس آکر کہا کہ ای بانوے دمساز ای مونس دلنواز اپنا دین مہر معاف کر دے
حرف خطا و قصور سے تختۂ دل صاف کر دی امام تشنہ کام تنہا و بیکس بے بس میدان کربلا مین
ایک چلو پانی کو ترس رہے ہین ہر طرف سے تیر ستم اُنپر برس رہے ہین سو اسوقت مین بہ نیت
امام حسینؑ و بطلب رضای خالق کونین و شفاعت جد حسینؑ اور خوشنودی اُنکے والدین کے
شہید ہونے کو جاتا ہون اُس دولہن نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ اگر عورتون
کا لڑنا جائز ہوتا تو مین بھی امام پر فدا ہو کر تمھاری ہی ساتھ خاک ہو جاتی آفات دارین سے
پاک ہو جاتی پھر وہ دولہا دولہن دونون لپکے ہوئے امام کے پاس آئے دولہن نے رکاب
تھام کر عرض کی کہ یا حضرت مین نے سنا ہی کہ جو جوان شہید ہو کر گھوڑی سے زمین پر گرتا ہی تو
حوران جنت اُسے اپنی گود مین اُٹھا لیتی ہین سر او روی گلگون پر اُسکے بوسے دیتی ہین پھر
بہشت مین اُسکی خدمتگذاری کرتی ہین بڑی محبت کرتی ہین جان نثاری کرتی ہین سو مین
اپنے شوہر کو دو شرط پر شہید ہونے کی اجازت دیتی ہون اول یہ کہ آپ مجھے اپنی لونڈیون
مین داخل کیجے اپنی صاحبزادیون کی کفش برداری کرنے دیجیے دوسری یہ کہ جب یہ دولہا
میرا آج شہید ہو کر کل قیامت کے دن بہشت مین جاوی تو جبتک ہمکو اپنے ساتھ نہ لے بہشت
کی جانب قدم نہ اُٹھاوے آپ نے اُس عورت کی دونون باتین قبول فرمائین غرض وہ جوان

امام سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا اور خون اشقیا سے اُس دشت کو لالہ زار بنایا مارتے
مارتے لشکر عمر وسعد کو ہلادیا ہزاروں سیاہ رو کو خاک و خون مین ملادیا پھر زخمون سی لہولہان
ماں کے پاس آکر کہا کہ امان جان اب آپ مجھ سی راضی ہوئین ماں نی بیٹے کو گلے سے لگا کر بلائین
لین دعائین دین اور کہا بیٹیا شیر ہو دلیر ہو جاؤ مارتے مارتے اشقیا کو ہٹاؤ امام کے
سامنے راہ حق مین گلا کٹاؤ بیٹیا جان جائے تو جائے خبردار مگر اُف زبان پر نہ آئے پھر وہ دولہا
اسی طرح لہولہان شاہانہ شہیدانہ کپڑے پہنے ہوئے رخصت ہونے کو دولھن کے پاس آیا
وہ شہانا جوڑا وہ لہولہان گھوڑا وہ بدن زخمون سی چور وہ خنجر فراق سی دل کا ناسور
دکھایا پھر امام سے رخصت ہوکر جینے سے ہاتھ دھو کر میدان مین آکر سیکڑون کفار کو مارا
آخر لڑتے لڑتے باغ ارم کو سدھارا پھر اعدائی سر اُسکا کاٹ کر امام حسینؑ کے آگے پھینکدیا
اُس جوان کی ماں نی رو کر خوش ہو کر بیٹے کا سر گود مین اُٹھالیا اور کلیجے سے لگا کر کہا کہ بیٹیا
تمنے حق ہمارے دودھ کا خوب ادا کیا پھر اُس سر کو دولھن کی گود مین لاکر رکھدیا دولھن

اُسکے خون کو اپنے سر اور مُنھ پر ملنے لگی کلیجے کو چٹکیون سی مسلنے لگی

کہین کیا آہ ای ناصر لکھین کیا ہای ای ناصر	اب عبد اللہ مسلم کا پسر لڑنیکو جاتا ہی

جب لشکر امام تشنہ کام سی ترپن ۵۳ آدمی شہادت پا چکے اپنی خون دل سی میدان کربلا کو لالہ زار
کرکے باغ ارم مین جا چکے مردون سی سوای امام عالی مقام کے اور امام زین العابدین کے
فقط اُنیس ۱۹ آدمی باقی رہگئے سولہ اقران اور عزیزان سی اور دو یاران اور ایک شخص
غلامان سی بس نوبت برادران اور خویشان کی آئی آسمان نی یہ مصیبت تازہ دکھائی
اُنکے فراق مین امام تشنہ کام کا کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سی دم اولٹنے لگا ایک انار صد بیمار
اُنیس سر لاکھون خریدار پہلے اقارب قریبہ سی عبد اللہ فرزند مسلمؑ شہید نی مسلح ہوکر عرض
کیا کہ اب مجھے اجازت دیجیے کہ میدان جنگ مین جاؤن اور بعوض خون اپنی باپ کے
کوفیون کے خون کی ندیان بہاؤن پھر لڑتے لڑتے گلا کٹاؤن اور سلام آپ کا بابا جان
کو پہونچاؤن آپ نی فرمایا ای بیٹیا اب فقط بھائی مسلم کی نشانی ہو اپنی مادر خستہ جگر کے

از زندگانی ہو تم میدان مین جاؤ نہین اپنی فراق مین مجھے رد لاؤ نہین اُنھون نے قدمون پر سر رکھکے
عرض کی کہ جی تڑپ رہا ہی کہ اسوقت اپنی باپ مسلمؑ اور دونون بھائی محمدؑ و ابراہیمؑ سے جاکر بہشت
مین ملاقات کرون شربت وصال نوش کرون ایام فراق کی مکافات کرون آپ ذرہ روکر اُنکے
اصرار سے مجبور ہوکر اجازت دی عبد اللہ گھوڑا چمکاتے ہوئے میدان مین آئے اور خنجر آبدار سے
کشتون کے پشتے لگائے جو روباہ سامنے اس شیر کے آتا تھا زندہ پھر کر نجاتا تھا پھر سب اشرار نے یکبارگی
اُس شیر پر حملہ کیا اور اُس مسلمؑ کے چاند کو ہالہ کیطرح گھیر لیا گھوڑے نے اُنکے تین دن سے آب و دانہ
دور سے بھی نہ دیکھا تھا اور آپ بھی تین دن کے بھوکے پیاسے فاقے مست تھے ضعف سے
نڈھال اور سرشار بادۂ الست تھے باانہمہ بہتیرے اشقیا مارے پھر زخمون سے چور ہوکر شربت
شہادت پیکر جنت الفردوس کو سدھارے امام عالی مقام نعش اُنکی خیمے مین اُٹھا لائے اور
اُنکے فراق مین خوب روئے اور اہل خیمے کو گریہ و بکا مین لائے شعر رسول پاک پہ

بھیج ای خدا درود و سلام ✽ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✽

اب اولاد عقیل ابن ابی طالب کی نوبت ہے | گلون پر انکے چرخ بیحیا خنجر چلاتا ہے

بعد اُسکے جعفر بن عقیلؑ اور اُنکے بھائی عبد الرحمٰن بن عقیل اپنی بھتیجے عبد اللہ کا یہ حال دیکھکر
جنگ کو آئے اور میدان کارزار کو خون اشقیا سے لالہ زار بنائے جو پہلوان سامنے آیا ایک ہی
وار مین جہنم کو پہونچا یا آخر اُن دونون بھائیون نی بھی شہادت پائی پھر نعش اُن دونو کی
اُٹھا کر خیمے مین آئی غرض اُسی طرح نوبت بنوبت امام کے روبرو بھائی بھتیجے برابر شہید ہوتے
جاتے تھے اور جان کونین سلطان حسینؑ اُنکی جدائی مین آنکھون سے آنسو بہاتی تھے بعد اُسکے
حضرت زینب نی جو اپنے بھائی امام حسینؑ پر عاشق زار تھین جی جان سی نثار تھین حضرت محمد
اور عون اپنے بیٹون کو پاس بُلاکر فرمایا کہ مین اپنے بھائی کو تم سے زیادہ عزیز جانتی ہون سو
دیکھو تمھاری ماموں تن تنہا میدان مین کھڑے ہین اشقیا اُنکے قتل کرنے پر اڑے ہین آج
مین تمکو بخوشی خاطر اجازت دیتی ہون کہ تم دونون بھائی ماموں کے پاس جاؤ اور راہ حق
کی اجازت لیکر کے میدان مین جاکر خوب لڑو اور راہ حق مین گلا کٹا دو یہ دونون صاحبزادے

بیان شہادت اولاد عقیل

پہلے ہی سے صف کارزار میں جانے کو طیار تھے ماں کے فرمانے سے اور بھی زیادہ شوق گلا کٹانے کا دامنگیر ہوا غرض امام کے پاس آکر اجازت چاہی آپ نے اُن دونوں کا عالم شباب اور حضرت زینبؑ کا خطرہ خیال کرکے فرمایا کہ تم لڑ کے ہو گے ہم کس طرح کھڑے دیکھتے رہینگے صدہا تلوار کیونکر سہینگے سو تم خیمہ میں اپنی ماں کے پاس جاؤ اور لڑائی کا نام ہرگز زبان پر نہ لاؤ صاحبزادوں نے نہایت ضد و اصرار تمام امام عالیمقام سے رخصت ہوکے پہلے حضرت محمد نے اعدا کی طرف رُخ کیا ایک ہی حملہ میں فیل سوار کو پیادہ اور لشکر عمر و سعد کو درہم برہم کر دیا جس طرف یہ شہباز نواسا حیدر کرار اور پوتا جعفر طیار پنجہ مارتا سیکڑوں کوفی اُلو کی طرح عدم کا دانہ چننے لگے اور جدھر یہ شیر دلیر للکارتا ہزاروں کوفی روباہ صفت دم کے دم میں آتش دوزخ میں بھُننے لگتے جس طرف بجلی کی طرح تلوار چمکاتے تھے دس پانچ شقی کو سر اڑاتے تھے جب پیاس سے بیتاب ہو جاتے العطش العطش کہتے ہوئے امام کے پاس گھوڑا دوڑا لاتے آپ فرماتے اے نور چشم ہم کیا کریں ایک قطرہ پانی نہیں ناچار ہیں جاؤ جلد گلا کٹاؤ دیکھو تمھارے نانا حیدر کرار اور تمھارے دادا جعفر طیار تمھارے پلانے کو آب کوثر لیے طیار ہیں غرض حضرت محمدؑ اپنے حوصلے بھر اشقیا سے خوب لڑے آخر عین تشنہ لبی میں شربت شہادت پیکر گھوڑے سے گر پڑے اسکے بعد اُنکے بھائی حضرت عونؑ نے میدان کارزار میں گھوڑا چمکایا اور سیکڑوں شقی کو عدم کا رستہ بتایا اور باوجود کم سنی نازک بدنی اور بھوک و پیاس تین شبانہ روز کے بہت سے اشقیا مارے آخر زخموں سے لہو لہان اور ماموں پہ قربان ہوکے باغ جنت کو سدھارے حضرت امام اور حضرت زینب کو اس واقعہ جانگزا سے جو کچھ غم ہوا اگر تحریر میں آئے تو جگر حاملان عرش پھٹ جائے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام *

صف میدان میں ناصر گلا اپنا کٹانے کو	حسنؑ کا لخت دل پیارا اب عبداللہؑ آتا ہے

شہادت شہزادہ عبداللہ بن امام حسنؑ

جب حضرت محمدؑ اور عونؑ دونوں بھانجوں نے آپ کی شہادت پائی تب نوبت گلا کٹانے کی برادر زادگان امام مظلوم کی آئی پہلے حضرت عبداللہ بن شہنشاہ زمن حضرت امام حسنؑ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے چچا جان اب ہم یہ سب صدمے سہہ نہیں سکتے اب بغیر اپنا سر کٹائے رہ نہیں سکتے سو اب مجھپر کرم کیجیے میدان میں جاکے سر کٹانے کی اجازت دیجیے اشقیا کا خون بہائینگے

اگر بحر شہادت مین غوطہ مار کر اپنے خون مین نہا ئینگے آپ نے گلے لگا کر فرمایا اے بیٹا تم میری جان کی برابر
اور ثمرہ حیات ہو یادگار برادر ہو تمہاری بن ہم کیونکر جئینگے خون جگر کسطرح پئینگے حضرت عبداللہ نے
بہت کو قسمین دین منتین کین پھر اجازت لیکر میدان مین آئے اور یہ غزل زبان پر لائے غزل پدر
نرم و محتشم ✤ نور بینائی زہرا حسن ست ✤ دین شہنشاہ گرانمایہ حسین ✤ ہادی راہ حق و عمم من
ست ✤ غرض یہ کہکے تلوار چمکائی اور ایکہی حملے مین بہاسٹھ اشقیا کو راہ عدم کی دکھائی
عمرو سعد گھبرایا مارے خوف کی بھاگ کر لشکر کے پیچھے آیا پھر ہزار سوار لیکر بختری بخت کو بھیجا کہ
جا کر چارون طرف سے تیر مارو گردن عبداللہ کی اتارو و امام حسین نے بھی بہ مدد عبداللہ کی پیروزان
غلام کو حضرت امام حسن کے بھیجا اُن دونون نے اُن ہزارون سوار کو زیر و زبر کر دیا پیروزان نے
ایک سو بیس کو فیون کو تیر سے ہلاک کیا اور بیس کو فیون کو شمشیر سے تہ خاک کیا پھر تو عمرو سعد کے
لشکر مین کھلبلی پڑ گئی آخر پیروزان زخمون سے چور حس و حرکت سے مجبور ہو کر زمین پر گرے حضرت
عبداللہ نے اپنی گھوڑی پر پیروزان کو اٹھایا گھوڑا اُنکی دن سے بھوکا پیاسا تھا اور حضرت عبداللہ
نے اسوقت اعدا کے پیچھے اُسے خوب دوڑایا تھا اور سو جگہ سے زیادہ اُسکے بدن مین تیر لگے تھے.
تھے دو آدمیون کو لیے قدم بڑھایا مگر تھوڑی ہی دور جا کر آگے نہ چل سکا غرض حضرت عبداللہ
گھوڑی سے اُتر کر پیروزان کو کسی طرح خیمے مین لائے اور پھر آپ گھوڑا کود اکر کے میدان مین
آئے عمرو سعد نے ہرچند زور مارا کوئی اشقی مقابلے کو آگے آتا نہ تھا مارے خوف شاہزادی کے
سر اُٹھاتا نہ تھا لشکریان عمرو سعد کہنے لگے کہ اے عمرو سعد فرمان ری تیرے ہاتھ ہے اسقدر لشکر
تیرے ساتھ ہے تو بھی کیون آگے جاتا نہین شاہزادی کا سر کاٹ لاتا نہین غرض لشکر عمرو سعد سے
جو آگے آتا زندہ پھر نہ جاتا پھر حضرت عبداللہ نے لشکر عمرو سعد کو للکارا کہ ہان کون میدان
مین آتا نہین بنی ہاشم کے آگے کچھ چلکی اپنی دکھاتا نہین آخر جب کوئی اشقی بر سر میدان نہ آیا
تب آپ نے گھوڑا دوڑا کر اپنے تئین امام کے پاس پہونچایا اور عرض کی کہ چچا جان پیاس
سے جان جاتی ہے دیکھیے طبیعت اُبلی آتی ہے آپ نے فرمایا اے نور دیدہ تم اے سرور سفینہ پر غم جاؤ
گلا گما دو بابا جان تمھارے آب کوثر و تسنیم پلائینگے اور تمھارے دل کے زخمون پر مرہم وصال
لگائینگے پھر حضرت عبداللہ میدان مین آئے پھر ادھر سعد ادھر ہر طرف سے ایکبار تیر ہجوم لائے

پھر بہت سے کفار مارے آخر زخموں سے چور ہو کر جنت الماویٰ کو سدھارے **شعر** رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود و سلام ÷ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ÷÷

نہ کیون حسین بہل کی چشمون سے بحر خون جاری ہو	حسنؑ کا لخت دل آہ قاسم زمین جاتا ہی

بعد اسکے حضرت قاسم ابن امام حسنؑ نی ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ چچا جان میرا سلام لیجیے اب قاسم کو رن مین جانے دیجیے آپ نی فرمایا ای نور چشم من بھائی حسن کے اب تمھین یادگار ہو بھائی جان داغ فراق دیگئے اب فقط تم مرہم سینہ افگار ہو واللہ ہم تمکو رن مین جانی ندینگے اپنے سامنے گلا کٹانے ندینگے حضرت قاسم کی مان نے بھی لپک کے اُنکا دامن تھاما اور آہ سرد بھر کے خیمے مین کھینچا **بیت** ای بدلم گرفتہ جا لطف کُن از نظر مرو ÷ مرہم سینہ چون توئی مرہم دیدہ ہم تو شو ÷ غرض حضرت قاسم خیمہ مین سر بزانو ہو کر رونے لگے اور برادران امام حسینؑ میدان مین جانی کو تیار ہونے لگے روایت ہے کہ اسوقت حضرت قاسم کو وہ تعویذ یاد پڑ گیا کہ حضرت امام حسنؑ نی اپنے دست خاص سی لکھکر اُنکے بازو پر باندھ دیا تھا اور وقت باندھنے کے فرمایا تھا کہ ای قاسم جب تجھے کمال درجے کی مصیبت پیش آئے اور ہر طرف سے تجھ پر گھٹا غم کی چھاجائے تو تم اس تعویذ کو کھولکر پڑھنا اور جو اسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا حضرت قاسم نے دلمین کہا کہ آج تک ہمکو ایسی مصیبت کبھی پیش آئی نہین لاؤ تو تعویذ کھولکر دیکھین کیا لکھا ہی پس اُس تعویذ کو کھول کر دیکھا کہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے دست خاص سی لکھا تھا کہ ای قاسم مین تجھے وصیت کرتا ہون کہ جب تم اپنے چچا امام حسینؑ کو دشت کربلا مین کوفیان دغا باز کے ہاتھ مین گرفتار دیکھو ہر طرح سے مجبور و ناچار دیکھو تو سر اپنا اُنکے قدمون پر فدا کر دینا ہر چند کوئی روکے ہرگز ماننا نہین جان اپنی قربان قدم شہید کربلا کر دینا تمھاری چچا تمھاری مان اگر روکین تو خبردار ہرگز نماننا چچا کے سامنے گلا کٹانی اور اپنے شہید ہوجانے کو عین سعادت جاننا حضرت قاسم نے یہ وصیت نامہ پڑھا اور مارے خوشی کی پھول گئے دین و دنیا دونون بھول گئے اور وہ وصیت نامہ امام تشنہ کام کے آگے لاکر دھر دیا کہ چچا جان ذرا اسے پڑھ لیجیے اور رن مین جانے کی مجھے اجازت دیجیے امام کو وہ وصیت نامہ پڑھکر بھائی کی محبت اور شفقت یاد پڑ گئی بے اختیار ہو کر کلیجے کو تھام لیا طبیعت بگڑ گئی

پھر فرمایا اے قاسم اب بھائی حسن کی نشانی ایک تم ہی باقی ہو جسوقت بھائی کیصورت رسول نما
بدم انکی شفقت روح افزا یاد آتی ہے تو تمکو دیکھکر جی کو تسکین ہوجاتی ہے حضرت قاسم نے
ہاتھ جوڑکر بہت منت سماجت کی تب آپنے قاسم کو گلے سے لگا کے سر فلک غم دیدہ پُرنم سی
بہا کے میدان مین جانے کی سر کٹانے کی اجازت دی حضرت قاسم روبروی لشکر عمر وسعد کے
آئے اور بہتیرے اشقیا جہنم کو پہونچائے پھر عمر وسعد شقی سے بآواز بلند فرمایا کہ اے جفاکار تیرہ روزگار
فرزندان ساقی کوثر کو قطرہ آب سے ترسا کے مینہ تیغ و تیر کا برسا کے تو شہید کرتا ہے اور
اہلبیت اطہار کی بیکسی بے بسی دیکھ دیکھ کر خوشی کرتا ہے عید کرتا ہے اری بیحیا تو اپنے جانورون
کو آب و دانہ کھلاتا ہے اور ہماری اطفال خردسال اور عورات اور بے منہ کے جانورون کو
مچھلی کیطرح ریت پر ایسی گرمی کے دنون مین قطرۂ آب سے ترساتا ہے ساری نور چشمان
نبی و لخت جگران علی کو تونے ایک گھونٹ پانی سے تڑپا تڑپا کے شربت شہادت پلا دیا فقط
اب چند لوگ رہگئے ہین اور ساری خدا کے پیارون نبی کے ماہ پارون فاطمہ زہرا کے دلارون
کو تونے خاک و خون مین ملادیا اب بھی باز آ بقیہ ماندگان کو ایذا مت پہونچا کل خدا کو کیا
منہ دکھائیگا رسول خدا کے آگے کیا عذر پیش لائیگا دنیا کے لیے دین کو مت برباد کر قیامت
کی پیاس قیامت کی بیکسی یاد کر آج ہم تیرے پنجے مین گرفتار ہین کل ہمین سے تجھے کام پڑیگا
ہم باغ ارم مین چین کرینگے تو دوزخ مین پڑا سڑیگا اُس شیطان نے کہا کہ جبتک آپ لوگ یزید
کی متابعت نہ فرمائینگے ہماری پنجہ ظلم سے رہائی نہ پائینگے آپ نے اُسکی شقاوت پر نفرین کی اور
گھوڑے کو چمکا کے فرمایا کہ ہان جسکے سر پر موت سوار ہے میرے روبرو آئے اور زیر تیغ آبدار ہمارے
ہوکر اپنے خون مین نہائے روایت ہے کہ لشکر عمر وسعد آپکی بہادری سے لرزان تھا کوئی شقی آپکے
سامنے نہ آیا تب عمر وسعد نے گھبرا کر ازرق شامی سپہ سالار کو جو یزید کی طرف سے دس ہزار دینار
ہرسال پاتا تھا بلایا کہ کوئی اِس جوان کے آگے جاتا نہین سو تو ہزار پیادہ اور سوار لیکر جا
اور سر انکا اُتار لا ازرق نے کہا عمر وسعد تجھے شرم نہین آتی کہ مجھ ایسے پہلوان کو جسکا مصر و
شام مین رعب پڑا ہے ایک جوان کم سن سبزہ آغاز کے ساتھ لڑنے کو بھیجتا ہے عمر وسعد نے کہا
انکی کم سنی نازک بدنی پر مت جا یہ شیر دلیر امام حسنؑ مجتبی کے بیٹے ہین تو جانتا نہین ارے یہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور علی مرتضیٰ کے پوتے ہین تو انکو پہچانتا نہین
واللہ اگر یہ بھوکے پیاسے نہوتے تو جدھر رُخ کرتے ہیں سوار کو پیادہ اور پیادے کا سر کاٹ کر
ہوا سی بات کرتے ایک ہی چال مین سارا کھیل ہمارا مات کرتے ارزق نے کہا اگر تو میرا بدن مقراض
سے پرزے پرزے کر ڈالے تب بھی مین لڑکے سے لڑنے کو نجاؤنگا مگر خیر تیرے مبالغہ کرنی سے ہمارے
چار بیٹون مین سے جو ہر ایک عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا کوئی میدان مین جائیگا اور ایک
ہی وار مین سر اُس لڑکے کا اُتار لائیگا آخر بڑا بیٹا ارزق کا اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر شمشیر
آبدار قیمتی ہزار روپے کی جسے اور ہزار روپے دیکر زہر کا پانی دیا تھا ہاتھ مین لیکر میدان مین
بادل کی طرح گرجتا ہوا آیا حضرت قاسم نے ذرہ بھر بھی اُس سے خوف نہ کھایا گھوڑے کو چمکا کر
خنجر خونخوار چلایا وہ شیطان زخمی ہو کے زمین پر آیا آپ نے چالاکی کر کے وہ تلوار قیمتی زہر دار
اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور موی سر کو اُس ملعون کے جو بڑے دراز تھے اپنی ہاتھ سے پکڑ کے
گھوڑا دوڑایا آخر اُسی طرح گھسیٹتے گھسیٹتے جان اُسکی نکل گئی پھر آپ نے بال اُسکے چھوڑ
دیے اور نعش کو اُسکی گھوڑے کی ٹاپون سے روند ڈالا لشکر عمر وسعد کو دکھا دکھا کے خوب حوصلہ
دل کا نکالا پھر دوسرا بیٹا ارزق کا آیا آپ نے پہلے ہی وار مین ایسا نیزہ اُسکے پہلو مین لگایا
کہ اِدھر سے اُدھر پار ہو گیا فوراً وہ ملعون بھی داخل فی النار ہو گیا پھر تیسرا بیٹا ارزق کا آیا
آپ نے اُسکے پیٹ پر ایسا نیزہ چلایا کہ اُسکی پیٹھ سے نکل آیا ارزق یہ حال دیکھکر کلیجہ ٹکیون سے
ملنے لگا گھوڑے سے زمین پر آیا سر پتھرون سے پٹکنے لگا آخر چوتھے بیٹے ارزق نی بھائیون کا
یہ حال اور باپ کو پُر ملال دیکھکر حضرت قاسم کے مقابلے کو گھوڑا دوڑایا آپ نے وہی تیغ زہر آلود
اُسپر چلائی سینہ اُسکا پھٹ گیا داہنا ہاتھ اُسکا کٹ گیا پھر وہ بھاگ کر اپنے لشکر مین آیا
فوراً سفاک اجل نے اُسکو بھی عدم کا راستہ دکھایا **روایت** ہے کہ اُسکے بعد ارزق
غصے سے سر دھنتا ہوا آتش غم مین اپنی چارون بیٹون کے جلتا ہوا میدان مین آیا اور
نہایت طیش مین آکر ہاتھ بڑھا کر حضرت قاسم کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ چلایا گھوڑا آپ کا
گر پڑا آپ پیادہ ہو گئے مگر باانیہمہ قتل پر ارزق کے جی جان سے آمادہ ہو گئے پھر آپ نے
فرمایا اے ارزق روباہ صفت شیر دلیر کے آگے آتے ہی ساری چوکڑی تیری بھولی قافیہ تنگ

ہوگیا سپاہی کہلاتا ہی دیکھ خوگیر تیرے گھوڑے کی ڈھیلی ہوگئی ہوش سنبھال ایسا کیون دنگ
ہوگیا ازرق سر جھکا کر خوگیر دیکھنے لگا آپ نے پھرتی کے ہاتھ سے وہی تلوار زہر آلود اُسپر چلائی
گردن اُسکی ککڑی کی طرح دو پارہ ہوکر زمین پر آئی لشکر عمر وسعد مین حضرت کی دلاوری
دیکھکر کھلبلی پڑگئی دلاوران شام کی طبیعت بگڑگئی حضرت قاسم ازرق کے گھوڑے پر سوار
ہوکر امام کے پاس آئے اور رکاب عالی کا بوسہ لیکے صدای العطش العطش زبان پر لائی اور کہا
چچا جان اگر ایک گھونٹ پانی پاؤن تو واللہ ساری لشکریان عمر وسعد بضرب خنجر آبدار بحر
عدم کے گھاٹ پر پار کر آؤن آپ نے فرمایا بیٹا قاسم شامیان بے وفا کفر پر اڑے ہین
اب غصہ کم کرو گلا کٹاؤ بھائی صاحب منتظر ہین اور نانا جان تمھاری پلانے کو آب کوثر لیے
کھڑے ہین پھر آپ میدان مین آئے جو سامنے آتا گیا ایک ایک حملہ مین جہنم کو جاتا گیا حتی کہ
پھر آپ نے بتیس پیادے مارے اور پچاس سوارون کے سر اُتارے لشکر عمر وسعد مین زلزلہ پڑگیا
دلاورون کے دلون مین خنجر رعب گڑگیا عمر وسعد نے خفا ہوکر لشکریون کو للکارا پھر تو ہر
طرف سے شامیان سیاہ رو امام حسنؑ کے چاند پر بادل کیطرح گھر آئے اور دور دور سے
نابکارون نے تیر برسائے گھوڑا آپ کا زخمون سے چور چور ہوکر زمین پر آیا پھر شیث
بن عمر وسعد ملعون نے سینہ مبارک پر آپ کے ایسا نیزہ مارا کہ پشت مبارک سے پار ہوگیا
پھر آپ نے متواتر ستائیس زخم کھاکے اعدا نے ہر طرف سے منہ ستم کے برسائے آپ نے وہین سے
عم بزرگوار کو آواز دی کہ یَا عَمَّاہُ اَدْرِکْنِیْ چچا جان میری خبر لیجیے زخم دل کی دوا کیجیے شعر
لمؤلفہ خون اپنے سے نہاچکے پُرزے ہوا بدن ✤ جوڑا شہانا میرا ہوا ہی چچا کفن ✤ امام
عالیمقام یہ آواز سنکر حضرت قاسم کے پاس آئے اور کسی طرح اُنکو اُٹھاکر خیمے مین لائے
اور اُنکا سر اپنے زانو مبارک پر دھر کے گرد و غبار اُنکے چہرے کا اپنے دامن سے روکر پونچھنے لگے اتنے مین
حضرت قاسم نے آنکھ کھولکر امام زمان اور اپنی مادر مہربان کو دیکھکر تبسم کیا اور داعی اجل کو جواب
لبیک دیا حضرت قاسم کی مان نے رو کر کہا فر در رفتی و مرا خبر نکردی ✤ بر بیکسیم نظر نکردی ✤
اسکے بعد حضرت عمر اور حضرت ابوبکر جناب امام حسنؑ کے جگر پارے باری باری اجل کی طرح
کوفیان بیوفا کے سر پر جاتے تھے اور دس پانچ نشقی کی کشتی حیات کو چار موجہ ممات مین ڈالکر

شربت شہادت پی آتے تھے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ؛

شہادت فرزندان علی مرتضیٰ

اب اولادِ علیِ مرتضیٰ کی آہ باری ہی | ارے ظالم فلک کیا کیا ستم اپنا دکھاتا ہے

جب سب بھتیجے بھانجے امام کے گلا کٹا چکے باغ ارم مین جا چکے تو فرزندان شیر خدا علی مرتضیٰ یعنی برادران امام حسینؑ کی نوبت آئی پس بعد حضرت قاسم کے حضرت ابوبکر بن علی مرتضیٰ نے امام سے اجازت لیکے شمشیر بران اٹھائی اور میدان مین آکر فرمایا **نظم** شاہ و برادر من ست اختر آسمان دین ؛ مہتر و بہتر زمان قبلہ و کعبہ زمین ؛ من نہ برادرو یم خادم و چاکر ویم ؛ پیش دو دیدہ شما خارجیان تیرہ دین ؛ پھر تو جس مرد و دپر تلوار چلائی سوار و مرکب دونون کو راہ عدم کی دکھائی پس باآنکہ اکیس ۲۱ زخم کھائے مگر سیکڑون کفار مارے آخر شربت شہادت پیکر باغ ارم کو سدھارے بعد اسکے حضرت عمر اور حضرت عثمان پسران علی مرتضیٰ میدان کربلا مین یکے بعد دیگرے آئے اور راہ حق مین خوش ہو کر گلے کٹائے بعد اسکے حضرت عونؑ بن علی میدان مین آئے اور لشکر عمر و سعد کو زیر و زبر کر دیا آخر دو ہزار سوار پیادون نے انکو گھیر کر شربت شہادت پلایا بعد اسکے حضرت جعفر بن علی اور عبد اللہ بن علی نے کارزار مین آکر بہتیرے کفار مارے آخر مجروح ہو کر جنت الفردوس کو سدھارے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ؛

شہادت حضرت عباس علمبردار

فلک تھرا گیا کانپی زمین محشر ہوا برپا | علی عباس علمبردار اب لڑنیکو آتا ہی

جب سب بھائیون نے حضرت امام کے آگے شہادت پائی حضرت عباس علمدار نے میدان جنگ کی طیاری فرمائی امام تشنہ کام نے فرمایا کہ اے عباس تم میری لشکر کے علمبردار ہو اور میرے قوت بازو اور غمخوار ہو تم کہو کسطرح میدان مین جانے دین اپنے روبرو تمکو کیونکر سر کٹانے دین حضرت عباس نے کہا کہ جبتک ہم کوفیون سے اپنے بھائیون کا انتقام نہ لینگے واللہ اب یہان آرام نہ لینگے دیکھیے سکینہؓ اور علی اصغر مارے پیاس کے تڑپتے ہین ہم فرات کے کنارے جاتے ہین اور شامیون کو ہٹا کے پانی انکے پینے کو لیے آتے ہین غرض آپ نے امام سے رخصت لی اور ایک مشک گھوڑے پر دھر لی اور میدان مین آئے اور اتمام حجت کے لیے اشقیا کی جانب

رنگ کے فرمایا کہ اے کوفیان بیوفا و اے شامیان پرخطا نور چشم مصطفے اور لخت جگر مرتضی اور
فرزند فاطمہ زہرا الیتیم امام حسینؑ شہید کربلا فرماتی ہین کہ تم نے اتبک تو میرے ساری برادران اور
خویشان اور عزیزون کا سر اتارا اور ہم سب بقیہ ماندگان کو قطرۂ آب کا ترسا ترسا کے بن
موت کے مارا اب بھی تو ذرا آنکھ کھولو خدا اور رسول خدا کو پہچانو عورتون اور ننھے ننھے
لڑکون کے پلانے کو تھوڑا پانی دو میری بات مانو اب بھی توبہ کرو میرے قتل سے باز آؤ
ہمین چھوڑدو کہ کسی طرف چلے جائین اندامین نہ پہونچا و پھر قیامت تک ادہر کو نہ آئینگے
اُسی طرف رہکر کہین مرجاینگے جب لشکر عمر و سعد نے یہ کلام پر حسرت حضرت عباس علمدار
کا سُنا بعضے خاموش ہوگئے اور بعضے روتے روتے بیہوش ہوگئے آخر شمر اور شیث اور حجر یہ
تینون بدبختون نے سامنے آکر کہا کہ یا حضرت عباسؑ علمدار اپنے بھائی ساقی کوثر مالک بجر و بر
سے جاکر کہ دیجیے کہ اگر اسوقت دریای فرات اُبل آوی اور تمام روی زمین پانی ہوجاوے
توہم لوگ حتی المقدور ایک قطرہ پانی آپ کے خیمے مین کسی کو پہونچانے ندینگے اور
جب تک آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت نکرینگے اور کسی طرف جانے نہ دینگے حضرت عباسؑ نامدار
یہ کلام سنکر بخاطر مغموم امام تشنہ کام کے پاس آئے اور اعدا کی سرکشی سنگدلی کے سب
احوال کہ سنائی ناگاہ اُسوقت اہلبیت نی نعرے العطش العطش کے عرش تک پہونچائے ننھے
ننھے شیر خوار لڑکے مارے پیاس کے چلائے پھر تو حضرت عباس نے کلیجے کو تھام کر گھوڑے کو
کوڑا لگایا اور بجلی کیطرح ہر طرف خنجر آبدار اور تلوار دھوان دھار چلاتے ہوئے ہزارون
اشقیا کو جلاتے ہوئے اپنے کو آب فرات کے کنارے پہونچایا دیکھا کہ چار ہزار پیادے
اور سوار فرات کے کنارے پہرا جمائے کھڑے ہین ہر طرح سے مسلح راہ کفر پر اڑے ہین غرض
اشقیا نے آپ کو ٹوکا بدلی کی طرح ہر طرف سے گھر آئے پانی لینے سے روکا حضرت
عباسؑ علمدار نے فرمایا اے لوگو کہو تم لوگ کافر ہو یا مسلمان جہود ہو یا صاحب ایمان
اشقیای بیحیا نے کہا ہم سب مسلمان ہین صاحب علم و عرفان ہین آپ نی فرمایا تف ایسی
مسلمانی پر کتّے سور چرند پرند پیو و جہود آب فرات سے سیراب ہوکر پیتے ہین اور ساقی
کوثر کے آنکھون کے تارے علی مرتضی کے پیارے خاتون فاطمہ زہرا کے دلارے قطرۂ

آب سے ترس ترس کسطرح آہ سرد بھر بھر کے جیتے ہین **بیت** مسافرون کو ندی ایک
بوند پانی کی ❊ آبا کے گھر مین غرض خوب میہمانی کی ❊ اب بھی کچھ خدا ورسول سے شرماؤ
قیامت کی پیاس دوزخ کی جلن کو یاد لاؤ یہ سُنکر شامیان سیاہ رونے حضرت علی کے
تارے چرخ شجاعت کے ستارے کو بادل کیطرح چارونطرف سے گھیر لیا اور نیزہ تیر
اور میغ تیغ کا مینھ برسانے لگے راہ حق سے مُنھ پھیر لیا حضرت عباس علمدار زخم پر زخم
کھاتے ہوئے اور اکثر اشقیا کو جہنم پہونچاتے ہوئے تن تنہا اُن سب چارون ہزار
پیادے اور سوار کو مار کاٹ کے ہٹاتے ہوئے بحر فرات مین گھوڑا ڈال کر کھڑا کیا
اور گھوڑے ہی پر سوار ہوئے مشک کو پانی سے بھر لیا پھر ایک چلّو پانی اُٹھا کر چاہا کہ پی لیوین
اور سیراب ہو کر اشقیا کو شمشیر آبدار کی باڑھ کے تلے کرکے عدم کے گھاٹ اُتار دیوین
ناگاہ تشنگی امام تشنہ کام اور ننھے ننھے بچون کی یاد پڑ گئی دل مین برچھی سی گڑ گئی طبیعت
بگڑ گئی آخر ہاتھ کا پانی پھینکدیا ایک قطرہ بھی نہ پیا اور آہ سرد بھر کر مشک کو داہنے
کاندھے پر دھر کے اسپ برق رفتار کو خیمے کی جانب گرم کیا اور کہا **شعر** گھر پہونچے ہین
کہ سر تن سے جدا ہوتا ہے ❊ دیکھین اب پیاسون کی تقدیر سے کیا ہوتا ہے ❊ ناگاہ سپاہ
شام نے ہر طرف سے آپ کو حلقے مین کر لیا اور نوفل ملعون نے دھوکا دیکر ایسی تلوار
چلائی کہ داہنا ہاتھ آپ کا دوش مبارک سے کٹ گیا پہ آپ نے آہ نکی مگر جگر جالان
عرش پھٹ گیا پھر آپ نے پھرتی کی اور فوراً وہ مشک آب بائین کاندھے پر دھر لی
ناگاہ ایک شقی نے پیچھے سے خنجر چلایا بائیان ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر آیا پھر تو حضرت
عباس مشک پانی کی بھری ہوئی دانتون سے پکڑے ہوئے لٹکائے آتے تھے اور
دونون رکاب سے اشقیا کو ہٹائے آتے تھے ہر چند باوجود شدت بھوک پیاس اور کٹ جانے
دونون ہاتھون کے ہر طرف سے میغ تیغ وتیر کی بوچھار آئی سارا جسم پرزے پرزے لہولہان
ہوا مگر وہ شیر دلیر سب کو سہہ گیا ناگاہ ایک مردود نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ مشک سے
پار ہو گیا اور سب پانی بہگیا **فرد** جسم عباس کا زخمی ہوا شمشیرون سے ❊ مشک خالی
ہوئی پانی بھی بہا تیرون سے ❊ اسوقت آپ نے رو کر ایک آہ کی تشنگی پر امام حسینؑ کے

بیزار ہو کر صدائے الا اللہ کی کہ خداوندا یہ کیا تیری قدرت کا کھیل ہے تماشا ہی نہین
کیا حکمت ہی کہ تو فرزندان ساقی کوثر کو قطرۂ آب سی ترساتا ہی کیا سبب ہاتھ مین پانی آ کر
حلق تشنہ مین نہین جاتا ہی آلٰہی گو سارا جسم میرا زخمون سے چور ہی مگر ہم کو اسکا کچھ غم نہین
اور گو دونون ہاتھ کٹ گئے مگر عباس علمدار کو اسکا کچھ الم نہین یہی ایک تمنا تھی کہ اسیطرح زخمون
سے چور بیحس و حرکت سی مجبور امام تشنہ کام کے پاس جاتی اور انھین کٹے ہاتھون سی بھائی امام حسین
اور ننھے ننھے پیارونکو پانی پلاتے شعر لمؤلفہ رہا ارمان دل کا دلمین آہا ہ خبر عباس کی لے اب آ کہا
ہاتف غیبی نے آواز دی ای عباس مت گھبراؤ سب کی سب تشنہ لب گلا کٹا کٹا کے میرے
پاس چلے آؤ گو ہم دیکھ رہے ہین کہ جگر گوشگان نبیؐ اور فرزند علیؑ مارے بھوک پیاس کے لب
ہلا نہین سکتے ہین مگر ای عباس علمدار جس پانی مین میرے دشمنان بیباک یعنی کوفیان ناپاک نی
جو شور اور گتّے سے بھی بدتر ہین منہ لگایا وہ پانی ہم اپنے حبیب کی پیارونکو پلا نہین سکتے ہین نظم
پھر تو عباس سی بیٹھا نہ گیا گھوڑے پر ✤ گر پڑے خاک پہ وہ ہای حسینا کہکر ✤ بھائی دوڑ و تھین
عباس کی ہی کچھ بھی خبر ✤ پڑ گیا شور کہ ٹوٹی شہ بیکس کی کمر ✤ آسمان کانپا زمین خوف سی تھرّانے
لگی ✤ عرش اللہ سی رونے کی صدا آنے لگی ✤ حضرت امام تشنہ کام یہ آواز دردناک حضرت
عباس علمدار کی سنکر وہان تشریف لائے اور سارا جسم انکا زخمون سی چور چور اور دونون ہاتھ
مونڈھون سی دور دیکھکر سیلاب خون آنکھون سے بہائے پھر انکی نعش کو خیمے مین لے آئے حضرت
عباس علمدار نی آنکھ کھولکر بھائی کو دیکھا اور نارے الا اللہ کے مارے پھر آنکھ بند کر لی اور
باغ ارم کو سدھارے امام تشنہ کام نے فرمایا کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی آہ کیا کرین قسمت پھوٹ گئی
افسوس اب بجز ذات پروردگار نہ کوئی مونس رہا نہ مددگار نہ برادر رہا نہ غمخوار سب کی سب
تشنہ لب شربت شہادت پیکر حباب کیطرح بحر فنا مین بہ گئے اب ہم فقط چار دن باپ بیٹے رہ گئے
شعر ساحل دکھائی دیتا ہی مجھکو نہ تھاہ ہی ✤ دریائے غم مین کشتی ہماری تباہ ہے شعر
رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ و حسن و حسین پہ بھی مدام ✤

ہوا غل فوج اعدا مین کہ بھاگو شقیا بھاگو	علی اکبر سر میدان اب لڑنیکو آتا ہے

اب امام تشنہ کام کی بیکسی اور بے بسی اور تنہائی کو غور کیجیے انکی ہمت آنکے صبر و شکیبائی کی داد دیجیے کہ ایک تو پہلے ہی سے جد بزرگوار اور مادر و پدر غمخوار کے خنجر فراق کا زخم کھا چکے تھے دوسرے برادر یار غار امام حسن رضی کا کوہ غم سر پر اُٹھا چکے تھے تیسرے قطع نظر اور سب مصائب کربلا اور ایذا رسانی شامیان پُر دغا کی سارے رفیقان دلدار اور غلامان جان نثار آپ کے دریای خون مین اپنے سر کٹا کٹا کے بلبلے کی طرح بہ گئے پھر بالکل بھائی بھتیجے بھانجے تشنہ کام خشک لب تیغ آبدار کو چاٹ کے لبہاے نوشین کو دندان حسرت سے کاٹ کے عین سیلاب خون مین اپنے ڈوب کے ماہی بے آب کی طرح ریت گرم پر تڑپ تڑپ کر رہگئے مگر واہ صدقے ایسی ہمت کے قربان ایسی صبر و شکیبائی کے کہ باوجودیکہ دشت کربلا مین ساری دنیا آپ کی اُلٹ گئی دل دوپارا ہوا چھاتی پھٹ گئی جھپٹ پٹ کیسے کیسے ماہ پارے چٹ پٹ ہو گئے ایک دم مین عمر بھر کی کمائی لُٹ گئی بات کی بات مین ہمیشہ کی سنگت چھوٹ گئی لیکن تن تنہا کلیجے کو تھام کر مقام رضا و تسلیم مین کھڑے رہے راہ عشق مولی سے ٹلے نہین اُسی طرح اڑے رہے اب کوئی باقی نرہا کہ امام مظلوم کیطرف سے میدان جنگ مین جانے کا نام لیوے یا اگر خود امام قصد میدان کرین تو باگ گھوڑے کی تھام لیوے فقط اب تینون شاہزادے رہگئے ایک تو سب سے بڑے حضرت امام زین العابدین سجاد جو نرگس بیمار کیطرح محض بیمار تھے حس و حرکت سے ناچار تھے دوسرے منجھلے حضرت علی اکبر جو ہو بہو ہمشکل رسول پر دردگار تھے تیسرے سب سے چھوٹے حضرت علی اصغر جو طفل شیر خوار تھے آخر امام عالی مقام نے ناچار ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر بذات خاص بصد شوق و اخلاص میدان کا ارادہ فرمایا اور مسلح ہو کر اپنی سواری کے لیے اسپ صبا سیر برق رفتار منگایا پھر اہلبیت سے رخصت ہونے کو خیمے مین آئے اور حضرت عابد بیمار کو گلے سے لگا کر اہل خیمہ کو سُلا کر حرف رخصتی زبان پر لائے **نظم** میری عابد تیرے مظلومی کے صدقے بابا ✤ علی اکبر علی اصغر تیرا حامی ہے خدا ✤ ہم تو اب جاتے ہین اے لعل کٹانے کو گلا ✤ سب کو سونپا تمھین اور تمکو خدا کو سونپا ✤ تابع مرضی حق اے مرے عابد رہنا ✤ باپ کی بیکسی و پیاس کے شاہد رہنا ✤ حضرت علی اکبر یہ حال سُنکر غم و غصے سے سرد ہنکر پدر بزرگوار کی کمر مین لپٹ گئے اور گلے ملکر اتنا روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے

پھر ہاتھ جوڑ جوڑ پانون پڑنے لگے دامن عالی تھام کر سامنے جھک جھک کے زمین پر پیشانی رگڑنے لگے کہ باباجان علی اکبر آپ پہ قربان ہین دم بھر بن آپ کے رہ نہین سکتا رنج فراق سہہ نہین سکتا اجی باباجو ساقی آب ہوتا ہی وہ سب کو پلا کے پیچھے خود سیراب ہوتا ہی سو باباجان آپ ہی آخرت مین بھی قاسم آب کوثر ہین اور آپ ہی دنیا مین بھی شربت شہادت کے ساقی ہین اور سب تشنہ کام تو سامنے آپ کے آب شہادت پی چکے مر مر کے وہان جا کر جی چکے فقط اب ہم آپ باقی ہین سوا ہی باباجان دیکھیے عمامہ آپ کے قدمون پر دھرتا ہون منتین کرتا ہون کہ پہلے مجھی کو رن مین جانی دیجیے نشہ شراب عشق کا چڑھا آتا ہی پیاس کے دریا کا زور اناگا فاناً بڑھا آتا ہی سو ذرا اللہ پہلے مجھے ایک گھونٹ آب شہادت پی آنے دیجیے ہر چند آپ نے سمجھایا مانا نہین دل غمزدہ کا حال جانا نہین ناچار ہو کر آپ نے فرمایا کہ اچھا خیر تن بہ تقدیر اپنی مان کے پاس جاؤ اور سب سے رخصت ہو کر آؤ حضرت علی اکبر نے حضرت شہر بانو کے پاس آکر رخصت چاہی حضرت شہر بانوے مغموم اور خواہران امام مظلوم اور دختران شہید معصوم نے ہاتھ علی اکبرؑ کا تھام لیا کہ ہان علی اکبر خبردار جو پھر تم نے میدان جانے کا نام لیا پھر شہر بانو حضرت علی اکبر کی کمر مین لپٹ گئین تب کلیجے سے لگا لیا خوب چمٹ گئین اور فرمایا بیٹا علی اکبر ہمارا دیس چھوٹا اشقیا نے گھر بار لوٹا اب ناؤ اس بیکس بے بس کی بھنور مین جا پڑی کسی طرف کنارا نہین بعد امام تشنہ کام کے تمھارے دم کے سوا اب ہمکو تنکے کا سہارا نہین سو واللہ مین تم کو رن مین جانے نہ دونگی اپنے جیتے جی سر کٹانے نہ دونگی حضرت علی اکبرؓ نے یہ کلام سنکر آسمان کی جانب نظر اٹھا کے ایک آہ کی اور کہا گردن تو ہاتھ مین لیے حاضر ہون اب جیسی مرضی اللہ کی پھر فرمایا **نظم** اجل اک طرف میرا کھینچے ہی داما ن ✤ ادھر منع کرتی ہین جانی کو اماں ✤ عجب مخمصے مین مین ہون آہ حیران ✤ نہ رہتے بنے ہے نہ جاتے بنے ہے ✤ آخر حضرت شہر بانو نے دیکھا کہ کسی طرح مانتے نہین ناچار ہو کر زار زار رو کر فرمایا کہ بیٹا علی اکبر گو تیرے فراق سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہی اور کلیجہ درد و غم سے منھ کو آتا ہی مگر جب تم مانتے نہین تو بسم اللہ رن مین جاؤ اور شہانا جوڑا پہن کے باپ کو اپنی جوانی کا تماشا دکھلاؤ ماں تو اپنا لاشا دکھاؤ غرض حضرت علی اکبر اپنی مادر مغموم اور حضرت زینب و کلثوم کو اسی طرح رو رو

چھوڑ کر حضرت علی اصغر اور عابد بیمار برادر غمخوار سے رشتہ محبت توڑ کر حضور اقدس مین آئے
اور ماں اور پھوپھی اور بہن سے بھی رخصت ہونے کا حال سنا کے حرف اجازت میدان زبان پر لائے
روایت ہی کہ آخر امام نے رو کر مجبور ہو کر ایک آہ کا نعرہ مارا اور اٹھکر اپنے ہاتھ سے اس نوشہ
کو سنوارا گلے مین شہانا جوڑا پہنایا ہر ایک ہتھیار علی اکبر کے بدن پر آراستہ فرمایا زرہ حضرت
امیر حمزہ کی پہنائی ذوالفقار حیدری مونڈھے سے لٹکائی عمامہ نبوی سر پر دھر دیا اور پٹکہ حضرت
امیر کا زیب کمر کر دیا پھر اسپ راہوار منگایا اور بلائین لیکے دعائین دیکے اپنی گود مین
اٹھا کے گھوڑے پر چڑھا کر فرمایا ع جاؤ میدان مین اگر مجھ پہ فدا ہوتے ہو ٭ آخری وقت
مین افسوس جدا ہوتے ہو ٭ حضرت علی اکبر نے گھوڑے کو تیز کیا امام تشنہ کام نے فرمایا
ای بیٹا اپنے پاؤن سے قبر مین چلے جاتے ہو باپ کو کتنا تڑپاتے ہو ہم جانتے ہین کہ میدان
مین جا کر گلا کٹا کر پھر اپنے ہی خون سے نہا کر اس شہانے جوڑے کو کفن بناؤ گے سواے
بیٹا ذری باگ گھوڑے کی موڑ کر وہ چاند سی صورت دکھا دو آپ نے باپ کو منھ دکھا کر
گھوڑا چمکایا ع جسوقت رزمگاہ مین ابن شہ زمان ٭ پہونچا سوار اسپ کے
اوپر لیے سنان ٭ کانپی زمین خوف سے تھرایا آسمان ٭ تھا شور فوج شام مین بھاگو ستمگران ٭
پوتا علی کا آج کھڑا رزمگہ مین ہی ٭ لڑنے کی کسکو تاب بھلا اس سپہ مین ہے ٭ روایت
ہے کہ حضرت علی اکبر کا اسوقت اٹھارہ برس کا سن تھا عین شباب کا دن تھا اور آپ
شکل اور شمائل علم اور فضائل مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت
مشابہ تھے حتی کہ جب اہل مدینہ کو رسول مقبول کی زیارت کا شوق بڑھتا تھا تو امام عالی مقام کے
گھر آتے تھے اور حضرت علی اکبر کا جمال رسول نما دیکھ جاتے تھے اور جب کلام سید انام کے سننے کو جی چاہتا
تھا تو حضرت علی اکبر کی باتین آکر سنتے تھے اور کلام آپ کا مشابہ کلام سرور عالم کے پاکر کے حالت
ذوق مین سر کو دھنتے تھے جب سر میدان آئے تو چاند سا مکھڑا دکھا کر کوفیان بیوفا کو وجد مین لائے
آپ کے چار گیسو تھے دو آگے دو پیچھے ڈالے ہوئے آنکھین برق سا منھ چہرہ جیسے ہالے مین قمر یا کالی
گھٹا گھنگھور سے مہر انور منھ نکالے ہوئے لشکر عمر و سعد نے پوچھا یہ کسکا ماہ پارہ ہے کس برج کا ستارہ ہے
ذن وہ پھر کو اللہ تعالی نے چاند یہان کسطرح اتارا ہی عمر و سعد سیاہ روئی کہا کہ یہ گوہر درج خلافت

اور اختر برج امامت آفتاب جہانتاب یعنے امام حسینؑ کی آنکھون کے تارے اور علی مرتضیٰ
کے پوتے ہین اُس گھڑی موت اُنکے آگے دست بستہ کھڑی ہے بجلی کیطرح تیغ چمکا کے ہم مین
ہندو لوگون کو برق غضب سے جلا کے عنقریب خود بھی برج خاکی مین غروب ہوتے ہین اُسوقت
لشکریان عمرو سعد وہ اُنکا شہانا جوڑا وہ برق رفتار گھوڑا وہ مرصع کوڑا وہ حسینی عمامہ وہ حسنی جامہ
گلے مین وہ حیدری تلوار ہاتھ مین وہ خنجر آبدار وہ اُٹھتی جوانی کا دن وہ عین شباب
اٹھارہ برس کا سن وہ بوٹا سا قد قالب وحدت مین ڈھلا وہ گورا گورا بدن آغوش
نازنین مین پلا وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ بالون کی بناوٹ وہ نور کی مورت خدا کی قدرت وہ
خاص نقاش اجل کی بنائی صورت وہ پیشانی کی چمک وہ چہرے کی دمک وہ نرگس بیمار
کی بہار وہ ناک پُر نور کی اُبھار وہ ابروی خمدار وہ گیسوے مشکبار وہ رخسار پر نور کا سما
اُسکے اوپر وہ لبہاے نوشین کا قطرۂ آب کو ترسنا وہ نازک بدنی و شہانے جوڑے کی کفنی
اُسکے ساتھ وہ زور جوانی کا بڑھاؤ وہ نشہ جام شہادت کا چڑھاؤ دیکھکر کے بہت افسوس
سے اپنے اپنے لب کاٹنے لگے اور انگشت ندامت دندان حسرت سے چابنے لگے **روایت**
ہے کہ اسکے بعد ہر چند چند بار شاہزادے نے لشکر عمرو سعد کو پکارا کہ ہان کوئی میرے آگے
آسکتا ہے شیرونکے وار اُٹھا سکتا ہے جب لشکر عمرو سعد سے کوئی مارے ڈر کے میدان مین نہ آیا
پس آپنے اُسکے لشکر مین گھسکر کے بجلی کیطرح ہر طرف تلوار چمکائی اور سیکڑون شقی کو کاٹ
کے شجاعت ہاشمیت دکھائی کیسی تلوار برق غضب قہر رب ہ شعلے کیطرح جنگ و جدل
مین بڑھی گھٹی ÷ بجلی سی کوندھکر کبھی لپکی کبھی ہٹی ÷ سو سو سرون کو کاٹ کے سر کی جدھر
ڈگی ÷ ہر صف زمین گرم پہ تڑپی جلی گئی ÷ چپتے پڑے ہوے تھے یہ کشتون کا حال تھا ÷ جلدی
مین دم اجل کو بھی لینا محال تھا ÷ پھر آپ گھوڑا دوڑا کے امام کے پاس آئے اور شکایت
پیاس کی زبان پر لائے اور فرمایا کہ بابا جان بہتیرے سیاہ رو میری تیغ آبدار کی باڑھ سے سیراب ہوگئے
حتی کہ ہم اُنکو مارتے مارتے اب مارے پیاس کے بیتاب ہوگئے اگر اسوقت ہم کہین سے ایک چلو پانی
پی لیتے تو ابھی ان سب کمبختون کو موت کے گھاٹ اُتار دیتے آپنے گلے سے لگا کر فرمایا کہ بیٹا
اس دشت کربلا مین آب تو میسر ہی تھی کہ اب وہان بھی گوہر نایاب ہے کیا کہین سب جگر گوشون کے

خون کے نالے بہہ رہے ہین اور ہم سامنے کھڑے دیکھ دیکھ یہ سب صدمے سہہ رہے ہین
آہ کیا کرین باانہمہ آنسو بھی نہین چلتا کہ ذرا جیا دین دیکھو تین دن سے آنکھون کے چشمے بھی
سوکھے ہین سکینہ علی اصغر گود مین تڑپ رہے ہین کئی روز سے بھوکے ہین آپ نے انکو انگوٹھی
اپنی چبائی فی الجملہ شدت پیاس مین کچھ تسکین آئی پھر میدان مین آئے کوئی لشکریان عمر وسعد سے باہر نہ آیا عمر وسعد
ملعون کو اسوقت ماری ہول کے برابر دست چلا آتا تھا ڈر کے مارے وہ شیطان مرا جاتا
تھا سپاہ سیاہ روباہم کہنے لگی اجی بھاگ جاؤ آبرو جائیگی جان تو رہیگی بھیک مانگ
کھائینگے یہی نا خلق نامرد کہیگی تب عمر وسعد نے مجبور ہو کر اپنی انگوٹھی طارق ملعون کو دی کہ
اسے لے اور سر علی اکبر کا کاٹ کے لا وہی بعوض اسکے حکومت ملک موصل کی تجھے دلا دونگا
طارق نے آکر آپ پر خنجر چلایا حضرت نے اسکو ڈھال پر روک کے پھرتی کے ہاتھ سے اسکے
سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس ملعون کی پیٹھ سے نکل آیا پھر سر کو اسکے تن سے دور اور نعش کو
اسکی گھوڑون کی ٹاپون سے چکنا چور کر دیا اسکے بعد دونون بیٹے طارق کے یکے بعد دیگرے
آتے گئے اور ایک ایک حملے مین جہنم کو جاتے گئے یہ شجاعت دیکھکر فوج عمر وسعد تھرا گئی
قریب تھا کہ لوگ بھاگین پہلوانون کے دلون پر مردنی سی چھا گئی پھر عمر وسعد نے ڈر کر کے
ایک بڑے پہلوان کو بھیجا جب وہ آگے آیا آپ نے ایسا نعرہ مارا اور اتنی زور سے گرجے کہ تمامی
لشکریان عمر وسعد کے دل دھڑکے اور ساری پلٹن والے مارے ڈر کے کانپنے لگے دم بخود ہو کر
ہانپنے لگے پھر آپ نے قدم بڑھا کے شمشیر بران اس پہلوان پر چلائی نیزہ اسکا کٹ گیا اس
پہلوان نے چاہا کہ آپ پر تلوار چلائے آپ نے جھٹکا دیکر کے اسکے سر پر ایسے زور سے وہ
ذوالفقار حیدری چلائی کہ بلا مبالغہ اس شیطان کو سر سے دو نیم کرتی ہوئی زمین تک
چلی آئی پھر دوبارہ لشکر عمر وسعد مین شور ہوا کہ علی اکبر آدمی ہے یا شیر ہے لڑکا ہو کر ایسے ایسے
پہلوان کو ایک وار مین دو نیم کرتا ہے کیا اندھیر ہے پھر بحکم عمر وسعد دو ہزار سپاہ روسیاہ
اس ماہ پر مثل ابر سیاہ کے چارون طرف سے گھر آئے اور تیغ اور تیر کے مینھ برسائے مگر آپ
تن تنہا بجلی کیطرح جدھر جھکے سو پچاس کو تیغ آبدار کی آگ سے جلا دیا شیر ببر کی طرح جسطرف
جھکے دشمن کو فیان روباہ صفت پر پنجہ خنجر اجل چلا دیا غرض دونون ہزار پلٹنون کو

بروز برگ کے امام تشنہ کام کے پاس آئے اور زبان ولب خشک دکھا کے صدای العطش
سنا کے باپ کو رولائی آپ نے فرمایا بیٹا کیا اتنا بیتاب ہوتے ہو عنقریب آب حوض کوثر سے سیراب
ہوتے ہو بیٹا ذرہ رحم کرو یہان سر کٹانے کو آئے ہو یا اپنے قاتلون کو مار کر کاٹ کر ہٹانے کو یہان
مرنے کو آئے ہو یا نام کرنے کو بیٹا ہم شربت شہادت کے ساقی ہین سب کو کھڑے ہوکر اپنے ساتھی
کو شہادت پلا چکے اب ہم تم اور علی اصغرؑ باقی ہین سو دیکھو سبکو پلاتے پلاتے دوپہر قریب ہوئی
اب میرا جی تڑپ رہا ہی شدت کی پیاس ہی نانا جان صبح ہی سے ہمارے واسطے آب کوثر
لے کھڑے ہین اب طبیعت عالی نہایت اُداس ہی حضرت علی اکبرؓ یہ مژدہ روح پرور سنکر میدان
جنگ مین آئے اور ہاتھ کو روک لیا اور علی التواتر بہت سے زخم تیغ اور تیر تن نازک پر کھائے
آخر ابن نمیر مردود نے ایسا نیزہ چلایا کہ پشت نازک سے نکل آیا آپ پشت زین سے فرش
زمین پر آئے اور نعرہ یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِی زبان پر لائے بابا جان جلد آیئے علی اکبر
کو خیمے مین اٹھا لیجائیے ؏ شاہ آئے تو وہان آکے تماشا دیکھا + خاک کے تخت پہ
نوشاہ کا لاشا دیکھا + پھر جان عالم امام اکرم نے یہ حال دیکھکر آنکھون سے آنسو بہائے
اور علی اکبرؓ کو اٹھا کر خیمۂ عالی مین لائے اُسوقت عرش سے فرش تک ماتم پڑگیا کہ آج علی اکبر
کے مرنے سے امام کی سب کمائی لٹ گئی گھر اُجڑ گیا حضرت زینب وکلثوم اور شہربانو مغموم
کی فغان وآہ اور نعرہ جانکاہ سے سیدہؑ خاتون جنت بہشت مین روتی تھین حورین بہشت
کی جھروکے پر کھڑی بیتاب ہوتی تھین شاہنشاہ عالم سر کو اُس نوشاہ کے اپنے زانو
پر رکھے ہوئے وہ شہانا جوڑا وہ زخمی گھوڑا وہ براق سی صورت وہ چاندسی مورت
دیکھ دیکھ آنکھون سے آنسو بہاتے تھے اور اپنے دامن پاک سے خاک وخون انکے چہرہ کا صاف
فرماتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند دلبند علی اکبر ذرا آنکھ تو کھولو مادر وپدر خستہ سے کچھ تو بولو
ابھی بہن سے رخصت نہ لوا ای علی اکبر پرزے پرزے تیرا بدن ہوگیا ہای وہ شہانا جوڑا کفن
ہوگیا بیٹا اپنے ہی خون سے نہائے واہ بیٹا خود تو چل بسے باپ کو خوب رولائے نظم
امام تشنہ زبان کا بیان کرون کیا غم + پسر کی نعش پہ روتے تھے خیمے مین ہر دم + ہر اک
سے کہتے تھے غم مین بدیدۂ پرنم + مسافرے نرسید از عدم کزو پرسم + کہ پیر چرخ کجا برد

نوجوان مرا + حضرت علی اکبرؑ نے آنکھ کھولدی اور سر اپنا گود مین آپ کے دیکھکر کے مسکرائے اور فرمایا بابا جان اسوقت مین دیکھ رہا ہون کہ حوران جنت بناؤ سنگار کیے کوزی شربت کے ہاتھ مین لیے جنت کے جھروکے پر کھڑی اشارے کر رہی ہین کہ علی اکبر چلے آؤ علی اکبر چلے آؤ اور دیکھیے نانا جان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے دو قدحون مین شربت بہشت کا دونون ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور ایک پیالہ مجھے دیتے ہین کہ علی اکبرؑ پی لو اور مین کہتا ہون کہ نانا کئی روز سے ٹرا پیاسا ہون دونون پیالے دیجیے نانا فرماتے تھے کہ علی اکبر ایک پیالہ تم پی لو اور ایک رہنے دو اب عنقریب تمھاری باپ بھی میرے پاس آئینگے یہ پیالہ ہم تمھارے باپ کو پلائینگے یہ کہکے باواز حزین نعرہ واشوقاہ کے مارا اور باغ ارم کو سدھارے حضرت شہربانو نے زبان حال سے فرمایا اور رو کر عرش کو ہلایا **مثنوی** رو کے بولین کہ ای علی اکبر + بچھ مرے روئی کی ہے تجکو خبر + روتی ہین سب نہین خبر تمکو + کھا گئی کونسی نظر تمکو + اللہ آمین سے تجکو پالا تھا + میرے گھر کا تو ہی اوجالا تھا + علی اکبر کمر کو توڑ چلے + یہ کہو ماں کو کس پہ چھوڑ چلے + **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام

علی اصغر کی ہو گئیو نکہ شہادت کا بیان ناصر | کہ سنگِ غم سے سینہ چور ہے دل تھرتھراتا ہے

جب سب جان نثارون اور بھائی بھتیجے بھانجے شاہزادون نے سلطان کونین جان دارین حضرت امام حسینؑ کے سامنے شربت شہادت نوش فرمالئے کہ کوئی مددگار اور یار جان نثار سوای حضرت علی اصغر طفل شیرخوار اور حضرت سجاد بیمار کے باقی نرہا کہ امام کے حال پر ترس کھائے اگر امام تشنہ کام کی اسوقت کی بیکسی اور بیبسی کا حال پر ملال زبان قلم پر آوے تو واللہ ثم باللہ آسمان دہل جاوے زبان جلجاوے صفحہ قرطاس گلجاوے اسکا کچھ تھوڑا حال وہی جانے جسکا کوئی پیارا فرزند لوٹ پوٹ ہوجاوے سانپ نے اسے ڈسا ہو یا بچہ کفار مین کبھی وہ پھنسا ہو اور جسکے کبھی بوائی پھٹی نہین جسکی انگلی کٹی نہین وہ درد ناسور پرائے مین کیا جانے اور جو عمر بھر پھول کے فرش پر لیٹی تان کے سویا کیا وہ دکھ کربلا کے رن کا کیا جانے اگر کہین تلوے مین سوئی گڑے تو واللہ آنکھون کی راہ ٹپ سے آنسو نکل پڑے اور امام تشنہ کام

تو سارا بدن خنجرِ غم سے چور ہوا دل مین ہزارون پھپھولے پڑ گئے جگر مین ناسور ہوا کیسے کیسے لعل گئے کیسے کیسے نونہال دم کے دم مین سیلاب دم مین بحرِ عدم کے بہ گئے کنارا نہ ملا ہاتھ پانون مار رہگئے تنکے کا سہارا نہ ملا دو ہی گھڑی مین سامنے ساری کمائی لٹ گئی عمر بھر کی سنگت چھٹ گئی مگر خدا جانے امام مکرم جانِ عالم کا کیسا دل تھا جو راہِ رضا و تسلیم مین ایسا مستقل تھا اگرچہ امام تشنہ کام کی مصیبت کربلا کو یاد کر کر رو نگہار و نگہار روتا ہی مگر اس سی جی بھرتا نہین ایسے رونے سے کیا ہوتا ہی راقم مؤلف نے چار مہینے سی جب سی یہ کتاب لکھنی شروع کی بعد کھانے کے بھی پانی پیا نہین فقیر آہ سرد کے دم بھر دم لیا نہین جب پانی دیکھا واللہ معًا امام تشنہ کام کی پیاس یاد پڑ گئی کلیجے مین گویا سیخ سی گڑ گئی کیا کیجے افسوس اگر امام تشنہ کام کا حکم ہوتا تو سینے کو پتھرون سے کچل ڈالتے جو جلے دل کے خوب نکالتے کلیجے کو چھیون سی مسل ڈالتے سر کو ٹیک ٹیک کے توڑ ڈالتے جو جلے دل کے خوب نکالتے جیب و دامان پھاڑ ڈالتے زبان اور دندان اکھاڑ ڈالتے ؎ دل پر فراق کا تو یہ اک داغ رہگیا ✣ دل اس الم سے آبلہ سان ہو کی بہگیا ✣ یون قافلے کا قافلہ ہمراہ شہ گیا ✣ قسمت مین تھی ہمارے ہی فرقت حسینؑ کی ✣ غرض جب کوئی کوئی باقی نہ رہا اور جانِ عالم امام مکرم کی باری آئی اسوقت حضرت زینب اور کلثوم اور شہربانو بی معصوم نے حضرت کی تنہائی اور بیکسی اور بے بسی پر گریۂ و زاری شروع فرمائی آپ خیمے مین تشریف لائے اور پردگیان عصمت کو رونے پیٹنے سے مانع آئی اور فرمایا کہ رو رو کے اور تم لوگ زخم نہانی پر کیون نمک پاشی کرتے ہو ناخن آہ سی کیون سینہ خراشی کرتے ہو قاسم علی اکبر کا نام لے لے کے شعلۂ آہ کو کیون بھڑکاتے ہو وہ چاند سی صورت وہ نور کی مورت کو یاد دلا دلا کے دل کو کیون دھڑکاتے ہو رو مت چپ ہو رہو شکر کرو سینے اوپر کوہ صبر دھرو اگرچہ تمھاری ساری کمائی لٹ گئی پھر کیا مضائقہ دوزخ سے امتِ عاصی تو چھٹ گئی شعر حصول کچھ نہین ہے شور و غل مچانے سی ✣ نجاتِ امتِ عاصی ہی سر کٹانے سے ✣ مصیبت اور بلا پر صبر و شکر کرنا موجب ثواب کا ہی اور بے صبری اور جزع کرنا سبب عذاب کا ہی بعد میری جب خیمہ اور سارا اسباب لٹے اور ہر طرح کی بلا مین تم لوگ گرفتار ہو تو خبردار میری غم مین ایک بال سر کا کھلنے نپائے کوئی شور و غل نہ مچائے منھ پیٹنا کچھ نہ مارے سر سے برقع نہ اتارے منھ نوچنے دامن پھاڑنے سینہ زنی سے

بازآئی یہ سب افعال میری شریعت محمدیہ مین حرام ہین خبردار کوئی عمل مین نہ لائے ہان مگر فرط غم اور
کثرت رنج والم سے لب بند کرکے آنکھون سے آنسو بہانا مظلومون کا کام ہے سو تم لوگون سے
زیادہ کون مظلوم اور مغموم اور بیکس اور بے بس ہے کہ پنجۂ ظلم اعدا مین گرفتار ہو باوجود گرما گرمی
بھوک پیاس کے آہ سرد بھرنے سے ناچار ہو مدینہ چھوٹا اشقیا نے اہلبیت نبوت کو لوٹا کیسے کیسے پیارے
آنکھون کے تارے اپنے سامنے سر کٹا کٹا مرغ بسمل کیطرح خاک وخون مین تڑپ تڑپ کے رہگئے
ساری بال بچے اپنے پرائے دم کے دم مین بحر عدم مین بہ گئے سو جسقدر اس سانحۂ قیامت خیز مین
آنکھون سے آنسو بہاؤ بجا ہے اور جتنا اس مصیبت رقت انگیز مین بلا آواز کے روؤ وہ سب روا ہے
اتنے مین حضرت زینبؑ و امّ کلثومؑ اور شہربانو اور سکینہ مغموم ضبط گریہ نہ کرسکین بے اختیار ہوکر رونے
لگین انکے فغان وآہ اور نعرۂ جانکاہ سے قریب تھا کہ دل فرشتگان عرش برین کا پھٹ جاوے
ساری دنیا الٹ جاوے آپ نے سب کو تسکین دی اور حضرت سکینہ اپنی شاہزادی کو گلے سے لگا کر
بہت پیار کیا اور حضرت زینبؑ کی گود مین دیکر فرمایا کہ سنو بہن زینب آج میری سکینہ کی ناؤ بھنور
مین پڑی ہے تھوڑی دیر مین یتیم بے پدر ہو جائیگی موت میرے سامنے چھری لیے دست بستہ
کھڑی ہے سو خبردار میرے بعد اسیر کوئی ڈپٹے نہین خود ہی مرغ بسمل نیمجان بے بال وپر ہو رہی ہے
چیل کیطرح اسیر کوئی جھپٹے نہین فرزندان یتیم اکثر نازک مزاج شکستہ دل ہوتے ہین غنچے کیطرح
سموم غم سے مضمحل ہوتے ہین خصوصا سرور سینہ میری سکینہ مجھ سے بہت ہی مانوس ہے سو ہر طرح سے
اسکی نازبرداری کیجیو آنکھون مین اسکے آنسو ڈبڈبانے نہ دیجیو حضرت زینب نے فرمایا کہ اے بھائی اگر
سکینہ جان تک بھی طلب کرینگی تو بلا عذر حاضر کردونگی مگر حیران ہون کہ جسوقت آپ کو یاد کرکے
بابا بابا پکارینگی در و دیوار سے سر دے دے مارینگی اسوقت سکینہ کو مین کسطرح مناؤنگی اور تمھاری
صورت مین انکو کہان سے دکھاؤنگی آپ نے فرمایا کہ خیر اب سینے پر سل دھرتا ہون اور تم سب کو
خدا کے سپرد کرتا ہون حق تعالی تم سب کو صبر عطا فرماوے اور عزت اور حرمت کے ساتھ مدینے
پہونچاوے یہ فرما کر قدم بڑھایا اور گھوڑے کی باگ اٹھائی اور رن مین جانے کا قصد فرمایا ناگاہ آواز
آہ وزاری درد و بیقراری کی خیمے سے آئی آپ پھر خیمے مین تشریف لائے اور سبب گریہ استفسار
فرمایا حضرت شہربانو نے فرمایا کہ لخت جگر علی اصغر پیاس کی شدت سے نیمجان دم بھر رہے ہین

کوئی دم کے مہمان ہین آہ علی اصغر کئی دن سے پیاسے ہین بھوکے ہین ہم کیا کھلائین کیا پلائین
دودھ تک تو سوکھے ہین ماہی بے آب کیطرح دھوپ مین بھنتے ہین ماری پیاس کے رونے کی تاب
نہین گود مین پڑے سر دھنتے ہین شدت گرمی سے زبان نکالے ہین لب کھولے ہین بن آگ کے جگر
کباب ہے چھاتی مین پھپھولے ہین اگر اعدا اسوقت ایک چلو بھی پانی اس طفل شیرخوار پر ترس کھاکر
دیوین تو علی اصغر کی جان بچ جاوے فی الجملہ دم اسکا پلٹ آوے جان عالم امام اکرم نے حضرت علی اصغرؓ
کو گود مین اٹھالیا اور چھاتی سے لگایا اور ورود پڑھ پڑھ کے دم کرتے ہوے ہر دم سرد بھرتے ہوے
اعدا کے سامنے آئے اور فرمایا اے کوفیان بیوفا ماشاء اللہ تم نے تو یہان بلاکر کربلا کے توے پر
بھنے مرغ کیطرح ہم سب کو خوب تل ڈالا اپنے دل کا حوصلہ نکالا خون کی ندیان بہادین نعشین
ٹاپون سے کچل ڈالین عابد پوتا شیر خدا کا محض بیمار لاعلاج ہے دوا کو کون پوچھے کہ قطرۂ آب
کو محتاج ہے تم مین ہر شخص آب فرات سے سیراب ہے اور ہماری خیمہ مین آب دہان گوہر نایاب ہے
ریت کی گرمی سے تلوے جلتے ہین اسپان صبا رفتار ایک قدم نہین چلتے ہین یہ دشت کربلا ہے
یا کورۂ آہنگران ہے جو ریت ہے وہ نشتر رگ جان ہے یہ دوپہر کے تڑاقے کی دھوپ اسپر طرہ یہ ریت
گرما گرم پر آہ سرد بھر بھر پیاسون کی دوڑ دھوپ جو یہان پتھر ہے وہ انگارا ہے جو بشر ہے وہ
پیاس کا مارا ہے جب ہوا چلتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تنور گرم سے بھاپ نکلتی ہے ٹھکریان انگارے
سی دہکتی ہین لکڑیان بن آگ کے لہکتی ہین بہرحال اگر تمھارے گمان مین گنہگار اور خطاوار
ہون تو مین ہون اس ننھے علی اصغر طفل شیرخوار کا کیا گناہ ہے جسپر مینہ ستم کا اتنا برساتے ہو
قطرۂ آب سے اسکو ترساتے ہو دیکھو ذرا ترس کھاؤ ماری پیاس کے زبان نکالے ہانپتے ہین
پانی کا نام سنتے ہین کانپتے ہین انکی صورت انکی تڑپ دیکھ دیکھ کر کلیجا منھ کو آتا ہے دوپہر کی گرمی
کا زور پیاس سے ننھے ننھے بچون کا شور کیفیت قیامت کی دکھاتا ہے اسوقت خدا کی راہ پر ایک
گھونٹ پانی اسکو پلاؤ شاید یہ معصوم بے زبان بچ جاوے جان اسکی پلٹ آوے اشقیا نے جواب صاف
دیا کہ اے امام تشنہ کام آپ کا کدھر خیال ہے بلا اذن ابن زیاد کے ایک بوند بھی پانی آپ کو اور
آپ کے اطفال خردسال کو ملنا محال ہے ناگاہ ایک خدا ناترس بدبخت نے ایسا تیر حضرت علی اصغر
پر چلایا کہ انکے گلے سے پار ہو کر کے امام کے بازو کو چھیدتا ہوا باہر نکل آیا حضرت علی اصغرؓ

باپ کی گود مین مرغ بسمل کیطرح تڑپ کر رہگئے امامؑ نے آہ کی کلیجا تھام کر یہ آخری صدمہ بھی سہہ گئے
سارا کپڑا آپ کا حضرت علی اصغرؑ کے لہو سے لہولہان ہوگیا پھر آپ نے ایک قطرہ خون زمین پر
گرنے نہ دیا روتے ہوے خیمے کی طرف رُخ کیا اور حضرت شہربانو کو بُلا کے علی اصغرؑ کی نعش کو انکی گود
مین دھر دیا اور فرمایا لو علی اصغر کو بھی اشقیا نے آب خنجر آبدار پلایا اب دست خاص ہی ساقی کوثر
کے شیر جنت ہم اِسے پلائینگے مثنوی سنتے ہی یہ کلام ہوش رُبا ۔ رہ گئین دل مسوس کر اپنا ۔
شہ کا منہ دیکھکر بحسرت و یاس ۔ روکے کہنے لگین یہ وہ بے آس ۔ شاہزادہ تو مر گیا افسوس ۔
کوہ غم دل پہ دھر گیا افسوس ۔ علی اصغر مری مین تیرے نثار ۔ صدقے مان تیری اے غریب دیار ۔
نہ کیا عہد بھی وفا تو نے ۔ مجھ ستمکش سے کی دغا تو نے ۔ اب دولھن کسکی بیاہ لاؤنگی ۔ کسکو دولہا مین
اب بناؤنگی ۔ کون مان کہکے اب پکاریگا ۔ قبر مین مجکو کون اُتاریگا ۔ فرط غم سے وہ مادر غمگین ۔
ایسی روئین کہ ہوگئین بیہوش ۔ شاہ کو بھی غم آیا انکے ساتھ ۔ رہگئے دھر کے
سینے پہ وہ ہاتھ ۔ ساتھ روتی تھین زینب و کلثوم ۔ جان کھو کھو کے ہوتی تھین مغموم ۔
اب زیادہ اِس سے اگر حضرت شہربانو کی مصیبت اور غم کا حال اور حضرت زینبؓ
اور کلثومؓ کے دل کا ملال اور حضرت سکینہؑ کے بھائی کے واسطے بیقراری اور حضرت عابدؑ
بیمار کی گریہ وزاری تحریر مین آوے تو جگر سامعین ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے نظم یے تھین لاشِ اصغرؑ
شہربانو ۔ اور کہتی تھین شہا اسکو جلادو ۔ جہان ہی چاہئے تم اصغر کو لادو ۔ دیا سر پر سے
خنجر چلادو ۔ پڑا ہی آہ خالی انکا جھولا ۔ لیاکر انکو اے شاہا جھلادو ۔ شہ رسولؐ پاک پہ بھیج اے
خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔

صد اُمید فرادی تم ہوئے جو قتل بجا آتھے	ایسا کو اشقیا شہ خود لڑنے کو آتا ہے

آہ آہ اے ناصر آہ اے ناصر اب یہان ہی واقعہ قیامت نما اور ماجرای فلک در ہوش ربا یعنی ذکر شہادت
خاص شہید کربلا محصور عساکر اعدا نور چشم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و سرورِ سینہ مرتضیٰ
خونین پیراہن شہید رنگین کفن عین فرات لبین خشک لب تیر بارانی بلا سے جان بلب پرکالہ
جگر ور کنار و دور از یار و دیار جانِ عالم سلطان کونین سیدنا حضرت امام حسینؑ شروع ہوتا ہی جسکو

مستکرو ونگٹا رو ونگتا بدن کا روتا ہی کاتب کو سکتا ہی قلم مصیبت رقم کاغذ کا منھ تکتا ہی نہ قائل کو تاب گویائی ہی اور نہ سامع کو قوت شنوائی ہی آہ آہ کیا کیجیے آنکھوں سی آنسو ٹپاٹپ چلا آتا ہی افسوس کسطرح لکھے سوز غم اور آہ والم سے کاغذ و قلم جلا جاتا ہی **قطعہ** ز دست گریہ کتابت نمی توانم کرد ✤ کہ می نویسم و مغسول می شود فی الحال ✤ ز آہ و نالہ حکایت نمی توانم کرد ✤ کہ صد گرہ بزبان می فتد بوقت مقال ✤ آہ آج نگری مدینے کی سونی ہوئی جاتی ہی آہ آہ مصیبت قیامت سی بھی دونی ہوئی جاتی ہی کیا کروں سینے پر سل دھر کے کلیجے کو تھام کے مسوس کر کے قلم ماتم رقم اٹھاتا ہوں محبان امام حسینؑ کو خاک پہ مرغ بسمل کیطرح تڑپاتا ہوں **شعر** نالے پیہم دل سے اب آنے لگے ✤ حضرت دل شاد اب جانے لگے ✤ **روائت** ہی کہ جب ساری احباب و مردان اہل بیت گلا کٹا کٹا کے بحر عدم میں بہ گئے فقط جان عالم امام معظمؑ اور حضرت عابدؑ بیمار رہگئے اسوقت آپ حضرت سجاد اور سکینہ مغمومہ کی تیمی اور بیکسی اور حضرت زینبؓ اور کلثومؓ کی غریبی اور بے لسبی کو دیکھکر ضبط گریہ نکر سکے آہ سرد کے نعرے جگر گرم کے شرارے عرش تک پہونچائے فرشتگان ارض و سما اور ارواح انبیا کو تڑپائے **غزل** ای دریغا دیدہ انصاف گر میبا یدی ✤ سبط پیغمبر چرا در کربلا تنہا بدی ✤ بر غریبی حسینؑ و درد او بگریستے ✤ حضرت ختم النبیینؐ گر دران صحرا بدی ✤ کے توانستے کشیدن تیغ در رویش کسے ✤ گر علی مرتضیٰ با ذوالفقار آنجا بدی ✤ فاطمہؓ از حسرت و اندوہ آن لب تشنگان ✤ جامہ بر تن چاک کردی گر دران غوغا بدی ✤ گر حسنؑ بودی دران صحرای پر کرب و بلا ✤ از غم و سوز برادر والہ و شیدا بدی ✤ **روائت** ہی کہ پھر تو جیسے جیسے دن بڑھنے لگا نشہ جام شہادت کا چڑھنے لگا آخر آپ شوق شہادت میں سرشار اور الست ہو گئے محو وصال ساقی الست ہو گئے نہ تو دیس چھٹنے کا خیال نہ گھر بار لٹنے کا ملال نہ خویش و اقارب کے کٹ جانے کا غم اور نہ تخت سلطنت کی الٹ جانیکا دلپر الم نہ بھوک پیاس کی شکایت اور نہ بجز قتل اور سر کٹا نیکے اور کسی بات کی زبان پر حکایت حتی کہ ماری شوق کے کلیجا دو دو ہاتھ اچھلنے لگا عشق دیرینہ بھڑکا دل دھڑکا سینے کو چیکیونسے کوئی مسلنے لگا آخر نہایت خوش ہو کر اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر کے تن تنہا عزم میدان کا فرمایا جناب حضرت امام زین العابدینؓ بستر بیماری پر بلبل تصویر کیطرح پڑی نرگس بیمار سے آنسو بہا بہا کی ریحان رسولؐ اور نونہال بتولؐ کا منھ تکتے تھے مگر ماری ضعف والم اور کثرت رنج و غم کے اٹھ نہیں سکتے تھے جب دیکھا کہ پدر بزرگوار تن تنہا میدان کو چلے جاتے ہیں اور اب بجز میری کوئی باقی نرہا بس ناچار از بلند

نعرۂ الا اللہ مار کے بدشواری تمام اُٹھ کھڑے ہوئے اور نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا اور آپ پر قربان ہونے کو رن
کی طرف قدم بڑھایا مگر ضعف کے مارے قدم اُٹھتا نہ تھا ہانپتے جاتے تھے شدّتِ بیماری سے کانپتے جاتے تھے
ناگاہ امام کی نظر پڑ گئی کہ فرزندِ بیمار نورِ چشم دلدار رن مین باپ پر فدا ہونے کو جاتا ہے اور ضعف و ناتوانی سے
پانون اسکا لغزش کھاتا ہے بے اختیار ہوکر دوڑے اور حضرت سجّاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ای لختِ جگر
ای نورِ بصر ہماری مین کہان جاتے ہو اور پدرِ مغموم کو اپنا داغ کیون دکھاتے ہو اللہ اللہ ای عابدؑ پھر چلو دنیا
مین میری نسل فقط تمہین سے باقی رہیگی اور نسل ہماری قیامت تک منقطع نہوگی پھر چلو نانا جان
ہم پر خفا ہونگے کہ تمنے سب کا گلا کٹوا دیا عابد بیمار کو بھی باقی نہ رکھا میری نسل منقطع کر دی تم تشنہ کامانِ اہلبیت
کے لیے ایک کو بھی ساقی نہ رکھا ابھی تمکو بہت بہت صدمے اُٹھانی ہین عمر بھر ہمارے غم کھانے ہین
غرض آپ حضرت عابدؑ کا ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لے آئے اور نعمتین معرفتِ حق اور علمِ مطلق کی جو سینہ
بسینہ چلی آتی تھین اُنکو دین اور بہت سی وصیتین کین اور فرمایا ای عابد **نظم** شفقت و الفت جو میری تجھ پر
ہے اہلِ بیت پر ❊ بعد میرے رکھیو تم بھی بلکہ اُس سے بیشتر ❊ یہ امانت اب تجھین سونپون ہون ای
جانِ حسینؑ ❊ اتباعِ مصطفےٰ ملحوظ رکھیو نورِ عین ❊ بے پدر ہونے کا غم دلپر سکینہ کے نہو ❊ رنج تنہائی
نہ آوے زینبؑ و کلثومؑ کو ❊ ہیچ اعداسے آخر صبر مین ہے مخلصی ❊ رفتہ رفتہ تا وطن تم لوگ پہونچوگے
کبھی ❊ واقعاتِ کربلا کیجو حضورِ جد بیان ❊ آگے جب نوبت ہماری اسقدر رکھیو وہان ❊ گو بتن
از بارگاہت بسکہ دور افتادہ ام ❊ لیکن از جان ہمچنان سر بر درت بنہادہ ام ❊ روایت ہے
کہ اسکے بعد آپ نے حضرت امام زین العابدینؑ کو گلے سے لگا کر فرمایا کہ ای یتیم پدر ای غریب پدر ای
بیکس و تنہا میرے بعد میرے نانا جان کی اُمّتون کو اور میرے ماں باپ کے دوستدارون کو کہنا کہ امام حسینؑ نے
تمکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ای محبانِ حسینؑ جب کسی مسافرِ غریب کا ذکر سنو تو میری غریبی و بیکسی یاد کیجیو
اور جب کوئی مر جاوے یا کسی شہید کا نام آوے تو میری شہادت میری ساری دنیا کی الفت کو یاد کرکے
جی کو تسکین دیجیو اور جب تم لوگ بسترِ خواب سے اُٹھکر جامہ زیبِ تن کرو تو ذرا اسوقت خیال میرے خونین
پیرہن رنگین کفن کرو اور جسکے رگ پر فصّاد نشتر لگاوے تو للہ وہ شخص میرے گلے پر خنجر چلنے کو یاد
دلاوے اور تم لوگون مین جس کسی کا پیارا بیٹا آگے آوے اسوقت وہ میرے قاسم پیارے علی اکبرؑ کو یاد دلاوے
کو یاد دلاوے اور جو کوئی بی بی میری ماں فاطمہ زہرا کی پیاری اپنے شیر خوار بچے کو گود مین لیکر دودھ

پلاوے تو وہ میری آنکھون کے تارے علی اصغرؑ کی دودھ کے ماری کو یاد کرکے آنکھون سے آنسو بہاوے اور جس کسی کو کچھ درد و مصیبت پیش آوے تو وہ کربلا کی میری مصیبت یاد دلادے اور جب کوئی وقت سرور اور شادی کے اپنے دلکو شاد کرے تو وہ اُسوقت ذرا میرا رنج و غم بھی یاد کرے اور جب خویش و اقارب دوست آشنا کے ساتھ مجتمع ہو یا نماز باجماعت پڑھو تو میری تنہائی اور پریشانی کو کربلا کی ذرا سوچو اور جب کھانا کھانے لگو تو میری بھوک مت بھولیو اور جب کسی کو کوئی روز تک فاقہ کی آوے تو وہ میرے ننھے ننھے بچّون کے فاقے کو یاد کرکے شکم سیر ہو جاوے اور جب پانی پیو تو میری پیاس میری تڑپ میری خشکی زبان و لب میری تشنہ کامی یاد کیجیو **نظم** چون آب خوش خورید بحسرت کنید یاد + از سوز سینہ و جگر خونچکانِ من + وز جوی دیدہ چشمہ خونین روان کنید + از بہر آب دادنِ ہمرہ روانِ من + آب فرات کف بسر و سر بسنگ زد + وقتیکہ تشنہ شد لبِ شکر فشانِ من + **ناصر** مین کہتا ہون تجھے بات ایک کام کی + پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی + **روایت** ہے کہ اسکے بعد آپ نے پوشاک عربی زیبِ تن کرکے عمامۂ نبویؐ سرِ انور پر دھر کے اور سب ہتھیار سے آراستہ ہوکے ڈھال حضرت امیر حمزہ کی زیب پشت فرمائی نیزہ ہاتھ مین لیا اور ذوالفقارِ حیدریؑ کاندھے سے لٹکائی پھر وہ گھوڑا غضب کا پرکالہ وہ کوڑا قالب کا ڈھالا آگے آیا آپ نے گھوڑے کی لگام تھام کے اہل خیمے سے متوجہ ہوکر فرمایا **نظم** اینک آمد نوبت من الوداع + الوداع ای غیرت من الوداع + زود و لہائے شما خواہد شدن + سوزناک از فرقتِ من الوداع + اسوقت خیمۂ اطہر مین ایسا شور قیامت برپا ہوا کہ دلون پر بجلی تڑپ گئی گلون پر تیغ خونخوار چل گئی کلیجا منھ تک آیا جان نکل گئی حضرت شہربانوے مغموم اور زینب و کلثوم رو رو کر فرمانے لگین آہ آے جانِ عالم ای امام ہمکو تم اسوقت آپ مُدّت کی آس توڑے جاتے ہین کیسے ہمکو یہان میدان مین کسمپرسی چھوڑے جاتے ہین آہ کیسی کمر ٹوٹ گئی اب کیا تدبیر کرین تقدیر تو پھوٹ گئی واویلاہ آج آسمان ہمکو لوٹتا ہے وا مصیبتا عمر بھر کا اب ساتھ چھوٹتا ہے افسوس مرتے دم آپ کچھ ہمین سہارا دیے نہ چلے یہان تک ساتھ لائے مگر ساتھ لے نہ چلے اب بھائی کہکر ہم کسکو پکارینگے کہان جاکے سر دے مارینگے و احسرتاہ ہم لوگون مین ایسا کون ہے جو برق ستم کا مارا نہین گیا کیسے اس میدان مین کسی کا آسرا نہین تنکے کا سہارا نہین آپ نے سب کو صبر و تسلّی دیکے فرمایا **شعر** آسرا سب سے بہتر آسرا اللہ کا + اور سہارا سب سے

بہتر ہے رسول اللہؐ کا؛ پھر فرمایا اب مرنے پر دل سینے پر سل دھر کے تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہون
کہ بیکسون کا وہی وکیل کارساز ہی مسبب الاسباب اور محرم راز ہی ؏ کہکے یہ خانۂ زین پر ہوے
رونق افزا؛ دلکو شوقِ اجل اور پیش نظر روی قضا؛ واہ ری شوق ترا واہ رے تسلیم و رضا؛
لب پہ تھا صلِّ علی ورد زبان شکر خدا؛ رن پکارا کہ عجب صاحب شمشیر آیا؛ غل ہوا لشکر روباہ مین
وہ شیر آیا روایت ہی کہ جب آپ میدان کارزار مین آئے آسمان و زمین تھرّائے اور لشکریان
عمر وسعد کا تو یہ ڈول ہوا کہ مارے خوف کے پیٹ دیگ کیطرح کھولنے لگا دل گھبراہٹ سے ہولنے لگا شیر
دلیر کو دیکھکر کوفیان روباہ صفت کے ہاتھ پاؤن بھول گئے اس شیر دلیر کی ڈپٹ گھوڑے کی جھپٹ
کے سامنے ساری چوکڑی بھول گئے عمر وسعد ملعون آپ کو دیکھکر آتش رشک سے جل گیا منھ پر ہوائیان
چھٹنے لگین رنگ چہرے کا بدل گیا بہرحال جب آپ میدان مین آئے تو یہ غزل زبان پر لائے غزل
جدّ من خیر الورٰیؐ وافضلترین انبیاست؛ آفتاب اوجِ عزت شمعِ جمعِ اصفیاست؛ منقبتہاے
پدر گر بر شمارم دور نیست؛ دُرِّ درجِ لافتی او بدرِ برجِ ہل اتی است؛ مادرم خیر النساؑ فرزند
خاص مصطفےٰؐ؛ بر کمالِ او کلام اللہ مدیح گو است؛ وز برادر گر بپرسی ہست شاہ دین حسنؑ؛ آنکہ سبط
مصطفےٰؐ و نور چشم مرتضیٰؑ است؛ ہست عمم جعفر طیارؓ کاندر باغ خلد؛ دائما پرواز او تا آشیان کبریاست؛
حمزہؓ سر خیل شہیدان باشدم عم پدر؛ انچنین اصل و نسب در جملۂ عالم کراست؛ ای ستمگاران بسختی جملہ
خویشان مرا؛ قتل گردید این چہ آئین ست این طغیان کراست؛ وین زمان ہر یک بہر ہلاک من کمر بستہ
اید؛ گشتنِ من در کدامین مذہب و ملت رواست؛ تشنہ لب رفتند یاران و من اندر میر دم ہم
در قیامت حضرت حق حاکم او شما شست؛ روایت ہی کہ اسکے بعد آپ نے روبرو لشکر عمر وسعد کے کھڑے
ہوکر اتمام حجت کیواسطے اور بنظر اسکے کہ شاید اللہ کسی کو ہدایت کرے اور لشکر عمر وسعد سے نکل آوے
اور میرے ساتھ ہوکر شہادت پاوے بفصاحت تمام فرمایا کہ ای لوگو تم لوگون نے ہمکو خطوط بھیجکر بلوایا
اور بلا گناہ میرے ساری عزیزون کا لہو میرے روبرو مثل ندی و نالے کے بہایا اب بھی زنار کفر کو
توڑو تعلّی کی نہ لو سرکشی چھوڑو راہ راستی پر آؤ میرے خونِ ناحق سے ہاتھ اٹھاؤ دیکھو ہم ساقیِ کوثر کا لک
بحر و بر کے نواسے ہین مگر تین دن سے قطرۂ آب کے پیاسے ہین خون جگر پیتے ہین آہ سرد بھر بھر
کسی طرح جیتے ہین ہم وہی حسینؑ ہین کہ جبرئیلؑ آمین بحکم رب العالمین بہشت سے میوے لا لاکر ہمکو

کھلاتے تھے ہمارا جھولا نفرت سے جھلاتی تھے ہم جب اُداس ہوتے تو نانا ہمین کاندھے پر چڑھا کر ٹہلاتے تھے باتون مین ادھر اُدھر میری اماں جی بہلاتی تھے اماں جان دھوپ مین کبھی جانے نہ دیتی تھین گرد ملال چہرے پر آنے نہ دیتی تھین ہم کبھی روتے تھے تو اپنے کلیجے مین سما لیتی تھین آنکھین ڈبڈبا آتین تو میرے آنسو کو اپنی زبان سے چاٹ لیتی تھین آہ آہ ہم وہی حسین ہین کہ اعدا ہر طرف سے میرے خون پینے کو بیچین ہین ایکو فیہ دیکھو ہمکو تو نشہ شہادت کا چڑھا آتا ہے شوق وصال مین دریا کیطرح دل اُمڈا آتا ہے اسدم تلوار کے نہ وہ سیر ہو اب شہادت تمہاری ہاتھ سے چھین کر ہم ہی جائینگے اُمنگ جوانی کا ڈھنگ شمشیر رانی کا دکھا کے ذوالفقار حیدری کو لہو اعدا کا پلا کے گاو زمین کو ہلا کے آخر اپنا گلا کٹائینگے سو اشقیا اللہ آب کوثر ایک قطرہ نپاؤگے کھڑی جہنم مین چلے جاؤگے بہتر آدمیون کو تو تمنے مار ڈالا سر تن سے اتار ڈالا اب بھی اگر خدا سے ڈرتے ہو نانا جان سے کچھ خوف کرتے ہو تو مجھے چھوڑ دو کہ کسی ملک کو چلا جاؤن ادھر پھیر اسطرف کبھی نہ آؤن اور اگر تمکو ہماری مارنے ہی کا ارادہ ہے تو بسم اللہ ہمارا سر تمہارا خنجر ہم بہر حال راضی برضا ہین شاکر لقضا ہین **شعر** بوچھار جو تیر دن کی بھی برساؤگے ہمپر ٭ مولا کی قسم دیکھیو ہم اُف نکرینگے ٭ **روایت** ہے کہ یہ تقریر دلپذیر رقت انگیز درد آمیز امام مظلوم کی کوفیان سنگدل ستمگر سوز آہ سے جل بھنکر موم کیطرح پگھلنے لگے آتش برق غضب الٰہی سے ڈر کر شمع جمال پر آپ کے پروانے کیطرح جلنے لگے آپ کی بیکسی پر رونے لگے اشک سے دامن بھگونے لگے رو رو آپ کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگے آپ کے چھوڑ دینے کی صلاح ٹھہرائی میدان قتل سے گھوڑے کی باگ موڑنے لگے شمر وغیرہ اشقیا نے دیکھا کہ اب کام بگڑنے چاہتا ہے شام مین عین دوپہر کو نشان حسینی گڑنے چاہتا ہے آخر کوفیون پر خنجر آبدار چمکایا اور یزید کے خوف سے ڈرا کر بہت دھمکایا اور شفق ہو کر کہا کہ یا امام تشنہ کام جبتک آپ یزید کی بیعت پر لب نہ ہلائینگے واللہ ہم آپ کو نہ چھوڑینگے اور نہ ایک قطرہ پانی پلائینگے امام نے فرمایا ہم تو اتمام حجت کر چکے مرنے پر جی دھر چکے اچھا میدان مین آؤ امنگ جوانی کا دکھاؤ عمر وسعد نے دیکھا کہ خدا خیر کرے سارے کوفے والے امام کی بات سنکر رو رہے ہین انکی تنہائی پر متاسف ہو رہے ہین آخر اسنے لشکر کے درمیان سے گھوڑا چمکایا اور کوفیون کو دھمکایا کہ ہان امام حسینؑ کو بات کرنے نہ دو اظہار کرامات کرنے نہ دو اب انکو گھیر کر بار لو راہ حق سے منہ پھیر کر گردن اتار لو پھر تو طبل جنگ کا بجنے لگا ہر شقی اپنے اپنے تن پر سلاح جنگ سجنے لگا شامیان سیاہ رو ساز جنگ درست کرنے لگے کوفیان بدخو قتل

بنی زادی پیکر کو چپت کرنے لگے لشکر عمر و سعد بد نہاد کے آگے سقے آبپاشی کر گئے گھڑی گھڑی پانی بھر گئے
پھر فوج کی فوج کوفیان بیوفا میدان کارزار مین آکر تھم گئے چپ و راست قرینے سے جم گئے آگے آگے
ہراول پیچھے سوارون کے پیدل غرض عمر و سعد نے قرینے سے سپاہ رو سیاہ کو جما دیا گھوڑون کے
پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم کو ملا دیا پھر وہ شیطان باواز بلند گرجا للکارا کہ ہان ای کوفیان مریدان
امام حسینؑ کیا دیکھتے ہو ایکبار متفق ہو کے اس شیر ببر کو للکارو اور حملہ کرکے ہر طرف سی ایکبار تیر مارو ناگاہ
کوفیان بیوفا نے راہ حق سے منہ موڑی اور یکدم آپ کو تنگ کرکے قریب تیرہ ہزار کے سن سن تیر چھوڑے
مگر بسبب کرامت آپ کے آپ پر یا آپ کے گھوڑی پر ایک تیر بھی نہ آیا سب تیر ہوا پر اڑ گئے سامنے
آپ کے آکر ادھر ادھر مڑ گئے آخر اسی طرح وہ وہ تیر شامیون کا کہ جس سے سپر فلک پھٹ جاتا تھا
وہ آپ کے جسم اطہر کے آگے آکر کے اُچٹ جاتا تھا پھر تو جو آگے آیا ایک ہی وار مین مار لیا سر اسکا
مثل خیار تر کے اُتار لیا اسی طرح جتنے نامرد آپ کے سامنے آتے تھے شمشیر آبدار کے گھاٹ پار ہو جاتے
تھے **نظم** بجلی کی جست شیر کی آمد ہوا کا زور + قدرت کا کھیل قہر کی طاقت بلا کا زور + گہ آب گاہ شعلہ
فشانی دکھاتے تھے + پانی مین آگ آگ مین پانی دکھاتے تھے + لاکھون کا خون کرنے کو ہان بھی
ہنین نہ تھی + ہر جا تھی اور پوچھو کہان تھی کہین نہ تھی + اسکے بعد آپ خیمے مین آئے اور حضرت
سجاد کو گلے سے لگائے **رباعی** ور ای پردہ نشینان و کودک بیمارم + نماند ہیچ کسے دیگر از تبار حسینؑ +
حسینؑ گریہ کنان در وداع فرزندان + ستادہ لشکر بیحد در انتظار حسینؑ + **شعر** رسولؐ پاک
پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہی کہ اسکے بعد آپ نے
پھر میدان کا قصد فرمایا ناگاہ ایک اندھیر طوفان نظر آیا پھر اسمین سی ایک شخص مہیب بصورت
غریب و شکل عجیب گھوڑی پر سوار نکل آیا اور پیادہ ہو کر بڑی تعظیم سے سلام مسنون بجا لایا آپ نے
جواب سلام دیکر پوچھا کہ ای نیکبخت تم کون ہو کہان سے آتے ہو کہ ایسے وقت مین مظلومان بیچارہ
اور غریبان آوارہ کے ساتھ شرط شفقت بجا لاتی ہو اُسنے عرض کی یا ابن رسول اللہ ہمارا نام
زعفر ہی ہم پریون کے سردار ہین غلام رسول پروردگار اور حیدر کرار ہین میرے پاس لشکر بیشمار
ہے حکم ہو تو ابھی کوفیون کی سپاہ روسیاہ کو تہ و بالا کر دون ایک ہی وار مین مار لون منہ سب کا
کالا کر دون آپ نے فرمایا کہ تم جسم لطیف ہو وہ تمکو نہ دیکھین گے تم انکو دیکھ دیکھ مارو گے یہ ظلم کی

باتھ ہی اور یہ تو نوشتۂ تقدیر ہی ٹل نہین سکتا گردن اور تلوار خدا کے ہاتھ ہی زعفر نے کہا اگر حکم ہو تو ابھی
آدمی کی صورت بن جاؤن شمشیر قدرت ہاتھ مین لیکر کے اشقیا کے سامنے تن جاؤن آپ نے فرمایا
ای زعفر خدا تجھے جزای خیر دے ہم کئی دن کے بھوکے پیاسے ہین آج نانا جان کے ساتھ ہمکو
افطار کرنا ہی تشنہ لب شربت شہادت پیکے ضروری مرنا ہی شوتم لِلّٰہ پھر جاؤ لڑنے کا خیال دلمین
نہ لاؤ زعفر مجبور ہوکر پھر گیا اور وہ غبار نظر سے غائب ہوگیا روایت ہی کہ اسکے بعد آپ خیمے سے
پھر میدان مین گھوڑا دوڑا لائے لشکریان عمر و سعد گھبرائی آسمان و زمین دونون تھرائے نظم برپا تھا
دان پہ شور کہ گونجا ادھر سے شیر + ای سرکشان شام لڑائی مین کیا ہی دیر + فرما کے یہ امام نے گھوڑا
کھڑا کیا + ایکجا ہمٹ کے ہوگئے وہ لاکھ اشقیا + تیغین کھچین بلند ہوئے گرز اہنین + گھوڑون
کی جست و خیز سے ہلنے لگی زمین + ماہی کو زلزلے سے نہ اکدم فراغ تھا + یا جون کو غل سے شیر فلک
بد دماغ تھا + جولان کیا تو پھر نہ کسی جا فرس تھما + پھر آگیا کہین کہین چمکا کہین جما + میدان سے دل
مین فوج ستمگر کے جا پڑا + مانند شیر قلب مین لشکر کے جا پڑا + پہلے پہل تمیم روسیاہ شام کا سردار
مقابلے کو آگے آیا آپ نے ایک ہی وار مین اس لئیم کو نار جہنم مین پہونچایا پھر تو ایسی جم کے لڑائی ہوئی
ایسی تیر آزمائی ہوئی کہ شیران صف شکن تھرائے گاؤ زمین کے پاؤن اکھڑ گئے عرش سے فرش
تک جنبش ہوئی آسمان کے چند کنگورے جھڑ گئے جبکہ تیغ دودم اٹھائی موت سر پر آگئی چہرۂ
اشقیا پر مردنی چھاگئی واہ ری شمشیر برق غضب قہر رب جسکے سر پر پڑی ایک ہی وار مین گھوڑے
اور سوار دونون کو کاٹا پھر بجلی کیطرح ساتون طبق زمین سے پار ہو گاؤ زمین کا لہو چاٹا دہی سر اشقیا
کا جو خود مین تھا نظر پھری تو ابھی گود مین تھا جسپر لپک کی ایک وار کیا بلا مبالغہ ایک کو دو دو کو
چار کیا نظم ہر جا لپک لپک کے جو وہ شعلہ رو گئی + میدان مین مثل برق چمک چارسو گئی +
تصویر مرگ پھرتی تھی دشمن کے سامنے + غل تھا اری نہ جائیو ناگن کے سامنے + اڑتی تھے اسکی
دم سے شرارے ادھر ادھر + گرتے تھے ٹوٹ ٹوٹ کی تارے ادھر ادھر + ہر ضرب مین تنون سے زمین
پاٹتے ہوئے + میدان مین پھرتے جاتی تھے سر کاٹتے ہوئے + دلاوران شام جب آپ کی کاٹ پھرتی
پر نگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے پھر تو لشکر عمر و سعد مین آپ کا رعب چھاگیا ہر شقی دلاور تھرا گیا
سپاہ روسیاہ کے منہ پہ ہوائیان اڑنے لگین بغلین جھانکنے لگے ادھر ادھر بھاگنے کے لیے

باگین مڑنے لگین بُرے بُرے دلاور حسرت سے ناخن سی منھ نوچنے لگے بھاگنے کی راہ سوچنے لگے پہلوانان
شام کے ہول سی چہرے زرد ہوگئے مارے خوف کے ہاتھ پاؤن سرد ہوگئے باہم کہنے لگے ارے بھاگ
چلو ابر وہ گھڑی آگئی کہ جی تو رہیگا لہو کا نالا بدن سے تو نہ بہیگا ناگاہ عمر و سعد بد نہاد نے دیکھا کہ آہ آہ
اتنی فوج ڈانوان ڈول ہوگئی لشکریون کے دلمین ہول ہوگئی پس میدان مین آکر للکارا اور
باآواز بلند سپاہ پر نعرہ مارا کہ دلاور و میدان جنگ مقام نام و ننگ ہے شیران دلاور کا یہی کام ہے
لڑنے بھڑنے کا جوانون یہی سن ہے ایکدن تو مرنا ہے دنیا مین زندگی چار دن ہے ناگاہ یزید البطحی نے
لشکر کو للکارا کہ ہان اے کوفیان بزدل کیا دلکو اُچاٹ کرتے ہو دیکھو تو ہم اکیلے کیا کام کرتے ہین میدان
جنگ مین اپنا کیا نام کرتے ہین اور اُس البطحی شقی کی دلاوری ملک شام اور عراق اور مصر اور
روم مین مشہور تھی نزدیک ہی نہین دور دور تھی غرض وہ البطحی زبردست ڈیل ڈول مین مثل
فیل مست خنجر آبدار ہاتھ مین لیے میدان مین آتے ہی پکارا اُٹھی آواز سے آپ پر گرجا للکارا
لشکریان عمر و سعد البطحی کو امام کے ساتھ لڑتے دیکھکر بہت خوش ہوئے آپ نے فرمایا اے شیطان کیا مجھے
تو جانتا نہین گستاخانہ چلا آتا ہے کیا مجھے پہچانتا نہین اُسنے آپ کی بات کا جواب نہ دیا اور آتے ہی
آپ پر وار کیا آپ نے لپک کرکے اُسکی کمر مین اس زور سے تلوار لگائی کہ وہ ملعون لکڑی کیطرح
کٹ گیا دو پارہ ہوکر گھوڑے سے الٹ گیا غرض پھر اسی طرح جو آپ کے سامنے جاتا زندہ پھر کر نہ آتا
پھر تو سوارون مین ہلچل پڑی پیادون مین کھلبل پڑی کسی کو مارے ہول کے دست بہ
دست آنے لگے بڑے بڑے پہلوان تیرانداز جیسے باز لڑے نہ بھڑے مگر فقط ذوالفقار حیدری
کی چمک سے غش کھانے لگے ہر طرح سے آنکھ چرانے لگے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و
سلام ٭ علی و فاطمہ حسنؑ و حسین پر بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ اُسوقت آپ کو نہایت پیاس
غالب ہوئی طبیعت عالی قطرۂ آب کی طالب ہوئی پس آپ نے لب فرات کا قصد فرمایا آپ
صبا رفتار کو چمکایا عمر و سعد نے کہا ہان ہان سوارو دیکھو ایسا نہو کہ امام تشنہ کام فرات کے
کنارے جائین اور پانی پی آئین اسواسطے کہ اِسوقت اگر ایک گھونٹ بھی پانی پیکے جدھر باگ
موڑینگے تو واللہ کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اکیلے تن تنہا تم سب کو مار لیوین گے ایک ایک کی
چُن کرکے گردن سر سے اُتار لیوینگے پھر تو فوج اعدا بادل سی اُمڈی اور امام تشنہ کام اور آب

فرات کے درمیان مین حائل ہوگئی ہر جانب سے ہی مینہ تیغ اور تیر کا برسا کے قتل سبط نبی پر مائل ہوگئی ناگاہ لفظ ہان آپ کے دہن سے نکل گیا پھر تو اسپ برق رفتار کاوے کی راہ کاٹکے تینون صفون کو اعدا کی پھاڑتا ہوا تیر کیطرح سن سے نکل گیا بجلی کیطرح جدھر چمکا سپاہ رو سیاہ بادل کی طرح پھٹ گئی صاعقہ کے مثال جسپر گرا اسکا دل بجُھ کر کلیجا دھڑکا لشکری ادھر ادھر ہٹ گئے پھر تو گھوڑے کو بحر فرات مین ڈالا حوصلہ دل کا نکالا پھر آب فرات سے ایک چلو پانی لیکر چاہا کہ پیکر جان تازہ کرین میدان جنگ مین جاکر قوت کا اندازہ کرین ناگاہ پیاس ننھے ننھے بچون حضرت قاسم علی اکبر علی اصغر کی یاد پڑ گئی دل سرد ہوگیا تب کلیجے مین تیغ گرم ہی گڑ گئی پس سب پانی کو ہاتھ سے پھینک دیا اور ایک قطرہ بھی نہ پیا اور کسیطرح پیتے منظور الٰہی تو یون تھا کہ تین دن کے بھوکے پیاسے راہ حق مین جی جان نثار کرین اور اس روزہ کو شب کے وقت اپنے جد امجد کے ساتھ میوے اور شراب بہشتی سے افطار کرین اور اشقیا فرات کے گھاٹ پر آب کی گھات مین بادل کی طرح جمے تھے قریب نہ آتے تھے ایک تیر کے تلے پر بیٹھے تھے پھر آپ نے گھوڑی کو کہا ہان بہادر ناگاہ وہ براق برق سیر بجلی کیطرح چمکا بدلی کی مثال فوج اعدا کو پھاڑتا ہوا سیکڑون کو ٹاپون سے کچلتا ہوا میدان سے سن سے نکل آیا ابھی فرات کے کنارے تھا پلک جھپکی تو خیمۂ عالی کے پاس سن سے نکل آیا لب فرات سے خیمے تک آتے آتے چارسو کفار کے سر کاٹ دئیے دشت کربلا عشون سے پاٹ دیے خدا معلوم کتنے شقی ٹاپون ہی سے کچل گئے ادھر ادھر کی جھپیٹ مین کھندل گئے غرض آپ اسی طرح صحیح و سالم بھوکے پیاسے خیمے مین آئے اور حضرت زینب اور کلثوم اور شہربانو مغموم کو تسلی دیکے سکینہ اور عابد بیمار کو گلے سے لگایا اور حضرت عابد کے منہ پر بوسہ دیکر فرمایا

رباعی بیا عابد وداعم کن بالبے آتشم بنشان ✤ که تیغ از استخوان بگذشت و آب از فرق وکار از جان ✤ کنارم گیر کز نوبت شود جان حزین خرم ✤ سخن گو تا رگفتارت دل غمگین شود شادان ✤ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✤

شہادت حضرت شبیر محشر کا نمونہ ہی | کہ جسکے ذکر سے ناصبر کلیجہ منھ کو آتا ہے

اسکے بعد آپ اہل خیمے سے وداع ہونے لگے گلے مل مل کے لوگ رونے لگے آپ نے فرمایا یہ

آخری دیدار ہی اب پھر ملاقات نہوگی **رباعی** ای اہل خیمہ مین بھی مرقع مین دہر کے ٭ تصویر ہون
لب حسرت گزیدہ ہون ٭ غم ہون الم ہون یاس ہون سوز وگداز ہون ٭ بچھڑا ہون کاروان سے
مسافر جریدہ ہون ٭ جسوقت شاہزادہ جان عالم نے گھوڑے کی باگ اٹھائی آسمان کانپا زمین ہل
گئی گاو زمین تھرائی غرض یکہ تاز میدان کربلا شیر بن شیر خدا جناب سید الشہدا تشنہ جام شہادت
مخمور دل نازنین سنگ عشق خدا سے چکناچور شہ تنہا شل شیر ببر کے معرکہ قتال مین تشریف لائے اور
فرمایا ہان ای کوفیو تلواروں پر باڑھ دو اب ہم گلا کٹانے کو آئے **شعر** شکر ہی ای کوفیو اللہ کی درگاہ مین
ہم گلا اپنا کٹاتی ہین خدا کی راہ مین ٭ یہ کلام سنکر پلیتیون کے رخ زرد ہونے لگے سوار خسطر بخ غرق ہونے
پیادونکے ہاتھ پاؤن سرد ہونے لگے پھر فوج روسیاہ ہرطرف سے بادل کیطرح اُس ماہ مدینے پر آمدی اسوقت
ذوالفقار حیدری بجلی کیطرح چمکی اشقیا پر لوہے کی بوچھار پڑی ہرطرف سے خدا کی مار پڑی پھٹکار پڑی براق
برق شیر کے ہنہنانے نے رعد کا کام کیا ٹاپون سے ہزارون شقی کو روند ڈالا خوب نام کیا غرض ایسطرح
صف اعدا پر حملہ فرمایا اور جو مقابل ہوا قعر جہنم کو پہونچایا جس پر وار کیا ایکہی ہاتھ مین فی النار کیا اور
جدھر نگاہ پلٹی صف کی صف اُلٹی پلک بھر مین بہتیرے اشقیا کٹ گئے کشتون سے میدان اور جنگل پٹ گئے
پھر تو اتنے کٹے کہ لہولہان خنجر آبدار کا گھاٹ ہوگیا اتنے مرے کہ دل کوفیون کا زندگی سے اُچاٹ ہوگیا تیغ ہندی
مصریون کے غول کو میٹھے نوالے کیطرح چٹ کرگئی سمر قندیون کے دانت کھٹے ہوے شامیون کی چھکے
چھوٹ گئے عراقیون کو عرق آنے لگے کوفیون کے دل ٹوٹ گئے بات کی بات مین خون کے ندی نالے بہگئے
لاشون کے انبار تماشے کے لیے رہگئے کھوپڑیان کوفیون کی بلبلے کیطرح بہی جاتی تھین موج خون مین تلاطم
ہوا غضب سے ٹھوکرین کھا کھا کے ڈبکیان لگاتی تھین **روایت** ہی کہ جب آپ کی برق شمشیر کی ڈپٹ
اسپ صبا سیر کی جھپٹ سے کوفیان بیوفا کی ہڈیان پسلیان سرمے کیطرح پس گئین ڈھالون مین کھال
تلوارون نے دانت نکال دیے ٹاپین گھوڑون کی دوڑتے دوڑتے گھس گئین تب شامیان سیاہ دل
مارے خوف کے کتے کیطرح دو دو ہاتھ زبان نکال کے ہانپنے لگے اُس شیر دلیر کے ڈر سے تھر تھر کانپنے لگے
اسوقت شمر ملعون ایک حیلہ سوچ کر خیمے کیطرف مائل ہوگیا چند آدمیون کو لیکر کے امام تشنہ کام اور خیمہ کے درمیان
مین حائل ہوگیا چاہا کہ دست تعرض اہلبیت نبوت پر دراز کرے اہل خیمہ اور عابد بیمار پر بھی خونریزی
آغاز کرے آپ نے للکارا کہ ہان ای شیطان خیمے کیطرف کہان جاتا ہی خدا و رسول سے نہین شرماتا ہے

لڑتے ہین عورتون کا کیا گناہ ہی آج سر ہمارا نجات استان عاصی کے لیے فی سبیل اللہ ہی لے ادھر آ ہمارا
گلا کاٹ ہماری لہو کا پیاسا ہی تو آکر چاٹ لے پس شمر لعین نی کہا کہ اچھا اب خیمے کیطرف نہ جاو امام تشنہ کام
گئے پر خنجر آبدار شمشیر خونخوار چلاو یکایک اشقیانی ہر طرف سی حضرت کا محاصرہ کر لیا تلوارون کی
اور آپ کو دھر لیا اسوقت ایک پہلوان نامی مونچھون پر تاو دیتا ہوا آپ کی مقابلے کو آیا آپ نی اسپ
ستم گڑکا کے تیغ برق تڑپا کی اسپر ہاتھ لگایا ایک نیزہ پیٹھ مین اُس مردود کے مارا اور ہلکا دیکر
پشت زین سی اُٹھا لیا نیزہ سینے سی پار ہو گیا فوراً وہ شقی فی النار ہو گیا پھر ایک اور شیطان آپ پر
بڈھا للکارا اور ایک گرز زور سی پھینک کر آپ کو مارا شاہزادی نے اُسکے گرز کی زد بچا کی گھوڑے کو چمکا کر
ایک خنجر مارا کہ ککڑی کیطرح سر اُس ناپاک کا کٹ کی تن سے پچاس قدم دور ہو گیا پھر گھوڑی کی جھپٹ دشمن
مار ادھر اُسکا چکنا چور ہو گیا اسیطرح وہ چستی وچالاکی سے لڑتے تھے کہ شامیان بزدل تلوار کی
چمک سی گر پڑتے تھے جدھر وہ گھوڑا برق غضب قدم دھرتا تھا زمین ہلجاتی تھی اور جسپر وہ تلوار
صاعقہ کردار پڑتی تھی زرہ بکتر خود چار آئینہ سوار کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کے لہو چاٹتی ہوئی گاو زمین کے
شکم مین جا کر پل جاتی تھے اسوقت شیر فلک باختہ ہوش ہو گیا گاو زمین کو خواب و خور فراموش ہو گیا
ہر نوعی مین دشت کربلا کے شیر تھراتے تھے جانوران دریائی مارے ہول کے فرات کی کنارے سے چلے آتی تھی
جب گھوڑا پھیرا آتا تھا عمر وسعد ملعون مارے خوف کی تھراتا تھا مست ہاتھی کیطرح جب جھومتا تھا شیر فلک
گردن جھکا کر اُسکا قدم چومتا تھا اُس شان و شوکت سی رن مین ٹہلتا تھا کہ زمین ہلتی تھی آسمان دہلتا تھا
آخر لڑتے لڑتے آپ کو پیاس کا غلبہ ہوا زبان مین کانٹے پڑ گئے کاٹتے کاٹتے ذوالفقار آبدار کی جوہر جھڑ گئے
پھر آپ نی گھوڑا اچھکایا اور نہر فرات مین آ کے ایک چلو پانی اُٹھایا اسوقت اہلبیت اطہار اور عابد بیمار
کی پیاس یاد پڑ گئی پانی پھینک دیا طبیعت بگڑ گئی پس میدان مین آئی اور پھر اپنی بہادری کے جوہر
دکھائے عمر وسعد شقی نی کہا کہ ہان پہلوانون اب کیا دیر ہی ایک آدمی بھوکا پیاسا تم سب کو چکر دی رہا ہے
کیا اندھیر ہی مانا کہ یہ جوان شیر ہی دلیر ہی مگر بھوکا پیاسا زخمون سی چور لکھو کہا ہرن کی چوکڑی گم کیے ہی
کیا زمانہ کا پھیر ہی پھر تو چارو نطرف سی تیرون کی بوچھار آنے لگی ہر جانب سی تلوارون کی مار آنی لگی
آہ آہ ہر طرف سی باران میغ تیغ بیدریغ برستا تھا اور ساقی کوثر کا نواسہ قطرہ آب کو ترستا تھا پھر تو
مارے زخمون کی سارا جسم ٹوٹ پڑا اور چور چور ہو گیا حتی کہ نبی کا لعل علی کا نونہال پشت زین پر

بیٹھنے سے مجبور ہوگیا ہائے ہائے وہ نور کا پتلا قالب وحدت کا ڈھالا ہوا آہ آہ بوٹا سا قد آغوش ناز کا پالا ہوا
افسوس اُس نازنین بدن پر جو بہشت کی گلاب کی پتی سے بھی نازک تر تھا پتھر زخم کاری لگے ہر زخم سے
خون کا فوارہ چلتا تھا فرشتگان ارض وسما یہ حال دیکھکر روتے تھے آسمان دہلتا تھا **نظم** جب تڑپنے لگا وہ
سرو ساقامت رن مین ✤ صاف ظاہر ہوے آثار قیامت رن مین ✤ چرخ ہلتا تھا زمین خوف
سے تھراتی تھی ✤ نعرہ آہ آہ حسینا کی صدا آتی تھی ✤ **روایت** ہے کہ اسکے بعد کسی شقی کا تیر پیشانی انور پر
ایسا لگا کہ تمام چہرہ لہو سے تر بتر ہوگیا آپ نے وہ تیر اپنی پیشانی سے کھینچکر پھینک دیا خون کا فوارہ چلنے لگا
آپ اُسوقت بار بار مُنھ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ہاتھ میں لہو لے کے مُنھ اور سر پر ملتے تھے اور یہ فرماتے
کہ آج نانا جان کے حضور میں اسی طرح لہو لہان جاؤنگا علی مرتضی شیر خدا کو اسی طرح رخسارہ خون آلودہ
اپنا دکھاؤنگا اماں جان کو اپنا رنگین پیرہن اور خونین کفن دکھا کر رولاؤنگا کہ آپ کے بعد اُمتوں نے آپ کے
میرا یہ حال کیا ساری جسم کو پرزے پرزے اور دشت کربلا کو میرے لہو سے لال کیا **نظم** دریای فتنہ موج
زد و دشمنان چو سیل ✤ خود در اِران امام وفادار ریختند ✤ پر ہای بلبلان سخن گو ہمہ کو فتند ✤ خونہاے
طوطیان شکرخوار ریختند ✤ ہر میوہ کہ بود ز بستان مرتضی ✤ ہمچون شگوفہ بر سر ہر خار ریختند ✤ آن سرو
بوستان امامت ز پا فتاد ✤ حوران ز رشک بر گل رخسار ریختند ✤ مرجان کربلا ز پی ماتم حسین ✤ خون
بر لب فرات ز منقار ریختند ✤ **روایت** ہے راحت القلوب میں لکھا ہے کہ دسوین محرم عاشورے کے دن
جسمین جناب حضرت امام حسینؑ شہادت پانے والے تھے اُس روز دوپہر کے قبل ایک بزرگ نے خاتون جنت
جناب حضرت اقدس اطہر مطہر بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو خواب میں دیکھا کہ بہت سی عورتوں
کے ساتھ میدان کربلا میں تشریف لائی ہین اور دامن مبارک کو کمر شریف میں باندھے ہوے اُس مقام
کو کہ جناب حضرت امام حسین وہان شہادت پاوینگے اپنی آستین مبارک سے بہار رہی ہین اور درد و
آب دیدہ کو اُس زمین پر چھڑکا ڈ رہی ہین اُس بزرگ نے پوچھا کہ یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اے خاتون قیامت اے ملکہ روز محشر یہ کون مقام ہے اسے آپ کیون بہار رہی ہین فرمایا کہ آج
میرا نور عین حسین تیمم مادر اسی جگہ پر سوویگا اسی مقام پر شہید ہوویگا **نظم** رخے کہ بوسہ گہ شاہ انبیا
باشد ✤ بخاک و خون شدہ پنہان کجا روا باشد ✤ کسی کہ حیثیہ کوثر عطا رجد ویست ✤ بدشت
کرب و بلا تشنہ لب چرا باشد ✤ روا بود کہ جگر گوشۂ رسول خدا ✤ فتادہ غرقہ بخون سر ز تن جدا باشد ✤

روایت ہی کہ جب آپ نی زخم پر زخم کھائے تب گھوڑی سے بنظر اسکے کہ خاص سواری کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی ایسا نہو کہ اشقیا اسپر بھی تیر چلاوین پشتِ زین سی اُتر آئے ناگاہ تیر ایک لعین کا حضرت کے تالو سی پار ہوگیا آپ زمین پر گرے پھر اسوقت آپ نی بسبب غلبہ پیاس کے لب تک ہاتھ اُٹھا کے ایک کوزہ پانی کا اشارہ کیا کسی نے وقت اخیر مجھکو لا دیا ہنوز ایک قطرہ پانی لب خشک تک نہ پہونچا تھا کہ ایک جہنمی نے آپ کے چہرہ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتھ سی گر گیا **رباعی** زین بعد خامہ را ہوس گفتگو نماند ٭ دل چاک چاک گشت کہ جای رفو نماند ٭ لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان ٭ آے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند ٭ **روایت** ہی کہ اسکے بعد آپ قبلہ رو بیٹھے اور حقتعالی کے ساتھ راز و نیاز ہونے لگا بخشایشِ اُمتانِ عاصی کا قصہ آغاز ہونے لگا نہ تو اپنے زخمون کا خیال اور نہ سر کٹنے کا ملال اور نہ گھر لُٹ جانے کی فکر اور نہ قاتل و مقتول کا ذکر رو رو کر فرمانے لگے کہ خداوندا حسینؑ اپنے یار و یاور سی دور ہوا اور سارا بدن اُسکا زخمون سی چور ہوا ساری خویش و اقارب اِسکے کٹ گئے لاشون سی جنگل اور میدان پٹ گئی دیکھ ہر ہر زخم سے فوارہ خون جاری ہی اور اب میری سر اُتارنے کی تیاری ہی سو خداوندا حسینؑ فقط بخشایش اُمتیانِ عاصی کے لیے یہ سب صدمی سہگیا یہ سب کچھ ہوا پر ایک بار بھی آہ نہ کی اُمّت کا خیال کر کے کلیجے کو تھام کر کے رہگیا سو خداوندا تجھے قسم ہی میری رُخ پُر خون غمگین اور پیرہن خونین اور کفن رنگین کی کہ میری نانا جان کی اُمّت کے گناہ کو معاف کر دی نامۂ اعمال کو اُنکے حرفِ خطا و جرم سے صاف کر دی خداوندا ساری اُمتون پر کرم کیجیو تشنگی محشر اور آتش دوزخ سے اُنکو نجات دیجیو پھر اسی طرح دیر تک عجب کیفیت طاری رہی زخمون سی سیلاب خون جاری ہی دلمین شکرِ حق زبان پر برابر بخشایش اُمّت کی طلبگاری رہی پھر تو رونگٹے رونگٹے سی دیدۂ شوق نگرِ مشاہدۂ جمالِ مطلق مین آپ سہو محو ہو گئے نہ تو زخمون کی خبر رہی نہ قاتل کا خیال نہ عزیزون کے کٹنے کی پروا اور نہ فکرِ سر رہی **رباعی** ای تشنہ کربلا شہید اکبر ٭ سیراب گلوی تو ز آب خنجر ٭ تو آب نیافتی ز دستِ اُمّت ٭ اُمّت ز تو آب خواہ روزِ محشر ٭ **روایت** ہی کہ جب آپ عرش زین سی فرشِ زمین پر تشریف لائی آہ کے نعری عرش سے آئے اور آسمان و زمین دونون تھرائی پھر دس سوار عمر و سعد بد نہاد کے پیادہ ہو کر بارادہ قتل آپکی پاس ننگی تلوار کھینچے ہوی آئی اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ پہلے ہمین امامِ تشنہ کام کا سر کاٹ کر عمرو سعد بد نہاد کے پاس

لیجاتین تاکہ انعام اور خلعت پائین جو آگی آتا تھا مارے خوف اور شرم کے تلوار چلا نہین سکتا پیچھے کو ہٹ جاتا
تھا اُسوقت ایک شخص ننگی تلوار لیے آیا آپ نے اُسے دیکھکر فرمایا کہ تو ہٹ جا واللہ تو مجھے مار نہین سکتا
سر تن نازک سے اُتار نہین سکتا میرا مارنے والا سفید داغ والا ہوگا مجھے افسوس آتا ہی کہ تو بیفائدہ عذاب
دوزخ مین گرفتار ہو وہ شخص رونے لگا اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ اس حال کو پہونچ گئے لیکن
پھر بھی ہم لوگون کا غم کھاتے ہین اور نہین چاہتے کہ کوئی دوزخ مین جلے خنجر غضب الٰہی کسی کے
سر پر چلے پھر اس شخص نے وہی تلوار جو واسطے قتل امام تشنہ کام کے کھینچی تھی ہاتھ مین اسی طرح لیے عمر و سعد
کے پاس دوڑا ہوا گیا عمر و سعد نے کہا کیا آیا ہے امام حسینؑ کو مارا اُسنے کہا نہین ای ملعون مین تیرے قتل کے
لئے آیا ہون پس عمر و سعد پر اُسنے تلوار چلائی لوگان عمر و سعد دوڑے اور اُسپر ہر جانب سے تیر چلانے
لگے اُسنے باواز بلند پکارا یا حضرت امام حسینؑ مجھے لوگ آپکی محبت مین مارتے ہین میری گردن
اُتارتے ہین آپ گواہ رہین قیامت کے دن مجھے بھولنا نہین للہ کرم فرمانا ای شہیدان لشکر کے ساتھ
بہشت مین لیجانا آپ نے اُسی جگہ سے آواز دی کہ شاباش ہان ہان ایسا ہی کرونگا **بیت** چون بر مہر
کوے مہر من کشتہ شدی ٭ از عہدہ خون بہا برون آیم من ٭ **شعر** رسولؐ پاک پہ بھیج ای خدا درود
وسلام ٭ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ پھر اسکے بعد جو جو شخص آپکی قتل کو
آتا آپ آنکھ کھول کر اُسکو دیکھتے وہ مارے شرم کے پھر جاتا اور جسوقت آپ پشت زین سے فرش
زمین پر جھکے تو دو پہر ڈھل چکی تھی اور اول وقت ظہر کا تھا اور جمعے کا دن گویا تکبیر افتتاح
گھوڑے کی پشت پر واقع ہوئی اور گھوڑے سے خم ہونا رکوع کی صورت تھی اور پشت زین سے مائل بزمین
ہونا بعینہ سجدہ کی حقیقت تھی اسصورت پر ہیئت مجموعی نماز ظہر کی ادا ہوگئی پھر آہ آہ سنان علیہ اللعن نے
آپکی پشت نازنین پر زور سے نیزہ چلایا آپ زمین پر گر پڑے اور نیزہ سینہ بکینہ سے پار ہوکر نکل آیا
پھر شمر ملعون پیشدستی کرکے اُچھلکر سینے پر اُس شاہ کے جو بحر عرفان کا سفینہ اور اسرار الٰہی کا
گنجینہ تھا چڑھ بیٹھا آپ نے آنکھ کھولدی اور فرمایا تو کون ہے اُسنے کہا مین شمر ہون آپ نے فرمایا ذرا
منھ سے اپنا ڈھاٹا تو کھول دے اُسنے ڈھاٹا کھول دیا آپ نے دیکھا کہ دانت اُس ملعون کے سور کے
دانت کیطرح منھ سے باہر نکلے ہوے ہین آپ نے دلمین فرمایا کہ یہ ایک علامت میرے قاتل کی راست ہی
یہی سور میرا قاتل ہے کم و کاست ہی پھر فرمایا ذرا اپنا سینہ تو کھول اُسنے سینہ پُرکینہ اپنا کھولا آپ نے دیکھا کہ

اسکے سینہ پر برص کی سپید داغ ہین آپ نی فرمایا میری قاتل کی یہ نشانی دوسری ہی نانا جان نی آج کی رات خواب مین مجھسی سچ فرمایا تھا کہ کل تم میری ساتھ ظہر کی نماز پڑھوگے اور تمھاری قاتل کی یہ دونون نشانی ہین یہ دونون نشانیان تجھ مین موجود ہین روایت ہی کہ اسکے بعد آپ نی پوچھا کہ اے شمر تو جانتا ہی آج کون دن ہی اور کون تاریخ ہی کہا دسوین تاریخ محرم کی سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری جمعے کا روز عاشوری کا دن پھر فرمایا دوپہر ڈھلی عرض کی جی ہان ٹھیک دوپہر ڈھل گئی پھر فرمایا یہ کون وقت ہی کہا خطبہ پڑھنے کا اور نماز جمعہ ادا کرنے کا پھر فرمایا اسوقت خطیبان امت جد امجد کے ہماری منبرون پر خطبہ پڑھتے ہونگی اور نعت میرے نانا جان کی کرتے ہونگے اور تو میری ساتھ یہ معاملہ کر رہا ہی میری مارنے کو مر رہا ہی افسوس ہی اے شمر یہ وہ سینہ ہی جسپر میری نانا جان محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنا روی مبارک ملتی تھے اور تو اسوقت اسپر بیٹھا ہی اور جس حلق تشنہ پر ہماری نانا جان بوسی دیتے تھے اسپر تو تلوار چلاتا ہی ذرا دوزخ کی آنچ کو خیال مین نہین لاتا ہی مین دیکھ رہا ہون کہ اسوقت حضرت زکریا پیغمبر میری داہنی طرف اور حضرت یحییٰؑ میری بائین جانب کھڑی کف افسوس مل رہی ہین سر کو سنگ غم سی کچل رہی ہین اے شمر ذرا میری سینہ سی اٹھ جا کہ مین قبلہ رو بیٹھ کر نماز پڑھون اپنی خون سی وضو کرکے پیرہن کو اپنی لہو سی رنگین کفن بناکے نماز مین سر کٹانا بابا جان شیر خدا کی وراثت مجھے ملی ہی جب مین سجدہ مین جاؤن تو تو میرا سر کاٹ لیجیو اور جو تو میری لہو کا پیاسا ہے تو سر کاٹ کے لہو چاٹ لیجیو شمر ملعون سینۂ عالی سی اتر پڑا آپ رو بقبلہ ہوکر خون سی منہ ہاتھ دھوکر نماز مین مشغول ہوئی **نظم** سوز دل مبارک لب تشنگان میرس + زان رنگ ہاکہ فرش بیابان کربلاست + در خون ناب دیدہ لب تشنۂ حسینؑ + لعلیست آبدار کہ در کان کربلاست + آن جان سپردہ تشنہ و با آرزوی شوق + جان تشنۂ محبت سلطان کربلاست + **روایت** ہی کہ جب آپ سجدی مین گئے تو شمر لعین صبر نہ کر سکا کہ آپ کو نماز تمام کرنے دی ناگاہ اس ملعون نی چہرۂ مبارک پر تلوار ماری روح مقدس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتی ہوئی گلشن فردوس کو سدھاری دسوین تاریخ محرم سنہ ۶۱ ہجری جمعے کی دن بروز عاشورہ ٹھیک دوپہر ڈھلے چھپن ۵۶ برس پانچ مہینے پانچ دن کے سن مین آپ نی شہادت پائی اگرچہ قتل مین آپ کی بہت ملعون شریک تھی پر روح عالی نی شمر کی تلوار اور سنان کی نیزی سے پرواز فرمائی اسوقت عرش سی فرش تک شور و غل ہوگیا کہ ہای ہای آج چراغ خاندان مصطفےٰؐ کا گل ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **نظم** ضرب اوّل مین

شہ دین نے کہا بسم اللہ ÷ دوسری بار پکاری مددای بار آلہ ÷ تیسری ضرب مین آئی یہ صدا ہی جانکاہ ÷ بخش دے
حشر مین یارب میری امت کے گناہ ÷ پھر کچھ حضرت شبیر کی آواز آئی ÷ جب گلا کٹ گیا تکبیر کی آواز آئی
÷ روایت ہی کہ اسکے بعد خولی بن یزید گھوڑی سے واسطے کاٹنے سر سرور کے اترا جب آپکے پاس آیا مارے
خوف کے وہ ملعون کتّے کیطرح ہانپنے لگا اور ہاتھ اسکا رعب سے کانپنے لگا تب شبل اسکا بھائی اترا اور
سلطان العالم کے سینہ مہر گنجینہ پر جو بوسہ گاہ نبوی تھا چڑھکر سر سرور تن نازنین سے جدا کیا اور اپنے بھائی خولی
شیطان کو دیا **غزل** چہ کربلاست امروز ÷ چہ پر بلاست امروز ÷ فرق حسین مظلوم از تن جداست
امروز ÷ گریدای محبان در ماتم شہیدان ÷ کین گریہ از برای آل عباست امروز ÷ فرزند شاہ مردان
افتادہ در بیابان ÷ غلطان بخاک میدان این کی رواست امروز ÷ روز عزاست امروز جان در بلاست
امروز ÷ غوغای روز محشر در کربلاست امروز ÷ **شعر** رسول پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام ÷ علی و
فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ÷ اسوقت عرش سے فرش تک ماتم پڑگیا وحش و طیور جن و ملک کی دلون مین خار
غم لگ گیا زمین کانپی آسمان دہل گیا سلطان جان عالم جنت کو سدھاری دونون جہان کا دم نکل گیا آفتاب
جہانتاب برق غم سے جل گیا ماہتاب جہان آرا پر خنجر ستم چل گیا زہرا کا زہرہ سوز غم سے نونہال فاطمہ زہرا
کے آب ہوا ستارے غم کے مارے ٹوٹ پڑے کیوان کو اضطراب ہوا اہالان عرش روتے روتے بیٹھ گئے نوحہ کرتے
کرتے حیات کے گلے پڑ گئے وحوش و طیور کا جی اپنے اپنے بچون سے ہٹ گیا شجر حجر بحر و بر کا جگر درد سے پھٹ گیا
شفق خون جگر بیکر رنگین کفن ہین کی آسمان پر پھولی طبیعت شیرخوارون کی ماں باپ کو بھولی مرغان ہوا آہ
سرد بھر بھر سیخ غم پر کباب ہوتے تھے پپیہے پی پی کرکے اپنی جان کھوتے تھے صحرا جنگل سنسان جدھر دیکھیے
ادھر سناٹے کا عالم ہو کا مکان ندی نالے دریا سوز غم سے کھولنے لگے جانوران آبی کے دل ہولنے لگے مچھلیان
گرمی کے مارے لب کھولے پانی مین گھلتی تھین سوز و غم سے جلکر پانی سے نکلکر ریت پر پڑی سر دھنتی تھین پہاڑ
پتھرون پر سر پٹکتے تھے پتے درختون کے ہل ہل کے آپسمین کف افسوس ملتے تھے دریای فرات سوز غم سے جل گیا
آنکھون کو ڈبڈبا کے رہگیا حوض کوثر ابل گیا دل اسکا خون ہوکر بہشت کی چشمون کی راہ بہگیا آواز گریہ و آہ
ہر چہار جانب سے آتی تھی صدای نالہ جانکاہ زمین سے آسمان کو جاتی تھی **غزل** اندرین غم نے ہمین ارض
وسما بگریستند ÷ کاہل عالم از ثریا تا ثری بگریستند ÷ آفتاب و ماہ و عرش و کرسی و لوح و قلم ÷ در
غم شاہ شہید کربلا بگریستند ÷ در ہوای آن لب محروم از آب فرات ÷ ماہی اندر آب و مرغان در ہوا بگریستند

اولیا گشتند بہر مرتضی زاری کنان ٭ انبیا بر اتفاق مصطفے بگریستند ٭ در قصور جنت الفردوس حوران بسر بر
از برای خاطر النسا بگریستند ٭ **روایت** ہی کہ جب شمر ملعون نی سر مبارک کو تن نازک سی جدا کیا تو قیس بدبخت نے
پیراہن شریف کو تن بی سر سے اُتار لیا اور خبیب بدنصیب نی آپ کی تلوار کو اپنی قبضے مین کیا پھر تو لشکر
عمرو سعد بدنہاد مین شادیانہ خوشی کا بجنے لگا اور وہ ملعون حالت سرور مین رعد کیطرح گرجنے لگا **شعر**
رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ **روایت** ہی کہ وہان
تو امام عالیمقام کی یہ حالت ہوئی اور یہان سارے اہل خیمے کی آنکھون سے آنسو جاری کچھ عجب عالم طاری
ہجوم الم سے سینہ شق رنگ چہرے کا فق زندگی سے امام کے ہاتھ دھوئی ہوئے ہوش و حواس کھوئے ہوئے جب
شپاسپ تلوارون کی آواز سنتے ادھر اُدھر مارے غم کے سر دھنتے حضرت زینب حالت تحیر مین ہونٹھ دانتون
سے دبائے حضرت عابد بیمار کا مُنھ تکتی تھین آئینہ حیران کیطرح کچھ بول نہ سکتی تھین کہ ناگاہ **شہر**
بانو سے سکینہ نے کہا تمکو خبر ہی ٭ بابا گئے مارے ٭ بابا ہین پڑے خاک پہ اور کافرون نی آہ ٭ سر تن سے اُتارے ٭
اسوقت خیمے مین ہر طرف سی غل و شور ہو گیا جو زندہ تھا وہ بھی مردہ بگور ہو گیا کسی کو رقت کسی کو وحشت
کسی کو حیرت کوئی آہ کر کے حالت غشی مین زمین پر گر پڑا کوئی حالت سکتے مین آسمان کیطرف ٹکٹکی باندھے
کھڑا کسی کی آنکھون سی سیلاب اشک جاری کسی پر نعرہ جانکاہ کے ساتھ عالم بیخودی کا طاری آہ وہ حضرت
زینب و کلثوم بیکس کی گریہ و زاری افسوس وہ شہر بانو مغموم بیکس کی یہ بیت کہہ کہہ کے بیقراری
بیت ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ درد ہد ٭ یکداغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد ٭ حضرت زینب فرماتی
تھین ہی ہی ہم اس جنگل ویران کربلا کے میدان مین آکر لٹ گئے حسین مسافر بھائی سی چھٹ گئی ارے
لوگو اب ہم کدھر جائینگے اس بلای ناگہانی سی کسطرح نجات پائینگے ہی ہی اب ہم اہل مدینے کو کیا مُنھ دکھائینگے
اسی دشت کربلا مین سر ٹکرا کر مر جائینگے حضرت سکینہ بیچاری مصیبت کی ماری جنکا سات برس کا سن تھا
باپ کی گود مین کھیلنے کا دن تھا حضرت قاسم سے منسوب تھین مگر اُنکے بیاہ کرنے کی نوبت نہ آئی فلک ظالم نے
ایسی کم سنی مین اُنکو تلخی یتیمی کی چکھائی عالم حیرت مین لوگون کا مُنھ تکتی تھین مگر مارے بھوک پیاس کے لب
نہ ہلا سکتی تھین بابا بابا پکار کر روتی تھین مگر ضعف کی سبب منہ سے آواز نہ نکلتی تھی اندر ہی اندر گھٹ
گھٹ کے جان کھوتی تھین **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭
روایت ہی کہ بعد شہید ہونے راکب دوش نبی کی گھوڑا سواری کا آپکی میدان کربلا مین ادھر اُدھر

اُچھلنے لگا ٹاپون سے زمین کھودتا سر کو پتھرون سے کچلنے لگا دور دور تک چکر مارا آیا اور کفار کیطرف مثل شیر کے سر
اُٹھا اُٹھا کے غم و غصے مین ہنہناتا دم بھر کے بعد لاش سرور کے پاس آیا اور تڑپ تڑپ کے مُنہ اور پیشانی
اور آنکھون کو اپنی اُس خون مین رنگا پھر وہان سے باواز مہیب آواز کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا خیمے مین آیا
اہل خیمہ نے دیکھا کہ گھوڑا لہولہان بدحواس چلا آتا ہے اور شہسوار کا پتا نہین جب خیمے کے اندر آیا سب کے سب
اُسکے گلے مین لپٹ گئے اور ساری اہل خیمہ گھوڑے کے سر اور منہ سے لہو حضرت کا لے لے کے اپنے مُنہ پر ملنے لگے پھر اتنا
روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے حضرت شہربانو نے کہا اے گھوڑے تو نے میرے براق کو کہان چھوڑا ارے
تو نے میرے شہسوار کو دشمنون کے حوالے کر کے کسطرح اُنسے مُنہ موڑا ارے جسطرح شاہزادے کو لیگیا تھا
لے آیا نہین ایکبار اور جمال باکمال اُنکا مجھ بیکس کو دکھایا نہین ارے ذرا کہہ تو سہی یہ کس کے لہو سے تو
تر بتر ہے کس کے غم مین خاک بسر ہے **نظم** چہ کردی خداوند اسلام را ٭ چہ کردی شہنشاہ ایام را ٭
چہ خاکست ای اسپ بر روی تو ٭ کہ از خون سُرخ ست این موی تو ٭ **مثنوی** یہ سخن سُنکے وہ اسیر بلا
سر ٹپک کر زمین پہ چلایا ٭ مجھ سے شہزادہ چھٹ گیا بانو ٭ دو جہان میر الٹ گیا بانو ٭ کیا کہین اب کمر تو
ٹوٹ گئی ٭ آہ قسمت ہماری پھوٹ گئی ٭ نقد جان آپ کی مسافر کا ٭ راہزن نے اجل کے لوٹ لیا ٭
موت غربت مین سد راہ ہوئی ٭ ناؤ منجدھار مین تباہ ہوئی ٭ شاہزادہ تو مر گیا بانو ٭ کوہ غم سر پہ دھر گیا
بانو ٭ اُسکے بعد گھوڑا رو رو کے حضرت عابد بیمار کے قدم پر اپنا لہولہان مُنہ ملنے لگا اپنے سر اور بالون کو پٹی پر
پٹکنے لگا پھر زمین پر اسقدر سر دے مارا کہ سر اور مُنہ سے ایک فوارہ خون کا جاری ہوا دم سرد ہو گیا
سانس لینے سے عاری ہوا پھر مرغ بسمل کیطرح لوٹتے لوٹتے ادھر سے اُدھر جاتا اُدھر سے ادھر آتا پھر ایکبار
مدہوشانہ اٹھا اور ہنہناتا ہوا اس سے میدان رن سے نکل گیا پھر کسی کو اُسکا پتا نہ ملا **رباعی** حسنینؑ کے
غم مین جو نہ رویا ناصر ٭ عمر اپنی کو اُسنے مفت کھویا ناصر ٭ جو غم مین حسین کے نہ شب بھر جاگا ٭ وہ قبر
مین نہ چین سے نہ سویا ناصر ٭ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ
بھی مدام ٭ روایت ہے کہ اُسکے بعد عمر و سعد خبیث اور شمر لعین اور چند شیاطین اپنی فتح کی نوبت
بجاتے ہوئے خوشی مین غزل گاتے ہوئے خیمہ عالی مین اُس شہنشاہ کے جنکی ڈیوڑھی پر جبرئیل و میکائیل
جھک جھک کے سلام کرتے تھے ملائکہ مقربین بلا اذن قدم نہ دھرتے تھے بلا خوف و خطر گھس آئے
بیبیون نے آواز قرنا اور دہل اور یہ شور و غل سُنکر کے اُس خیمے مین جو اُسی خیمے کے اندر خاص

عورتون کی پہننے کا بنا تھا انہی کو چھپا یا پھر تو کوفیان بدنصیب لوٹ پر لوٹ پڑی خیمے کا سارا اسباب لوٹا یہانتک
انکا تک نہ چھوڑا مگر بیبیون کے خیمے کیطرف نظر نہ اٹھائی اور بارہ لڑکے بنی ہاشم کے اور بیبیان جتنی تھین
سبکو قید کر کے چار طرف خیمے کے پہرے جمائی پھر شمر بدذات نے دیکھا کہ حضرت عابد بیمار بستر بیماری پر پڑے
نرگس بیمار کیطرح تھرتھراتے ہین گنگی باندھے ہوی الغیاث اللہ کر رہے ہین حس وحرکت نہین ناچار باپ بھائی کی
فراق مین بیقرار بار بار آہ سرد بھرتے ہین لمولفہ وصال یار کو ہر دن ہین ترستا ٭ اجی بابا
تباہ وا اپنا رستا ٭ شمر ملعون نے چاہا کہ اس شجرۂ نبوت اور دوحۂ رسالت کو بھی تیشۂ ظلم سے کاٹ لیوی لہو
اس بیمار بے تیمار تشنہ لب بیگناہ کا بھی بضرب خنجر آبدار چاٹ لیوی ایک شخص نے شمر کا ہاتھ پکڑ کے کہا
کہ اے بے رحم ناخدا ترس مسلمان لوگ کفار کے لڑکون کو بھی مارتے نہین سر انکا تن سے اتارتے نہین اور یہ
تو مسلمانون کے سردار نبی کے لال ہین خاندان فاطمہ زہرا کے چشم وچراغ اور بستان علی کے پھول
اور نونہال ہین ذرا خدا سے ڈرتا نہین قیامت کی دن کا کچھ خوف کرتا نہین شمر بدبخت بولا کہ مجھے ابن
زیاد نے حکم دیا ہے کہ خبردار آل مصطفی کا کوئی لڑکا باقی نہ رہنے پائے چھوٹے بڑے سب کو قتل کر ڈالنا تا
خاندان نبوت یک قلم مٹ جائی اس نے کہا کہ آخر یہ سب بیچارے غم کے مارے ابن زیاد کی پاس جاتے
ہین وہ جو چاہیگا سو کریگا چھوڑ دیگا یا انکی گردنون پر خنجر ستم دھریگا تجھے کیا ضرور ہے کہ خاندان
نبوت کو تباہ کر ڈالے اسقدر دونون جہان مین اپنی کو روسیاہ کر ڈالے پھر عمرو سعد بدنہاد نے
منادی کرا دی کہ خبردار کوئی امام حسین کی خیمے مین نجائی اور عابد بیمار کو کچھ ایذا نہ پہونچائے
روایت ہے کہ اسکے بعد بحکم شمر لعین اور ابن سعد بدنہاد کے بیس سوارون نے گھوڑون پر
چڑھ کے لاش مبارک کو روند ڈالا یہانتک کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہو گئین غزل بیا
بگری کہ عاشورا است امروز ٭ جہان تاریک وبی نور است امروز ٭ حسینے کو نبی را نور دیدہ
است ٭ بدست خصم مجبور است امروز ٭ بریدہ حلق وتشنہ لب جگر خون ٭ سر از تن
زسر دور است امروز ٭ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام ٭ علی وفاطمہ حسن وحسین پہ بھی مدام

اندھیر ہو گیا دونو جہان مین کس لیے یہ ہر سو ‖ اب عاشور کے دنکا حال ناصر کچھ سناتا ہے

جسدن سلطان دارین جان کونین حضرت امام حسین شہید ہوئی اگر اسدن ماری غضب الہی کے

ساری دنیا الٹجاتی تو زیبا تھا آسمان گر پڑتا زمین پھٹ جاتی تو بجا تھا بہرحال اُسدن کی مصیبت روز قیامت
سے کچھ کم نہ تھی بلکہ بعض نشانیوں سے لوگ ڈرے کہ شاید آج ہی قیامت قائم ہوگئی منجملہ انکے یہ ہے کہ بعد قتل
حضرت کی تھوڑی دیر کے بعد ایسا غبار سرخ اٹھا کہ ساری دنیا اندھیری ہوگئی کہ کسی کو اپنا ہاتھ سوجھتا
نہ تھا دلون پر ایسی خیرگی آنکھوں کے تلے ایسی تیرگی آئی کہ بات کسی کی کوئی پوچھتا نہ تھا اور آفتاب
ایسا سیاہ ہوگیا کہ دن کو تارے نظر آنے لگے اور یہ کیونکر نہوتا جب ایسا آفتاب جہانتاب زیر میغ
تیغ بیدریغ ڈوب جاوے تو جہان میں اوجالا کہاں سے آوے حدیث سلمی کہتی ہیں کہ داخل ہوئی
میں حضرت بی بی ام سلمہ کے پاس دیکھا کہ آپ رو رہی ہیں میں نے عرض کی کہ آپ کیون رو رہی
ہیں فرمایا دیکھا میں نے اُسوقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اسحالت
میں کہ آپ کے سر اور داڑھی پر خاک پڑی ہوئی تھی پس میں نے عرض کی یہ کیسا حال ہے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ ابھی میں حسینؑ کی قتلگاہ سے چلا آتا ہون حدیث ابن عباس کہتے ہیں
کہ جسدن امام حسینؑ شہید ہوئے میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد دوپہر کے
خواب میں دیکھا کہ حضرت کھڑے روتے ہیں اور بال آپ کے بکھرے ہوے ہیں اور گرد و غبار سر اور ریش
مبارک پر پڑا ہے اور ہاتھ میں آپ کے ایک شیشہ ہے جسمیں لہو بھرا ہوا ہے اُسوقت میں نے بیقرار ہوکر پوچھا
کہ روحی فداک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا حال ہے فرمایا اے عباسؓ یہ کیا حال پوچھتے
ہو اسوقت فرزند نور عین میرا حسینؑ قتل ہوگیا اور اس شیشے میں آج صبح سے اب تک خون اپنے حسینؑ اور
اُسکے عزیزوں کا اُٹھاتا پھرتا ہون ابن عباس کہتے ہیں کہ یاد رکھی میں نے تاریخ اُسوقت کی یعنی دسوین
محرم روز جمعہ سنہ اکسٹھ ہجری دوپہر ڈھلے پھر خبر ملی مجھے کہ امام حسین اُسی دن اُسوقت شہید ہوے تھے
یعنے جسدن یہ خواب دیکھا تھا قطعہ سوراخ میشود دل ماچون دل حسینؑ ⁂ آنجا کہ ذکر واقعہ کربلا
رود ⁂ آخر روا بود کہ زسنگین دلان شام ⁂ بر اہلبیت این ہمہ جور و جفا رود ⁂ ناظرین کتب
سیر اور واقفین رموز احادیث وخبر خوب جانتے ہیں کہ جب حضرت عباسؓ چچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے بدر کی لڑائی میں کفار مکے کے ساتھ قبل مسلمان ہونے اپنے کی قید ہوکر آئے تھے مسلمانوں نے
حضرت عباس کو رسی سے خوب مضبوط باندھا تھا اسلیے اُنکے کراہنے سے رات بھر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو بلحاظ قرابت کے بیکلی رہی اور نیند نہ آئی اور وحشی نے جب حضرت امیر حمزہ عم بزرگوار کو آپکے

قتل کیا تو آپ نے اوسکو امان دیا تھا کہ اُسے جہان پاؤ مار ڈالو پھر وہ چھپکر کے آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور توبہ کی
آپ نے فرمایا کہ وحشی سے کہدو کہ خیر اب تو مسلمان ہو گیا کیا کرین مگر تا زیست یہ میری سامنے نہ آوے مسلم نوحضرت
عباس اُسوقت تک مسلمان نہوے تھے مگر آپ اُنکی رونے سے شب بھر بیدار رہے اور وحشی سے باوجودیکہ
مسلمان ہو گیا عمر بھر بیزار رہے یہان سے غور کرو کہ سارے اہلبیت اطہار کی پیاس اور بیقراری سے اور ننھے ننھے
بچونکی تڑپ اور آہ وزاری سے اور نونہالان گلشن رسالت اور عندلیبان بستان امامت خصوصًا قمری
بن نغمہ سرا نور چشم و چراغ مرتضی کے بیکلم کٹنے سے سارا گھر بار لُٹنے تخت سلطنت اُنکے اُجڑ نے سے کیا کچھ صدمہ
روح شریف اور عنصر لطیف کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہوا ہوگا کہ جسکے سننے سے سینہ شق ہوا جاتا ہے
رنگ چہرے کا فق ہوا جاتا ہے دل اور جگر جلا جاتا ہے اور آنکھون سے آنسو چلے آتے ہے اور اوپر مذکور ہو چکا کہ ایکدن
حضرت امام حسین ع کے رونے کی آواز سنکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ آیا
تم نہین جانتی ہو کہ حسین ع کے رونے سے میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے اور دل کھنچا جاتا ہے یاروجب امام حسین کے ذرا سے
رونے مین کہ چھوٹے لڑکے مقتضاے طفولیت کی اکثر بلا وجہ بھی رو دیا کرتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا یہ حال ہوتا تھا واقعہ کربلا سے کہ حضرت آدم کے وقت سے قیامت تک ایسا سانحہ عبرت انگیز
اور واقعہ قیامت خیز کسی نبی یا ولی کے اہلبیت پر نہین گذرا اور نہ اب ممکن ہے غور کیا چاہیے کہ آنحضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسقدر مغموم اور محزون ہوے ہونگے پریشانی موے ریش و سر اور غبار
آلودگی جسم اطہر کی اور مقتل مین امام حسین کے آپ کا تشریف لانا اور خون امام کا اور اُنکے ہمراہیون کا
شیشے مین اُٹھانا جیسا روایت خواب مین ابن عباس اور حضرت ام سلمہ کے بیان ہوا نمونہ اُسی حزن
وملال و دردمندی کا تھا اور صورت مثالی روح مقدس کی حق تو یہ ہے کہ اگر حضرت رحمت عالم شفیع اعظم کو
بعوض خون حضرات حسین کو بخشایش اپنی اُمت عاصی کی منظور نہوتی تو اُسی دن قیامت ہو جاتی
طبقات زمین کے اُلٹ جاتی آسمان ٹوٹ پڑتا جگر حاملان عرش کے پھٹ جاتی آسمان سے بجاے لہو کے دشمنون پر
آگ برستی پتھر پڑتے ساری شامیان بھیا جھلس جاتی آسمان و زمین تہ و بالا ہو جاتی اشقیا زمین مین
دھس جاتے سب گدھے جو شریک قتل سلطان جہانعالم تھے سور کتے بنجاتی فورًا اپنے کرنے کی سزا پاتے
آسمان و زمین کا رونا اور خون برسنا اور ساری جہان کا تین دن تک تاریک ہو جانا اور ٹپکنا
خون کا ہر درخت اور پتھر اور دیوار و در سے اور نوحہ کرنا جنات کا کون حساب ہے مگر ہاے ہاے

آہ آہ مصدق تیری حلم کے یا اللہ **غزل** چون خون حلق تشنہ شہ بر زمین رسید ✲ جوش از زمین بذروۂ عرش
برین رسید ✲ از شست زمین جو سرور دین بر زمین فتاد ✲ طوفان باسمان ز غبار زمین رسید ✲ باد آن غبار
را بہ مزار نبی رسانید ✲ گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید ✲ بر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش ✲ از انبیا
بحضرت روح الامین رسید ✲ لرزید آسمان و دو عالم سیاہ شد ✲ چون این خبر بحضرت سلطان دین رسید ✲
پس آن غبار از دل سلطان دو سرا ✲ تا دامن جلال جہان آفرین رسید ✲ **حدیث** حضرت ام سلمہ فرماتی
ہین کہ ایکدن دونون نور عینین امام حسنؑ و حسینؑ میری گھر مین کھیلتے تھے جبرئیلؑ نے اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہا کہ آپکی بعد امت آپکی آپکے قرۃ العین امام حسینؑ کو شہید کریگی اور یہ مٹی انکے مقتل کی ہے
حضرت نے اس مٹی کو سونگھ کر فرمایا کہ اسمین رنج وبلا کی بو آتی ہے پس وہ مٹی آپنے مجھے دی اور فرمایا کہ ای
ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جاوی تو جانیو کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ پھر مین نے وہ
مٹی شیشے مین بند کر رکھی جب امام حسینؑ مکے سے کوفے کیطرف گئے مین بار بار اس مٹی کو دیکھا کرتی تھی اور
روز روز تا سہ پہر دیکھتی تھی دسوین شب محرم یعنی عاشوری کی رات کو دیکھا وہ مٹی اسی طرح کی تھی پھر عاشورے
کے دن صبح کو دیکھا اسی طرح کی تھی دوپہر کو دیکھا اسی طرح تھی پھر دوپہر ڈھلے دیکھا کہ وہ مٹی خون
ہو گئی ہے اور اسکی کنکریون سے تازہ تازہ لہو ٹپ ٹپ نکلا چلا آتا ہے یہ حال دیکھکر مین بے اختیار رونے لگی
جی جان کھونے لگی بخوف شماتت اعدا دین کی کلیجہ مسوس کر رہگئی پھر جب کربلا سے خبر آئی تو معلوم ہوا کہ جسوقت
یہان شیشے کی مٹی خون ہو گئی تھی اسی وقت نبی کے پیاری علی کے ماہ پارہ فاطمہ زہرا کے دلارے نے
وفات پائی تھی **غزل** ای ز حسرت زمین و آسمان بگریستہ ✲ سینہ دل خون شدہ روح و روان بگریستہ
نے ہمین ما خاکیان بہر تو ماتم داشتیم ✲ بلکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ ✲ خون گری ای دیدہ
بہر سیدی کز ماتمش ✲ جبرئیل اندر فلک با قدسیان بگریستہ ✲ **حدیث** روایت کی بیہقی نے بصرہ ازدیہ
کہ جس روز امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے اسقدر خون برسا کہ صبح کو جو دیکھا تو ہم لوگون کی گھرون مین جو برتن
اور جتنے مشکے اور گھڑے تھے وہ سب کی سب خون سے لبالب بھری تھے **حدیث** علی بن مسہر کہتے ہین کہ میری دادی اماں
کرتی تھین کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تھے تو مین لڑکی نوجوان تھی سو چند روز آسمان رویا کیا امام
پر یعنی خون برسا اور نشانی اسکی یعنی سرخی کنارون آسمان پر چھ مہینے تک رہی اور بعضے کہتے ہین کہ
سات دن تک برابر آسمان ایسا خون رویا کہ اسکی سرخی سے دیوارین اور عمارتین ایسی سرخ ہو گئین

کہ جیسے کسم کے پھول مین کپڑا رنگتے ہین اور جو کپڑا اور جو چیز کہ خون آسمان سے رنگین ہوا اسکی سرخی ٹکڑے ٹکڑے
ہونے تک نہ گئی اور ایک مدت تک اثر خون کا زمین پر باقی رہا اور بعض کہتے ہین کہ اُسدن اتنا خون برسا کہ
کوفے او شام اور خراسان کی ہر گلی کوچے اور ہر ایک گھر سے خون کا دھارا بہ نکلا تھا اور سر مبارک امام حسینؑ کا
جب کوفے مین پہونچا تو جہان رکھتے تھے اُس گھر کی دیوارون سے لہو جاری ہو جاتا تھا اور لکھا ہے کہ حضرت
سید الشہداؑ کے غم مین آسمان چھ مہینے تک برابر سرخ رہا اور ابن سیرین نے لکھا ہے کہ سرخی شفق کی جو
کنارہ آسمان پر اب دنیا مین نظر آتی ہے یہ سرخی بعد شہادت جناب حضرت امام حسینؑ کے ظاہر ہوئی ہے قبل
شہادت آپ کی یہ سرخی مطلقاً کبھی آسمان پر نمودار نہوتی تھی اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ آسمان کے سرخ
ہونے مین حکمت یہ ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون اسکا جوش کھاتا ہے اور چہرہ اسکا سرخ ہو جاتا ہے
پس بروز قتل امام حسینؑ کے حقتعالی مارے غصے کے جوش مین آیا دریای غضب الٰہی خروش مین آیا مگر
چونکہ حق جل وعلی جسم اور عوارض جسمانی سے پاک ہے اسواسطے اُسنے اپنے غضب اور قہر کا نمونہ کنارہ آسمان
دنیا پر ظاہر کر دیا تا کہ دامان قیامت جبتک آسمان پر شفق پھولی کوئی فرد بشر مصیبت کو امام حسینؑ کی
نہ بھولے اور تا کہ تمام خلق کو معلوم ہو کہ گناہ قاتلان امام حسینؑ کا اتنا بڑا ہے کہ سرخ نشان قہر و غضب کا
حقتعالی کے آسمان دنیا پر گڑا ہے شعر این سرخی شفق کہ برین چرخ بیوفاست ٭ ہر شام عکس خون شہیدان
کربلاست ٭ حدیث بیہقی نے روایت کی ہے کہ بروز قتل امام حسینؑ کے جسنے جو پتھر بیت المقدس کا اُٹھایا تو
نیچے اُسکے تازہ لہو سرخ پایا اور اُس روز سے برابر تین دن تک بڑا اندھیرا رہا آفتاب نظر نہ پڑا ایسی تاریکی
تھی کہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا اور آفتاب بباعث سورج گہن کے اتنا سیاہ ہو گیا کہ دوپہر کو ستارے نکل آئے
اور لوگون کو گمان ہو گیا کہ قیامت آگئی اور اُسدن آسمان سے اتنے ستارے گرے کہ ایک پر ایک پڑا تھا اور
ہم لوگونمین سے جو کوئی اپنے منھ پر زعفران ملتا تھا تو منھ اسکا جل جاتا تھا رنگ چہرے کا بدل جاتا تھا بلکہ
تمامی دنیا مین اُسدن جہان کا پتھر اُٹھایا گیا تلے اُسکے خون تازہ نہایت سرخ پایا گیا اور بعض روایت
مین ہے کہ چند روز تک آسمان مثل خون بستہ کے نظر آتا تھا شعر حور عین بہر رضای فاطمہ در باغ خلد ٭ بر شہید
بادیہ با صد الم بگریستہ ٭ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام
روایت ہے روضۃ الشہدا مین لکھا ہے کہ امام معبد نے کہا کہ ایکدن جناب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
میرے خیمے مین سو رہے تھے جب سو کر کے اُٹھے تو منہ ہاتھ دھو کے پانی کلی کا ایک درخت کی جڑ مین پھینکا

صبح ہوئی جو دیکھا تو وہان بڑا سا ایک درخت نکل آیا ہی اور اُسمین پھل لگے ہین پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اگر اس میوے کو بھوکا کھاتا شکم سیر ہوجاتا اور اگر پیاسا کھاتا سیراب ہوجاتا اور اگر بیمار کھاتا آرام پاتا اور کوئی جانور اسکے پتے نہ کھاتا مگر یہ کہ دودھ اسکا بڑھ جاتا اور ہمنے نام اُس درخت کا شجرۂ مبارک رکھا تھا اور اطراف سے بیمار لوگ بطلب شفا میرے پاس آتے تھے اور میوہ اُسکا مانگ لیجاتے تھے ایکروز صبح کو دیکھا کہ سب میوے اسکے جھڑ گئے ہین اور پتیان چھوٹی چھوٹی ہو گئی ہین اُسوقت ہماری طبیعت بہت گھبرائی ناگاہ خبر وفات کی جناب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئی پھر اسکے بعد اُسمین چھوٹے چھوٹے پھل لگتے تھے پھر تیس برس کے بعد صبح کو دیکھا کہ جڑ سے پھنگ تک کانٹے اُسمین نکلے ہوے ہین اور سب میوے جھڑ گئے ہین ناگاہ خبر شہادت کی حضرت امیر المومنین شیر خدا کی آئی پھر اُسمین میوہ نہ نکلا مگر اسکے پتے سے ہملوگ نفع اُٹھاتے تھے بیمار لوگ آرام پاتے تھے پھر ناگاہ ایکدن صبح کو دیکھا کہ جڑ سے اُس درخت کی خون خالص جاری ہی اور پتیان اُسکی کمُھلا گئی ہین مین نے کہا آہ دیکھیے اب کونسا حادثۂ عظیم سننے مین آتا ہی جب رات ہوئی تو آواز نوحہ وزاری کی اُسکے تلے سے سُننے مین آئی اور کوئی رونے والا نظر نہ آتا تھا اتنے مین خبر شہادت کی جناب حضرت امام حسینؑ کی آئی **بیت** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ٭ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ٭ **روایت** ہی کہ حضرت سلطان علی ابن موسی نے فرمایا کہ اے ابن شبیب جسدن اشقیا نے میرے جد امجد کو شربت شہادت پلایا آسمان سے خون برسا اور سرخ مٹی اطراف آسمان سے زمین پر آئی اے ابن شبیب اُسدن چار ہزار فرشتے میرے جد امجد کی مدد کیواسطے عرصۂ افلاک سے مرکز خاک پر آئے مگر میرے جد امجد شہید کربلا کیطرف سے لڑنے کو اجازت نہ پائی پھر وہ چارون ہزار فرشتے اپنے سامنے وہ سب صدمے دیکھکر بھاگے آخر سب کی سب روضۂ اقدس پر اُنکے مجاور بنکر رہگئے اُسدن سے قیامت تک برابر سوے ژولیدہ اور روے گرد آلودہ کے ساتھ مزار مہبط الانور پر ونرات مرغ بسمل کیطرح لوٹتے ہین غم امام حسینؑ مین آہ سر و بہ بھر اپنا خون جگر گھونٹتے ہین **نظم** ملک جن و بشر ہین زار و نالان ٭ زمین و آسمان بھی نوحہ گر ہے ٭ اندھیرا کیون نہو ساری جہان مین ٭ چھپا پردے مین وہ رشک قمر ہے ٭ کسی کی رد نہ اطہر کا تصور ٭ ہمین تو رات دن آٹھون پہر ہے **روایت** ہی کہ جسدن شاہ دین سلطان عالم شہید ہوے اُسدن یزید پلید کے لشکر والے کئی اونٹ لشکر سے آپ کے پکڑ لیگئے پھر اُنکو ذبح کرکے اُنکا گوشت پکایا مگر وہ سب گوشت ایسے کڑوے ہوگئے جیسے اندراین کا پھل آخر اُسکو کوئی شقی کھا نہ سکا کسی بدبخت کی حلق کے نیچے جا نہ سکا **روایت** ہی کہ ایک قافلہ والے یمن سے آئے تھے اور اُنکے پاس ورس جو ایک قسم کی گھاس

زرد رنگ بہت بیش قیمت یمن میں پیدا ہوتی ہی عراق میں بیچنے کو لیے جاتے تھے تھوڑی راہ میں انکا اور یزید کے لشکر کا ساتھ رہا پس یزیدیوں کی شامت اور بدبختی سے انکی ساری ورس راکھ ہو گئی اور جو ورس کہ لشکر یزید میں بھی وہ بھی راکھ ہو گئی اور لشکر یزید میں جب کسی اونٹ کی گردن پر ذبح کے وقت چھری چلتی تھی تو ہر بوٹی سے اسکے آگ نکلتی تھی اور جب وہ گوشت پکتا تو خون کا لوتھڑا ہو جاتا اور یہ سب عجائب حالات اور غرائب سانحات فقط واسطے اظہار کرامت جان عالم سلطان دین اور واسطے عبرت ناظرین اور سامعین اور واسطے عذاب پانی قاتلین ملعونین کے واقع ہوئی شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہے حبیب بن ثابت سے کہ جس روز حضرت امام حسینؑ نے شہادت پائی آواز نوحہ وزاری کی جنات کی میں نے پائی کہ اس روز جن اور پری مصیبت پر امام حسینؑ کی نوحہ کر کے روتے تھے اور عربی کا شعر جسکا ترجمہ یہ ہے پڑھ پڑھ کر بیقرار ہوتے تھے نظم اس جبین کو نبی نے چوما تھا + تھی چمک کیا ہی اسکے چہرے پہ + انکے ماں باپ تھے قریش کی جان + انکے نانا جہان سے بہتر + روایت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا میں نے رونا جنوں کا کبھی نہیں سنا مگر آج کی رات پس جنوں کی نوحے وزاری سے میں نے جانا کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا پھر حضرت ام سلمہ نے بیقرار ہو کر لونڈی کو کہا کہ ارے کیا بیٹھی ہے باہر دوڑ کر جا خبر تو لا یہ جنات کسکے لیے روتے ہیں کیوں اتنا بیقرار ہوتے ہیں لونڈی باہر جا کر خبر وحشت اثر لائی کہ جان عالم امام حسینؑ نے شہادت پائی اور جن انکی مصیبت پر روتے ہیں عربی کا شعر جسکا ترجمہ اردو میں یہ ہے پڑھ پڑھ کے بیتاب ہوتے ہیں نظم ہو سکے جتنا روئے تو ای چشم + کون روئیگا پھر شہیدوں کو + پاس ظالم کے کھینچے لائی + موت ای وای ان عزیزوں کو + راوی کہتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ اسکو سنکر بے اختیار ہو کر اتنا روئیں کہ غش آ گیا اور دیر تک غشی اپر طاری رہی پھر تا زیست نہر آنسو کی دونوں چشموں سے انکے برابر جاری رہی شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہے جابر حضرمی کی ماں کہتی ہیں کہ میں نے جنوں کو روتے ہوئے سنا حضرت امام حسینؑ پر کہ وے بآواز بلند روتے تھے اور عربی کا شعر جسکا ترجمہ یہ ہے پڑھ پڑھ کے بیقرار ہوتے تھے ع ہوئے شہید سناؤں تمھیں بدیدہ تر + حسینؑ کو وہ رضا اور حسن کو زہر + شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام +

یہ سارا انبیا کیوں غم گزاری سر انو ہیں ۔۔۔ سر شبیر نیزے پر چڑھا کوفے کو جاتا ہے

روایت ہی کہ جب عمر وسعد بد نہاد نے عاشوری کے دن سر سرور کونین حضرت امام حسین کا نیزی پر چڑھا کر
شمر اور خولی ملعون کے ساتھ کوفے مین ابن زیاد خبیث کے پاس روانہ کیا اور خود ایکدن یعنی گیارھوین محرم
کو کربلا مین مقام کرکے اپنی کشتگان لشکر کو جو واصل جہنم ہوئے تھی جمع کرکے انکی نماز پڑھوا کے دفن کروا دیا اور
سلطان کونین حضرت امام حسینؑ اور اُنکے ساتھ کے ساری شہیدونکی لاشین تین دن تک اُسیطرح
خاک وخون مین پڑی رہین بارھوین تاریخ محرم کی صبح کو بد ورشیدہ عمر وسعد نے ڈنکا کوچ کا کربلا مین بجایا اور خیمے مین
حضرت کی کہلا بھیجا کہ ساری بیبیان ماماً ئین کپڑی پہنینگے اور ہاتھ مُنھ چھپا کے اپنی اپنی کجاوون پر جسطرح
مکے سے کربلا مین بحفاظت وعزت تمام آئین تھین سوار ہو جاوین کہ بلا سے کوفے کو چلنے کو تیار ہو جاوین
چنانچہ ایک کجاوی مین عابد بیمار اور اور کجاوونمین اہلبیت اطہار بعزت وحرمت تمام سوار ہوے اور وہ
جو بعضے لکھتے ہین کہ پردگیان حرم عصمت کو ننگے سر ننگے پاؤن بے پردہ اونٹون پر سوار کرکے کوفے کو
روانہ کیا تھا محض غلط ہی معاذ اللہ اگر ایسا ہوتا تو آسمان سے آگ برستی کفار جھلس جاتی زمین پھٹ جاتی
اشقیا دھس جاتی ان اہلبیت اطہار کو کجاوون پر بھی کوفیون کی محاصری مین ہوکر جانا اہانت سے
خالی نہین غرض عمر وسعد نے سرہای شہدای نامدار اور مظلومان اہلبیت اطہار کو کہ کل بہتر سر تھے برچھیون
اور نیزون پر چڑھا کے میدان کربلا سی کوفی لیچلا اہلبیت اطہار اُن شیطانون کی پنجہ ظلم مین گرفتار ہاتھ
کرتے آہ سرد بھرتے بیچارے نہ کوئی مونس نہ کوئی یار نہ کوئی محرم نہ کوئی غمخوار آٹھ آٹھ آنسوؤن سے
روتی ہوی کجاوی مین اونٹون پر سوار تھی آگے آگے شادیانہ فتح کا بجتا جاتا تھا اور عمر وسعد بد نہاد خوشی مین
بادل کیطرح گرجتا جاتا تھا اور بیچ مین شہیدون کے سر نیزون پر نمودار پیچھے پیچھے حضرت زینب وکلثوم
اور شہر بانو مغموم اور عابد بیمار مارے خوف کے کسی سے نہ بول سکتے تھے کلیجے کو مسوس مسوس کر ایک
دوسرے کا منھ تکتے تھے جسوقت میدان کربلا مین اہلبیت کی سواری آئی دیکھا کہ شہیدونکی لاشون سے
میدان کربلا پٹا ہی لاشین خاک وخون مین پڑی ہین اور سب کا سر کٹا ہی جان عالم امام مکرم کا ہر عضو
جسم نازنین سے دور ہی حضرت قاسم اور علی اکبر کا بدن زخمون سے چور ہی اُسوقت یہ حال دیکھکر اہلبیت پر جو
حالت طاری ہوئی اگر تحریر مین آوی تو سوز آہ کے نعرے اشک خونین کے شرارے سے پانی آگ اور آگ
پانی ہو جاوی حضرت زینب نے لاش امام تشنہ کام کی پُرزے پُرزے خاک وخون مین پڑی ہوی دیکھکر
ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور فرمایا واجداہ وامحمداہ ناناجان یہی شہنشاہ رسن

یہ ہی آپ کی حسینؑ کا بدن ہی یہی حسینؑ ہین جنکے منھ پر لوبی دیتے تھے یہی حسینؑ ہین جنکو خطبہ پڑھتے وقت آپ
گود مین اٹھا لیتے تھے یہی حسینؑ ہین جنکے سینے پر آپ اپنا منھ ملتے تھے یہی حسینؑ ہین جو آپ کی کاندھے پر چڑھے چلتے تھے
یہی سب آپکی نونہال اہلبیت ہین جنکے سرون پر ایکدم ہے تیشے ستم کے چل گئے یہی قاسم یہی علی اکبر ولوطی بعوث ازن
رسالت ہین جو کربلا کے تودہ پر مرغ بسمل کیطرح تل گئے **نظم** چون راہ شان بمعرکہ کربلا فتاد + گردون ز شکر
شورش بروز حشر افتاد + ناگہ نگاہ پیدگی جگر بتول + بر پارۂ تن علی مرتضی فتاد + مجبور گشت نالہ بہر اخی
جہان + گر زبانہ آتش بگیند گردون حصار افتاد + پس کرد رو بہ یثرب وا ز دل کشید آہ + نالان بگریہ گفت ہمین
یا جد آہ + این رفتہ سر بہ نیزہ اعدا حسین تست + وین ماندہ بر زمین تن تنہا حسین تست + این سر بریدہ از ستم
ال روزگار + کز یاد بردہ ماتم یحیی حسین تست + **شعر** رسول پاک بہیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ
حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام +

یہ ہلچل مچ گئی ہی پیغمبرون مین کس لیے ایسا ہم | شہید کربلا کے دفن کا اب ذکر آتا ہے

روایت ہی کہ بعد جانی لشکر عمر و سعد کے اُسی دن یعنی بارھوین محرم روز پنجشنبہ کی فرات کی کنارے ایک گانون ہی
غاضریہ نام وہان کی لوگون نے جمع ہوکر جناب امام حسینؑ کو قبر مین دفن کیا اور سارے بنی ہاشم کو انکے بائین طرف
آپکی اور باقی گنج شہیدان کو ایکجا دفن کیا مگر حضرت عباسؑ نے کہ غاضریہ کی راہ پر جہان شہادت پائی تھی
وہین دفن ہوی اور سر مبارک جناب امام تشنہ کام کے مدفن مین اختلاف ہی تحقیق اور صحیح تر یہ ہی جو قرطبی نے
لکھا ہی کہ یزید نے سر مبارک کو مدینہ منورہ مین بھیجا پس وہ سر مبارک تجہیز و تکفین کرکے جنت البقیع مین جناب
حضرت فاطمہ زہرا کی پہلو مین دفن ہوا اور خلاصۃ الوفا مین لکھا ہی کہ جسم شریف تو کربلا مین مدفون ہی اور سر
مبارک مدینہ منورہ مین جنت البقیع کی اندر امام حسنؑ کی پہلو مین مدفون ہی اور بعضون نی لکھا ہی کہ سر مبارک یزید
کی خزانہ مین رہا جب سلیمان بن عبد الملک پادشاہ ہوا پس اُسنے خبر پاکر سر شریف کو منگا کر دیکھا کہ فقط
استخوان سفید باقی ہی پس اُسنے اُسمین خوشبو لگا کے اچھی طرح سے کفنا کی نماز جنازہ کی پڑھ کے مسلمانون کے
مقبرہ مین بڑی تعظیم سے دفن کیا مگر کسی صحیح روایت مین یہ نہین ثابت ہوا کہ سر شریف شام سے پھر کربلا
مین آکے لاش مبارک کی ساتھ دفن ہوا روایت ہی کہ یہی سلیمان بن عبد الملک نی ایک رات اپنی بخت بیداری
سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے حال پر شفقت کی

راہی توجہ اور التفات فرماتی ہین سلیمان نی تعبیر اُس خواب کی حسن بصری سی پوچھی اُنھون نی فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھ کسی طرحکا احسان تیرے ہاتھ سی اہلبیت نبوت کے حق مین ہوا ہی سلیمان نی کہا فقط ایک بات تو البتہ ہوئی ہی کہ سر مبارک جناب حضرت امام حسینؑ کا جو یزید پلید کے خزانہ مین تھا اُسکو مین نے نکالکر بڑی تعظیم سی کفنا کے اور نماز جنازہ کی بھی پڑھکے مسلمانون کی مقبرہ مین دفن کیا ہی حسن بصری نی فرمایا کہ فقط اسی سبب سی حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تجھ سے راضی اور خوش ہین مگر صحیح اور معتمد یہی ہی کہ سر مبارک جنۃ البقیع مین مدینہ منورہ کی اندر مدفون ہی **شعر** رسُول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤

روایت ہی روضۃ الشہدا مین سی کہ خولی ملعون سر امام حسینؑ کا لیے ہوی اپنے گھر کو کہ کوفے سے ایک کوس تھا پہونچا اور بی بی اُسکی جی جان سی دوستدار اہلبیت کی تھی خولی بخوف اپنی بی بی کے حضرت کی سر کو اپنی گھر کے اندر تنور مین چھپا کے بی بی کے پاس آیا اُس بی بی نے پوچھا کہ اتنی دنون سی کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ ایک شخص یزید سی باغی ہوگیا تھا اُس سی لڑنے کو گئے تھے آخر اُس بی بی نے کھانا پکایا پھر وہ ملعون کھا پی کے سو رہا وہ عورت نیکبخت حسب معمول اپنی تہجد کی نماز پڑھنے کو اُٹھی کیا دیکھتی ہی کہ تنور والے گھر مین ایسی روشنی ہی کہ گویا لاکھوں شمع جل رہی ہین غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب روشنی اُسی تنور سی نکل رہی ہی نہایت گھبرائی کہ تنور مین نہ مینے آگ سُلگائی نہ اور کسی نی سلگائی پس یہ روشنی کہان سی آتی ہی پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ طرفہ تر یہ ہی کہ یہ روشنی آسمان کو جاتی ہی اور متعجب ہوئی پھر کیا دیکھتی ہی کہ ناگاہ چار عورتین تنور کی پاس آئین ایک بی بی نے تنور مین ہاتھ ڈالکر سر کو باہر نکالا اور بار بار چومنے لگین وہ اُس سر کو اپنی سینے پر ململ کے حالت جوش مین چومنے لگین اور کہنے لگین ای شہید مادر ای مظلوم مادر قیامت کی دن حقتعالے میرا انصاف تیرے قاتلون سی لیگا تیرے قاتلون کو سزای کامل دیگا اور جبتک حقتعالی میرا انصاف نہ دیگا مین عرش کا پایہ نچھوڑونگی اور وہ دوسری عورتین بھی بہت روئین پھر اُس سر کو اُسی تنور مین رکھکر غائب ہوگئین اُسکے بعد اُس عورت انصاریہ نی تنور کے پاس آکر کے سر انور کو تنور سی نکال کرکے بنظر غور دیکھا چونکہ حضرت امام حسینؑ کو اُسنی بہت دیکھا تھا پہچان گئی کہ یہ تو سر سردار دین حضرت امام حسینؑ کا ہی پس آہ کا نعرہ مار کر بیہوش ہوکر گر پڑی اُس حالت بیہوشی مین ہاتف غیبی نی اُسے آواز دی کہ تم چپ ہو کہ حقتعالی تجھے تیری شوہر بدگو ہر کے گناہ مین ماخوذ نکریگا اُس انصاریہ نے ہاتف سے پوچھا کہ وہ چارون بیبیان جو تنور کے پاس آکر روکر کے چلی گئین کون تھین ہاتف نی کہا کہ وہ بی بی صاحبہ جو سب سی زیادہ روتی تھین اور

سر سرور کو منھ اور سینے پر ملکے بیقرار ہوتی تھین وہ بنت رسول خدا جناب حضرت فاطمہ زہرا بتول انکی مان تھین اور
دوسری بی بی خدیجہ کبری انکی مان انکی نانی تھین اور تیسری حضرت مریم مان حضرت عیسی علیہ السلام کی چوتھی
آسیہ بی بی فرعون کی پھر وہ انصاریہ ہوش مین آئی اور سر سرور کو تنور سی نکالکر چوما چاٹا اور مشک اور گلاب سے
گرد غبار کو دھو ڈالا اور کافور اور خوشبو ملی اور زلفان مشکین کو کنگھی کرکے ایک پاک جگہ مین رکھ کے خولی پلید کو
جگا کر کے کہا کہ ای ملعون ای شیطان زبون یہ سر حضرت امام حسینؑ فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو نے
اس تنور مین لاکر رکھدیا ہی دیکھ فوجین کی فوجین آسمان سی ملائکہ کی زیارت کی لیے آتی ہین اور رو رو کے
تجھ پر لعنت کرکے چلی جاتی ہین عنقریب تو دنیا مین اپنی سزا پایگا اور دوزخ مین چلا جایگا یہ کہکے سر پر ایک چادر
لپیٹ کے چلی خولی نے کہا اری لڑکو نکو یتیم کیے کہان جاتی ہی اُسنے کہا ای ملعون تو نے فرزندان حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو یتیم کیا خدا اسی ہر اس نہ کیا کچھ انکا پاس نہ کیا یہ کہکے باہر چلی گئی پھر اسکا پتا نہ ملا شعر رسول پاک پہ
بھیج ای خدا درود وسلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + روایت ہی کہ صبح کو اٹھکر خولی ملعون سر
سرور کو لیکر کے کوفے کو چلا راہ مین وہ سر اور سرہای شہدا اسی جا ملا عمر وسعد بد نہاد سر سرور کو مع سرہای شہدا
کے نیزون اور برچھیون پر چڑھائی کوفے مین جا پہونچا اہل کوفہ کوچہ و بازار مین اپنی در و بام پر کھڑی ہوسے
اہلبیت اطہار کا یہ حال پر ملال دیکھکر زار زار روتی تھے واحسینا واحسینا کہ کہکے بیقرار ہوتی تھے ابن زیاد
مردود نے یہ خبر سنکے ماری خوشی کے سر دھن کر گلی گلی کوفے مین منادی کرادی کہ خبردار کوئی کوفی ہتھیار بند
واسطے استقبال سر شہدا کے باہر نجاوی اور دس ہزار سوار گلی گلی اور ناکون ناکون پر پہرے جمادیے تاکہ کوئی بلوا
اور فتنہ نہ اٹھا دے اور ہر امیر و غریب کچہری مین بلا عذر حاضر آگئے اور امام حسینؑ کی قتل کی خبر سنکر خوش ہوجائے
کارپردازان ابن زیاد بحکم اس شقی کے کچہری کے مکانات کو سجنے لگے اور نقاری خوشی اور فتح کی بجنے لگے
شور لگا بجنے ہر اک جا شادیانہ + رباب وارغنون بربط چغانہ + پھر تو کوفیان بیوفا مرد اور عورت چھوٹے
بڑی تماشے دیکھنے کے لیے ہر طرف سے ٹوٹ پڑی جسکی نظر سرہای شہدا اور محملون پر اہلبیت اطہار کے پڑتی تھی طبیعت
اسکی بگڑتی تھی پس سب کی سب یہ حال پر ملال دیکھکر ہای ہای کرکے رونے لگے اور بعضے لشکریان اور دشمنان بھی اپنی
اس حرکت ناشایستہ سی پشیمان ہونے لگے کوئی آہ آہ کرتا کوئی نعرہ واحسیناہ کرتا اسوقت امام زین العابدینؑ نے
فرمایا کہ جب یہ کوفیان بیوفا اور لشکریان بیحیا میری بابا جان اور انکے اہلبیت کا یہ حال پر ملال دیکھکر روتے ہین تو
بھلا انکو کسنے مارا ہی سرون کو انکی گردنون سی کس بیرحم نے اتارا ہی مکے سے خطوط بھیج کر فریب دیکر انکو کسنے بلایا

آب سی ترسا کے خاک کربلا مین انکو کسنے سُلایا اب رونے سے کیا ہوتا ہی جو تمکو کرنا تھا سو کر چکے سر پیٹو یا چھاتی کوٹو امام
تو مر چکے کوفیون مین ایک بڈھا تھا خوب روکر آنسوؤن سی داڑھی کو بھگو کر کہنے لگا کہ ان ای شاہزادی آپ کا
فرمانا سب راست ہی صحیح بے کم و کاست ہی اس واقعہ جانکاہ کا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دل مین ایک
ایسا داغ پڑ گیا حضرت زہرا بتول کے جگر مین ایسا خنجر غم گڑ گیا کہ ہرچند کو زبان شمع چشم سر تھپڑ ان پہ کو ملین گے
تب بھی یہ سب داغ نہ چھوٹینگے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ہم علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام
روایت ہی کہ جن لوگونکی نظر سر مبارک پر حضرت امام علیہ السلام کے پڑتی تھی انکے ہوش اُڑ جاتے تھے اشقیا کو مارے
ہیبت و جلال کے غش آتی تھی سر سرداران سب سرون کے درمیان جسطرح چاند ستارون کے درمیان چمکتا
تھا اور رخسارہ انور کندن سا دمکتا تھا چہری پر نور برستا تھا لب تشنہ قطرۂ آب کو ترستا تھا کوفیان بھیا کہتے تھے
یا الٰہی یہ نور کی صورت ہی یا خاص مصور قدرت کی بنائی صورت ہی یہ کس برج خوبی کا چاند ہی جسکے آگے ماہ
فلک ماند ہی ایک بزرگ کہتے ہین کہ جب سر امام حسینؑ کا پھاٹک پر ابن زیاد کے لا کر نیزے
سے لوگ اُتارنے لگے مین نزدیک سر امام حسینؑ کے تھا اپنی آنکھون سے دیکھا کہ لب آپ کے ہل رہے
ہین کان لگایا تو سنا کہ آپ یہ آیت تلاوت کر رہے ہین فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ
ظالمون کی عمل سے اللہ کو غافل نجاننا میری بات کو یقین ماننا غرض جب سر سرور نیزے سے اُتار کر ابن زیاد شقی کے
پاس طشت مین دھر کر آیا وہ ملعون نشہ مین چور تھا سر سرور کو دیکھکر بہت ہنسا مسکرایا اور ایک چھڑی بید کی
اُس ملعون کے ہاتھ مین تھی بار بار اسکو ہونٹھ اور دانت اور ناک پر شاہزادے کے مارتا اور واہیات بکتا تھا خوشی
کے دم مین مونچھون پر تاؤ دیکے حاضرین کا مُنھ تکتا تھا اور کہتا تھا یا امام حسینؑ آپ اسی مُنھ سے دعوے
خلافت کا کرتے تھے یزید کے ہاتھ پر دست بیعت نہین دھرتے تھے پھر کہنے لگا کہ حسینؑ کا ایسا مین نے کسی کو حسین نہ دیکھا
ابو الحسن والا نازنین نہ دیکھا اُسوقت انس نے کہا کہ ای ابن زیاد اُٹھا چھڑی اپنی اسلیے کہ دیکھا ہی مین نے مُنھ
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تیری چھڑی کی جگہ اور دیکھا ہی مین نے کہ سونگھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اُس جگہ کو کہ لگتی ہی چھڑی تیری اور امام حسینؑ سب لوگون سے زیادہ مشابہ ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے تھے پس ہٹائی اسنے چھڑی روایت ہی کہ اُسوقت زید بن ارقم صحابی بھی وہان موجود تھے انھون نے
خوب روکر محض بے اختیار ہوکر کہا کہ ارے ای ابن زیاد تو امام حسینؑ کے لب اور دندان پر چھڑی دھرتا ہی ای شقی
چشم یہ کیا بے ادبی کرتا ہی خبردار اس چھڑی کو انکے لب پر نہ مارنا قسم خدا کی مین نے بارہا اپنی آنکھون سے دیکھا ہے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لب و دندان کو امام حسینؑ کے چوما کرتے تھے گود مین انکو لیکر ادہر ادہر گھوما کرتے تھے
انکو بہت پیار کرتے تھے جی جان اپنا انپر نثار کرتے تھے یہ کہکے زید با آواز بلند رو دیا اور حضار بھی رو دئے ابن زیاد مردود بہت
غصہ ہوا اور دانتون سے اپنے ہونٹہ کو کاٹ کرکے کہا کہ اے زید تو تو بوڑھا ہو گیا ہے نہین تو مین تجھے خوب سزا دیتا پھر تیری
گردن ابھی اتار لیتا زید نے کہا جب تو نے نبی کے لعل علیؑ کے نونہال کا چہرہ انکے خون سے لال کیا خاندان نبوت کو
پامال کیا تو ہم کس شمار مین ہین اے ابن زیاد مین اس گھڑی ایک اور بات کہی تجھے سناتا ہون جسکو سن کے تجھے
جل بھن کے تو کباب ہو جائیگا غصے سے ہو کر لاجواب ہو جائیگا مین نے اپنی انکھون سے دیکھا ہے کہ حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؑ کو اپنی داہنی ران پر اور امام حسینؑ کو اپنی بائین ران پر بٹھائے انکے سرون پر
اپنا ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوندا مین ان دونون پیارون کو تیرے اور تیرے بندگان صالح
کے حوالے کرتا ہون یعنی حسینؑ کو امانت دہرتا ہون سو اے ابن زیاد سچ بتا کہ تو نے اسی امانت رسول خدا کے ساتھ کیا
کیا اس امانت کو خاک خیانت مین ملا دیا پھر کہا اے دشمنان آل نبی خدا اور رسول سے تمنے شرم نہین کہ ابن زیاد
کو تمنے اپنا امیر کیا اور فرزند نبی کو شہید اور انکے اہلبیت کو اسیر کیا پھر یہ کہکر اس مجلس سے روتے ہوئے اپنے گھر
چلے گئے ۔ نظم ۔ جواب چیست شمارا اگر سوال کند ۔ محمد عربی از شما بروز جزا ۔ کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من
کردید ۔ چو من بہ ملک بقا رفتم از سرای فنا ۔ جزای آن کہ شمارا بحق نمودم راہ ۔ روا بود کہ جفا ہا
رسد ز شما ۔ روایت ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد منبر پر چڑھا اور یزید کے فتحنامہ کا خطبہ پڑھا اور کہا کہ
شکر خدا کا کہ اسنے احقاق حق اور ابطال باطل کیا یعنی امام حسینؑ پر یزید کو غلبہ دیا اور اسی طرح کے بہت سے کلمات
کفریہ بکنے لگا تعلی کی سے حضار کا منہ تکنے لگا اسکو سنکے عبداللہ بن عفیف مارے غصے کے جل بھن کر کھڑے
ہو کر کہنے لگے کہ اے ابن زیاد اے دشمن خدا و رسول اے بے دین جہول تو جھوٹا تیرا باپ جھوٹا اور تجھے جسنے
حاکم بنایا وہ جھوٹا اے تو نے اولاد نبی کو قتل کیا اور اہلبیت نبوت کو ذلیل کیا اور پھر منبر پر چڑھا کہ جو مقام
نیکو دون کا ہے کلمات کفریہ بک رہا ہے ہوش سنبھال کیا کرتا ہے تف بر تو چلو بھر پانی مین ڈوب کیون نہین مرتا ہے
روایت ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد نا پاک نے سر پاک کو حضرت امام حسینؑ کے اپنے ہاتھ مین اٹھا کر تماشا کرنے لگا
مگر مارے خوف اور ہیبت کے کانپنے لگا ہاتھ اسکا رعشہ کرنے لگا آخر مجبور ہو کر سر سرور کو اپنی ران پر دھرا اور
روے پر انوار اور گیسوے مشکبار کو بنظر غور دیکھنے لگا اور خدا کی بنائی صورت وہ نور کی مورت چہرہ ایسا
ہشاش بشاش کہ نور برستا تھا رخسارے پر وہ نور ماشاء اللہ چشم بد دور کہ چودھوین رات کی چاند کیطرح

ہنستا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب کچھ کو لین گے درج دہن سے موتی انمول سخن کے گھولنے لگے گیسوئے مشکین سے وہ لپک آتی تھی کہ عشاق کی جان جاتی تھی روایت ہے کہ جب ابن زیاد بد نہاد نے سر جان دارین حضرت امام حسینؑ کا اپنی ران پر دھرا تو ایک قطرہ خون کا سر مطہر سے اُسکی قبا پر پڑا اور قبا و جبہ و پیراہن پائجامہ کو اُسکے سوراخ کرتا ہوا اور اُسکی ران کو چھیدتا ہوا تخت سے اُس بدبخت کے پار ہو کے زمین مین غائب ہو گیا اور وہ سوراخ ران مین اُس شیطان کے رہگیا جون جون دوا کرتا بڑھتا نیچے سے اوپر کو چڑھتا اور اُس زخم سے معاذاللہ ایسی بڑی بو آتی تھی کہ اُس ملعون اور اُسکے ساتھ بیٹھنے والون کی جان جاتی تھی اور اُس بدبو کے دفع کے لیے ہمیشہ نافہ مشک کا اُس زخم پر بندھے رہتا تھا مگر باین ہمہ بدبو اُسکے بوئے مشک پر غالب رہتی تھی اور یہ زخم آخر حیات تک اُس بدذات کے رہگیا چنانچہ ابراہیم اشتر سپہ سالار فوج مختار نے کشتون کے پشتون مین سے اُسی زخم اور بدبو کی علامت سے اُسکی نعش کو پہچانا روایت ہے کہ اُسکے بعد ابن زیاد نے کہا کہ شکر خدا کا کہ وہ سر امام حسین کا یہان پر لے آیا اور میرے دشمنون کو رسوا اور اُنکی باتون کو جھوٹا بنایا اُسکے جواب مین امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ شکر خدا جسنے ہمکو اہلبیت بنایا اور بطفیل جد نانا محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمکو آیت تطہیر کے ساتھ بزرگ اور معزز فرمایا پھر اُس شقی نے کہا کہ تم نے خدا کی قدرت دیکھی کہ اُسنے کیا کیا کیسا تمکو خاک مین ملا دیا حضرت عابدؑ نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار نے میرے باباجان کو پہلے ہی سے خبر دی تھی کہ تم میرے بعد بڑے بڑے صدمے اُٹھاؤ گے اور کربلا مین جاکر شہادت پاؤ گے بابا میرے اُسدن کے انتظار مین تھے بہر صورت خدا و رسول کے اختیار مین تھے آخر راضی برضا صابر بقضا ہو گئے تشنہ لب شربت شہادت پیکر اپنی خوابگاہ مین جاکر سو گئے واہ تو نے تو خوب کام کیا دونون جہان مین بھلا نام کیا مگر خاطر جمع رکھ تو بھی عنقریب مریگا حشر مین ہمارا اور تیرا معاملہ حاکم حقیقی فیصل کریگا ابن زیاد خفا ہو کر بولا کہ اللہ اب تک اُن لوگون کو اتنی تیزی باقی ہے مزاج مین خونریزی باقی پوچھا یہ کسکا لڑکا ہے لوگون نے کہا کہ یہ امام تشنہ کام کے نور عین ہین یعنی سجاد ابن حسینؑ ہین ابن زیاد نے خفا ہو کر عمر و سعد سے کہا کہ تجھے حکم تھا کہ آل عبا کا کوئی لڑکا شیر خوار بھی باقی نہ رہے انکو تو نے کیون چھوڑا میرے حکم سے کیون منھ موڑا پھر کہا اِس لڑکے کو باہر لیجاؤ اور سر اسکا بھی کاٹ کے میرے پاس لاؤ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اب میرے سوا اہلبیت نبوت کا کوئی محرم نہین جز آہ و نعرہ جانکاہ کوئی ساتھی نہین ہمدم نہین میرے سوا نام و نشان آل عبا

کوئی باقی نہین تشنہ کام آن اہلبیت کا میری سوا کوئی باقی نہین قتل اولاد نبی سے ابھی تک تیرا جی بھرا نہین سو تو مجھے بھی مارے ہم لوگ شہادت کو عین سعادت جانتے ہین میرا سر بھی اتارے شعر ما کشتہ عشقیم شہادت وطن ماست ❊ پروردۂ دردیم بلامت وطن ماست ❊ جلاد نی چاہا کہ حضرت عابد بیمار کو بھی باہر لیجا کر مار ڈالے انکا سر بھی تن نازک سے اتار ڈالے یہ حال دیکھکر کلیجے حضار مجلس کے پھٹ گئے آخر چند لوگ گلے مین حضرت عابد کے لپٹ گئے اور کہنے لگے ای ابن زیاد واقعہ کربلا کو ابھی کچھ ایسی دیر نہین ہوئی ساری اہلبیت کا خون تو پی چکا پر طبیعت تیری سیر نہین ہوئی لخدا انکو چھوڑ دے چراغ امت کا گل مت کر ذرا خدا سے ڈر قطع نسل کل مت کر ابن زیاد بہت شرمایا اور امام زین العابدین کے خون سے باز آیا روایت ہی کہ اسکے بعد ابن زیاد مردود نے حکم دیا کہ اہلبیت اطہار اور عابد بیمار کو قید خانے مین لیجاؤ اور سر امام حسینؑ کو نیزے پر چڑھا کے تمام کوچے مین گلی گلی پھر آؤ کوفیون کو تماشا دکھاؤ سر بے تن کا لاشہ دکھاؤ چنانچہ سر سلطان دین نیزے پر چڑھا کر کوفی کی بازارون مین اور گلیون مین پھرایا اور کوفیان بیوفا کو قدرت کا تماشا دکھایا روایت ہی زید بن ارقم صحابی کہتے ہین کہ جب سر جان کونین حضرت امام حسینؑ کا میری دروازے پر آیا اسوقت مین گھر کی کھڑکی مین بیٹھا روتا تھا غم امام حسینؑ مین بیقرار ہو رہا تھا جب سر مبارک میرے قریب آیا تو مین نے سنا کہ سر امام حسینؑ نے اس آیت کو پڑھا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا کیا تمنے سمجھا کہ اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ میری قصے سے اعجوبہ تھا زید بن ارقم کہتے کہ جسوقت مین نے یہ آیت سر مبارک سے اپنے کانون سے سنی واللہ کہ تمام بدن پر میری رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مین نے روکر کہا کہ یا ابن رسول اللہ درحقیقت قصہ آپ کا اصحاب کہف کے قصے سے بہت ہی عجیب تر ہی اسواسطے کہ اصحاب کہف کو تو فقط کافرون نے ستایا تھا اور آپ کو تو آپ کے ناناجان کے کلمہ گویون نے طرح طرح کے ظلم کو پہونچا کے شہید کیا اور سر مبارک نیزہ پر چڑھا کے گلی در گلی شہر بہ شہر پھرایا اور اصحاب کہف جو سوکر بعد سالہا سال کے اٹھے تو بھی روح انکے بدن مین موجود تھی اور آپ کی سر مبارک نے تو بعد جدا ہونے کے تن نازک سے کلام فرمایا تو فی الحقیقت واقعہ آپ کا اصحاب کہف کے واقعہ سے اعجوبہ تر ہے

نظم

رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ❊ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ❊

رشتواب جاتی ہین کوفے سے اہلبیت وطن	یہ چرچا غم بھر ناصر محبون کو رولاتا ہی

جب ابن زیاد بدنہاد کوفہ مین سر شبیر کا گشت گلی گلی کروا چکا اور اہلبیت کو طرح طرح کے صدمے پہونچا چکا بعد
اسکے شمر ذی الجوشن کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ مقرر کیا کہ سرہای شہدای ابرار اور بندیان اہلبیت اطہار کو
باحتیاط تمام دمشق مین یزید کے پاس لیجاوے چنانچہ کئی دن کے بعد قافلہ اہلبیت کا کوفے سے دمشق کو چلا
آگے آگے نقارہ فتح کا یزید پلید کی نوبت اجاتا تھا اور شمر خوشی مین سیاہ بادل کیطرح گرجتا جاتا تھا اور بیچ
مین شہدای کربلا کے سر نیزون اور برچھیون پر چلے جاتی تھے اور پیچھے پیچھے بندیان اہلبیت اونٹون پر بیجا دن
مین لوگون کی نظر سے محفوظ روتی ہوئے چلے آتی تھے اور ہر منزل مین نئی طرح کی کرامات اور ہر مقام مین
طرح طرح کے واقعات سر شبیر سے ظاہر ہوتے تھے تاکہ لوگ سمجھین کہ واقعہ کربلا ایک حادثہ عظیم قیامت خیز
ہے اور تاکہ ظالمین دریافت کرین کہ قتل سید الشہدا ایک سانحہ شدید مصیبت انگیز ہے **شعر** رسول
پاک پنجتن پاک پر خدا درود سلام علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت** ہی کہ جب سر شبیر مع
اسیران اہلبیت اطہار یزید پلید کے پاس لے چلے پہلی منزل مین ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے اشقیا شراب اڑا
رہی تھے جی کا خمار نکال رہے تھے اتنے مین غیب سی ایک قلم لوہے کا نمونہ ہوا اور یہ شعر خون سی اُن لوگون کے سامنے
زمین پر لکھدیا **شعر** اَتَرجُوا اُمَّۃٌ قَتَلَت حُسَینًا + شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَومَ الحِسَابِ +
شبیر کے قاتل کیا فردای قیامت مین + امید بھی رکھتے ہین نانا کے شفاعت کی + اور بعضون نی کہا ہی کہ جب
لشکریان یزید پلید سر مبارک اور قافلہ اہل بیت کو لیے شام کیطرف سے روانہ ہوے تو پہلی منزل مین
ایک بتخانہ کے قریب مقام کیا کیا دیکھتے ہین کہ اُس بتخانہ کی دیوار کے پتھر پر وہی شعر مذکور لکھا ہی یہ لوگ
دیکھکر بہت متعجب ہوی اور راہب نی بتخانہ سے پوچھا کہ یہ شعر کسنے لکھا ہی اور کب لکھا ہی راہب نی کہا مین
اتنا جانتا ہون کہ یہ شعر اِس بتخانہ کی دیوار پر تمھارے نبی کے زمانہ سی پانچ سو برس بیشتر سے لکھا ہی اور
بعضون نی کہا کہ بتخانہ کی دیوار پھٹ گئی اُسوقت ایک ہاتھ نکلا اُسمین قلم لوہے کا تھا اور شعر مذکور خون
سے اشقیا کے سامنے لکھ دیا **روایت** ہی کہ اِسکے بعد راہب نی حال سر شہدا اور اسیران اہلبیت کا اشقیا سے
استفسار کیا شمر نے مفصل حال راہب سی کہدیا تب اُسنے اپنے دل مین کہا کہ معاذ اللہ یہ بہت برے لوگ ہین کہ اپنے
فرزند ارجمند نبی کو قتل اور آنکے اہلبیت کو اسیر کیا اور طرح طرح کا رنج دیا پس اُس راہب نی زار زار
رو کر جماعت اشقیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ دس ہزار درم مجھ سی لو اور سر شبیر کو رات بھر میری پاس
رہنے دو صبح کو کوچ کیوقت تمھارے حوالے کردونگا کوفیان پلید بہ طمع مال راضی ہوگئے اور سر سرور کو راہب کے

حوالے کیا راہب نے بھی فوراً دس ہزار روپیہ گن دیا اور سر اقدس کو بڑی تعظیم سے لیکر خلوت مین آیا اور گلاب
کیوڑے سے اُسے غسل دیکر لگایا پھر سر سرور کو اپنے زانون پر دھر کے جی جان اپنا آپ پر فدا کرکے رات بھر روتا
رہا اور انوار رحمت خدا سے جو جمال حق نما پر نازل ہوتے تھے رات بھر مشرف ہوتا رہا اور رات بھر بچشم تر دیکھا کیا
کہ انوار تجلیات کے سر مبارک سے آسمان تک جاتے تھے اور طبقات نور کے علی الاتصال آسمان سے سر انور پر چلے
آتے تھے بملاحظہ اُن کرامات کے زنار کفر کو توڑ مسلمان ہوگیا دین باطل چھوڑ اصحاب ایمان ہوگیا اُسکے
بعد جبتک جیتا رہا عبادت الٰہی مین مشغول ہوکے غم امام حسینؑ مین خون جگر پیتا رہا صبح اُٹھکر سر سرور کو
اشقیا کے حوالے کیا اُن شقیون نے جب درہم بانٹنے کو تھیلیون کا منہ کھولا دیکھا کہ وہ سب درہم رکھے ہوئے تھے
مگر صورت درہم کی بگڑی نہ تھی اور بجای سکہ ایک طرف اُنکے یہ آیت لکھی ہوئی تھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا
عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی ظالم لوگ یہ نہ سمجھین کہ اللہ اُنکے ظلم کرنے سے غافل ہے اور دوسری طرف یہ
آیت لکھی تھی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یعنی اب ظالم لوگ جان لیوینگے
کہ کیسی کیسی کروٹین اُنکو دیجاوینگی یہ کرامت دیکھکر بہت اشقیا رو سیاہ جل گئے خاک پھانک کر رہ گئے
رنگ چہرون کے بدل گئے پھر وہان سے آگے بڑھے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✝ علیؑ و فاطمہؑ
حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✝ روایت ہے کہ جب حران مین پہونچے تو یحیی یہودی حرانی یہ دھوم دھام اور
نیزون پر سرہای شہدا کے عالی مقام دیکھکر گھبرایا اور اپنے گھر سے نکلکر باہر استقبال کو آیا اور اُن سرون کا نظارہ
کرنے لگا چاند سی صورت کو دیکھکر دل کو کتان کیطرح دوپارہ کرنے لگا ناگاہ آنکھ اُسکی سر شبیرؑ پر پڑ گئی رو دیا
طبیعت بگڑ گئی دیکھا کہ لبہای نازک ہل رہے ہین قریب جاکر کان لگایا تو صاف صاف سنا کہ آپ یہ آیت
باواز حزین پڑھ رہے ہین وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یحیی کو بڑا
تعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے لوگون نے کہا فرزند نبی کا یعنی امام حسینؑ بن علی کا پوچھا انکی مادر مہربان
کا کیا نام تھا کہا فاطمہ زہرا بتول بنت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یحیی یہودی نے کہا کہ اگر
دین انکے جد امجد کا حق نہوتا تو یہ سب کرامات انکے سر اقدس سے ظاہر نہوتی اور ہم اُن باتون پر ماہر نہوتے پس فوراً
مسلمان ہوگیا اہلبیت پر جی جان سے قربان ہوگیا اور اچھے اچھے کپڑے اور ہزار درم حضرت امام زین العابدینؑ
کو دیے کہ اسے لیجیے اپنی حوائج ضروریہ مین خرچ کیجیے اشقیا نے کہا کہ ابے تو دشمنان والی شام کی طرفداری
کرتا ہے اپنا دین کھو کے مسلمان ہوگیا اب زر نثار کرتا ہے یہان سے دور ہو ورنہ تجھے بھی مار لونگا سر تیرا ابھی

اتار لونگا یحیی کو یہ کلام سنتے ہی شراب شہادت کا نشہ چڑھ گیا راہ محبت امام مین سر کٹانے کا شوق بڑھ گیا پس فوراً شمشیر آبدار چمکا کے تکبیر کہتا ہوا کفار پر وار کیا ایک حملے مین پانچ شقی کو فی النار کیا پھر یحیی نے بھی اُسی جگہ اشقیا کے ہاتھ سے شہادت پائی روایت ہے روضۃ الشہدا مین لکھا ہے کہ اُسکے بعد حلب کی پہاڑ کے نیچے قافلہ اُترا اُس پہاڑ پر ایک بستی بہت آباد تھی رعیت وہان کی ہر طرح سے فارغ البال اور دولتمند تھی اور سب کے سب یہودی تھے اور حریر بنتے تھے لوگ دور دور سے وہان آتے تھے اور کپڑے اُنکے خرید کر کے لیجاتے تھے کوتوال وہان کا عزیز بن ہارون نام تھا آدمی نہایت صاحب اکرام تھا جب کچھ رات گذری تو شیرین دائی حضرت شہربانو کی اُنکے پاس بیٹھکر زار زار رونے لگین حضرت امام کے غم مین اور روزون سے زیادہ بیقرار ہونے لگین سبب اسکا یہ تھا کہ جب حضرت شہربانو مدینے تشریف لائین تھین تو اُنکی خدمت مین سو لونڈیان تھین جسدن حضرت امام حسینؑ سے اُنکا نکاح ہوا پچاس لونڈیان آزاد کر دین پھر روز ولادت حضرت امام زین العابدین کے چالیس لونڈیان آزاد کر دین فقط دس لونڈیان اُنکے پاس رہگئی تھین منجملہ اُنکے شیرین بہت خوش رو خوش گو خوش خو تھین ایکدن حضرت امام حسینؑ نے حضرت شہربانو کے روبرو شیرین کی کچھ تعریف کی حضرت شہربانو نے کہا کہ شیرین آپ کی نذر ہے پس حضرت امام عالیمقام نے شیرین کو اُسدم براہ خدا آزاد کر دیا پھر حضرت شہربانو نے اُسی دم گٹھری اپنے کپڑون کی منگوائی اور شیرین کو خلعت نفیس قیمتی پہنایا امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم نے بہت سی لونڈیان آزاد کین مگر کسی کو خلعت گرانمایہ پہنایا نہین مجھے عجب ہے بتاؤ اسکا کیا سبب ہے حضرت شہربانو نے فرمایا کہ اے شاہزادے وہ سب میری آزاد کی ہوئی ہین اور شیرین آپکی آزاد کی ہوئی ہے شیرین اور میری آزاد کی ہوئی لونڈیان کے درمیان مین کچھ فرق ہونا چاہیے آپ بہت خوش ہوکے اور حضرت شہربانو کو دعا دی مگر شیرین باوجود آزاد ہونے اپنے کے ملازمت حضرت شہربانو کی چھوڑتی نہ تھین دم بھر خدمت سے اُنکے منھ موڑتی نہ تھین پس اُس رات کو شیرین نے دیکھا کہ حضرت شہربانو کپڑے اپنے حسب حال نہین پہنے ہین پس شیرین کو وہ خلعت گرانمایہ جسکو حضرت شہربانو نے شیرین کو امام عالی مقام کے سامنے پہنایا تھا یاد پڑ گیا امام حسینؑ کی مصیبت اور حضرت شہربانو کی بیکسی اور غربت پر رونے لگین جی بگڑ گیا پھر شیرین نے حضرت شہربانو سے کہا کہ حکم ہو تو اس بستی مین پہاڑ پر جاؤن اور اپنے زیور کو بیچ کر آپ کیواسطے کچھ کپڑے خرید لاؤن حضرت شہربانو نے فرمایا تو جہان جائے مختار ہے آزاد لونڈی پر ہمارا کیا اختیار ہے پہر رات گذری ہوگی کہ شیرین نے اپنے کو پہاڑ پر پہونچایا پھاٹک قلعہ کا بند تھا

اُسکا حلقہ ہلایا عزیز بن ہارون مذکور اُسوقت خواب دیکھکر قلعے کے پھاٹک کے پاس انتظاری مین شیرین کے کھڑے
تھے اندر سے کہا کہ کون حلقہ ہلاتا ہے شیرین نے کہا ہان کواڑ کھولو غرض عزیز شیرین کو اپنے گھر لاۓ اور بڑی تعظیم و توقیر
سے پیش آۓ شیرین نے کہا کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ تم نے میرا نام کیونکر جانا عزیز نے کہا کہ ابھی مین نے حضرت موسیٰ اور
حضرت ہارون کو خواب مین دیکھا کہ ننگے سر ننگے پاؤن کھڑے رو رہے ہین کسی کے غم مین بیقرار ہو رہے ہین آثار تعزیت
کے اُنپر پیدا ہین علامات مصیبت کی اُنکے چہرون سے ہویدا ہین مین نے عرض کی حضرت آپ کا حال کیا ہے
سبب گریہ باعث رنج و ملال کیا ہے کس کے واسطے آپ لوگ روتے ہین کس کے ماتم مین اتنا بیتاب ہوتے ہین
فرمایا تجھے معلوم نہین آہ آہ اشقیا نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساقی کوثر کے نواسے امام حسینؑ کو قطرہ آب سے
ترسا کے کربلا مین مارا ہے سر اُنکا تن نازک سے اُتارا ہے اور اب سر اُنکا اور اہلبیت کو اُنکے کوفے سے یزید پلید کے
پاس لیے جاتے ہین اُنھین کے غم مین ہملوگ دل و جان سے پُرزے اُڑاتے ہین مین نے کہا کہ آپ لوگ حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہین دین و ایمان کو اُنکے حق جانتے ہین فرمایا وای بر تو ای عزیز ہم اُنکو
کیونکر نہ پہچانین وہ نبی برحق ہین خدا کے حبیب مطلق ہین جو اُنکے ساتھ ایمان نہ لائیگا کھڑا دوزخ
مین جائیگا اور ہم لوگ سارے انبیا اُس شخص سے بیزار ہین اُسکی شفاعت سے دست بردار ہین مین نے
کہا اب میرے حال پر کرم فرمائیے اُنکی نبی برحق ہونے کی کوئی علامت بتائیے پس حضرت موسیٰ اور ہارون نے
فرمایا کہ اُٹھ قلعے کے پھاٹک کے پاس منتظر کھڑا رہ ایک لونڈی شیرین نام آزاد کردہ امام حسینؑ قلعے کے پھاٹک پر
اسوقت آئیگی اور حلقہ پھاٹک کا ہلائیگی پھر پہاڑ کے تلے حضرت امام حسینؑ کے سر کے پاس جانا اور بہت بہت
ہمارا سلام پہونچانا پس تم اُنکے سر اقدس سے میرے سلام کا جواب پاؤگے اور مشرف باسلام ہو جاؤگے پھر
شیرین سے تمھارا نکاح ہوگا عین غم مین بیاہ ہوگا پھر مین نیند سے چونک پڑا اور نعرہ الا اللہ مارا اور دوڑا
ہوا پھاٹک پر آیا کہ تم نے پھاٹک کے باہر سے پکارا اسواسطے مینے جانا کہ تمھارا نام شیرین ہے یہ واقعہ سُنکے
شیرین فوراً وہان سے لوٹ آئین اور یہ سب باتین اہلبیت اطہار کو آکر سنائین اہلبیت یہ حال عجیب
سُنکے رونے لگے غم شبیر مین بیقرار ہونے لگے علی الصباح عزیز ہزار درہم لشکریان یزید کو دیکے اہلبیت کی
خدمت مین آنے کی اجازت لیکے حضرت امام زین العابدین کے پاس آئے اور بہت سے کپڑے بیش قیمت اور ہزار
اشرفیان نذرانہ لائے پھر اُن سب کو قدم پر حضرت امام زین العابدین کے دھر کے جی جان اپنا اُنپر نثار کر کے
مسلمان ہوگئے بتوفیق ازلی صاحب ایمان ہوگئے پھر جناب حضرت امام حسینؑ کے سر انور کے پاس آکر

آنکھون سے سیلاب خون بہاکر عرض کی کہ آپ کی خدمت مین یہودی سے مسلمان ہوکر آیا ہون حضرت موسی
اور ہارون کا سلام لایا ہون سر سے امام عالیمقام کے آواز آئی کہ تجھ پر اور اُن دونون پر سلام پہنچے اور
فرمایا کہ اے عزیز قیامت کیدن تو میرے اہلبیت کے ساتھ محشور ہوگا پھر حضرت شہربانو نے شیرین کا عزیز سے
نکاح کرادیا اور ساری یہودی اُس قلعے والے بھی مسلمان ہوگئے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہے ابو المخنوق کوفی کہتا ہے کہ اثنائے راہ کوفے اور شام مین
واسطے نگہبانی سرہاے شہدا کی رات بھر پچاس جوانان مسلح کا پہرا رہتا تھا ایکرات میری باری تھی سب پہرے والے
سو گئے سرون سے غافل ہوگئے اور اُس شب کو مجھے نیند نہین آتی تھی طبیعت بہت گھبراتی تھی اتنے مین
آسمان سے ایک آواز مہیب آئی قریب تھا کہ آسمان و زمین پھٹ جاے ساری دنیا اُلٹ جاے پھر مین نے دیکھا کہ ایک
بزرگ بڑے لنبے سفید نورانی کپڑے پہنے ہوے آسمان سے نیچے آئے اور اپنے سر کو ننگا کرکے صندوق مین سے سر کو
امام حسین کے باہر لائے پھر رو رو کر اُنکے مُنھ پر بوسے دینے لگے بلائین لینے لگے مین نے قصد کیا کہ قبل اسکے کہ اور
نگہبان لوگ جاگین سر امام حسین کا اُنسے لیکے صندوق مین بند کردون کہ ناگاہ ایک شخص مجھ پر کڑکا کہا کہ
ٹھہر جا آگے مت جا حضرت آدم علیہ السلام ہین واسطے ماتم پوتے فرزند حبیب خدا کے تشریف لائے ہین پھر
دوسری آواز سنی کہ نوح علیہ السلام آئے پھر سُنا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام
تشریف لائے آخر مین حبیب کبریا سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع صحابہ کبار اور حیدر کرار اور امام
حسن اور حضرت حمزہ اور جعفر طیار کے وہان جلوہ افروز ہوئے اور ایک ایک بزرگ اُس سر کو اُٹھا اُٹھا کے
تعظیم کرتے تھے اور آہ سرد دل پُر درد سے بھرتے تھے پھر نور کی کُرسی آئی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
اُسپر نزول اجلال فرمایا اور ساری انبیا اور صحابہ چارون طرف آپ کے تھے پھر ایک فرشتہ آیا ایک ہاتھ
مین ننگی تلوار برق غضب پروردگار اور دوسرے ہاتھ مین آگ کا گرز خونخوار پھر اُس فرشتے نے میرا ہاتھ
پکڑا مین نے فریاد کی کہ یا رسول اللہ مین مسلمان ہون دوستدار خاندان ہون یہ لوگ مجھے زبردستی سے
اپنے ساتھ لیے جاتے ہین اُس فرشتے نے میرے مُنھ پر ایک طمانچہ مارا کہ میرا حال تباہ ہوگیا اور ایکطرف کا مُنھ
سیاہ ہوگیا پھر حضرت نے فرمایا کہ خیر اسکو چھوڑ دے فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا مین صبح تک بیہوش پڑا رہا
صبح کیوقت آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سر شبیر بدستور صندوق مین بند ہے اور اُن پچاسون پہرے والون کا
پتا نہین فقط جا بجا چار دہ طرف صندوق کے راکھ کے تودے لگے ہین راوی کہتا ہے کہ صبح کو شمر نے

ابوالخنوق کو بلا کر پوچھا کہ تیرا منہ ایکطرف کا کالا کیون ہوگیا ہی ابوالخنوق نے سارا حال شب کا کہہ سنایا پھر ایک
ایسی آہ کی کہ شکل اسکی بدل گئی زمین پر گرا جان نکل گئی لوگون نے دیکھا کہ کلیجہ اسکا کٹ گیا تھا اور پتہ
اسکا پھٹ گیا تھا لشکریان یزید یہ حال سنکر بہت گھبرائے اور وہان سے آگے کو قدم بڑھائے شعر رسول
پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ٭ روایت ہی ابوسعید دمشقی کہتا ہی
کہ جب ہم لوگ لشکریان ابن زیاد کے سر شبیر کو لیے ہوے دمشق کے قریب جا پہونچے تو خبر مشہور ہوئی کہ
سعید خزاعی چاہتے ہین کہ لشکر جمع کرکے سپاہ پر ابن زیاد کے چھاپا مارین اہلبیت اور سر شہدا کو
چھین لیجائین اور سپاہ شام کی گردنین اتارین یہ خبر سنکے سپاہ روسیاہ شام گھبرائی شام کیوقت ایک مقام
اترائی وہان ایک بتخانہ بہت مستحکم تھا سبھون کی رای ٹھہری کہ آج رات بھر اسی بتخانہ مین رہنا چاہیے اہل
اس بتخانہ کے یہ امر کہنا چاہیے کوئی باغی اس بتخانہ کے اندر جاکر چھاپا مار نہ سکیگا کسی کی گردن اتار
نہ سکیگا آخر شمر نے پھاٹک پر اس بتخانہ کے آکر للکارا آواز بلند پکارا ایک بوڑھے نے جو سردار اس بتخانہ کا
تھا بتخانے کے کوٹھے پر چڑھ کے دیکھا کہ بہت سے سوار و پیادے بتخانہ کو گھیرے ہین راہ راست سے ناحق منھ
پھیرے ہین اور شمر نعرہ مار رہا ہے بدحواس ہوکر پکار رہا ہے آخر اس بوڑھے نے کہا کہ تم لوگ کون ہو کہان سے
آتے ہو کدھر جاتے ہو شمر نے کہا کہ ہم لوگ لشکریان ابن زیاد ہین کوفے سے آتے ہین دمشق مین یزید کے
پاس جاتے ہین بوڑھے نے کہا دمشق مین کس کام کو جاتے ہو شمر نے کہا کہ کربلا مین ایک شخص یزید سے باغی
ہوگیا تھا ہم لوگ اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مارکے سرون کو سب کے اتار کر برچھیون پر چڑھائے
اور انکے اہلبیت کو بھی اسیر کرکے محملون مین آن اونٹون پر بٹھائے دمشق مین یزید کے پاس لیے
جاتے ہین پیر فقیر نے نیچے نگاہ کی تو دیکھا کہ آہ آہ سیکڑون سر اندھیاری مین چاند کیطرح چمک رہے ہین
چہرون پر نور برس رہا ہے کندن کیطرح دمک رہے ہین پوچھا سردار کا کون سر ہے شمر نے بتا بتایا
پس فقیر سرور کو دیکھکر بھر آیا پھر کہا کہ میرے بتخانے کو تم کیون گھیرے ہو کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ کچھ لوگ
جمع ہوکر چاہتے ہین کہ شب کو چھاپا مارین اور ان لوگون کو چھین لیجائین اور گردنون کو ہماری
اتارین سو رات بھر تم ہم سب کو اپنے بتخانہ مین پناہ دو پھاٹک کھولو راہ دو پیر فقیر نے کہا تم لوگ
بہت ہو اس چھوٹے سے بتخانہ مین سب کی گنجایش نہین ہوگی سو تم سرہای شہدای نامدار اور اسیران
اہلبیت اطہار کو اندر بتخانے کے لاؤ اور تم گردا گرد بتخانے کے آگ لہراؤ اور رات بھر بیدار رہو

سوؤ نہین غنیم سے ہوشیار رہو باغی اگر آئینگے تو محروم پھر جائینگے تم نے کہا بہت اچھی بات تم نے کہی پس سر مبارک کو حضرت امام حسینؑ کے صندوق مین دھر کے قفل محکم سے بند کر کے اپنے چند سوارون کو کہا کہ اِس صندوق کو لیکر کے اِس تبخانہ مین جاؤ وہان رات بھر بیدار رہنا ہر طرح سے ہوشیار رہنا مگر واقعہ الوالخنوق سے سب ڈرے ہوے تھے کوئی اندر تبخانے کے رہنے پر راضی نہوا اتنا کیا کہ اُس صندوق کو لیکر اُس تبخانے مین لا کے ایک مکان مضبوط مین دھر کے ایک بھاری قفل سے اُسکو بند کر کے باہر چلے آئے پھر اُس پیر فقیر نے پردہ کرا کے حضرت عابد بیمار اور اہلبیت اطہار کو بجاؤن سے ایک مکان عالی مین اُتارا اور نہایت تعظیم اور توقیر کے ساتھ پیش آیا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✽ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✽ روایت ہے کہ جب کسی قدر رات گذری اور سب لوگ سو گئے پس وہ بڈھا فقیر اُٹھکر چارو نطرف اُس گھر کے جسمین صندوق کے اندر سر امام عالیمقام بند تھا گھومنے لگا شوق دیدار مین سر امام کے حالت وجد مین آ کر جھومنے لگا چاہتا تھا کہ کسی طرح سر شبیر کو نزدیک سے دیکھ لے اور پیشانی انور پر پیدبوسے دے ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ گھر صندوق والا بے شمع و چراغ کے روشن ہو رہا ہے گھبرایا کہ اللہ اللہ یہ روشنی کہان سے آتی ہے اتفاقات سے اُس گھر کے داہنے ایک دوسرا گھر تھا اور اُس گھر کے اُس گھر مین ایک روزن تھا پیر اُس گھر مین جا کر اُس روزن سے دیکھنے لگا کہ وہ روشنی دمبدم بڑھتی جاتی ہے یہان تک کہ اُسکے دیکھنے سے اب آنکھ خیرگی کرتی جاتی ہے پھر چھت اُس گھر کی پھٹ گئی اور ایک عماری زرنگار مین سے ایک بی بی صاحبہ بہت لونڈیون کے ساتھ جنکو دنیا کی عورتون سے کچھ مناسبت نہ تھی اُترین اور وہ لونڈیان کہتی تھین کہ ہٹو ہٹو مان سب آدمیون کی حوّا آتی ہین پھر اُسی طرح سارا اور ہاجرہ بی بی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اور راحیل مان حضرت یوسف کی اور کلثوم بہن حضرت موسی کی اور آسیہ بی بی فرعون کی اور مریم مان حضرت عیسی کی آئین اُسکے بعد ایک عماری زرنگاری آئی اُسمین حضرت خدیجہ کبری تشریف لائین اور سب بیبیان سر سرور کو صندوق سے نکال کر کے آہ سرد بھرتی تھین اور رو رو کر زیارت کرتی تھین ناگاہ ایک عماری نورانی نظر آئی کسی نے اُس پیر فقیر کو للکارا کہ ہان اِس روزن سے مت دیکھ سواری بنت رسول فاطمہ زہرا بتول کی آئی وہ فقیر بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا تو دیکھا کہ ایک پردہ آنکھون کے آگے پڑا ہے کہ اُس روزن سے کسی کو دیکھ نہین سکتا اندر سے فقط سنتا تھا کہ السلام علیک اے مظلوم مادر اے شہید مہموم مادر اے غریب مغموم مادر اے

زاعین

نور عین من ای فرزند حسینؑ من غم مت کھاؤ کل قیامت کے دن اسکا انصاف ہوگا تمہاری خون
کے عوض تمہاری دشمنون کا مطلع صاف اور تمہاری دوستدارون کا سارا گناہ معاف ہوگا پیر فقیر ان
باتون کو سنکے بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا اُن عماریون کا کچھ پتا نپایا پھر ایکبار اپنی دین باطل سے منہ موڑا
اور قفل کو اُس مکان اور صندوق کو کسی طور سے توڑا پھر صندوق کی چارون طرف خاک پر مرغ بسمل کیطرح لوٹنے
لگا بیخود ہوکر گلا گھونٹنے لگا پھر سر سرور کو صندوق سے نکال کر مشک و گلاب سے دھو کر بڑی تعظیم سے مصلے پر
دھر کے شمع کافوری روشن کرکے دو رہی سے دوزانو بیٹھکر سر سرور کا نظارہ کرنے لگا خنجر آہ سے جگر کو دوپارہ
کرنے لگا اور رو رو کر کہنے لگا کہ ای سرور دین خاتونان جنت تمہاری زیارت کو آتی ہین گوہر جان
نثار کو لاتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ آپ اُن جماعت مین ہین جنکا وصف مین نے توریت اور انجیل مین
پڑھا ہی سو للہ مجھے اپنی حال پر ملال سے آگاہ کیجیے اور میری نجات کی بھی کوئی راہ کیجیے پس خدا نے
اپنی قدرت دکھائی سر شبیر سے آواز آئی کہ ای پیر مظلوم ستم رسیدہ ہون مین مغموم محنت کشیدہ ہون
مین مسافر غریب ہون مبتلای مصائب عجیب ہون مین گرفتار پنجۂ بلا ہون مین شہید کربلا ہون مین
نور دیدۂ مصطفےٰ ہون مین سرور سینۂ مرتضیٰ ہون مین جان کونین ہون مین امام حسینؑ ہون **نظم**
من نور دو چشم مصطفےٰ ام + فرزند علی مرتضیٰ ام + سر دفتر خاندان خویشم + برگزیدۂ حضرت خدا ام +
نی نی که غریب مستمندم + مظلوم و شہید کربلا ام + فقیر نے ان سب باتون کو سنکے اپنی چیلون کو
جو بہتر آدمی تھے بلایا اور سب کو یہ حال کہ سنایا اُن سبھون نے آہ کے نعرے عرش تک پہونچائی
اور بالاتفاق حضرت زین العابدین کے پاس آئی اُنکے سامنے زنار کفر کو توڑا مسلمان ہوگئے
اپنی دین باطل کو چھوڑا صاحب ایمان ہوگئی پھر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ حضرت حکم دیجیے کہ ہملوگ باہر
بتخانے کے جاکر اشقیا پر چھاپا مارین خنجر آبدار سے اُنکے سرون کو اتارین آپ نے فرمایا کہ یہ سب اپنی سزا
پاوینگے کھڑے دوزخ مین چلے جاوینگے پھر صبح ہوتے اشقیا نے سرہای شہدای ابرار و اہلبیت اطہار کو
بتخانے سے باہر لاکر دمشق کی راہ لی **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ
و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہی کہ جب بعد طے منازل کے قافلہ شہر دمشق مین پہونچ گیا یزید پلید
اُس خبر کو سنکے مارے خوشی کی پھول گیا مونچھون پر تاؤ دینے لگا تعلی کی لینے لگا اور اپنی موت کو بھول
گیا پھر تو بحکم یزید پلید کے ہر ہر گلی اور بازار کی دکانین سجنے لگین جابجا نوبتین خوشی کی بجنے لگین

ہر طرح سے سامان جشن کا درست ہوگیا نفیری گانے بجانے چہیت ہوگیا غرض اس پلید نے تمام شہر اور اپنی کچہری کو
مکان کو ہر طرح سے آراستہ کیا اور سب کو دربار عام کا حکم دیا تھا تو تمام شہر کے مکانون مین پردے زنبوری
لٹکائے جب سب طرف کے ایلچی اور امرای شام اُسکے دربار مین حاضر آئے پھر تو ہر طرف سے مبارکباد پڑنے
لگی دروازے پر اُس کمبخت کے نوبت خوشی کی جھڑنے لگی پھر اُس پلید نے بڑی شان و شوکت سے تخت حکومت پر
بیٹھکر حکم دیا کہ سب چھوٹے بڑے شہر کے تماشے کو جائین اور سرہای شہدا کے ساتھ میری کچہری مین
خوشی کرتے آئین روایت ہی کہ جب قافلہ شہر دمشق مین داخل ہوکے یزید کے پاس چلا پہلے ایک
جامع مسجد کی صحن مسجد مین ایک بوڑھا سفید داڑھی والا بغل مین قرآن لیے تسبیح زیب دست کیے
جُبہ کرتہ پہنے سر پر عمامہ باندھے ٹہل رہا تھا جب اُسنے سرہای شہدای ابرار اور حضرت عابد بیمار کو دیکھا
کہا خدا کا شکر ہی کہ اُسنے تم لوگون کو تمہارے ہلاک کیا اہل شام کو فتنے سے اُنکے پاک کیا حضرت امام زین العابدین
نے فرمایا کہ ای بوڑھے تو نے قرآن پڑھا ہی اُسنے کہا پڑھا کیون نہین مین تو تیسون پارون کا حافظ ہون
آپ نے فرمایا تیری سمجھ کا خدا حافظ اے بوڑھے تو نے قرآن مین یہ آیت پڑھی ہی قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ
عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ اللہ تعالی فرماتا ہی اپنے رسول مقبول یعنی میرے
جد امجد کو کہ کہدو لوگون سے کہ مین اس تبلیغ رسالت پر تمسے کچھ مزدوری کچھ نیگ نہین مانگتا ہون مگر
دوستی چاہتا ہون تمسے اپنے ناتے قرابت والون مین سوای بوڑھے حضرت رسول کریم کے ذوی القربی
ہمین لوگ ہین محبت ہماری تمکو لازم ہی پھر فرمایا تو نے یہ آیت پڑھی ہی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْراً بوڑھے نے کہا پڑھی ہی آپ نے فرمایا کہ اہلبیت نبوت ہمین لوگ
ہین کہ حقتعالی نے ہم لوگون کو گناہون اور ہر طرح کے عیبون سے پاک صاف ستھرا کیا ہی بوڑھا اس کلام کو
سنکے آتش شرم و حیا سے جل بھن کی سر جھکا کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ خطا میری معاف
کیجیے مین نے آپ لوگون کو پہچانا نہ تھا پھر رو بقبلہ ہوکے بہت زار و زار رو کے کہنے لگے کہ خداوندا دشمنی سے
ان حضرات کے مین بیزار ہوا دشمنون سے انکے دست بردار ہوا پھر قرآن اور تسبیح مسجد مین دھر کے آہ سرد
بھر کے حضرت امام زین العابدین کے اونٹ کے آگے خاک پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگا نعرہ جانکاہ اور صدای
واحسینا کی ساتھ گلا گھونٹنے لگا کہتا آہ آہ یا اللہ توبہ خداوندا غضب مین تیری اگر توبہ میری قبول ہوئی
ہو تو اِسدم جان میری نکال لے عذاب دارین سے نجات دے پھر توبہ اُسکی قبول ہوئی دعا اُسکی مقبول

ہوئی آخر ایک نعرہ مار اُسی دم جان نکل گئی جنت کو سدھارا اہلبیت یہ حال دیکھکر رونے لگے اور غم سے بیقرار
ہونے لگے نظم ہر درد کو ہی محبت جان بداد بجان برابر وصلت جانان بداد چون زینت منتی آنگاہ شہید
با شہیدان اور زنان ہمراہ شد + شعر رسولِ پاک نبی بھیج ای خدا درود و سلام پہ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی
روایت ہی کہ علی الصباح قافلہ شہر دمشق مین داخل ہوا تھا مگر بباعث کثرت تماشائیون اور ہجوم
شامیان کے چیونٹی کو بھی راہ نہین ملتی تھی مارے جھوم جھام اور کثرت واژدحام کے چھاتی سے چھاتی چھلتی
تھی غرض اسی طرح قدم بہ قدم آہستہ آہستہ چلتے چلتے ظہر کے وقت سرہای شہدا یزید کے پھاٹک پہ آئے پس
اُس پلید نے پہلے اہلبیتِ اطہار کو خاص ایک کمرے مین الگ نظرون سے محفوظ اتروا دیا اور اُس کمرے کے
درون پر ہر طرف سے پہرہ گردوائی بعد اسکے سرہای شہدا کو منگایا پھر اُس پلید نے ایک ایک سر کا دیکھنا
اور نام و نشان اور حال صاحب سر کا پوچھنا شروع کیا جب اُسنے حال سب سرون کی اطلاع پائی تب
جان کونین سلطان دارین حضرت امام حسین کے سر مبارک کی نوبت آئی پس شمر نے سر سرور کو بشیر بن مالک
کے حوالے کیا کہ اِس سر کو یزید کے آگے تحفہ لیجاوے اور قتل پہ امام حسین کے فخر کر کے یزید سے صلہ نیک اور انعام
گِراں مانگ لاوے پس بشیر نے سر شبیر کو یزید کے آگے دھرکے قتل کرنے پہ حضرت کی فخر کر کے یزید پلید سے کہا کہ
سر امام حسین کا لیجیے عوض اسکے صلہ اور زر نیک دیجیے پھر چند اشعار عربی کہ بیان شرف و نسب و حسب
اور بزرگی مین حضرت امام عالیمقام کے پڑھے اور بہت سی تعریفین امام کی کر کے کہا کہ مین نے ایسے شہنشاہ
کو مارا ہی فرزند رسول اللہ کو مارا ہی علی کے ماہ پارہ کو مارا ہی فاطمہ زہرا کے پیارے کا سر اتارا ہی سونے اور جواہرات کا
توڑا دیجیے جوڑا اور گھوڑا دیجیے یزید تعریف حضرت امام کی سنتے جل گیا رنگ چہرے کا اُس شقی کے بدل گیا بشیر سے
کہا کہ جب تو امام حسین کو ایسا جانتا تھا حسب و نسب انکا خوب پہچانتا تھا پس انکو مارا کیون سر انکا گردن
سے اتارا کیون پھر غصہ ہو کر کہا کہ بشیر کو باہر لیجاؤ اور ابھی سر اسکا کاٹ کے میرے پاس لاؤ جلاد نے باہر
لیجا کر بشیر پر ایک وار کیا اُس شقی کو فی النار کیا اور یہ بشیر منجملہ اُن دس لوگون کے تھا کہ جنھون نے
کربلا مین امام تشنہ کام کے قتل کرنے پر اتفاق کیا تھا شعر رسول پاک نبی بھیج ای خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام + روایت ہی کہ اسکے بعد یزید شقی نے سر شبیر کو طشت زرین مین
اپنے آگے دھروا کر اہل کوفہ سے پوچھا کہ امام حسین کو کیونکر مارا سر انکا کسطرح اتارا شمر بدذات نے کہا کہ امام حسین
مع بیاسی آدمیون کے مکے سے کربلا مین آئے ہم لوگون نے خبر پاکر بائیس ۲۲ ہزار سپاہ لیکے دھاوا کیا اور

امام سے ہر چند کہا کہ یزید کی ہاتھ پر بیعت کر لیجیے اور نہین تو گردن دھر دیجیے امام نے نہ مانا اس سخن کو واہی تباہی جانا پس ہملوگون نے دسوین محرم کو صبح سے دو پہر ڈھلے تک امام کے سب ہمراہیون کو مار لیا پھر سب کا سر اتار لیا پھر امام کو تین رات دن قطرۂ آب سے ترسا کے مینہ تیغ و تیرون کا برسا کے مار خنجر آبدار سے سر انکا اتارا پھر لاش کو امام کے گھوڑون کی ٹاپون سے کچل کے خاک مین ملایا پھر انکے اہلبیت کو اسیر کر کے اور ان سرون کو نیزون پر دھر کے آپ کے پاس پہونچایا یزید نے ان باتون کو سنکے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا پھر سر اٹھا کے ادھر ادھر حضار کا منھ تکنے لگا عربی کے اشعار پڑھ پڑھ کے اپنی خوشی اور غرور کی باتین بکنے لگا مونچھون پر تاو دینے لگا مسکرا مسکرا انگڑائی لینے لگا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی سلام * روایت ہے کہ جب سر شبیرؑ اس شیطان کے آگے دھرا گیا وہ پلید خوشی کے دم مین پھولا ہوا خدا و رسول کو بھولا ہوا شراب پی رہا تھا اور مسکرا کے سر ہلا ہلا کے چھڑی بید کی جو اس بدبخت کے ہاتھ مین تھی بار بار ہونٹھ اور دانتون اور نتھنون پر امام کے لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے امام حسینؑ مجھے یہ گمان نہ تھا کہ تمھارا اتنا سن ہوا ہو اور بال تمھارے خضاب سے محفوظ رہین روایت ہے مناقب السادات مین لکھا ہے کہ جسوقت سر مبارک امام حسینؑ کا یزید لعین پلید شقی کے پاس لایا گیا وہ لعین خوشی مین مشغول ہوا اور شراب پیتا تھا اور سر مبارک کے ساتھ انواع قسم کی اہانت کرتا تھا یہ خبر بعض صحابۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سنی روتے ہوے دوڑے اور کہا اے ملعون یہ کیا کرتا ہے خدا سے نہین ڈرتا ہے اس شقی نے ان صحابہ کو بھی قتل کروایا سات صحابی کی اسدن گردن ماری گئی روایت ہے کہ اسوقت سمرہ بن جندب صحابی بھی حاضر تھے انھون نے جب بے ادبی یزید پلید کی دیکھی کہ بید کی چھڑی آپ کے ہونٹھ اور دانتون پہ مارتا ہے بے اختیار ہو کر زار زار رو کر یزید پلید سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ قَطَعَ اللّٰهُ يَدَكَ يَا يَزِيدُ اے یزید پلید اللہ تعالی تیرا ہاتھ کاٹ ڈالے یہ کیا حرکت ناشایستہ کرتا ہے کہ لب و دندان پر امام حسینؑ کے جو بوسہ گاہ رسول مقبول تھے چھڑی دھرتا ہے اہلبیت کا تجھے کچھ پاس نہین خدا و رسول سے تجھے کچھ ہراس نہین نظم

آن لب کہ بوسہ داد برو بارہا رسول * سویش بچوب کردن اشارت کجا رواست *
آن سر کہ بر کنار نبی داشتے وطن * در طشت زر نہادہ بہ پیشش تو کے رواست *

یزید پلید نے غصہ ہو کر کہا کہ اے سمرہ کیا کرون تیری صحابیت کا لحاظ کرتا ہون اگر تو صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نہوتا تو ابھی مین تجھے مار ڈالتا سر تیرا ابھی گردن سے اتار ڈالتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ اے ملعون تیرا عجب حال ہے کہ

میری قتل کرنے مین تو میری صحابیت کا تجھے خیال ہی جب تو نی رسول عربی کی ماہ پارون علی کی دلارون فاطمہ زہرا
کے پیارونکو کربلا کی توی پر قطرۂ آب ہی ترسا کی مینھ تیرون کا برسا کی قتل ڈالا لاشون کو انکے ہای ہای گھورون
کی ٹاپون سی کچل ڈالا اسوقت تجھے فرزندان اور عزیزان نبی کا خیال نہ آیا جی مین ذرا بھی نہ شرمایا ای بدبخت ایسا
تو کوئی بھی ادنی مسلمان کی ساتھ نہین کرتا ہی وہ بھی اپنی عاقبت سی ڈرتا ہی آہ آہ تیری ظلم سے خدا کی پناہ
یہ بات حاضرین کی دلمین برچھی کیطرح گڑ گئی سب کی سب رونی لگے سبھون کی طبیعت بگڑ گئی قریب تھا کہ
کچھ فتنہ حادث ہو جائے آخر سمر روتی ہوی اس شیطان کے دربار سی باہر چلے آی شعر فریاد ازان زمان
کہ جوانان اہلبیت + گلگون قدم بعرصۂ محشر قدم زنند شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام + علی
و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہی کہ اسوقت ایک سوداگر یہودی بھی اُس مجلس مین حاضر
تھا اُسنے جو سر انور حضرت امام حسین کا یزید پلید کے آگی طشت زرین مین دھرا دیکھا پوچھا یہ کس کا سر ہی
یہ کس برج شرافت کا اختر ہی یہ کسکی آنکھون کا تارا ہی کس بیرحم نے اسکو مارا ہی یزید خبیث نی کہا کہ یہ اُس شخص کا
سر ہی اسی نے میری ساتھ دعوی مقابلہ اور ہمسری کا کیا تھا اور دعوی خلافت کا کرکے علم امامت کا اپنی ہاتھ مین لیا
تھا اور جوانان ہماری انکے اور انکے ہمراہیون کی سرون کو کاٹ لائی ہین اور یتیمان اور اہلبیت انکی بھی گرفتار
ہو آئی ہین وہ یہودی بولا معلوم ہوتا ہی کہ یہ بزرگ اپنی قوم کے بڑی رئیس اور شریف اور عالی خاندان تھے کہ
انکو حوصلۂ امامت اور دعوی خلافت کا تھا یزید نی کہا ہان بڑی شریف تھی اور آبا اور اجداد انکے شرفای
بنی ہاشم سے تھے یہودی نی پوچھا کہ انکا نام کیا تھا یزید نے کہا امام حسین پھر پوچھا انکے مان باپ کا کیا نام
تھا کہا انکی باپ کا نام علی مرتضی شیر خدا اور انکی مان کا نام حضرت فاطمہ زہرا پھر پوچھا کہ فاطمہ زہرا کسکی صاحبزادی
تھین یزید نی کہا حضرت رسول مقبول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہودی نی یہ نام سُنکر غم و غصے سی سر
دھنکر عمامہ سر سی زمین پر پٹک دیا اور زار زار رو کر کہنے لگا کہ ہیہ کیون نہین کہتے ہو کہ یہ سر تمہاری نبی صاحب
کے فرزند کا ہی فاطمہ زہرا اور علی مرتضی کے پسر ارجمند کا ہی واہ واہ ای نبی کی تو نے خوب قدردانی کی امامان تشنہ کام کی
ماشاء اللہ خوب مہمانی کی پھر وہ یہودی مارے غصے کے سر دھنکر آتش غم سی جل بھنکر لب کو دندان تاسف
سے کاٹنے لگا انگشت حسرت چاٹنے لگا کف افسوس ملنی لگا کلیجہ چٹکیون سی مسلنے لگا اور بہت افسوس
کرکے کہا کہ ای یزید ہمارے اور حضرت داود پیغمبر کے درمیان ستر پشت کا واسطہ ہی مین انکی اولاد مین مشہور
ہون سو اب تک یہودی میری تعظیم و تکریم کرتے ہین جو مین کہتا ہون بسر و چشم اُسی تسلیم کرتے ہین میری یہان

آتے ہین تو میری چوکھٹ چومتے ہین بطور اہل طواف کی چارون طرف میرے گھر کے گھومتے ہین پھر کمال لطف
اور حسن سلوک سے پیش آتے ہین زر و جواہر بطور نذرانہ کے میرے آگے لاتے ہین اور کل کی بات ہے کہ
محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے رسول مقبول دنیا سے باغ جنت کو سدھارے ہین اور آج ہی
تمنے انکے نواسے قطرۂ آب کے پیاسے یعنی انکے نور عین حضرت امام حسین کے ساتھ جو انکی اولاد خاص اور
فرزند با اختصاص ہین ایسا معاملہ کیا کہ کسی نے ایسا واقعہ از آدم تا ایندم نہ تو کانون سے سنا ہے نہ
آنکھون سے دیکھا ہے کہو کیا تمھارے دین تمھارے مذہب اسلام کا یہی رسم ہے یہی لکھا ہے کلمۂ اسلام پڑھی جاتی
ہو اور کفر مین فرعون اور نمرود سے بھی بڑھے جاتی ہو افسوس آہ آہ تم لوگ کیسے برے لوگ ہو خدا کی پناہ
اپنے خدا و رسول کے پاس جاؤگے تو کہو کیا منھ دکھاؤگے لفظ جواب چیست شمارا اگر سوال کند
محمد عربی از شما بروز جزا ٭ کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید ٭ چو من بملک بقا رفتم از سرای فنا
جزای آن کہ شمارا بحق نمودم راہ ٭ روا بود کہ چنین غم بہ من رسد ز شما ٭ یزید پلید نے یہ سخن سنکے آتش
غم وغصہ سے جل بھنکے کہا کہ ای یہودی کیا کہین اگر میرے پیغامبر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ فرما گئے
ہوتی کہ ذمیون کو مت ستائیو انکو کچھ ایذا مت پہونچائیو اسواسطے کہ جو لوگ ذمی کو ستائینگے ہم انکے
قیامت کیدن دشمن ہو جائینگے تو مین ابھی تجھے سزای کامل دیتا پھر سر تیرا اوتار لیتا یہودی نے
کہا ای احمق جو شخص کہ ہم ایسے ادنی یہودی کیواسطے ظالم کا دشمن ہو جائیگا تو وہ اپنی جگر گوشہ کے
واسطے کیا کیا کچھ خصومت نہ فرمائیگا ای خبیث جسوقت انکے نانا حضرت پیغامبر خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم قیامت مین تجھ سے خصومت کرینگے اور جسوقت انکی مادر مہربان حضرت فاطمہ زہرا عرش الہی
کے پائے کو پکڑکے دادخواہ ہونگی تو خدا کو تو کیا منھ دکھائیگا کون سی دلیل پیش لائیگا ان باتون کو
سنکے یزید پلید کا غصہ بڑھ گیا بادۂ ننگ وناموس کا نشہ چڑھ گیا کہا ہان جلاد کو بلاؤ اور ابھی سر
اس یہودی کا میرے پاس کاٹ لاؤ یہودی نے اچھل کر کے سر سلطان دارین حضرت امام حسین
کا اٹھا لیا اور کہا ای نور نبی ای فرزند علی مین آپ کا غلام ہون شیفتہ کاکل مشکفام ہون کشتۂ خنجر
فراق ہون جمال رسول نما کا از بس مشتاق ہون خلوص دلی سے مسلمان ہوتا ہون کلمۂ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکے صاحب ایمان ہوتا ہون ای میرے آقا ای میرے
مولی ای میرے سید کل میری خبر لینا اور اپنے جد امجد کے سامنے میرے ایمان پر گواہی دینا

یزید نے کہا کہ اب ماری جانی کے ڈر سے مسلمان ہوتا ہی یہودی نے کہا اے خبیث کچھ مین حضرت امام حسینؑ سے واقف نہین
ہون بانکی تو نے گردن اُتاری میری گردن بھی اُتار بسم اللہ مین حاضر ہون مجھے بھی مار انشاء اللہ
تعالی مین بھی زمرۂ شہدای کربلا کے اُٹھایا جاؤنگا حقتعالی اسے بعوض اُسکے باغ ارم یاد نگا آخر اُس
پلید نے اُس نو مسلم کو بھی جان سے مارا نعرہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ وہ جنتی جنت کو سدھارا اشعر رسولِ
پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + روایت ہی کہ جسوقت یزید
علیہ ما یستحقہ سر مبارک سید الشہداؑ کے ساتھ بے ادبیان کر رہا تھا اُسوقت حسب اتفاق ایک ایلچی قیصر روم
کا بھی وہان حاضر تھا حضرت امام کے سر اقدس کو دیکھکر بے اختیار رونی لگا واحسینا کہکے جان کھونے
لگا بار بار آہ سرد بھرنے لگا فریاد و فغان کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ای یزید ای پلید اب تک بعض ٹاپوون مین
نشان سُم حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کا باقی ہے ہم لوگ اہل نصاریٰ فوج کی فوج وہان پر اُس نشان کو
سُم کی زیارت کو ہر سال جاتی ہین اور بکمال ادب اور نہایت خلوص دلی سے اُس نشان سُم کی تعظیم بجالاتے
ہین اور زر و جواہرات اور طرح طرح کی تحفہ تحفہ چیزین اپنی اپنی مقدور کے موافق وہان نذر چڑھاتی ہین اور
جسطرح تم لوگ خانۂ کعبہ کی بزرگی اور تعظیم کرتے ہو اسی طرح پر ہم لوگ اُسکا ہر طرح سے آداب بجالاتی ہین پر
افسوس صد افسوس ہی کہ کل تمھاری نبی جنت کو سدھاری ہین اور آج ہی تم نے خاص اپنی نبی کی لال
علیؑ کے نونہال کو کہ جو جان رسولؐ اور روح و روان بتولؑ تھے قتل کر ڈالا اور ساری اہلبیت اطہار کو
اُنکے طرح طرح کی اذیتین دیکے خوب اپنی دل کا غبار نکالا ای یزید ایک بار مین برسم تجارت زمان حیات
مین سرور عالم حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدینہ منورہ گیا تھا پھر مین حضور نبویؐ مین حاضر آیا اور بکمال ادب سے
سلام بجالایا اور مشاہدہ جمال حق نما سے چشم مین اپنی بصارت تازہ پائی اور فیضان مجلس عالی سے جسم مین بے
نضارت بے اندازہ آئی پھر جی جان سے مین عاشق زار ہو گیا شیفتہ کا کل مشکبار ہو گیا پس مین نے تھوڑا سا
مشک اطیب اور عنبر اشہب حضور اقدس مین گذرانا اور اس ہدیۂ محقر کو موجب نجات دارین جانا آپ نے فرمایا
کہ اگر تم میری طرف سے پہلے ہدیۂ ایمان قبول کرو تو مین آج تمھارا ہدیہ قبول کرونگا اور کل قیامت مین تمھاری سر پر
آنچل رحمت کی دھرونگا مین فوراً آپ کی ہاتھ پر ایمان لایا اور روم مین آکر مدت تک اپنا اسلام چھپایا بھی
کئی برس ہوی کہ چارون بیٹیان اور پانچون بیٹے ہماری بھی مسلمان ہو گئے بہ فضلہ سب صاحب ایمان ہو گئے
اور اُنھین ایام مین جب مین حضرت کی ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا تو یہی سرورؐ جنکا سر خواری کے ساتھ اسوقت تیرے

آگے دھرا ہی حجرہ خانہ سے حضرت اُمّ سلمہ کے باہر آئے پس حضرت سرورِ عالم اُنکو اپنی گود مین اُٹھا کر ادھر اُدھر گھومنے لگے
لب و دندان کو اُنکے بار بار چومنے لگے اور فرمانے لگے کہ خدا کی مار پڑے اللہ کی لعنت پڑے پھٹکار پڑے اے حسین
اُس آدمی پر کہ جو تجھے ناحق مارے سر تیرا تنِ نازک سے اتارے دوسرے دن یہی صاحبزادے اپنے بڑے بھائی حضرت
امام حسنؑ کے ساتھ مسجد نبوی مین تشریف لائے اور کہنے لگے کہ نانا جان آج ہم دونون بھائیون نے باہم
کشتی کی خوب لڑے جی جان سے ایک دوسرے پر پڑے مگر کسی نے کسی کو زمین پر پٹکا نہین ہمین نہین معلوم کہ
ہم دونون بھائیون مین کون زور آور زیادہ ہے بجز اسکے کچھ دلمین کھٹکا نہین سو آپ بتا دیجیے کہ ہم دونون
بھائیون مین کسکو زور زیادہ ہے کس شخص کو قوت کی اندازہ ہے آپ نے فرمایا بیٹا کشتی لڑنا تمھارا کام نہین ہمین
کسی طرح کا کچھ نام نہین سو جاؤ دونون بھائی ایک ایک خط لکھ لاؤ جسکا حرف بہتر ہوگا وہی قوی ہوگا
بہتر ہوگا دونون شاہزادے گھر مین آئے اور ایک ایک خط لکھ کے حضور نبوی مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلّم دونون شاہزادون کو برابر دوست رکھتے تھے آپ نے سوچا کہ اگر حسنؑ کے خط کو بہتر کہون تو حسینؑ کو ملال
ہوگا اور اگر حسینؑ کے خط کو اچھا کہون تو حسنؑ خستہ حال ہوگا پس آپ نے فرمایا کہ اے جانانِ جان تم اپنے باپ کے
پاس جاؤ وہ خط خوب پہچانتے ہین حرف کی حسن و قبح کو اچھی طرح جانتے ہین وہ کہدینگے کہ دونون مین
کون خط اچھا ہے غرض دونون صاحبزادے دوڑے ہوے اپنے والد شیر خداؑ کے پاس آئے اور دونون خط
ہاتھ مین اُنکے دھر دیے اور ساری حال عرض کر دیے شیر خدا کے دلمین بھی اُسی بات کا کھٹکا ہوا فرمایا اپنی ماںؑ کے
پاس لیجاؤ دیکھو تو کس کے خط کو اچھا فرماتی ہین غرض دونون شاہزادے دوڑے ہوے حضور عالی مین جناب
حضرت سیدہؓ کے تشریف لائے اور ساری قصے ابتدا سے انتہا تک کہ سنائے اور عرض کی کہ اماں دونون خطون کو
اب آپ ملاحظہ کیجیے اور جسکا خط اچھا ہو اُسکے قوت کی داد دیجیے حضرت سیدہؓ نے سوچا کہ یا اللہ یہ کیا مشکل ہے
اُنکے جدِ بزرگوار اور پدرِ نامدار نے تو چاہا کہ کسی ایک کی آئینۂ دل پر غبارِ ملال پڑے نہین خاطر نازک مین کسی
اُن دو کے غبار تنگ گردے نہین اسواسطے اُنھون نے مجھپر ٹالا اب مین کیا کرون پس حضرت سیدہؓ نے فرمایا
کہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ مین خط کا حال جانتی نہین بھلا برا کچھ پہچانتی نہین مگر میرے پاس سات موتی
انمول ہین اُن ساتون موتیون کو تم دونون بھائی کے سرون پر نثار کرتی ہون پس جو کوئی تم
دونون مین سے زیادہ موتی میرے پاس چُن لائیگا خط اُسکا بہتر ہوگا اور سند زیادتی قوت کی وہی مجھ سے
پائیگا پس حضرت سیدہؓ نے پہلے دونون ماہ پارون کو خوب پیار کیا پھر اُن ساتون موتیون کو اُنکے

سرون

سرون پر نثار کیا پس دونون نبی کے لعل علی کے نونہال فرط خوشی کے سر دھنے اور جھٹ پٹ تین تین موتی
دونون بھائیون نے برابر چنے پروردگار عالم نے دیکھا کہ اب یہ چوتھا موتی جو چنے گا تو دوسرا لڑکا ملال و
شرم کے سر کو دھنے گا پس فوراً فرمان رب جلیل بنام جبرئیل آیا کہ ہان ابھی اُس موتی کو دو ٹکڑے کرو اور
زمین پر دو جگہ دھر دو تا کہ دونون نبی کے ماہ پارے چرخ امامت کے تارے آدھا آدھا موتی چن لیوین دل
کسی کا ملول نہو اور حکم برابری قوت کا اپنی مان سے سن لیوین پس جبرئیل بحکم باری زمین پر آئے اور اسیطرح
عمل مین لائے دونون شاہزادون نے ساڑھے تین تین موتی چنکے مژدہ مساوات قوت کا مادر مہربان سے
سنکے دوڑے حضور نبوی مین آئے اور سارا حال کہ سنایا اے یزید پلید وہان تو حضرت سرور عالم رسول خدا
اور علی مرتضی اور حضرت فاطمہ زہرا اور خداوند کبریا کو گوارا نہوا کہ ایک شاہزادے کو دوسرے کی زیادتی قوت
کا حال سنکے کچھ ملال آوے ایک سے دوسرے کا جی شرماوے اور یہان پر تو نے بڑے شاہزادے شہنشاہ زمن حضرت
امام حسن کو شربت ہلاہل پلایا وہ چاند سی صورت وہ نور کی مورت کو انکی تو نے مٹی مین ملایا اور ستر دو بہتر
ٹکڑے ہو کر جگر انکا دوستون کے ساتھ باہر آیا اے ظالم ذرا تو خدا سے نہ شرمایا اور چھوٹے صاحبزادے جان کونین
حضرت امام حسین کا سر تو نے مع بہتر ہمراہیان انکے کے تیغ ستم سے کٹوا کے اپنے سامنے منگوایا وائے بر تو اے
فدا ابھی انکی بزرگی کا لحاظ اپنے جی مین نلایا نظم اے ناکسان بہ نسبت فرزند مصطفےٰ + باشند ہیچ وجہ روا ایں ستم
چنین کنند + بر حلق تشنہ دین تیغ کین نہند + در خاک و خون نہادہ رخ نازنین کنند + یہ بات سنکے
سب حاضرین کے دل مین خنجر غم گڑ گیا اُس مجلس مین ایکبار ماتم پڑ گیا یزید نے کہا کیا کہون تو قیصر روم کا
ایلچی ہے اسکا پاس کرتا ہون اور نہین تو مین ابھی قتل کر ڈالتا اپنے جی کا حوصلہ نکالتا اُسنے کہا اے یزید
بیدین تجھے شرم نہین آتی افسوس قیصر روم کے ایلچی کا تو تو پاس کرے اور اولاد رسول کو بلا لحاظ
قتل کرے اور خدا سے نخوف کرے نہ ہراس کرے دیکھنا قیامت کے دن حقتعالی تجکو اور تیرے ہمراہیون
کو سزا دیگا انشاء اللہ سبکو کندۂ دوزخ کا کریگا غرض رسول قیصر روم نے یزید پلید کو بہت سخت سخت کلام
سنایا پھر مغموم ہو کر اُسکے دربار سے چلا آیا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ
حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہے کہ جب سب طرف سے یزید پلید پر لعنت ہونے لگی ساری خلق
اسکو بحر ملامت مین ڈبونے لگی تب اُسنے سب کی طرف سے منھ موڑا اور حضرت زین العابدین کیطرف متوجہ
ہو کرکے پوچھا کہ یہ کسکا ماہ پارا ہے یہ کس کی آنکھون کا تارا ہے لوگون نے کہا یہی زین العابدین حضرت

امام حسینؑ کے بیٹے علی مرتضیٰ کے پوتے ہیں بستر پر بیمار پڑے ہوئے باپ کے غم میں روتے ہیں کہنے لگا کہ میں نے سنا تھا کہ علی بن حسینؑ تو مارا گیا سر اُسکا بھی تن نازک سے اتار آگیا لوگ بولے کہ امام حسینؑ کے تین لڑکے تھے علی اکبر اور علی اصغر کو تو ہم لوگوں نے میں پر مارا وہ دونوں کربلا سے جنت کو سدھارے باقی یہ تیسرے علی اوسط محض بیمار تھے بات کرنے سے سر دبھر سے بھی ناچار تھے اسواسطے ہم لوگوں نے اُنکو شربت شہادت نہ پلائی اور تمھارے پاس قید کر لائے پھر اُس خبیث نے حضرت امام زین العابدین کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای لڑکے تو کچھ جانتا ہے باپ تیرا یہ چاہتا تھا کہ مسند خلافت پر جلوس فرماوے اور انکے ناموں کا خطبہ منبروں پر پڑھا جاوے بارے شکر باری ہے کہ تمنائے دلی تمھارے باپ کی بر نہ آئی باپ نے تیرے اپنی مراد نہ پائی حضرت امام زین العابدین نے فوراً جواب دیا کہ ای یزید یہ تو بتلا کہ یہ منبر جو مسجدوں میں بنے ہیں ہمارے باپ دادا کے ہیں یا تیرے باپ دادا کے اور خلافت اور امامت ہمارے خاندان میں زیبا ہے کہ جنھوں نے راہ خدا میں جہاد کیے ہیں اور کفار اور مشرکین کو قتل کر کے مسلمانوں سے شہروں کو آباد کیے ہیں یا تیرے گھرانے میں کہ ہمیشہ سے تیرے خاندان کے لوگ شرک و کفر کرتے رہے دین کو چھوڑ کر طلب جاہ اور دنیا میں مرتے رہے صبر کر عنقریب قیامت کے دن حقتعالیٰ ہمارا تیرا معاملہ بہت اچھی طرح سے فیصل کریگا اور اللہ تعالیٰ بیشک ہماری داد دیگا **قطعہ** روزیکہ اندرو جگر از ہول خون بود ✽ حکام را لوای عمل سرنگون بود ✽ ای از برای دینۂ دو دن وادہ دین مباد ✽ اندیشہ کن کہ حال تو آنروز چون بود ✽ ان باتوں کو سنکے یزید پلید کا غصہ بھڑکا جلاد پر وہ ملعون کڑکا کہ ہاں ابھی اس لڑکے کو باہر لیجاؤ اور خنجر آبدار سے سر اُسکا کاٹ لاؤ جلاد نے ہاتھ حضرت زین العابدین کا تھاما کہ باہر لیجاوے اور سر آپ کا کاٹ کے یزید کے پاس لے آوے حضرت ام کلثوم نے پردہ کے اندر سے فرمایا کہ ہاں ہاں بجز اس لڑکے کے کوئی ہم لوگوں کا محرم نہیں کوئی رفیق نہیں ہمدم نہیں بخدا اس لڑکے کو چھوڑ کہ ہاتھ اُسکے قتل سے موڑ دو پھر یہ بیت پڑھی **بیت** اُنَادِیْكَ یَاجَدَّاہ یَاخَیْرَ مُرْسَلٍ ✽ حُسَیْنُكَ مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُكَ ضَائِعٌ یعنی پکارتی ہوں میں آپ کو ای نانا جان ای بہتر سب رسولوں سے خبر لیجے کہ حسینؑ آپ کے تو شہید ہو ہی چکے اور اب نسل آپ کی منقطع ہوا چاہتی ہے یہ بیت سنکر یزید پلید مارے خوف کے کانپنے لگا دم بخود ہو کر ہانپنے لگا پھر کہا کہ اچھا اس لڑکے کو چھوڑ دو اسکے قتل سے منھ موڑو روایت ہے کہ اسکے بعد یزید پلید نے حضرت امام زین العابدین کو اپنے پاس بلایا اور اپنے بیٹے کے روبرو بٹھایا پھر اُس شیطان نے کہا کہ ای فرزند حسینؑ یہ لڑکا ہمارا تمھارے ہم سن ہے اور لڑنے بھڑنے کا یہی دن ہے بھلا تم اس لڑکے سے کشتی لڑ سکتے ہو سو اپنا شمیت دکھا کے ہاتھ اسکا پکڑ سکتے ہو آپنے فرمایا ہم لوگوں کو کشتی کرنے سے کیا کام ہے

اور مانا پر ایسے انسیے لونڈون سے کشتی لڑنے مین کیا نام ہی ہان اگر تو چاہی کہ میرے زور ہاشمیت کا کچھ تماشا دیکھے ہمارا
یا اپنی بیٹے کا لاشا دیکھی تو ایک چھری مجھے دی اور ایک چھری اپنی بیٹے کو اور حکم دے کہ جو غالب آئے مغلوب کو
لٹا دے سر اسکا اسی چھری سی اتار ڈالے پھر دیکھ تو کون کسکا پیٹ پھاڑتا ہی اب ایک چھری اسکے سینہ پر
ماروں تو ناف تک پھٹ جاوی سر پر ماروں تو کھوپڑی تک کٹ جاوی یزید اسپر راضی نہوا اتنی مین نوبت
بجنے لگی یزید پلید کے بیٹے حرامزادی نے کہا کہ ای ابن حسینؑ یہ نوبت تو میرے باپ کی نام کی بج رہی ہی بادل
کیطرح گرج رہی ہی کہو تمھاری باپ کی نام کی نوبت کہان ہی حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ ذرا
ٹھہر اسکا جواب دیتا ہون مگر جب میرے باپ کی نوبت بجنے کی نوبت آئیگی تو یہ نوبت تیرے باپ کی موقوف
ہو جائیگی یہ نوبت سنکے دنیا یاد پڑتی ہی اور اس نوبت کے سنتے ہی خلق دنیا کو چھوڑ خدا کی جناب مین
سجدہ ہو کر ناک رگڑتی ہی یہ نوبت سنکے فرشتے جی مین لاحول ولا پڑھتے مین اور خاموش رہتے مین اور وہ نوبت
سنکے دل اور زبان سی صلّ علیٰ کہتے ہین کہ اتنے مین موذن نے اذان دی جب یہ نوبت اللہ اکبر کی بجنے لگی
وہ نوبت یزید کی فوراً موقوف ہو گئی حضرت امام زین العابدین نی فرمایا کہ ای پسر یزید یہ نوبت بج رہی میرے
باباجان کی نام کی ہی کہ قیامت تک بجتی رہیگی ابر رحمت کی مثال گرجتی رہیگی اب تو اس نوبت پنج روزہ پر
کیا پھولا ہی خدا اور رسول کو کیا بھولا ہی یاد امان قیامت جب خطیب لوگ منبروں پر چڑھینگے تو
خطبہ امامت اور فضیلت کا ہم لوگون کے نام پر پڑھینگے پھر فرمایا ای یزید سچ بتا کہ جبرئیل امین ہماری گھر آیا کرتی
تھے یا تیرے گھر وحی ہماری یہان اترتی ہی یا تیرے یہان لوگ کلمہ میرا پڑھتے ہین یا تیرا آیہ تطہیر ہماری حق مین
نازل ہوئی ہی یا تیرے حق مین ہماری محبت لوگون پر فرض ہی یا تیری ای یزید تو نے کیا سمجھا کیا تو ہمیشہ جیتا
رہیگا اسی طرح مونچھون پر تاؤ دیکے شراب پیتا رہیگا کیا ہمیشہ تیرا ہی راج رہیگا یا قیامت تک تو ہی صاحب
تخت و تاج رہیگا دیکھ لینا عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ یہ ساری دولت تیری بھی لٹ جائیگی دین کو اپنی
تو کھو چکا تھوڑے دنین دنیا بھی تجھ سے چھٹ جائیگی یہی لوگ ہو دینگے اور تیرا لاشہ ہوگا اسوقت قدرت
کا کھیل ہوگا عجب تماشا ہوگا ان باتون سے سننے والون کی رونگٹے دہشت سے کھڑے ہو گئے اور یزید پلید
کے بدن مین رعشہ آگیا اور ماری ہیبت کے وہ شیطان تھرا گیا شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام
علی و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ روایت ہی کہ جب یزید بد ذات حضرت امام زین العابدین
کی باتون سی قائل ہوا اسوقت کہنے لگا کہ ای امام اگر کچھ حاجت ہو تو بیان کرو کہ اسے روا کرون آپ نے

فرمایا کہ چار حاجت رکھتا ہون ایک یہ کہ میرے باپ کے قاتل کو میرے حوالے کر تا کہ اپنی ہاتھ سے اُسکو قتل کر ڈالون
دل کا ارمان جی کا حوصلہ نکالون یزید نے سرداران کوفہ سے پوچھا کہ امام حسینؑ کو کس نی مارا لوگون نی کہا خولی نے
خولی ملعون نی ڈر کے کہا حاشا مین نی نہین مارا ہی سنان نی مارا ہی سنان نی انکار کیا اور کہا کہ لعنت قاتلان امام حسینؑ پر
بلکہ انکو شمر نے مارا ہی یزید نے شمر سے پوچھا کہ سب لوگ کہتی ہین کہ تو نے مارا ہی شمر نے کہا معاذ اللہ مین نی نہین مارا سب
جھوٹ کہتی ہین یزید نی بہت غصہ ہو کر کہا کیسچ کہہ کہ انکو کس نے مارا شمر نے کہا کہ مین سچ بتاؤن امام حسینؑ کے قاتل
کا پتا تجھے بتا دون کہ ای یزید امام حسینؑ کا قاتل وہی ہی جس نی پہلوانان عرب اور شام کو جمع کیا اور خزینہ بیت المال
کا کھول دیا اور لشکر کو ہتھیار اور گھوڑا دیا کوڑا دیا توڑا دیا جوڑا دیا اور جس نی ابن زیاد کو سردار لشکر بنایا اور
کہا جا امام حسینؑ اور انکے ہمراہیون کا سر کاٹ لا یزید نے یہ سُنکے آتش ندامت مین جل بھن کے شرم سے سر جھکا لیا
اور شمر کا کچھ جواب ندیا پھر حضرت امام زین العابدین سی کہا کہ اور حاجت اپنی کہو فرمایا دوسری حاجت یہ ہی کہ سر
میرے بابا جان اور ساری شہدا کا مجھے دی کہ اپنی ساتھ لیجاؤن تیسرے مجھے اور ساری بندیان اہلبیت اطہار کو
چھوڑ دی تا کہ مین سب کو اپنے ساتھ مدینہ منورہ کو لیجاؤن اور اپنی جد بزرگوار کے روضۂ انور پر جا کر عبادت الٰہی
مین تادم زیست مشغول رہون چوتھے کل جمعہ کا دن ہی مجھے اجازت دی کہ منبر پر چڑھون اور شامیون کی سامنے
خطبہ پڑھون یزید نے کہا بہت خوب یہ تینون باتین تمھاری مجھے منظور ہین **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود
وسلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہی کہ اِسکے بعد یزید پلید نے حکم دیا کہ حضرت امام الحسینؑ
اور ساری شہدا کے سرون کو دروازے پر دمشق کے لٹکا دو تا کہ جو کوئی میری بغاوت پر سر اُٹھائیگا اسی طرح
سر اسکا کاٹ کر لٹکایا جائیگا چنانچہ لکھا ہی کہ حسب الحکم اُس سیاہ رو کے برابر تین شبانہ روز سرہای شہدای نامدار
دروازہ پر دمشق کے لٹکے رہی شامیان سیاہ رو صبح و شام وہان بنظر تفریح آتی اور اللہ کی قدرت کی کھیل کی
سیر کر جاتی **شعر** آسمان ست کردن بر سر نیزہ سر شاہی + کہ دادی بوسہ سلطان رسل بر روی رخشانش +
روایت ہی کہ جب دوسرا دن جمعہ کا آیا یزید نی منادی کرا دی کہ آج سب اہل دمشق جامع مسجد مین
حاضر آئین اسی دن جمعہ کے وقت اتنی لوگ آئی کہ قدم دھرنے کی سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملتی تھی بباعث کثرت
آدمیون کی شانہ سے شانہ چھلتا تھا پس یزید پلید نے ایک خطیب بدنصیب شامی کو کہا کہ منبر پر جا اور
حاضرین کو میری حقیت اور امام حسینؑ کی بر سر باطل ہونے کا خطبہ سنا وی اُس خطیب نی منبر پر چڑھکے تعریف آل ابو سفیان
اور مذمت آل ابی طالب کی اور بطلان حضرت امام حسینؑ کا اور حقیت یزید پلید کی بیان کرنی شروع کی حضرت

امام زین العابدین نے للکارا کہ ارے میان تو کیسا خطیب ہے تو مذمت آل عبا کی کرتا ہے کیسا بدنصیب ہے شعر آل عبا از ہمہ فاضلتر اند ٭ ذم چنین قوم چرا میکنی ٭ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور پہلے ایک خطبہ مشتمل حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی بفصاحت تمام و بلاغت تام لوگون کو سنایا کہ ساری فصحا و زبان کی سنکے دنگ ہو گئے اس شیرین کی ساتھ اس کمسنی غریب الوطنی مین خطبہ پڑھا کہ بلغای شام و روم کے دانت کھٹے ہوے قافیے سب کے تنگ ہو گئے غرض اس خوبی کے ساتھ پڑھا کہ فضلای عراق و شام مارے شرم کے منھ کھول نہ سکے ایسا آپ کا رعب پڑگیا کہ سوای واہ واہ کے کچھ لوگ بول نہ سکے پھر اس لہجہ سے وعظ کہا شہادت کربلا کا راز کہا کہ تاثیر سے اسکے ساری سنگدلان شام موم دل ہو گئے گو فیلان بد انجام مرغ بسمل ہو گئے اور عراقیان نافرجام عرق خجالت مین غرق ہو گئے اور ساری علمای روم و شام جوامع کلم اور لوامع حکم کو آپ کی سنکے غریق لجہ حیرت از پا تا فرق ہو گئے پھر فرمایا اے اہل شام تم لوگون مین سے جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے مگر جو مجھے نہین جانتا ہے جو میرا خاندان نہین پہچانتا ہے سو جانے کہ مین فرزند رسول مختار حبیب پروردگار ہون مین فرزند صاحب معراج اور خداوند تخت و تاج ہون مین نور چشم راکب براق اور افضل البشر علی الاطلاق ہون مین لخت جگر رحمت عالم حضرت رسول اکرم ہون اور مین پوتا شہسوار مضمار ہل آتی اور شہریار تخت گاہ لافتی شیر خدا علی مرتضی داماد مصطفےٰ کا ہون اور مین راحت جان سادات اور شفیع عرصہ عرصات کا ہون اور مین روح و روان نبت رسول یعنے حضرت فاطمہ زہرا بتول کا ہون اور مین بھتیجا سبط رسول قرۃ العین بتول امام مسموم شاہ زمن حضرت امام حسن کا ہون یعنی مین بیٹا شہید مظلوم غریب مہموم سید معصوم امام مغموم نور دیدہ مصطفےٰ سرور سینہ مرتضی شہید زمین کفن قتیل خونین پیرہن جان کونین حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہون یزیدیون نے میرے باباجان اور ساری اقران کو بیکس تن تنہا تین دن رات کا بھوکا پیاسا میدان کربلا مین شہید کر ڈالا ساقی کوثر کے نواسے کو قطرہ آب سے ترسا ترسا کر تیغہ ستم کا برسا برسا کے اپنے جی کا حوصلہ نکالا جی کیا کہین جسطرح جیتی مچھلی کو کڑھائی مین تلتے ہین اسی طرح کوفیون نے میرے باباجان کو جیتے جی کربلا کے توے پر تل ڈالا پھر سر کو انکے کاٹ کے لہو انکا چاٹ کے یزید کے پاس ہدیہ لائے اور لاش کو بابا کے وہین پر گھوڑون کی ٹاپون سے کچل ڈالا جب یہ کہا مسجد مین ماتم پڑگیا دست دشمن سب کا جی بگڑ گیا کوئی پتھرون پر سر کوٹنے لگا کثرت آہ اور نالہ جانکاہ نالہ سے کسی کا دم ٹوٹنے لگا کوئی عالم تحیر مین خاک پر پڑا آہ سرد بھرتا تھا کوئی پشت بدیوار انعرہ واحسیناہ واحسیناہ کرتا تھا اہل مسجد نے اسقدر ہای ہای کے نعرے آہ آہ کے شرارے عرش تک پہونچائے کہ شہر دمشق والے چھوٹے بڑے اپنے اپنے گھرون سے نکل کر باہر آئے یزید کمبخت ڈرا کہ ایسا نہو کہ انکے وعظ سے بلوای عام ہو جاوے لوگ ہمکو لوٹ

لیکن امام زین العابدین کا کام ہوجاوے پس اُس پلید نے موذن کو کہا ہان اذان دے موذن نے اذان شروع کی جب
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا حضرت امام زین العابدین نے منبر سے اُتر کے عمامہ سر کا اپنے آگے موذن کے دھر کے فرمایا
کہ اے موذن تجھے انھین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کی قسم دیتا ہون کہ ذرا ٹھہر موذن چپ ہو گیا پس آپنے یزید سے کہا کہ اے
یزید سچ کہہ یہ حضرت محمد رسول اللہ میرے جد بزرگوار ہین یا تیرے اور اگر تو جانتا ہے کہ وہ میرے جد ہین تو پھر کسواسطے
تو نے میرے بابا جان امام حسینؑ کو ناحق قتل کرایا اور اہلبیت اطہار کو جنکی چوکھٹ کو فرشتے بلا اذن چوم نہین سکتے تھے
جبرئیل امین حرم عصمت مین انکی گھوم نہین سکتے تھے شہر شہر گلی گلی پھرایا اور مجھے تو نے یتیم بے پدر کر ڈالا پھر تو کلمہ
پڑھتا ہے میرے جد امجد کا نام لیتے وقت شرماتا نہین اللہ سے کچھ خوف کھاتا نہین پھر لوگون سے آپ نے مخاطب ہو کر
فرمایا کہ میرے سوا کوئی ایسا ہے جسکا نانا خدا کا پیغمبر ہو اور جسکا دادا ساقی کوثر ہو اس کلام کو سنکر کے سب کے سب
بے اختیار رونے لگے جی جان کھونے لگے کسی کی آنکھون سے سیلاب خون جاری کسی پر حالت غشی طاری بعضے بیہوش
پڑے تھے اور بعضے انگشت بدندان عالم تحیر مین ٹکٹکی باندھے کھڑے تھے پھر تو ہر طرف سے قاتلان امام حسینؑ پر لعنت
ملامت پڑنے لگی یزید کیطرف سے طبیعت لوگون کی بگڑنے لگی یزید پلید غوغاے عام سے خوف کھا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور جلد
جلد موذن سے تکبیر کہلائی اور بعد نماز کے حضرت امام زین العابدین کی طبیعت اور باتون مین بہلائی نظم
بار یکہ است ناحق سر برید ان شہریاری را + کہ بودی حضرت روح الامین گہوارہ جنبانش + بوقت
قتلش از ہر ذرہ آواز می آمد + کہ نفرین خدا بر شمر و بر انصار و اعوانش + روایت ہے کہ یزید نے اہلبیت
اطہار اور عابد بیمار کے رہنے کو خاص ایک مکان خالی کرا دیا تھا اور حضرت امام حسینؑ کی ایک صاحبزادی
چار برس کی تھین کہ آپ انکو بہت پیار کرتے تھے جی جان اپنا اُنپر نثار کرتے تھے اور وہ صاحبزادی بھی
امام سے بہت ہی مالوف تھین دل و جان سے فریفتہ مشغوف تھین جب سے امام تشنہ کام نے شہادت پائی برابر رو رو کے
پوچھا کرتی تھین کہ بابا کہان ہین مجھے بتاو وللہ انکا مجھے پتا دو لوگ کہتے باہر کسی کام کو گئے ہین سفر عراق یا
شام کو گئے ہین دیکھو اب آتے ہین اور تمہارے واسطے چیز لاتے ہین غرض اسیطرح باتون مین لوگ انکو بہلاتے
گود مین لیکر تشفی دیکر ادھر اُدھر ٹہلاتے ایک شب اس کمرے مین اُن صاحبزادی کو دیدار پدر کا شوق بڑھ گیا
آغوش ناز پدر مین جانے کا نشہ چڑھ گیا آخر فراق پدر مین روتے روتے سو گئین نیند پڑ گئی غافل ہو گئین خواب
مین دیکھا کہ بابا جان مجھے اپنی گود مین لیے صحن خانہ مین گھوم رہے ہین کمال محبت سے سر اور منہ کو میرے
چوم رہے ہین ناگاہ نیند اُچٹ گئی باپ کو نہ پایا پھوپھی کے گلے سے لپٹ گئین اور غل مچایا آتش شوق بھڑک گئی

خواب نوشین سی طبیعت بھڑک گئی وصال پدر کا شوق زیادہ ہوا دیدار پدر کا ذوق بی اندازہ ہوا لوگون نے پوچھا کہو کیا حال ہی کس وجہ سے اتنا ملال ہی صاحبزادی نے لوگون کو خواب کا حال کہ سنایا آنکھون سی دریای خون بہایا اور رو رو کے کہنے لگے کہ اجی پھوپھی بابا کہان گئے ہین کب آوینگے جمال اپنا مجھے کب دکھائینگے یا تو بابا جان کو میری پاس بلا دو یا بابا کی پاس مجھے پہونچا دو اب مین بن بابا کے رہ نہین سکتی اب صدمۂ فراق سہ نہین سکتی ہر چند لوگ تشفی دیتے تھی نہ تھین حال شہادت کا امام عالیمقام کا جانتی نہ تھین پھر تو یکبار اُس شہزادی کے رونی سے سب اہلبیت کا جی بگڑ گیا بر محل اُس محل مین ماتم برپا ہو گیا یزید پلید خواب سی چونک پڑا اور اپنی ماما کو بھیجا کہ جلد جا دیکھ اہلبیت پر اب کیا مصیبت تازہ آئی ماما دوڑی آئی خواب کی خبر جا کر یزید کو پہونچائی پس یزید نے فوراً سر جان کونین حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنی محل خاص مین سی منگایا پھر اُس سر کو ایک طبق سیمین پر دھر کے ایک حریر کے رومال سی اُسے پوشیدہ کر کے اہلبیت کی پاس بھجوایا کہ اُس عاشق زار پدر کو یہ سر دکھاو و شاید اُسی تسکین ہو جاوی سر دیکھ کے مطمئن ہو کے سو جاوی جب وہ طبق سیمین صاحبزادی کے آگے دھر گیا پوچھا یہ کیا ہی لوگون نے کہا یہ وہی ہی جسکے لیے روتی ہو دن بھر نہ کھاتی ہو رات بھر نہ سوتی ہو شاہزادی نے سر طبق سی رومال اٹھا کر دیکھا کہ اُسپر ایک سر دھرا ہی اُس سر سے ایسی خوشبو کی لپک آتی ہی گویا مشک و عنبر سے بھرا ہے وہ صورت ہی یا نور کی مورت ہی یا چرخ امامت کا چاند ہی ماہ فلک جسکی چمک کی سامنے ماند ہی چہرۂ تابان پر نور برس رہا ہی حلق لہو سی آنکھ آنسو سے تر بتر ہی مگر لب قطرۂ آب کو ترس رہا ہی پھر سر کو اٹھا کر غور کیا تو دیکھا کہ یہ تو میرے بابا جان کا سر ہی پدر مہربان کا سر ہے پھر تو ایک آہ سرد بھر کے نعرۂ وا ابتاہ کر کے منھ کو اپنے باپ کی منھ پر ملنے لگین سر کو اپنی ٹیٹون پر پٹکنے لگین پھر اُسی وقت اُسی طرح بابا کہتی کہتے مر گئین باپ سی جا ملین دنیا سے سفر کر گئین اُس شب کو تعزیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی تازہ ہو گئی اہلبیت پر مصیبت بی اندازہ ہو گئی بیت ای اجل باز این چہ غوغا در جہان انداختی + بار دیگر ماتمے در خاندان انداختی + شعر + رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ و حسن و حسین پہ بھی مدام

مدینے کو پھرا اب شام سے ہی سر بسر ور	براے تعزیت اب گشت کر کے گھر کو جانا ہے

روایت ہے کہ جب یزید پلید ہر طرح سے اپنی جی کا حوصلہ دل کا ارمان نکال چکا دنیا کے واسطے اپنی دین کو خاک مین ڈال چکا پس اہلبیت اطہار کی واسطے مدینہ جانی کو اسباب سفر کا مہیا کیا اور ہر شخص کو بقدر حاجت کی کپڑا اور زاد راہ بھی دیا اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ مع تیس جوان مسلح کے اہلبیت اطہار کے ہمراہ جاوے اور با آرام تمام

(ف) روانہ ہونا اہلبیت کا دمشق سے مدینہ منورہ کو

دحفاظت تمام اُنکو مدینہ طیبہ پہونچا آوے چنانچہ حضرت امام زین العابدین سر حضرت امام حسینؑ اور سر دیگر شہدا کے یزید پلید سے لیکے دمشق سے فراق پدر مین زار زار روکے چلے مدینہ سے باپ کے ساتھ آئے تھے دمشق سے یتیم بے پدر ہوکے چلے سارے خویش واقارب کو بحر فنا مین ڈبو کے چلے عمر بھر کی کمائی دشت کربلا مین کھو کے چلے نعمان ابن بشیر حسب الحکم یزید پلید اہلبیت اطہار کو بکمال تعظیم اور احتیاط سے مدینہ کو لیچلے راہ مین اہلبیت کے ساتھ کوئی دقیقہ تعظیم اور تکریم کا نہ چھوڑا مسرمو اطاعت سے اُنکی منھ نہ موڑا جہان اور جسوقت اہلبیت چاہتے عماری سے اُتر آتے اور جب چاہتے بخوشی سے سوار ہوجاتے اور چڑھتے اور اُترتے وقت نعمان اور سواران مسلح اُنکے اہلبیت کے پاس سے الگ ہوکے منھ پھیر لیتے اور راہ مین خصوصاً شب کو سوتے وقت اہلبیت حفاظت کیواسطے چار وں طرف سے گھیر لیتے حضرت عابد قدم بقدم پدر بزرگوار کو یاد کرکے روتے تھے اور اس کلام سے ہمکلام ہوتے تھے **اشعار** کیا کہین آکے ہم اس دشت مین کیا کھو کے چلے + گھر سے آئے تھے یہان ہنستے ہوے رو کے چلے + دست امید ہر اک بات سے ہم دھو کے چلے + ہاے کیا آئے تھے گھر بار سے کیا ہو کے چلے + مادرین خانہ ہمین ساز سفر گم کردیم + وای بر ما کہ درین دشت پدر گم کردیم **روایت** ہے کہ جب قافلہ مدینہ منورہ کے قریب آیا حضرت ام کلثوم نے حضرت زینب سے فرمایا کہ اے بہن نعمان نے خدا ورسول سے بہت ہراس کیا سارے اہلبیت کی بڑی تعظیم وتوقیر کی ہر طرحکا پاس کیا دل ہمارا اُس سے بہت مسرور ہے کوئی چیز صلہ مین اُسکے نعمان کو دینی ضرور ہے حضرت زینب نے فرمایا کہ ہان اے بہن نعمان بڑا اہل ادب وتعظیم ہے کچھ بے تمیز نہین ہو جس اسکے آگے ہم کیا دین بجز زیور کے ہمارے پاس کوئی چیز نہین ہے پس دونون بہنون نے زیور اپنی کانون اور گردنون اور انگلیون سے اُتار کر نعمان کے پاس بھیجے کہ حق خدمت کا تمہاری ہم پر بہت ہے ادا نہین ہوسکتا بطریق یہ ہدیہ مختصر قبول کرو باقی قیامت مین بھی ہملوگ تمہارے ساتھ بحسن وسلوک پیش آوینگے شفاعت کرکے بہشت مین لیجاوینگے نعمان نے نہ لیا اور عذر کیا کہ اہلبیت اطہار سے حق خدمت لینا خوب نہین مین نے خدمت آپ کی واسطے خوشنودی جد بزرگوار آپ کے کی ہے کچھ دنیا اس سے مجھے مطلوب نہین الحمد اللہ کہ خدمت میری آپ کو قبول ہوئی اب سعادت دارین مجھے حصول ہوئی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام + علی وفاطمہ حسنؑ وحسینؑ پہ بھی مدام + **روایت** ہے کہ جب اہل مدینہ کو قافلہ اہلبیت کے آمد کی خبر ہوئی ہر محلہ کوچہ مین یہ بات مشتہر ہوئی سب کے سب رونے لگے فراق جان کو فیض حضرت امام حسینؑ مین چیا جان کھونے لگے پھر سارے مہاجرین وانصار مرد وعورت چھوٹے بڑے استقبال کو قافلہ اہلبیت کے گھر سے روتے ہوے باہر آئے یا محمدا واسیدا کے نعرے یا حسرتا واویلا کے شور آہ کے عرش تک پہونچائے جب حضرت امام زین العابدین اور دختران حضرت امام حسینؑ وخواہران شاہزادہ کونین

(ف) پہونچنا قافلہ اہلبیت کا مدینہ میں

پر نظر اہل مدینہ کی پڑی اور پیراہن انکا بصورت گریبان تادامان چاک دیکھا اور کپڑون مین انکی باپ بھائیون کا لہو
اور زلفون پر خاک دیکھا تو گویا ایک سیخ گرم تھی کہ دلون سے پار ہوگئی روتے روتے سب کی طبیعت بے اختیار ہوی
چہرے فق ہوگئے سینے شق ہوگئے کوئی مرغ بسمل کیطرح خاک پر پڑا لوٹتا تھا کوئی مارے غم کے اپنا گلا گھونٹتا
تھا انکے رونے سے ٹھیکریان روتی تھین انکی بیقراری سے لونڈیان بیتاب ہوتی تھین جب سر سرور کو دیکھا سب
کے ہوش جاتے رہے پھر دن تمام خاک پر لوٹ لوٹ کے سب چلاتی رہے اسوقت ایسا ماتم پڑ گیا ایسا ہر جا چھا چھایا
مین گڑ گیا کہ جگر قلم مصیبت رقم اسکی تحریر سے شق ہو جاتا ہے زبان غم ترجمان کی دلمین اسکی تقریر سے قلق ہوا
جاتا ہے رباعی عالمی را جان درین ماتم پریشان گشتہ است + خانہ دلہا ازین اندوہ ویران گشتہ است + آفتابی
از مدینہ رفتہ سوے کربلا + با لبی کرب و بلا در خاک پنہان گشتہ است + روایت ہے زہرۃ الریاض مین لکھا
ہے کہ مدینہ مین پانچ بار ایسا ماتم ایسا غوغا پڑ گیا ہے کہ لوگون نے سمجھا کہ لامحالہ قیامت قائم ہوگئی پہلے جسدن کہ
جنگ احد مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صحیح و سالم تھے پر شیطان نے مدینہ مین آکر آواز دی کہ اے اہل مدینہ
تمکو خبر نہین محمد نبی کو تمہارے کفار نے مارے وہ اس دم باغ ارم کو سدھارے یہ خبر وحشت اثر سنکر مدینہ مین
ایسا ماتم پڑ گیا کہ لوگون نے جانا کہ آج ہی قیامت قائم ہوگئی دوسرے جسدن سرور عالم حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دنیا
سے سدھارے اہل مدینہ پر جو حالت طاری ہوئی اگر تحریر مین آئے قیامت قائم ہو جاے تیسرے جسدن خبر شہادت سیدنا
حضرت علی کی کوفہ سے مدینہ مین آئی مصیبت رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تازہ ہوگئی آسمان ہلا زمین تھرائی
چوتھے جسدن جان کونین حضرت امام حسین مدینہ سے مکے کی جانب بعزم کوفہ کوچ فرمایا تھا بشوق شہادت دنیا و
مافیہا سے دل اٹھایا پانچوین جسدن کہ اہلبیت مع سر سرور دمشق سے آئے اہل مدینہ نے آہ کی نعرے آسمان تک پہونچائے
لکھا ہے کہ جو حال اہل مدینہ کا بروز وفات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوا تھا وہی حالت وہی
قیامت اسدن بھی انپر طاری تھی جسدن قافلہ شام سے مدینہ آیا تھا دلون مین اسطرح کی تیرگی آنکھون کی تلے ایسی
تیرگی چھائی کہ لوگون نے جانا آج بالیقین قیامت آئی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و
فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہے کہ جسدم حضرت امام زین العابدین مع زنان و یتیمان اہلبیت اطہار
و سر شہید کربلا علیہ التحیۃ والثنا شہر مدینہ مین آئے شجر حجر در و دیوار کو مبتلاے ماتم جان کونین امام حسین پایے جدھر نظر
اٹھائی کیفیت قیامت نظر آئی نگری مدینہ کی بن امام حسین کے سونی پائی ہر دلون پر مصیبت قیامت سے بھی
دونی پائی گلی گلی ٹھیکریان ماتم حسین مین روتی تھین بیٹیان درختون کی ہل ہل کے باہم گلے مل کر بیقرار ہوتی تھین ہر طرف

غل اور شور تھا جو زندہ تھا مردہ بگور تھا آہ و نالہ و فریاد و بکا گھر گھر بپا تھا کوچہ بکوچہ ہنگامہ محشر مچا تھا کوئی مرغ بسمل کیطرح خاک پر پڑا تھا کوئی انگشت بدندان حالت تحیر مین کھڑا تھا کہ ناگاہ ام المومنین جناب حضرت ام سلمہ زار زار روتی ہوئی اپنے حجرہ سے نکل آئین اور وہ شیشہ خاک کربلا جو خون ہوگیا تھا اپنے ساتھ لائین جب اہلبیت نے حضرت ام سلمہ کو دیکھا رنج انکا دوبالا ہو گیا اور جب وہ شیشہ پر خون دیکھا جگر پر چارہ داغدار اور دل گل لالہ ہو گیا اسوقت حضرت ام سلمہ نے حضرت امام زین العابدین کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا **نظم** تم مدینہ مین سینہ زن آئے + خبر مرگ نوجوان لائے + ہائے تنہا کہو تو کیون آئے + میرے جانی کی کیا خبر لائے + اپنے بابا کا تم تو سر لائے + کہو قاسم کی کیا خبر لائے + اب دولہن کسکی بیاہ لاؤنگی + کسکو دولہا مین اب بناؤنگی + نانی کہ کون اب پکاریگا + قبر مین مجھکو کون اتاریگا + حضرت امام زین العابدین نے فرمایا **نظم** کیا کہین ہم تو لٹ گئے ہے ہے + ہم سے بابا تو چھٹ گئے ہے ہے + نقد جان آپکے مسافر کا + راہزن نے اجل کے لوٹ لیا + موت غربت مین سد راہ ہوئی + ناؤ منجدھار مین تباہ ہوئی + اسوقت کی آہ و زاری اور ہر ایک کی بیقراری خصوصًا حضرت ام سلمہ کا ایک ایک کو آغوش مین لیکر رونا درد و اندوہ غم سے بیہوش ہونا حیز تقریر اور احاطہ تحریر سے باہر ہے گو ایک ایک سے گلے مل مل کے اتنا روتی تھین کہ کلیجہ دیکھنے والون کا پھٹا جاتا تھا سر امام حسین کو سر اور آنکھون پر دھر دھر کے آہ سرد بھر بھر کے اسقدر بیتاب ہوتی تھین کہ انکو غش پہ غش تھا حضرت شہربانو بیچاری مصیبت کی ماری حیرت سے سب کا منھ تکتی تھین فرط غم سے گھٹ گھٹ کے جان کھوتی تھین اور لب نہ ہلا سکتی تھین حضرت زینب مغموم اور ام کلثوم نے حضرت ام سلمہ کے گلے سے لپٹ کے فرمایا کہ ہے ہے اے نانی کیا کہین ہم تو اس دشت کربلا مین لٹ گئے بھائی بھتیجے بیٹے سب سے چھٹ گئے اب کہو ہم لوگ کدھر جائین اہل مدینہ کو کیا منھ دکھائین اب بہن کہکے ہمکو کون پکاریگا اب قبر مین ہمکو کون اتاریگا الغرض اسی طرح حضرت ام سلمہ اہلبیت رسول اور اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ منورہ پر آئین اور بے اختیار ہو کر خون دل سے قبر عالی کو بھگو کر مزار اطہر کو جنبش مین لائین اور وہی سر مبارک حضرت امام حسین کا جو رات دن آغوش نازنین حضرت سرور عالم کے رہتا تھا مزار شریف پر رکھدیا اور ایک آہ سوزناک دل صد چاک سے کھینچ کے عرض کیا **نظم** یا رسول اللہ بر آ از روضہ سر تا بنگری + اہلبیت خولشیتن را زار و غمناک و حزین + در بلائے دشمنان دین گرفتار آمدہ + کس مباد در جہان ہرگز گرفتار چنین + روایت ہے اسوقت حضرت زینب مغموم نے خاک مزار سید ابرار کو سر اور آنکھون پر اپنی مل مل کے کہا واجداہ و امحمداہ نانا جان جان

ہماری آپ پر قربان ہین آپ کے حسین ہین یہی آپکے نور چشم قرۃ العین ہین یہی آپکی آنکھون کے تارے ہین یہی
تین دن کے بھوکے پیاسے خنجر آبدار کے مارے ہین یہی آپکی نواسے ہین قطرہ آب کے پیاسے ہین یہی حسینؑ آپکے گھر کا
اُجالا تھا اجی ناناجان کیا آپ نے اسی دن کے واسطے انکو پالا تھا اجی نانا اماں ہم نے اسی کیواسطے انکو دودھ پلایا
تھا جبرئیل امین نے اسی لیے انکو جھولے مین جھولایا تھا ذرا اپنے راکب دوش زیب آغوش کا تماشا دیکھیے مہرنے
تن کا لاشا دیکھیے کہ کسطرح شراب شہادت پی کے حالت سرور مین ہنس رہے ہین چہرہ لہو سے تر بتر ہے اور بہانے
نوشین قطرۂ آب کو ترس رہے ہین سر بے تن مزار اقدس پر دھری قدمبوس ہو رہے ہین پر کٹا ہاتھ بھی نہین کہ سلام
کرین صورت سے بیان واقعات کربلا کر رہے ہین زبان نہین کہ کلام کرین اجی نانا پہلے آپ نے منہ موڑا
پھر بعد آپ کے چھہ ہی مہینے پیر اماں جان نے ہم سے رشتہ تعلق توڑا بعد اُسکے باباجان اور برادر مہربان
امام حسن کو اشقیائے فریب دیکر مارا پھر کوفیان بیوفا نے میرے بھائی امام حسینؑ اور اُنکے ہمراہیون کو قطرۂ آب
سے ترسا کے مینہ ستم کا برسا کے سرون کو اُنکے خنجر آبدار سے اُتارا اب بجز عابدؑ بیمار کوئی باقی نہ رہا تشنہ کاما ن
ساقی کوثر کا کوئی ساقی نہ رہا اب بجز آہ ہمارا کوئی مونس نہین غمخوار نہین سوائے درد و غم کوئی محرم نہین دلدار نہین
غزل فریاد کہ بی مونس و غمخوار بماندیم + رفتند عزیزان و زغم خوار بماندیم + در خاک بخفتند و رخ از ما بہفتند +
افسوس کہ در حسرت دیدار بماندیم + غرض اُسوقت مزار اقدس پر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایک آہ
کے رونے اور حضرت سکینہ کے باپ کے واسطے بیتاب ہونے اور خواہر امام کی گریہ و زاری اور حضرت
عابد بیمار کی فریاد و بیقراری سے مسجد نبوی مین ایک زلزلہ پڑ گیا مزاج اقدس رحمت عالم کا بگڑ گیا آسمان و زمین
چکر مین آئے ملاء اعلی گھبرائے قریب تھا کہ غرا انور پھٹ جائے آسمان ٹوٹ پڑے ساری دنیا اُلٹ جائے
بیت شب نا بروز گار من و روز تا بشب + نالیدن ست در غم تو یا گریستن + اسکے بعد حضرت ام سلمہ
نے اہلبیت کو بہت سی تسلیان دین سمجھایا بجھایا تشفیان کین اور ہاتھ پکڑ کے سب کو گھر لے آئین **شعر**
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت** ہے کہ جب حضرت
امام زین العابدین روضۂ منورہ پر سے سر مبارک جناب حضرت امام حسینؑ کا اُٹھا کر لائے تو اُسے لفنا کر
جمیع مہاجرین و انصار کے ساتھ جنۃ البقیع مین جاکے جناب حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کے پاس
حضرت امام حسنؑ کے پہلو مین مدفون فرمایا پھر تو جوق جوق لوگ مرد و عورت برسم ماتم پرسی آتے اور داستان
کربلا سنکر آتش غم مین پھنکر بیہوش ہو جاتے **روایت** ہے کہ اسکے بعد حضرت امام زین العابدینؑ

دن رات یاد الٰہی مین مشغول ہوئے دنیا کی لذتون کو یکقلم چھوڑا غیر حق سے منھ موڑا رات دن واقعات کربلا اور مصائب
آل عبا کو یاد کر کے رونے سے کام تھا نہ دن کو چین نہ رات کو آرام تھا جب باپ کی شفقت یاد پڑ جاتی جی بے چین ہو جاتا
طبیعت گھبرا جاتی رات دن فراق پدر مین آنسو بہاتے اور یہ کہتے کہتے بیہوش ہو جاتے **شعر** بسنگ رخنہ شد از بس گریستم
بے تو + زسنگ سخت ترم من کہ زیستم بے تو + اور جب حضرت کو اپنی بیکسی بے بسی کا خیال آتا یہ کہتے کہتے آپ کو غش
آجاتا **اشعار** یہ مردم از تپ درد جدائی + کجائی ای پدر آخر کجائی + بحال من چنین غافل چرائی +
نگاہی کن خدارا ابتر بکجائی + شدم بسمل ز تیغ ظلم شاہا + فآہا ثم آہا ثم آہا + غرض حضرت امام زین العابدین
بعد واقعۂ کربلا کے چالیس برس تک جیتے رہے مگر ہر دم غم پدر کھاتے رہے اور خون جگر پیتے رہے کبھی کربلا
کی مصیبت اور باپ کی یاد دل سے نہ بھلائی تمام عمر گاہے رونے سے فرصت نپائی جب پیاس
غالب ہوتی طبیعت آب سرد کی طالب ہوتی تو کربلا کی تشنگی باپ کی بھوک پیاس یاد کر کے سینۂ گرم
سے آہ سرد بھر کے دیر تک ہاتھ مین کوزۂ آب لیے روتے رہتے اشک خونین سے جیب و دامان بھگوتے رہتے
حتی کہ روتے روتے آنسو سے کوزہ پانی کا بھر جاتا ہچکیان بندھ جاتین آخر جی کو مسوس کر کلیجے کو تھام کر
ایک دو گھونٹ پی لیتے فقط پیاس اور گرمی شکم کو بجھا دیتے لوگ عرض کرتے حضرت آپ کو اپنی جان کی
پیاری نہین ہے اتنا کیون روتے ہین صبر کیجیے اسقدر کیا بیتاب ہوتے ہین تو فرماتے **شعر** شدہ ہمچو ابر
باران ہمہ خندہ گریۂ من + نتوان غم و طرب را ز ہم امتیاز کردن + **مثنوی** دیدہ کز بہر شہید کربلا شد
اشکبار + یابد از نور سعادت روشنی روز شمار + از عقیق تشنہ شاہ شہیدان یاد کن + گوہر اشک
بحر دیدۂ خونین برآر + ہر کہ امروز گریان ست از بہر حسینؑ + با لب خندان بود فردا بصد
اقتدار + **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام +
روایت ہے کہ جس بالاخانہ پر حضرت سجاد یعنی حضرت امام زین العابدین دن رات رہا کرتے
تھے فراق پدر مین اتنا روتے کہ وہان آنسو آپ کے جمع ہو کر پرنالہ کی راہ سے بہا کرتے تھے
یہانتک کہ اُس پرنالہ کے تلے زمین نے اپنی طراوت پائی کہ وہان پر گھاس سبز نکل آئی ایکدن
ایک آدمی اُس پرنالہ کے نیچے سے چلا جاتا تھا اُسکے کپڑے پر وہ آنسو گرا اُسنے اُس کپڑے
کے دھونے کا ارادہ کیا لوگون نے کہا ای شخص یہ کس کا بالاخانہ ہے تو پہچانتا نہین اس پر امام
حضرت زین العابدینؑ رہا کرتے ہین تو جانتا نہین دن رات حضرت اسی بالاخانہ پر رہا کرتے ہین

غم مین اتنا رویا کرتے ہین کہ آنسو انکے اسی پرنالہ سے بہا کرتے ہین کپڑے پر جو تری پانی کی مگر وہ پانی نہین آنسو ہی
سونگھ کے دیکھ اے کرب و بلا درد و غم کی آہین کیسی بو ہے یہ پانی نہین اس کپڑے کے دھونے کی کیا ضرورت ہے
جا شکر باری کر تیری نجات کی یہی صورت ہے روایت ہے کہ ایکدن جناب امام سجادؑ مدینہ منورہ کی
بازار مین چلے جاتے تھے راہ مین ایک قصائی کو دیکھا کہ ایک بکری کو زمین پر پچھاڑے ہوئے اسکے
ذبح کرنے کو پتھر پر چھری کو تیز کر رہا ہے اسحالت کے دیکھتے ہی طبیعت حضرت کی بگڑ گئی شہادت باپ کی یاد
پڑ گئی وہین کھڑے ہو کر اتنا روئے کہ ہچکیان بندھ گئین پھر اس قصائی سے پوچھا کہ اس بکری کو تو نے دانہ
گھاس دیا ہے یا نہین آب سرد اسے پلا لیا ہے یا نہین قصائی نے چھری کو چھوڑ ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یا امام
عالی مقام غلام نے تین دن سے اسکو معمول سے زیادہ دانہ گھاس کھلایا ہے اور آب سرد و شیرین وقت پر
پلا دیا ہے اور ابھی اسے خوب شکم سیر آب و دانہ کھلایا ہے تب یہان مذبح مین ذبح کرنے کو لایا ہے آپ نے
سنکر کلیجے کو تھام کر ایک آہ کی صدا کی واانتباہ کی اور زار زار رو کر فرمایا کہ کیا کوفیان بیوفا نے میرے بابا جان
کو اس بکری سے بھی کمتر جانا جو تین دن تک بھوکا پیاسا دشت کربلا مین قطرۂ آب سے ترسا مینھ تیرون کا برسا
کے ذبح کر ڈالا اپنے جی کا ارمان نکالا جیتے جی مچھلی کیطرح کربلا کے توے پر تل ڈالا سر کاٹ کے لاش کو پامال
سے گھوڑون کے کچل ڈالا یہ کہکر روتے روتے بیتاب ہو گئے اس قصائی اور حاضرین کے دل بھی یہ کلام
سنکر آتش غم سے جل بھنکر کباب ہو گئے اسوقت اس بازار مین عجیب طرح کا ماتم و شور تھا جو زندہ تھا مردہ
درگور تھا اور کیونکر نہو کسی امت کسی نبی نے کسی جوان کسی صبی نے از آدم تا ایندم حضرت زین العابدین کا
ایسا صدمہ اٹھایا نہین کسی پر ایسا رنج و غم آیا نہین دشت کربلا مین پہر بھر مین ساری کمائی آپ کی لٹ
گئی باپ بھائی خویش و اقارب سب کی سنگت چھٹ گئی باپ بھائی اور سب رفیقون نے مرتبہ بمرتبہ آپکے
روبرو شربت شہادت نوش جان فرمایا اور کسی نے بجز آپکے دو پہر روز عاشورے کے بعد اور کچھ صدمہ
نہ اٹھایا حضرت عابد بیمار کی مصیبت کو غور کیجیے انکے صبر و استقلال کی داد دیجیے کہ قبل شہادت تیز بزرگوار
کے سارے واقعات کربلا کو دیکھ کر رہگئے کلیجے کو تھام کر یہ سب صدمے سہہ گئے پھر بعد شہادت پدر نامدار کے طرح
طرح کے صدمے اٹھانا بعدہ گھر بار مال و اسباب کا لوٹا جانا پھر میدان کربلا مین باپ کا لاشہ دیکھنا پھر
سرہائے شہدا کے شہر بشہر گشت کا تماشا دیکھنا اور اہلبیت اطہار کے ساتھ قید ہو کر کربلا سے کوفے کو اور
کوفے سے دمشق جانا اور یزیدیون کے ہاتھ سے انواع قسم کا رنج پانا پھر بے سر ہو کر باپ کو کھو کر سر بریدہ باپ
کا ہمراہ لیکر دمشق سے مدینے پھر آنا پھر تا زیست شماتت اعدا کا قلق اٹھانا ایسا کچھ صدمہ جانکاہ ہے جسکا

حساب نہین زبان اور قلم کو تقریر اور تحریر کی اُسکے تاب نہین **نظم** آہ این چہ حالت ست کہ عالم خراب شد ✤ بحر زلال آل محمد سراب شد ✤ از یاد کربلا دل ما بیقرار گشت ✤ و از داغ ابتلا جگر ما کباب شد ✤ روی چنان کہ بوسہ گہ مصطفےٰ بدے ✤ در خاک شد فتادہ ز خون خضاب شد ✤ **نظم** رسول پاک پہ بھیجے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤

سزاے قاتلان حضرت شبیرؑ لکھکے | شہادت کا رسالہ ناصر اب ختم پاتا ہی

حال خسران مآل قاتلان جان کونین حضرت امام حسینؑ کا اگرچہ تحریر مین آوے تو دفتر طول ہوجاوے حق تو یہی کہ کوئی آج کسی ادنی مسلمان کیا بلکہ کسی کافر کو کلپاتا ہی واللہ آج کلپاتا ہی اور سزا اُسکی دنیا ہی مین کل پاتا ہی نہ کہ جسنے سہنشاہ دارین کا گھر لوٹا ہوا اہلبیت اطہار کے سرون کو سنگ ظلم وجفا سے کوٹا ہو نور نظر ثقلین جان کونین روح دارین حضرت امام حسین کو مارا ہو سر اُنکا خنجر ستم سے اُتارا ہو علاوہ عذاب اخروی کے جو کچھ دنیا مین سزا پاوے بجا ہی جو کچھ اُسپر عذاب کیا جاوے عین انصاف ہی زیبا ہی جو کوئی مسلمان کو جان عمداً قتل کرتا ہی تو وہ قاتل ہمیشہ کو آتش دوزخ مین رہتا ہی پس یزید اور قاتلان امام حسین کو ظلم بیحد کے موافق حقتعالی نے سوای عذاب دوزخ کے اور ہی کچھ عذاب مقرر کیا ہوگا **روایت** ہی کہ جب یزید پلید ملعون قتل امام حسین اور ہتک حرمت اہلبیت اطہار نبوی سے فارغ ہوچکا دین کو دنیا کیواسطے کھو چکا تب اس گھمنڈ سے شقاوت اور قساوت اُس شیطان کی زیادہ ہوگئی طبیعت اُسکی اور طرح کے فتنہ اور فساد پر آمادہ ہوئی چنانچہ بُری بُری فعل جیسے بھائی کا اپنی بہن سے بیاہ اور سود اور شرابخواری وغیرہ منہیات شرعیہ کو اُسنے اپنے عہد مین علانیہ رواج دیا اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیون کے ساتھ واسطے لوٹ لینے مدینہ منورہ کے بھیجا تین دن تک اس شہر مطہر کے لوگ قتل اور لوٹ مین گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریشی خواص اور عوام اور لڑکے ملاکے دس ہزار آدمیون سے زیادہ شہید کیئے اور لڑکون کو قید کیا اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا گھر لوٹ لیا اور مسجد نبویؐ کے ستونون مین گھوڑے باندھے چنانچہ گھوڑون نے منبر اور مزار شریف کے درمیان کی جگہ پیشاب اور لید سے نجس کی اور کتے اور بلی منبر منیف پر مسجد شریف کے اندر بیٹھے اور تین دن تک مسجد نبوی اذان واقامت اور نمازیون سے خالی رہی فقط سعید بن مسیب بوضع دیوانون کے ہوگے اپنی جانسے ہاتھ دھوکے مسجد نبوی مین جھاڑو دیا کرتے تھے اور ہر روز وقت نماز پنجگانہ کے آواز اذان واقامت کی صاف صاف

قبر شریف کے اندر سے سُن لیا کرتے تھے اور کیا کیا کچھ عمل قبیح کہ اُس شہر مطہر اور مسجد انور مین جہان فرشتے بلا اذن قدم نہ دھرتے تھے ملاء اعلی اُنکی تعظیم و اکرام کرتے تھے یزید والون نے نہین کیے جسکی تقریر سے زبان مجبور ہی ہاتھ اور قلم کانپتا ہی معترف بعجز و قصور ہے شہر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ روایت ہے کہ شامیان بیدین بعد تخریب مدینہ منورہ کے ہتک حرمت مین کعبہ معظمہ کے مشغول ہوئی بذریعہ گوپھن کے پتھرون سے کعبہ معظمہ کو سنگسار کیا چنانچہ در و دیوار کیا اتنے پتھر صحن حرم محترم کعبے کے ڈھانی کو پھینکے کہ تمام صحن کعبہ پتھرون سے بھر گیا اور ستون مسجد الحرام کے لوٹ گئے بہت سے شکستے گلاس روشنی کے چھوٹ گئے اور اُن اشقیای سیاہ رو نے لباس کعبے کے جلائے اور پردے جو دروازہ کعبہ پر لٹکتے تھے اُنکو تنور مین جلا کر کھانا پکائے اور کئی روز تک خانہ کعبہ محض بے لباس رہا اور ہر آدمی رہنے والا کعبہ کا ظلم و ایذا سے یزیدیون کے بدحواس رہا اسی درمیان مین یزید پلید سیاہ رو طرح طرح کی بُرائی بیماریون مین گرفتار ہوا حتی کہ حس و حرکت سے ناچار ہوا آخر آل نبی کے ساتھ جنگ و جدل کر کر ساری خاندان نبی کو قتل کر کے مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کی ہتک حرمت کر کے تین برس سات مہینے بعد اپنے باپ کے تخت حکومت پہ سلطنت کر کے پہاڑ گناہون کا اپنے سر پر دھر کے پندرھوین ربیع الاول سنہ ۶۴ہجری قدسی مین جسدن اُس بدبخت کے حکم سے کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اُسی دن شہر حمص مین جو کہ ملک شام مین واقع ہی انتالیس برس کی عمر مین جہنم واصل ہوا اور دوزخیون مین نمرود اور شداد و فرعون سے بھی بڑا درکہ اسکو حاصل ہوا قطعہ بروز واقعہ ای ظالم خدا نا ترس ٭ بیا ببین کہ چہا کردہ بجائی حسین ٭ خدا است حاکم و دعوی گر ست پیغمبر ٭ چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسین ٭ روایت ہے کہ جب یزید پلید مر العنت کا طوق گلے مین ڈالکر سگ دوزخ ہوا تب اُسکے بیٹے معاویہ بن یزید کو کہ یزید نے اُسکو اپنی حیات مین اپنا ولیعہد کیا تھا کلید سلطنت اُسکے ہاتھ مین دیا تھا شامیون نے تخت سلطنت پر بٹھایا بالاتفاق اُسے بادشاہ بنایا معاویہ بن یزید تھوڑی دیر تخت سلطنت پر بیٹھکر منبر پر چڑھا اور ایک خطبہ حمد مین خداوند جل وعلا اور نعت مین سرور دو سرا علیہ الصلوۃ والثنا کے پڑھا پھر کہا کہ امر خلافت ایک امر عظیم اور بہت دشوار ہی ہر شخص اُسکے قابل نہین اسکے لیے بہت سا علم اور صلاح درکار ہی یہ منصب حضرات اہلبیت مصطفے اور خلفای باصدق و صفا کا ہی دادا میرے معاویہ بن ابی سفیان حضرت علی مرتضی شیر خدا کے ساتھ جو بہر صورت سزاوار خلافت کے تھے ناحق لڑے پھر میرا باپ یزید پلید کہ کسی طرح اہلبیت اور

استحقاق نرکھتا تھا جندرے تخت بادشاہت پر بیٹھکر کے راج کیا اور اپنی حکومت دوروزہ کے بقا کے لیے آل عبا اور خاندان
مصطفےٰ اکو تاراج کیا دنیا پر پھول گیا عذاب آخرت کو بھول گیا آخرجی کا حوصلہ نکال طوق لعنت کا گلے مین ڈال جوانی مرت
الطمع دنیا اپنی عاقبت بگاڑ کے دوزخ کا کندہ ہوا پھر معاویہ بن یزید منبر ہی پر زار زار رونے لگا غم امام حسین مین بیقرار
ہونے لگا پھر کہا کہ امام حسینؑ کے ساتھ جدل کرنا انکا قتل کرنا نعوذ باللہ بہت ہی بڑا گناہ ہے قاتلان امام حسین کی نجات
کی کون سی راہ ہے میرے باپ سے اس بات کا مواخذہ عظیم ہوگا اور بیشک مقر اور ٹھکانا اُسکا نار جہنم ہوگا کہ اُسنے فرزند
بتول اولاد رسول مقبول کو قتل کرکے اُنکے خاندان کو تباہ کردیا پھر مدینہ منورہ کو لوٹا اور خانہ کعبہ مین طرح طرح کی بےادبیان
کین اور شراب کو مباح کردیا مجھے ایسی سلطنت سے کچھ کام نہین سلطنت دین کی چھوڑکے یزید ولیعہد ہونے مین کچھ نام نہین مین نے
خوشی سے اس سلطنت دوروزہ کو چھوڑا زنار کافری کو توڑا اور سب مسلمانون کو اپنی بیعت سے آزاد کیا فقط عبادت الٰہی اور
اطاعت حضرت رسالت پناہی سے مین نے دل اپنا شاد کیا تم لوگ بھی اپنی سعادت دارین کی راہ کرو اولاد ابوسفیان سے جسکو
چاہو بادشاہ کرو یہ کہکر منبر سے اُترکے درخانہ کو اپنے بند کرکے گوشہ نشینی اختیار کی اور تمام عمر عبادت الٰہی مین صرف کرکے
راہ آخرت کی لی اللہ غنی حقتعالی کی عجیب قدرت ہے عجب رنگ ہے خدائی کی خدائی مین حیران ہے ذنگ ہے دولت آخرت
جسکو وہ دے اُسی کو نصیب ہو پیا جسے چاہے وہی سہاگن جسکو وہ چاہے رحمت اُسکی اُسکے قریب ہو باپ ویسا بیٹا ایسا
رضائے مولیٰ مین کسی کا اجارہ نہین قضا و قدر مین کچھ چارہ نہین **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ
حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت** ہے کہ جب مختار بن عبید نے کوفے پر تسلط پایا تو پہلے ایک غلام خاص کو عمر
بن سعد کے بلانے کو بھجوایا ابن سعد کا بیٹا حفص نامے حاضر ہوا مختار نے پوچھا کہ ترا باپ کہان ہے اُسنے کہا خانہ نشین ہے
مختار نے کہا کہ اب کیونکر گھر مین بیٹھا حکومت رے کی کیون چھوڑی امام حسین کے قتل کے دن کیون خانہ نشینی نہ اختیار کی
اُنکے قتل سے کیون باگ نہ موڑی کہ عذاب آخرت اور غضب الٰہی مین گرفتار ہوتا قاتلان امام حسین کے ساتھ فی النار
ہوتا پھر حکم دیا کہ عمر بن سعد اور اُسکے بیٹے کی بھی گردن مارو طرح طرح کا عذاب کرکے سران اشقیا کا اُتارو اور
شمر ملعون کو بھی قتل کیا اور اُن سب کے سرون کو حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس جو سوتیلے بھائی حضرت امام حسین
کے ہین بھیجدیا پھر مختار نے حکم عام دیا کہ جو کوئی معرکہ کربلا مین شریک لشکر عمر و سعد کا تھا اُسکو جہان پاؤ بلا تکلف
مار ڈالو گردن اُسکی سر سے اُتار ڈالو یہ خبر سُنکے آتش خوف سے جل بھُنکے سب کوفے والے ابری کو بھاگنے لگے
مختار کے لشکر نے اُنکا پیچھا کیا جسکو پایا مار ڈالا اور اُسکی لاش کو جلادیا اور اُسکا گھر لوٹ لیا ۔ **رباعی** ای یار
کسی کو جو کہ کلپا دیگا + یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا + اس دار مکافات مین سن ای غافل + بیداد کریگا آج کل پاویگا

روایت ہے کہ جب خولی ابن یزید شقی کہ اُسنے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا اپنے ہاتھ سے کاٹا تھا قید ہو کر آیا مختار نے
پہلے اس ملعون کے دونون ہاتھ کٹوائے پھر دونون پانؤن پھر اسکو سولی پر چڑھایا پھر اُسکی گردن ماری اور بدن کو آگ
مین ڈالدیا اسی طرح سے ہر ایک لشکری عمر سعد کو طرح طرح کے عذاب سے مار اکثر سو آدمیون کا سر اتارا صواعق
محرقہ مین ہے کہ مختار نے چھ ہزار کوفیان کو جو شریک قتل حضرت امام حسینؑ کے تھے طرح طرح کے عذاب کر کے مار خوب
ذلت کی مار مار کے سران اشقیا کا اُتارا روایت ہے کہ جب مختار عمر سعد اور شمر اور خولی ابن یزید اور اُن اشقیا کے
ہمراہیون کو قتل کر چکا پس ابن زیاد بد نہاد کے قتل کی فکر مین ہوا اور ابن زیاد اُن دنون موصل مین جا بیٹھا تھا
اور اُسکے ساتھ تیس ہزار سوار اور پیادے تھے غرض مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو کہ مختار کی فوج کا سالار تھا
کئی لشکر ہمراہ کر کے بھیجا کہ موصل مین جائے اور ابن زیاد اور اُسکے لشکریون کو قتل کر لائے جب ابراہیم سرحد موصل مین
پہونچا ابن زیاد نے دریا کے کنارے پندرہ کوس پر موصل سے ابراہیم سے مقابلہ کیا صبح سے شام تک دونون فوج
مین خوب لڑائی ہوئی طرفین سے نبرد آزمائی ہوئی جب شام کالی بلا آئی لشکر ابراہیم نے فوج شام کو کہ ابن زیاد شیطان
کے ساتھ تھی شکست پہونچائی سیاہ رو سیاہ ابن زیاد کی بھاگی ابراہیم نے حکم دیا کہ جس کسی کو فوج ابن زیاد
سے پاؤ خبردار زندہ نہ چھوڑو سر اُسکا کاٹ لاؤ چنانچہ بہتون کو جان سے مار ڈالا اور ابن زیاد ملعون بھی مارا گیا
سر اُسکا تیغ حیدری سے اُتار گیا ابن زیاد کا سر کاٹ کے لشکر والون نے ابراہیم کے پاس حاضر کیا ابراہیم نے مختار
کے پاس کوفے مین بھجوا دیا جب سر ابن زیاد شیطان کا کوفے مین آیا مختار نے دار الامارۃ کوفے مین محل کو
آراستہ کر کے کوفیون کو بلایا پھر سر نا مبارک ابن زیاد بد نہاد کا منگوا کے کہا کہ اے کوفیون دیکھو یہ وہی شیطان ابن
کا سر ہے جسنے حضرت امام حسینؑ کو قطرۂ آب سے ترسا کے شربت شہادت پلایا اور ساری خاندان نبوت کو خاک و
مین ملایا دیکھو آخر خون امام حسینؑ نے ابن زیاد کو سات آٹھ برس بھی زندہ چھوڑا نہین تحقیق کہ سواے عذاب آخرت
کے سزاے دنیا سے اُسکے منہ موڑا نہین اہل تواریخ لکھتے ہین کہ مختار کی لڑائی مین ستر ہزار آدمی شام کے مارے گئے
اور یہ واقعہ سن سڑسٹھ ہجری مین عاشورے کے دن بعد چھ برس کے واقعہ کربلا سے واقع ہوا شعر رسول پاک پہ بھیج اے
خدا درود و سلام ہمیشہ علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام حدیث ترمذی نے روایت کی کہ جب ابن زیاد بد نہاد
اور اُسکے سردارون کے سر کاٹ کے مختار پاس لا کے رکھے گئے یکایک ایک سانپ بڑا سا ظاہر ہوا لوگ اُسکے ڈر سے
دیکھ کے ہٹ گئے اور کہنے لگے وہ آیا پس وہ سانپ سب سرون مین سے ہو ابن زیاد کے سر کے پاس آ کے اسکی نتھنے
مین گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے منہ سے نکلا اور چلا گیا یہانتک کہ غائب ہو گیا پھر کہا لوگون نے وہ آیا پھر

اژدر اسکے منھ مین گھسا اور نتھنے سے نکلا اسی طرح تین بار سانپ نے آمد و رفت کی پھر غائب ہو گیا **حدیث** روایت کی حاکم نے
ابن عباس سے کہا کہ وحی بھیجی حقتعالی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہ مین نے مارے یحیی بن زکریا
کے عوض ستر ہزار قوم یہود اور مین مارنے والا ہون تمھارے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس
ہزار چنانچہ بمصداق اس خبر کے پہلی لڑائی مین مختار کے ستر ہزار اہل شام مارے گئے پھر دوسری بار اوایل دولت عباسیہ
مین سفاح عباسی کے ہاتھ ستر ہزار اہل شام مارے گئے دونون ملا کے ایک لاکھ چالیس ہزار ہوئے یہان سے عظمت
اور فضیلت جناب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شدت عذاب اخروی قاتلین حضرت امام حسینؑ کی معلوم
کیا چاہیے کہ حضرت یحیی پیغمبر کے خون کے عوض مین ستر ہزار آدمی مارے گئے اور بعوض خون حضرت امام حسین کے اسکے
دونے یعنے ایک لاکھ چالیس ہزار **روایت** ہے کہ جب ابن زیاد اور عمر و سعد اور شمر اور قیس اور خولی اور سنان
اور عبد اللہ ابن قیس اور یزید بن مالک اور باقی اشقیا اور مددگاران یزید طرح طرح کی عقوبتوں سے
مارے گئے اور لشکر مختار نے انکی لاشون کو اسطرح گھوڑون کے سمون سے روندا کہ انکی ہڈیان چور چور ہو کر سرمہ
کی طرح پس گئین لاشون کو چلتے چلتے گھوڑون کی سمین گھس گئین پس مختار کے عقیدے مین فساد آیا اور اسکو
یہ خبط ہوا کہ اسکے پاس وحی آتی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ وہی مہدی آخر الزمان ہین پھر جب نشان قبضہ مختار کا
کوفے اور اسکے اطراف و جوانب مین گڑ گیا اور ہر شہرون مین اسکا رعب پڑ گیا پس شیطان نے اسکے دلمین وسوسہ
دیا اور عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ لڑائی لڑنے کو اسکو مستعد کیا جب عبد اللہ بن زبیر نے یہ حال سن لیا پس
انھون نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو جو بصرہ کے حاکم تھے اسکے مقابلے کے لیے مقرر کیا پھر مصعب اور مختار
سے خوب جم کے لڑائی ہوئی خوب شمشیر آزمائی ہوئی آخر مصعب بن زبیر نے فتح پائی اور مختار کو مار کے کوفے پر قابض
ہو گئے پھر عبد الملک مصعب بن زبیر پر چڑھ آیا اور بعد جنگ عظیم کے اسنے مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر کو
سن اکہتر ہجری مین راستہ عدم کا دکھایا **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہ و حسن و حسینؑ پہ
بھی مدام ✤ **روایت** ہے ابن عمر لیثی کہتے ہین کہ جب سر مصعب بن زبیر کا عبد الملک کے آگے دھرا ہوا
مین نے دیکھا تو مین نے عبد الملک سے کہا کہ عجب اتفاق ہی کہ مین نے اپنی آنکھون سے اس دار الامارۃ مین
کوفے کے پہلے حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک دیکھا کہ ابن زیاد کے سامنے داہنی طرف ایک سپر پر رکھا تھا پھر مین
ابن زیاد کا سر ناپاک دیکھا کہ آگے مختار کے رکھا تھا پھر مین مختار کا سر دیکھا کہ مصعب بن زبیر کے آگے
دھرا تھا پھر مین مصعب بن زبیر کا سر دیکھا کہ تمھارے روبرو دھرا ہی غرض یہ مکان کیسا بُرا اور منحوس ہی

اللہ اکبر اس دار الامارۃ سے خدا کی پناہ کہ رئیسون کے سر کٹ کٹ یہان آتے ہین اور یکے بعد دیگرے یہانسے
رئیس ملک عدم کو جاتے ہین عبد الملک نے یہ کلام سنکے کہا کہ ای عمرو خدا تجکو یہان پانچوان سر نہ دکھائے پھر اُس نے اس
دار الامارہ کی شامت سے ڈر کر فوراً اسے کھدوا ڈالا روایت ہے کہ سن بہتر ہجری مین عبد الملک نے مصعب
پر فتح پائی اور سلطنت کوفہ اور اسکی نواحی کی اسکے ہاتھ آئی پس چاہا کہ فوج عبد اللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ
معظمہ مین بھیجے لوگون نے عذر کیا کہ ہم سب کو بجز لڑنے کے اور کیا کام ہے مگر مکے جا کر کعبہ مکرمہ پر لڑنا کشت و خون
وہان حرام ہے پھر ایک روز حجاج بن یوسف نے عبد الملک سے آکے کہا کہ کل کی رات مین نے خواب دیکھا ہے کہ
عبد اللہ بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا عبد الملک یہ سمجھا کہ حجاج نہ جائیگا اور ابن زبیر کے سر کاٹ لانی کو طیار
ہے پس اسنے فوج اپنی حجاج کی ساتھ کر کے مکہ معظمہ کو واسطے مقابلے عبد اللہ بن زبیر کے روانہ کیا حجاج طائف کا
رہنے والا تھا جب وہان پہونچا تو اور بھی فوج جمع کر کے کعبے کو چلا پھر مکے مین آکے چارون طرف شہر کے پہرا جما کے
اور بالکل ادب مکہ معظمہ اور حرم محترم کے چھوڑ کے راہ حق سے منھ موڑ کے نہایت گستاخیون اور بے ادبیون پر کمر
باندھی حجاج ظالم نے کوہ ابی قبیس پر منجنیق کھڑی کی اور حرم کعبہ کو سنگسار کیا یہان تک کہ ایک پتھر کے صدمے سے
حجر اسود کا ٹکڑا ٹوٹ گیا پھر تو حجاج اور عبد اللہ بن زبیر سے ایسی جم کے لڑائی ہوئی کہ خدا کی پناہ تمام حرم محترم خون
شہیدون سے لال ہو گیا اور عبد اللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا پھر سولی پر چڑھایا پھر سولی سے اتروا کے یہودیون کی قبرون مین
ڈلوا دیا پس مصداق اس حدیث کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک مینڈھے کے سبب سے یعنی
ایک شخص کے مکے مین مارے جانے سے کعبہ کی بیحرمتی ہوگی یہی عبد اللہ بن زبیر ہوئے اُسکے بعد حکومت مروانیون کی شام
اور عراق اور حجاز اور دوسرے ملکون مین جم گئی اور پوری ہزار مہینے یعنی تراسی برس چار مہینے تک بنی اُمیہ اُن ملکون پر
مسلط رہے روایت ہے کہ قاتل حضرت امام حسینؑ کا ایک آگ کے تابوت مین رہیگا اور زنجیرین آگ کی اسکے
ہاتھ پاؤن مین پڑی ہونگی اور طرح طرح کے اسپر عذاب کیے جائینگے اور اُسکے بدن سے ایسی بدبو آئیگی کہ سارے
دوزخی اُس سے پناہ مانگین گے اُسکی بدبو سے دوزخیون کی جان جائیگی روایت ہے کہ اُن بائیس ہزار سپاہ رو سیاہ
سے لشکر شام اور کوفہ کے جو حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا مین لڑے تھے کوئی ایسا نہ تھا جو اس سال کی بلائے عظیم
مین گرفتار نہوا جب ایک سال سے پورا ہو گیا اور روز عاشورہ دوسرا آیا پس اُن لشکریون مین سے ایک زندہ
نہ رہا تھا چند اشقیا بچ گئے تھے کہ وہ بھی مختار کی لڑائی مین مارے گئے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام
علی و فاطمہ و حسن و حسین پہ بھی مدام ٭ روایت کنز الغرائب مین ہے کہ ابو عبد اللہ قاضی بصرہ کے کہتے ہین کہ میرا

ایک شخص دوست بنیا تھا بعد واقعہ کربلا کے مین نے اُسکو اندھا دیکھا پوچھا کہ اے یار تم بہر صورت دانا بینا تھے آنکھون مین تمھاری
خوب روشنی تھی کہو ایک دم مین تم اندھے کسطرح ہو گئے اُسنے رو کر کہا کہ اے قاضی کیا کہون مین اپنی شامت سے لشکر مین
ابن زیاد کے کربلا مین حضرت امام حسینؑ سے لڑنے کو گیا تھا بعد واقعہ کربلا کے مین اپنے گھر ایک رات نماز عشا کی پڑھکر سو گیا
خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ چل تجھے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بلاتے ہین مین دوڑا ہوا حضور نبوی
مین حاضر ہوا آکر دیکھا کہ آپ مسجد مین بیٹھے ہوے ہین اور داہنے بائین آپ کی اصحاب کبار بتعظیم تمام مودب بیٹھے ہوے ہین
اور چارون طرف آپ کے بہت سے لوگ کھڑے ہوے ہین اور جان کونین حضرت امام حسینؑ خونین کفن اور رنگین پیرہن پہنے
ہوے آپ کی پاس بیٹھے ہوے آہستہ آہستہ حضرت سے کچھ باتین کر رہے ہین اور ایک ایک شخص کو جنھون نے حضرت امام حسینؑ
یا انکی اولاد اور بھائی بھتیجے اور یارون کو کربلا مین مارا تھا پکڑ کے حضور نبوی مین لاتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم غصہ ہوکر فرماتے ہین کہ گردن اسکی تلوار سے اتار کر آگ مین اسے جلا دو بس لوگ اُس قاتل کو تلوار سے مارتے ہین
اور جب اُسپر تلوار چلاتے ہین تو اُس تلوار سے آگ نکلتی ہے اور وہ مُنھ کے بل گر پڑتا ہے اور جل کے راکھ ہو جاتا ہے پھر
اُسی طرح اُسکو تلوار سے مارتے ہین یہ حال دیکھ کے مین بے مارے ڈر گیا اور اُچھل کے حضور نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کی
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ نے تیوری بدل کی غصے کی نظر سے مجھے دیکھا اور جواب سلام کا نہ دیا تھوڑی دیر کے
بعد فرمایا اے خدا کے دشمن تو نے تو میرا خوب ادب کیا حرمت کا میری خوب پاس کیا اولاد کو میری مار ڈالا اور رسالت
اور غضب سے میری ڈرا نہین مین نے عرض کی یا رسول اللہ مین نے حضرت امام حسینؑ یا انکے کسی رفیقون پہ تلوار چلائی نہ حراب
امام حسین کے لشکر کی طرف تیر چھوڑا نہین کسی کو لشکر اہل امام حسینؑ سے مارا نہین سر کسی کا تیغ ستم سے اتارا نہین فقط اسی قدر
قصور مند ہون کہ لشکر ابن زیاد کا شریک تھا اور حال دونون لشکر کا دیکھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ البتہ تو نے لشکر حسینؑ کے
کسی کو خنجر و تیر سے نہ مارا سر کسی کا تلوار سے نہ اتارا مگر تو سپاہ لشکر شام کا تو تھا میرے پاس آ ادہر مین آگے گیا دیکھا آگے آپ کی
ایک طشت دھرا ہے اور اُسمین خون تازہ بھرا ہے آپ نے فرمایا دیکھ یہ میرے جگر گوشہ کا خون ہے بس آپ نے ایک سلائی اُس خون
مین ڈبو کے میری آنکھون مین لگا دی مین مارے ڈر کے چونک پڑا اور اُسی وقت سے اندھا ہو گیا قاضی نے کہا اے نالائق
یہ تو دنیا کی سزا ہے اور خدا جانے کہ قیامت کے دن تیری کیا سزا ہوگی قطعہ روز واقعہ اے ظالم خدا نا ترس ✲ بیا ببین کہ
چہا کردہ بجای حسینؑ ✲ خدا ست حاکم و دعوی گر ست پیغمبر ✲ چگونہ میدہی انصاف اجرای حسینؑ ✲ روایت
روضۃ الشہدا مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے بعد وفات ہارون علیہ السلام کے
دعا کی کہ الٰہی میرے بھائی ہارون کے گناہ بخشدے حقتعالی نے موسی پاس وحی بھیجی کہ اے موسی ہارون اگر ساری

کے

اگلے پچھلے لوگون کی بخشش مجھسے چاہو تو سب کو بخشدون مگر قاتل کو امام حسینؑ کے نہین بنفس نفیس قاتل حسینؑ سے بدلا خون حسینؑ کا
لونگا شعر آب نادادہ شہیدانرا تو آتش درزدی ÷ بایدت بیشک کہ میان آب و آتش سوختن روایت کنز الغرائب
مین ہی کہ سب سانپون مین بڑا سانپ دوزخ کا ایک سانپ ہی جسکا نام شدید ہی ہر روز ستر مرتبہ وہ سانپ مارے غصے کے
پیچ و تاب کھاتا ہی اور ہر بار زہر ہلاہل اگلتا ہی حقتعالی فرماتا ہی کہ اے شدید کیا چاہتا ہی عرض کرتا ہی خداوندا قاتلان
امام حسینؑ کو میرے حوالہ کر تاکہ اپنی جی بھر انکو کاٹون اور لہو انکا چاٹون ارشاد ہوتا ہی اے شدید تجھے عذاب قاتلان حسینؑ کا
تیرے ہی حوالہ ہوگا سب کو بے دریغ جتنا جی چاہے کاٹنا لہو سب کا چاٹنا روایت ہی زہری سے منقول ہی کہ جو جو
لوگ معرکہ کربلا مین شریک قتل امام حسینؑ کے تھے یا فقط سیاہ رو سپاہ شام کے تھے یا لڑتے نہ تھے فقط کھڑے کھڑے
تماشا دیکھتے تھے یا جو لوگ وہان حاضر نہ تھے مگر خبر قتل امام حسینؑ کی سن کے خوش ہوے یہ سب کے سب بالکل عذاب
اخروی کے دنیا مین بھی طرح طرح کی بلاؤن مین گرفتار ہوے اور موت سے پہلے بڑی بڑی فضیحتین اٹھائین بعضے
قتل ہوے بعضے اندھے ہو گئے اور بعضون کا منھ کالا ہو گیا اور بعضون کی دولت سلطنت تھوڑے ہی دن مین لٹ
گئی اور بعضے پیاس کے مارے پانی پیتے پیتے مر گئے مگر پیاس نہ بجھی اور بعضے دوسرے اور عذابون مین مبتلا ہوے غرض بعد
واقعہ کربلا کے سارے لشکریان ابن زیاد کیا سوار کیا پیادہ کیا خادم کیا مخدوم دم بھر آرام سے جی نہ سکے ایک گھونٹ
پانی خوشی سے پی نہ سکے روایت ہی امام سدی کہتے ہین کہ ایک مقام مین مجمع کثیر تھا اور کربلا کا ذکر ہو رہا تھا اور مین سن
سن کر رو رہا تھا اہل مجمع کہ رہے تھے کہ دشمنان امام حسینؑ سے ہمنے کسی کو ایسا نہ دیکھا کہ مصیبت اور فضیحت دنیا مین
گرفتار ہو کر نہ موا ہو قبل مرنے کے کسی بلاے عظیم مین گرفتار نہوا ہو ایک بوڑھا کم بخت اوس مجلس مین تھا یہ بات
سنکے اوسنے کہا کہ تم لوگ غلط کہتے ہو مین بھی تو شریک قتل امام حسینؑ کے تھا مگر ابتک مین کسی بلا مین گرفتار نہوا
بھلا چنگا ہون گا ہی بیچارہ نہوا یہ کہتا ہوا چراغ مین اشتعال دینے لگا اور کچھ بتی کی لینے لگا کہ ناگاہ ایکبار چراغ کا شعلہ بھڑکا اور
اوس بوڑھے کو گھیر لیا پھر تو اوس بدبخت کے بدن مین ایسی جلن پیدا ہوئی کہ الامان الحفیظ پھر تو سارا بدن اوس سنگدل کا
موم کی بتی کی طرح جلنے لگا اور وہ بوڑھا تمام جماعت کے چارون طرف اچھلنے لگا اور کہتا تھا ہاے جلا ہاے جلا آخر کو
جلتے جلتے دریا کی طرف بھاگا اور پانی مین جا کر کے کود پڑا وہ تو غضب الہی کی آگ تھی اور حضرت امام حسینؑ سے اوس کم بخت کو
لاگ تھی وہ دریا کا پانی اوسکے حق مین تیل ہو گیا وہ بوڑھا قدرت کا کھیل ہو گیا دریا ہی کے اندر رہا یہان اسکی جلنے لگین منھ سے
اسکے چنگاریان نکلنے لگین آخر دریا ہی مین جلکر خاک سیاہ ہو گیا بباعث عداوت امام حسینؑ کے راندہ درگاہ ہو گیا روایت
ہے امام سدی فرماتے ہین کہ ایک امیر نے میری مہمانی کی اور اس مجلس مین اور بھی بہت سے لوگ تھے سبھون کی آتشنے

خوب قدردانی کی اتنے مین تذکرہ معرکۂ کربلا کا ہونے لگا حاضرین مجلس مین ایک بڈھا جو شریک قاتلان امام حسینؑ تھے علاوہ
عذاب آخرت کے دنیا مین بھی وہ لوگ قبل موت کے بڑی فضیحت اور رسوائیون مین گرفتار ہوئے اور تھوڑے ہی دن جی کر
بری موت سے مرکے فی النار ہوئے امیر مجلس جسنے ہم لوگون کی دعوت کی تھی بے دھڑک بول اٹھا کہ آپ لوگ یہ کیا کہتے ہین
مین بھی شریک قتل امام حسینؑ کے تھا مگر اب تک کوئی بلا مجھپر آئی نہین کوئی بیماری بعد واقعہ کربلا کے مین نے اٹھائی
نہین یہ کہہ ہی رہا تھا کہ شعلہ چراغ اسکی طرف لپکا اور فوراً خشک لکڑی کیطرح اس شیطان کو جلا دیا سارے
جسم کو اسکے کوئلہ بنادیا راوی کہتا ہے کہ واللہ قسم ہے خداوند پاک کی مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
ایک لکڑی کا کندہ جلکر سیاہ کوئلہ ہو گیا شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر
بھی مدام ۔ روایت ہے کہ جس ملعون نے کہ سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا شکار بند سے باندھا تھا وہ بدبخت نہایت
حسین و جمیل تھا لشکر ابن زیاد سب سے شکیل تھا بعد واقعہ کربلا کے اسکی شکل و صورت بگڑ گئی تمام بدن مین جھری
پڑ گئی نہایت کریہ منظر کالا ہو گیا حبشی سے بھی رنگ اسکا دو بالا ہو گیا لوگون نے اس سے پوچھا کہ کونسی تجھپر آفت پڑ گئی
کہ صورت اصلیہ تیری بگڑ گئی اسنے کہا کہ کیا کہون جسدن سے مین نے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا شکار بند سے باندھا
اور اسکے ساتھ بے ادبیان کین اسی دن سے یہ معمول ہو گیا ہے کہ ہر روز دو آدمی انجان آتے ہین اور دونون بازو میرے
پکڑ کے کھینچتے ہوئے لیجاتے ہین اور مجھے آگ پر اوندھا الٹا لٹکاتے ہین پھر مجھے وہان سے گھر پہونچا جاتے ہین اسیطرح
ہر روز میرا منھ جلتا ہے گوشت پوست پگھلتا ہے اسی واسطے میرا چاند سا منھ سیاہ ہو گیا اور حال میرا تباہ ہو گیا راوی کہتا ہے
کہ آخر حیات تک اپنی وہ شخص اسی بلا مین گرفتار رہکر فی النار ہوا عبرت وہ اولی الابصار ہوا روایت
واقدی سے منقول ہے کہ ایک بوڑھا تھا حاضرین معرکۂ کربلا سے جب وہ بعد واقعہ کربلا کے اندھا ہو گیا پس لوگون نے
اس سے پوچھا کہ کیا سبب کہ تیری بینائی یک قلم جاتی رہی اسنے کہا کہ ایکدن مین نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو خواب مین دیکھا کہ آپ بازو تک آستین مبارک چڑھائے اور ہاتھ مین ننگی تلوار لیے کھڑے ہین اور آگے حضرت کے
ایک چمڑا بچھا ہے مین نے دیکھا کہ دس قاتلان حضرت امام حسینؑ کو آپ نے اسی تلوار سے ذبح کرکے اسی چمڑے پر ڈال دیا ہے
نظر آپ کی مجھ پر پڑی آپ نے بہت سی لعنت ملامت کی اور ایک سلائی اسی لہو مین ڈبو کے میری آنکھون مین
لگا دی اسی دم سے مین اندھا ہو گیا روایت ہے کہ شام مین ایک بدبخت قاتلان سے جناب حضرت امام حسینؑ
کے تھا منھ اسکا سور کے منھ کیطرح ہو گیا تھا اور لوگ اسکو دیکھ دیکھ کر عبرت کرتے تھے روایت ہے کہ بعد شہادت
حضرت امام حسینؑ کے بحیر بن یزید نے عمامہ کو آپکے سر مبارک سے اتار کے اپنے سر ناپاک پر دھرا فوراً پاگل ہو گیا اور

اسکے دماغ میں اسطرح خبط آگیا کہ طوق و زنجیر میں آگئے لوگوں نے مقید کیا آخر اسی طرح لعنت کی زنجیر گلے میں ڈالے واصل جہنم ہوا روایت ہے کہ بحونہ حضرمی نے کرتہ حضرت امام حسینؑ کا کربلا میں تن نازک سے آپکے اتار کے پہن لیا تھا آخر وہ ملعون کوڑھی ہو گیا اور بال سر اور داڑھی کے اسکے گر پڑے اور عبرت عالمیان ہوا اور کرتہ پاک میں ایک سو ستر سوراخ کوفیوں نے گنے تھے کہ تیروں اور زخموں سے جسم عالی پر ہو گیا تھا رباعی ای جہان آفرین بجای حسینؑ ۞ ظلم و در حیدران حسینؑ ۞ کہ رسانی ثواب آن شہدا ۞ بہ مصیبت رسیدگان حسینؑ ۞ روایت ہے کہ اسود بن حنظلہ نے تلوار امام سید ابرار کی اپنے قبضہ میں کر لی تھی وہ کوڑھی ہو گیا اسکے سارے بدن میں آبلہ پڑ گیا سر پاؤں تک بلکہ اسکا سر گیا روایت ہے کہ مالک بن یسار نے برنس آپ کا لیا تھا وہ سڑی ہو گیا اور بیہودہ باتیں بکتا تھا ادھر ادھر منہ لوگوں کا تکتا تھا لوگ اسکے ساتھ مسخراپن کرتے سر اور پیٹھ پر اسکے خس و خاشاک لا کر دھرتے اور لڑکے اسکو پتھر مارتے آخر ایک شخص نے اس سنگدل کے سر پر ایسا پتھر مارا کہ فوراً وہ شیطان عدم کے گھاٹ پار ہو گیا داخل فی النار ہو گیا روایت ہے کہ جس شقی نے حضرت علی اصغر کے حلق میں تیر مارا تھا وہ ملعون اس مصیبت میں گرفتار ہوا کہ اسکے پیٹ کی طرف ایسی جلن ایسی لگی تھی کہ مارے گرمی کے پھکا جاتا تھا اور اسکی پیٹھ کی طرف ایسی سردی تھی کہ خدا کی پناہ اسکے آگے پنکھا پانی میں برف کے بھگو بھگو کے جھلتے تھے مگر کچھ خنکی نہ آتی تھی طبیعت بے چین ہوئی جاتی تھی اور پیچھے اسکے برابر آگ جلتی تھی مگر اسکو ذری گرمی نہیں آتی تھی سردی سے اکڑا جاتا تھا واویلا کرتا تھا جان جاتی تھی ہر دم آہ سرد سینہ گرم سے بھرتا تھا واویلا وامصیبتا کرتا تھا اور پیاس کا وہ زور گرمی کا وہ شور کہ گھڑی گھڑی گھڑے کے گھڑے پانی پی جاتا تھا مگر پیاس نہیں بجھتی تھی کچھ تسکین نہیں پاتا تھا کہتا اور لاؤ اور لاؤ پانی سرد پلاؤ آخر اسی طرح ایک دن پیٹ اسکا پھٹ گیا کلیجہ اسکا الٹ گیا پیاس پیاس کہتے ہوئے عدم کے گھاٹ پار ہو گیا داخل فی النار ہو گیا روایت لطائف اشرفی میں ہے کہ شمر ذی الجوشن نے تھوڑا سونا حضرت امام حسینؑ کے خیمے میں لوٹا تھا اس سونے میں سے کچھ سونا اپنی دختر بد اختر کو دیا اسکی بیٹی نے وہ سونا سنار کو زیور بنانے کو دیا جب سنار نے اس سونے کو آگ میں ڈالا وہ سونا جلکر خاک ہو گیا شمر نے یہ حال سنکر غصے سے جل بھنکر سنار کو بلایا اور وہ باقی سونا اسے دیا کہ میرے سامنے اسکو آگ میں ڈال دیکھوں تو کسطرح خاک ہو جاتا ہے سنار نے سامنے اسکے سونے کو آگ میں ڈالا وہ سونا اسی طرح جلکے راکھ ہو گیا روایت لطائف اشرفی میں ہے کہ کوفیان بدبخت چند اونٹ شاہزادی کے لوٹ لائے تھے جب انکو ذبح کر کے پکایا گوشت ایسا تلخ ہو گیا کہ کوئی شقی ایک لقمہ بھی کھا نہ سکا روایت شواہد النبوۃ میں ہے کہ ایک بدبخت نے بعد شہادت شاہزادے کے مدینہ منورہ میں خطبہ پڑھا اور قتل ہونے

پر امام حسینؑ کے اظہار خوشی کا کیا اُس رات کو تین شعر عربی کے کسی ہاتف غیبی نے بآواز بلند پڑھے جسکا ترجمہ اردو میں یہ ہے
اے مارنے والو امام حسینؑ کے نادانی سے * مژدہ ہو تمکو عذاب اور ذلت کا * آسمان پر جو اہل ہیں انبیا کی *
اور سب فرشتے تم پر نفرین کرتے ہیں * بیشک تم ملعون ہوئے سلیمان کی زبان پر * اور موسی اور عیسی کی
زبان پر * روایت ہے امام حسن بصری کہتے ہین کہ ایک شخص مسائل شرعیہ سیکھنے ہمارے پاس آیا کرتا تھا
مگر ہمکو اسکی صحبت سے بڑی اذیت رہتی تھی اسواسطے کہ بولنے کیوقت اسکے منہ سے ایسی بدبو آتی تھی کہ جان ہی نکلی
جاتی تھی اور ہم ہارے شرم کے اُس بدبوئی کا سبب اس سے استفسار کر نہیں سکتا تھا آخر مین نے ایکدن اُس سے
اسکا سبب پوچھا اُسنے سر جھکا لیا اور بہت شرمندہ ہوا پھر کہا کہ مین اس بدبوئی کا حال آپ سے عرض کرتا ہون
مگر مجھے رسوا اور خوار نکرنا اور کسی پر اُسکو اظہار نکرنا حقیقت حال یہ ہے کہ مین معرکہ کربلا مین لشکر ابن زیاد مین تھا اور
آب فرات کی نگہبانی کرتا تھا لشکریان امام حسین سے کسی کو فرات کے کنارہ پر آنے نہ دیتا تھا اور ایک بوند پانی امام تشنہ کام
کے خیمے مین جانے نہ دیتا تھا بعد واقعہ کربلا کے ایک رات مین نے خواب مین دیکھا کہ قیامت قایم ہے اور مین پیاس سے
بے اختیار ہو رہا ہون لب اور زبان پر کانٹے پڑ گئے ہین کوئی بے ناچار ہو رہا ہون جس شخص سے پانی مانگتا ہون
مجھے دیتا نہیں واویلا کرتا ہون کوئی میری خبر لیتا نہین ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور سیدنا علی مرتضیٰؓ اور جناب فاطمہ زہراؓ اور شہنشاہ کونین حضرت امام حسنؑ و حسینؑ اور بعضے اکابر صحابہ
حوض کوثر کے کنارے بیٹھے ہوے ہین اور بہتیرے صحابہ گرد و پیش کھڑے ہین اور چند لوگ آدمیون کو پانی پلا رہے ہین مین
دوڑا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے گیا اور پانی طلب کیا آپ نے فرمایا اسے پانی پلاؤ کسی نے مجھے پانی ندیا
اور میری طرف کچھ التفات نہ کیا تین بار مین نے اسی طرح سے حضور نبوی مین استغاثہ کیا مگر کسی نے میری حال پر رحم
کھا کے پانی نہ دیا چوتھی بار بآواز بلند حضرت سرور عالم سے مین نے پانی مانگا آپ نے فرمایا اسے پانی کیون نہین دیتے لوگون نے
کہا یا رسول اللہ یہ شخص لشکریان ابن زیاد سے فرات کے کنارے پانی پر نگہبان تھا تشنہ کامان حسینؑ کو فرات کے کنارے
آنے نہ دیتا تھا اور ایک قطرہ پانی خیمے مین شاہزادون کے جانے نہ دیتا تھا حضرتؐ نے فرمایا ہان تب اسکو قطران پلادو قطران
ایک قسم کا تیل سیاہ نہایت بدبو کا لا ہوتا ہے غرض لوگون نے مجھے قطران پلایا اسکے بعد مین نیند سے چونک پڑا
اُسی وقت سے میرے منہ سے یہ سڑی بدبو آتی ہے کہ جان نکلی جاتی ہے اور جو کھاتا ہون قطران ہو جاتا ہے اور بدبو اُسکی
کلیجا میرا اور میری ہمنشینون کا منہ کو آتا ہے امام حسن بصری نے فرمایا کہ دور دور آج سے پھر میرے سامنے نہ آنا آخر وہ بدبخت
اِسی بلا مین کمال رسوائی کے ساتھ مرگیا شعر رسولِ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پہ

بھی مذکور ہے روایت ہے ابو المفاخر کہتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف خانہ کعبہ کر رہا ہے اور منہ پر ایک پردہ لٹکائے آہ سرد بھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ خداوندا میرا گناہ بخش دے اور مین یقین جانتا ہون کہ تو میرا گناہ نہ بخشیگا میری خطا معاف نکریگا مشائخ حرم نے کہا کہ اے بھائی منہہ پر پردہ ڈالے اتنا تم کیون روتے ہو خدا کی رحمت سے کیون نا امید ہوئے ہو ہر چند گناہ کسی کا ریگ دریا سے بھی دوبالا ہو مگر جب وہ آدمی جناب باری مین رجوع کرتا ہے توبہ اور گریہ و زاری کے ساتھ خضوع کرتا ہے تو حق تعالی سب گناہ اُسکے معاف کر دیتا ہے صفحہ اعمال کو اُسکے حرف و خطا سے صاف کر دیتا ہے بتلا تو سہی تجھے خدا کی رحمت سے یاس کیون ہے کون سی تو نے خطا کی ہے اسقدر بدحواس کیون ہے اُس شخص نے کہا اچھا ادھر آؤ میرا حال سنتے جاؤ سادات اور مشائخ حرم اُسکے پاس گئے اُسنے کہا کہ مین شریک اُس لشکر بداختر کے تھا جو حضرت امام حسینؑ کے سر ڈالا تھا غرض جب بعد واقعہ کربلا کے سر کو حضرت امام حسینؑ کے ہم لوگ یزید کے پاس دمشق مین لیچلے اور ہم لوگ پچاس سپاہی تھے کہ نگہبانی سر سرور کی کیا کرتے تھے اور شمر وغیرہ اشقیا سر شاہزادے کو بیچ مین دھر کے چارون طرف سے حلقہ کرکے شراب پیا کرتے تھے اور مین دور سے انکا حال دیکھ کے متاسف ہوتا تھا اور کبھی کبھی اپنی شقاوت پر روتا تھا ایک رات سب اشقیا حسب معمول شراب پیکے سو گئے نشہ مین چور و غافل ہو گئے اور مجھے نیند نہ آتی تھی طبیعت اُس شب کو بہت گھبراتی تھی ناگاہ آواز رونے کی کان مین آئی چونکہ رونے والا کوئی نظر نہ آیا اور زیادہ طبیعت گھبرائی ناگہان مین نے آسمان کی جانب نظر جو اٹھائی تو کیا دیکھتا ہون کہ دروازہ آسمان کا کھلا ہے اور اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک خیمہ نورانی آسمان سے اترا اور برابر سر شاہزادے کے آکر ہوا پر معلق ٹھہر گیا پھر تین آدمی روحانی نورانی آسمان سے آئے اور زیارت سر سرور کی کرنے لگے ایک شخص سبز جامہ پہنے ہوے اور سفید عمامہ باندھے ہوے میرے سرہانے کھڑا تھا مین نے اُس سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اُسنے کہا مقربان بارگاہ رب جلیل ہین یعنی حضرت جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ ہین پھر حضرت جبرئیلؑ نے خیمے کے پاس آکر کہا کہ یا صفی اللہ خیمے سے آپ اترین مین نے دیکھا کہ حضرت آدمؑ اور شیثؑ اور ادریسؑ خیمے سے اُتر کے آئے اور زیارت سر شاہزادہ فرمائی پھر جبرئیلؑ نے خیمہ کے پاس آکر کہا یا نجی اللہ آپ اُترین مین نے دیکھا کہ حضرت نوحؑ اور سامؑ اُترے پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ یا خلیل اللہ اب آپ اُترین پس حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اُترے پھر کہا یا کلیم اللہ اب آپ نزول فرمائین پس حضرت موسیؑ اور ہارونؑ اُترے پھر کہا یا روح اللہ اب آپ اُترین پس حضرت عیسیؑ اور شمعونؑ اُترے اور جو پیغمبر آتے تھے زیارت سر شاہزادے کی فرماتے تھے پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ یا حبیب اللہ آپ نزول اجلال فرمائین پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مع اصحاب کبار اور شیر خدا علی مرتضیؑ اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت حمزہ اور جعفر طیار کے نزول اجلال فرمایا جب

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمے سے اُترے تو مین نے دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی جگہ سے حرکت کرکے ستر قدم آگے
جاکے پیشانی کو اپنی پانون پر حضرت کے دھرکے باواز دردناک کہا کہ نانا جان حسینؑ آپ پر بان دیکھیے شامیان
بے وفانے ہم پر کیسے کیسے ستم پہونچائی آپ کی عظمت کچھ بھی خیال مین نہ لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر شاہزادے
کا اُٹھایا اور منھ پر منھ مل مل کے رونے لگے بیتاب ہونے لگے اُسوقت ساری انبیا بھی بموافقت آپ کی روتے
تھے مضمون اس غزل کے ساتھ ہمکلام ہوتے تھے **غزل** آدم درین خرابہ غم و درد مبتلاست ✤ کشتی نوح غرقہ
طوفان ابتلاست ✤ گویا برای ماتم سلطان دین حسینؑ ✤ خیدین خروش و ولولہ در خیل انبیاست ✤ اینہا غم از برائے
دل مصطفےٰ خورند ✤ آن خود چہ داغہاست کہ بر جان مصطفےٰ ست ✤ گر مرتضیٰ بگرید ازین غصہ در خورست ✤ در
فاطمہ بنالد ازین حال روا ست ✤ جبرئیلؑ نے کہا یارسول اللہ اگر حکم ہو تو شامیون کا وہی حال کردون جو حال قوم
لوط کا مین نے کیا تھا آپ نے فرمایا نہین قیامت کے دن اُنسے اور ہم سے لڑائی ہوگی پھر حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ
یارسول اللہ تھوڑی فرشتے حاضر ہین کہتے ہین کہ ہمین حکم الٰہی ہوا ہی کہ ان سب بچاسون کہ بہانان یعنی پہرے والونکو مار ڈالین
سر انکا اتار ڈالین آپ نے فرمایا ہان حکم الٰہی بجالا مین ان سب کو جہنم مین پہونچائین پھر تو پہرے والون پر شباشب
فرشتون کی تلوارین آگ کی چلنے لگین لاشین اشقیا کی لکڑی کی طرح جلنے لگین یہانتک کہ انچاس آدمی جل گئے
جب میری نوبت آئی ہین نے کہا آہ الامان یارسول اللہ تب آپ نے فرمایا میرے سامنے سے دور ہو کا غفر اللّٰہ لک
اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نکرے تجھے اہل جنت نہ کرے اسواسطے مین یقین جانتا ہون کہ خطا میری معاف نہوگی کیونکہ یہ
حضرت کی خلاف نہوگی پس اہل حرم نے اُس سے کہا کہ منھ پر پردہ کیون لٹکائے ہے اُسنے کہا آتش خوف سے اسی واقعہ کے
میرا منھ جل گیا ہے رنگ چہرے کا بدل گیا ہے پس لوگون کے بہت کہنے سے اُس سور نے اپنے منھ سے کپڑا اُٹھایا تو معاذ اللہ
منھ اُسکا بجنسہ سور کا سا ہو گیا تھا اور دانت اُسکے سور کیطرح منھ سے باہر نکل آئے تھے مشائخ حرم نے کہا دور دور
ایسا نہو کہ شامت تیری ہملوگون کو بھی اثر کر جاوے وہ سور منھ پر پردہ لٹکا کے حرم سے باہر چلا ہنوز دس قدم
حرم سے باہر نہ گیا تھا کہ ناگاہ ایک بجلی غضب کی ہوا سے اُس شیطان پر گری وہ ملعون اُسی جگہ جل کے راکھ
ہو گیا **قطعہ** از برق ستم ہر کہ زد آتش بشہیدان ✤ شد سوختہ صاعقہ خشم الٰہی ✤ وز ہر کہ الم یافت دل آن شہ مظلوم
حقا کہ ببایدالم نامتناہی ✤ **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی
مدام ✤ **روایت** ہے کہ قیامت کے دن جب سواری جناب فاطمہ زہرا کی نکلے گی تو مجمع اولین و آخرین
مرد و عورت سب کو حکم باری ہوگا کہ سب لوگ اپنی آنکھین بند کرین کہ خاتون جنت کی سواری آتی ہے اور